ماہنامہ
جوابِ عرض
جون 2013
کانچ کی گڑیا نمبر
RS:85

ماہنامہ جوابِ عرض لاہور
ماہ جون 2013ء کے شمارے
کانچ کی گڑیا کی جھلکیاں

16 — جنون عشق (قسط 4) — ریاض احمد لاہور
58 — دلہا مل گیا — مثال سنگھی، گوجر خان
32 — اب لوٹ آؤ — کشور کرن، چونکی
64 — کانچ کی گڑیا — شازیہ چوہدری، شیخوپورہ
38 — دل سنبھل جا ذرا..... — پریا، اٹک
66 — خاموش محبتیں (قسط 4) — اے آر راحیلہ منظر، جمبرونی، فیصل آباد
52 — صدا شکر تمہیں اپنا لیا — سدرہ، جمبرونی
98 — عشق محبت ہار گئے ہم — انتظار حسین ساقی، تاندلیانوالہ، فیصل آباد

کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریتی گن روڈ، لاہور)

ماہنامہ جوابِ عرض لاہور
ماہ جون 2013ء کے شمارے
کانچ کی گڑیا کی جھلکیاں

110 — انوکھے روپ — مجید احمد جائی، ملتان
118 — انتظار مسیحا — ریاض حسین شاہد، قبولہ شریف
125 — میرا پیار یاد رکھنا — حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری فیصل آباد
134 — چولستانی محبت — آصف سانول، بہاولنگر
142 — جس تن لاگے سو تن جانے — صدا حسین صدا، کلاسکے
154 — مقام کیسا اور کام کیسا — نیلم، چونکی
166 — کیا مجرم ہوں — راشد لطیف، بھیرے والا
آئینہ روبرو / غزلیں — کالم ملاقات

کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریتی گن روڈ، لاہور)

اسلامی صفحہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے گناہ میرے سامنے پیش کئے گئے تو ان گناہوں میں سب سے بڑا گناہ جو میں نے دیکھا وہ قرآن کو یاد کر کے بھلا دینا تھا۔ (نسائی)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پورا قرآن یا اس کا ایک حصہ یاد کیا اور پھر اس کو بھلا دیا تو وہ اللہ سے کوڑھی ہو کر ملاقات کرے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن منفضل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں جمع ہوں اور پھر بغیر مجھ پر درود پڑھے وہاں سے کھڑے ہو جائیں تو اس مجلس میں برکت نہ ہوگی اور یہ مجلس قیامت میں ان پر موجب حسرت ہوگی۔ (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کا کسی مشورہ کے لئے کسی جگہ جمع ہونا اور بغیر ذکر الٰہی اور درود کے وہاں سے کھڑے ہو جانا، ایسا ہے جیسے کی مرے ہوئے گدھے پر جمع ہوں اور بدبودار چیز پر سے اٹھ کر چلے گئے۔ (ابوداؤد)

عثمان چوھدری اینڈ قادریار۔ ڈڈیال آزاد کشمیر

حضورؐ کی باتیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ کی حفاظت ونگرانی کے لئے امیر مقرر فرمایا۔ انہوں نے شکایت کی کہ آپؐ مجھ کو عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

محمد منیب رضاء۔ منڈی بہاؤالدین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر مسجد کے ساتھ تھا۔ جس میں ازواج مطہرات کے لئے چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ گھر کا سامان بہت مختصر تھا۔ سادہ قسم کے چند برتن تھے لکڑی کا ایک پیالہ تھا، چمڑے کے گدے کا بستر تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی، کھانا پینا بھی بہت سادہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے میری مثال اس مسافر کی سی ہے جو کسی درخت کے سائے آرام کرے اور پھر اسے چھوڑ کر اپنی راہ لے۔

محمد منیب رضاء۔ منڈی بہاؤالدین

عفو و درگزر

عفو کے لغوی معنی ڈھانپنا، مٹانا، معاف کرنا اور درگزر کرنا ہے یعنی اللہ کا بندے کے گناہ پر پردہ ڈالنا اسے مٹا دینا اور اسے بخش دینا ہے قرآن پاک میں یہ لفظ مغفرت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اصطلاح شریعت میں عفو سے مراد ہے کسی کی زیادتی اور برائی کو انتقام کی قدرت کے باوجود معاف کر دینا اور انتقام نہ لینا قدرت اور طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اگر انسان انتقام نہ لے سکتا ہو تو یہ عفو نہیں ہوگا بلکہ اسے بے بسی کا نام دیا جائے گا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا عفو صرف قادر اور طاقت ور ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔ عفو کا ادنی درجہ یہ ہے کہ آدمی معاف کر دے خواہ طبیعت اس پر آمادہ نہ ہوا اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ دل کی خوشی کے ساتھ معاف کرے اور اگر ممکن ہو تو اس کے ساتھ کچھ احسان بھی کرے۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا ہے آپؐ نے ایک کافر سے کھجوریں قرض لیں آپ حضرت عمر کے ساتھ جا رہے تھے کہ وہ کافر آ گیا اور وقت مقررہ سے پہلے ہی اپنے قرص کا تقاضا شروع کر دیا اور گستاخی شروع کر دی کہ آپؐ کے گلے میں چادر ڈال کر بل ڈالے اور کھینچنا شروع کر دیا حضرت عمر نے اس پر تلوار کھینچ لی آپؐ نے حضرت عمر کو روک دیا اور اس کافر کو معاف کر دیا اور حضرت عمر کو حکم دیا کہ اسے کھجوریں واپس کر دو اور جو غصہ تم نے اس پر کیا ہے اس کے بدلے میں احسان کے طور پر کچھ کھجوریں اور زیادہ دے دو۔ ارشاد ربانی ہے ''اور چاہے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کیا کریں تم یہ نہیں چاہتے کہ خدا تم کو معاف کر دے''۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتے آپؐ نے برائی کا بدلہ اچھائی سے دیجئے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے آپؐ سے پوچھا یا رسول اللہ میں اپنے خادم کا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں۔ آپؐ نے تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا۔ سعین مرہ ترجمہ، ہر روز ستر مرتبہ، حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ پیچھے سے آپ کی آواز آئی جان لوا ے ابو مسعودؓ جتنا اختیار تم کو اس غلام پر ہے اس سے زیادہ اختیار اللہ تعالیٰ کو تم پر ہے، ایک دوسرے کو معاف کرتے رہا کرو تمہارے باہمی کینے دور ہو جائیں گے اسلام عفو درگزر اخوب، برداشت، اور رواداری، کا دین ہے اور اپنے ماننے والوں میں بھی یہی اوصاف حمیدہ کے فروغ کا داعی ہے قرآن پاک نے متقین اور مومنین کی ایک اہم صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے (متقین) غصہ کو پی جانے والے لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ آخر خطبہ حج میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ''مسلمان کا خون، مال اور عزت اتنی ہی قابل احترام ہے جتنا قابل احترام یوم عرفہ اور شہر مکہ، اسلام محبت، احترام، اخوت، رواداری اور عفو درگزر سکھاتا ہے جس کی بدولت اسلام جسموں کو نہیں بلکہ دلوں کو فتح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

محمد ہارون قمر۔ سیج پور ہزارہ

☆☆☆

مشہور و معروف شاعرہ کشور کرن کی ذاتی شاعری

غزل

جلایا ہی تھا دیا ابھی کچے مکان پر
ہوا کے تیز جھونکے نے آ کر بجھا دیا
چاند بھی تھا دور اور کوئی روشنی نہ تھی
اندھیروں نے میرے گرد ایک دائرہ لگا دیا۔
کھلنے ہی لگا تھا گل میرے گلشن کے آنگن میں
ظالم زمانے نے توڑ کر پہلے ہی گرادیا۔
ہم چپ رہے کہ ہم کو ملے گا سچا پیار
خود ہم نے زبان کو اپنی تالا لگا دیا
ہم جی نہ سکیں گے کرن اس کی جدائی میں
نجانے کیوں خدا نے میرا نصیب مٹا دیا۔

غزل

آنکھوں کے راستے تجھے دل میں اتارا تھا
تو پیار تھا پہلا صنم مجھے جان سے پیارا تھا
اب لوٹ ہی آئے ہو تجھے دل میں جگہ دیں گے
تو نے کتنی بے دردی سے موجوں میں اتارا تھا
اب یاد کرو وہ دن جب تم نے یہ کہہ ڈالا
تیرے جیسے لاکھوں ہیں میں نے ٹائم گزارا تھا
نہیں پیار ملا تجھ کو میرے پاس چلے آئے
میں نے تیری پیاس کے لیے سمندر کو اچھالا تھا۔
تیری یاد میں آنکھیں میری برسی ساون کی طرح
پھر بھی تجھے اے بادل کب میں نے پکارا تھا۔
نہیں بھولے تجھے سنگدل نہ سوئے راتوں کو۔
ہر دن تیری یاد میں کرن رو رو کر گزارا تھا۔

غزل

اپنے خون کی چند بوندیں لے کر
تیرا نام لکھا جب کاغذ پر
میرے آگے جھک کر قلم میرا
مجھے کہنے لگا تو پیار نہ کر
جو چھوڑ گیا دھوکہ دے کر
اس کے لیے دل بیقرار نہ کر
سن کر قلم کی فریادیں
میرے آنسو چھم چھم گرنے لگے
اور دل پہ تیر سے چلنے لگے
باقی جو خون کے قطرے تھے
مچل کر قلم سے کہنے لگے
کیوں بے وفا اس کو کہتا ہے
وہ ان رگوں میں رہتا ہے
ان خون سے اس کا رشتہ ہے
اس خون سے اس کا رشتہ ہے

غزل

تمہیں مجھ کو سمجھنے میں کچھ دیر لگی
ہم تیرے اپنوں میں تیری قدر بڑھادیں گے
یا خود کو سزادیں گے
یا خود کو سزادیں گے
جس راہ سے تم گزرو میں اس میں بکھر جاؤں
ہم خود کو تیری راہ کی وہ خاک بنادیں گے۔
یا خود کو سزادیں گے
یا خود کو سزادیں گے
ہر قدم پر ساتھ میرے تو نے چل کر دیکھا ہے
ہر مشکل سفر کو ہم آسان بنادیں گے
یا خود کو سزادیں گے
یا خود کو سزادیں گے
پھولوں کی گردش بھی موسم میں ہوتی ہے
م جھائے پھولوں کو گلشن میں کھلادیں گے
یا خود کو سزادیں گے
یا خود کو سزادیں گے
کوئی مجھ سے ہو گستاخی یہ جان بھی حاضر ہے

سانسوں کی بجھتی شمع تیرے نام لگادیں گے
یا خود کو سزادیں گے
یا خود کو سزادیں گے
چاہے سانسیں رک جائیں
دھڑکن بھی تھم جائے
اس کی یادوں میں کرن ہم خود کو مٹادیں گے
یا خود کو سزادیں گے
یا خود کو سزادیں گے

غزل

جا دس دے ساری دنیا نوں
اساں پیار تیرے نال پا چھڈیا
ہن نکل نئیں سکدا دل چوں تو
انساں ایسا جندرا لا چھڈیا
ناں لگے تتی ہوا تینوں
تیرے لئی اساں بدل منگ لیے نئیں
تیرے سر تے سایہ رکھن لئی
مینوں وانگ تندور جلالینا
اس زندگی ساںواں سوچاں نوں
اساں تیرے نانویں لاچھڈیا
ناں دور ہون دا سوچیں توں
تیری راہواں وچ مرجاواں گی
میں جان تلی تے رکھ لئی اے
نالے کفن گلے وچ پا چھڈیا
اس دنیا تو ہن ڈرنا نئیں
اسیں پیار کراں گے رج رج کے
اک دوجے دی بانہہ پھڑ کے کرن
اسیں دنیا نوں دیکھا چھڈیا

غزل

ہمیں الفت کی راہوں میں لگا کر چلے نہ جانا
محبت کا نشیلا جام پلا کر چلے نہ جانا
کرو وعدہ یہ دل میرا کبھی بھی ٹوٹنے نہ پائے
یہ تیرے لیے مچلتا ہے ٹھکرا کر چلے نہ جانا
محبت کے طوفان اکثر امڑ تے ہیں جوانی میں
تم اس دل کے ارمانوں کو ہلا کر چلے نہ جانا
میرے دل کے اس گلشن کو بہاروں میں بدل دینا۔
بہاریں بخش کر جانا خزاں دے کر چلے نہ جانا
زندگی کے خالی کاغذ پر لکھیں گے نام تیرا ہی
تم اپنے دل سے میرا نام مٹا کر چلے نہ جانا
یہ مہندی چوڑیاں کنگن یہ بندیا تیرے لیے
تم اپنی سیج پر مجھ کو کرن دلہن بنا کر چلے نہ جانا

غزل

لوگ جب کریں گے تنگ
تو ہم عہد کرلیں گے
ہار جائیں گے جب جنگ
تو ہم عہد کرلیں گے
زمانے سے لڑ لڑ کے ہم نے
جینا سیکھ ہی لیا ہے
جینے کا جب نہ ہوگا ڈھنگ
تو ہم عہد کرلیں گے
کہتے ہیں وفا کا رنگ بڑا سنگیں ہوتا ہے
کرن چڑھا کر وہ ہی سارا رنگ
تو ہم عہد کرلیں گے۔

غزل

یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
کیوں پیار میرا ٹھکرایا غیروں کی سیج سجائی
تیرے ہاتھوں کا رنگ بدل گیا
میرے دل کا لہو نچڑ گیا
تو دلہن بن گئی سج دھج کے
میری جان لبوں پر آئی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
کیوں پیار میرا ٹھکرایا غیروں کی سیج سجائی
تو ہم کو تڑپتا چھوڑ گئی
غیروں سے رشتہ جوڑ گئی
ہم تجھے پکارتے رہ گئے
تو نے ہم سے دوری بڑھائی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
کیوں پیار میرا ٹھکرایا غیروں کی سیج سجائی
میرے مرنے کی ہرجائی
جب خبر تیرے تک آئی
تو ساری رسمیں بھول گئی
کیوں آنکھ تیری بھر آئی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
کیوں پیار میرا ٹھکرایا غیروں کی سیج سجائی

مشہور و معروف شاعرہ نائلہ طارق کی ذاتی شاعری

یہ بھی چاہت کا صلہ ہونا تھا
عید پر تم سے جدا ہونا تھا
رسم و راہ تم نے بدل ڈالی
آج تو یہ واقعہ بھی ہونا تھا
میں نے دیکھا ہے زرد موسم میں
پھولوں کو خوشبو سے جدا ہونا تھا
تیرے لب سے دعا نکلتی تھی
تیرے لب سے گلہ ہونا تھا
تیرے ہاتھوں میرے مقدر کا
فیصلہ برملا بھی ہونا تھا
اے ستم گر تیری محبت میں
اس قدر فاصلہ بھی ہونا تھا
اب یہ سوچتی ہوں فراق میں تیرے
زندگی کا خاتمہ بھی ہونا تھا

غزل

کتنے رنج وملال رکھتا ہے
دل کے شیشے میں بال رکھتا ہے
میں محبت کمال رکھتی ہوں
وہ رنجشیں کمال رکھتا ہے
کمال شخص ہے آج کی باتیں
کل پر وہ ٹال رکھتا ہے
ہے وہی کامیاب دنیا میں
ماضی رکھتا ہے حال رکھتا ہے
تجھ کو خوشیاں نڈھال رکھتی ہیں
مجھ کو غم نڈھال رکھتا ہے
مجھ کو تاریکیاں نہیں بھاتیں
وہ بھی روشن خیال رکھتا ہے

اونچے محلوں کو دیکھ کر مفلس
لب پہ کتنے سوال رکھتا ہے
میرے حصے کی دل نشیں سی یادیں
کون دل میں سنبھال رکھتا ہے
نائلہ حرص وہوس کی دنیا میں
کون کسی کا خیال رکھتا ہے

غزل

ساتھی غم کا ساز نہ چھیڑو
میں نے کافی صدمے جھیلے
میں نے آنسو ضبط کئے ہیں
سینے میں پلتے ہیں طوفان
جاؤ دکھ کی بات نہ چھیڑو
ہاں سچ ہے ہم ہی برے ہیں
نوکیلے کانٹوں پر چل کر
ہم نے نبھائی رسم محبت
دار کے پھندے تک کو چوما
اور نبھائی رسم الفت
پھر بھی ہم مطعون ہوئے ہیں
سب کچھ اپنا قربان کر کے
کیا تم کو معلوم ہے
ارض وطن کی مٹی میں نے
اپنے دوپٹے میں باندھی ہے
جب تک ہے یہ دوپٹہ سر پر
اس مٹی کی ہوگی حفاظت
یہ مٹی دل وجان سے پیاری
عصمت وناموس سے پیاری
اس کی حفاظت عین عبادت
اس کا تحفظ فرض ہے میرا
پشتوں سے ہم چومتے آئے
اس کی خاطر دار کے پھندے
جاؤ دکھ کی بات نہ چھیڑو
جب تک جسم میں روح رہے گی
جب تک ہے یہ دوپٹہ سر پر
اس مٹی کی ہوگی حفاظت

غزل

میں کہ ندیا ہوں روز بہتی ہوں
شعر بھی فی البدیہہ میں کہتی ہوں
میری سکھیاں سوال کرتی ہیں
کیوں میں کمرے میں چھپ کر روتی ہوں
میرا پینسل مجھے یہ کہتا ہے
عصیر حاضر کی ایک سسی ہوں
میری توقیر سب پہ لازم ہے
میں بھی حوا کی ایک بیٹی ہوں
تیرا ہجر مار ڈالے گا مجھے
روز سانول کا خون کرتی ہوں
ہجر جاناں میں بیٹھ کر اکثر
میں عطاء اللہ کے گیت سنتی ہوں
لفظ نفرت سے مجھ کو نفرت ہے
میں محبت کی ایک دیوی ہوں
مجھ کو اہل چمن پہ رکھتے ہیں
موتیا ہوں میں لاجونتی ہوں
اور ہوتا کوئی تو مر جاتا
نائلہ کرب جتنے سہتی ہوں

نائلہ طارق۔لیہ۔

نئی نسل کی اُبھرتی ہوئی شاعرہ آمنہ راولپنڈی

غزل

ہنسے ہیں یوں ہی ہنسیں کہ رلا جاتے ہیں لوگ
ملتے ہیں یوں ہی مل کر جدا ہو جاتے ہیں لوگ
پل دو پل کی محبت کو عمر بھر کا ساتھ نہ سمجھنا
محبت بھی کرتے ہیں اور خفا بھی ہو جاتے ہیں لوگ
نصیب میں پیار نہ تھا جو مجھے ملا ہی نہیں
کر کے اظہار محبت بے پرواہ ہو جاتے ہیں لوگ
اب کس سے شکوہ کریں اپنی قسمت کا ہم آمنہ
کر کے وفا کے وعدے بے وفا ہو جاتے ہیں لوگ

تم کو معلوم شاید یہ کبھی ہو کہ نہ ہو
میری راتیں تیری یادوں سے بجی رہتی ہیں
میری سانسیں تیری خوشبو میں بسی رہتی ہیں
میری آنکھوں میں تیرا سپنا سجا رہتا ہے
ہاں میرے دل میں تیرا عکس بسا رہتا ہے
اس طرح میرے دل کے بہت پاس ہو تم
تم کو معلوم بھی شاید یہ کبھی ہو کہ نہ ہو

کاش میں تیرا دل ہوتا

تیری یادوں تیری سوچوں پہ مشتمل ہوتا
تیرے ساتھ میں لمحہ لمحہ دھڑکتا رہتا
خود سے مجھ کو جدا نہ تو کر پاتا
تیری زندگی کا دارومدار میں ہوتا
میرے بغیر تیرا جینا بہت مشکل ہوتا
کاش میں تیرا دل ہوتا
میں آ کر خوش ہوتا تو ہنساتا تجھ کو
میں بھی روتا تو ساتھ رولاتا تجھ کو
تیرے سنگ جیتا سنگ ہی مرتا
تیری تمام چاہتوں کا محور ہوتا
کاش اے کاش کہ میں اس قابل ہوتا
کاش میں تیرا دل ہوتا

بہت خاموش لوگوں سے بہت الجھا نہیں کرتے
جو دل کو روگ لگ جائے وہ پھر سلجھا نہیں کرتے
چلو تم کہہ رہے ہو تو پھر ہم ایسا نہیں کرتے
مگر اب دل یہ واپس لیں یہ ہم سودا نہیں کرتے
ہمارا دل تمہارا ہے بھلا تم جس جگہ جاؤ
تسلی دل کو یہ دی ہے کہ تم دھوکہ نہیں کرتے
دلوں کے معاملے میں یہ تم ہی سے پیار کرتے ہیں
ہمیں تم بھول جاؤ گے یہ ہم سوچا نہیں کرتے
بہت خاموش لوگوں سے بہت الجھا نہیں کرتے
جو دل کو روگ لگ جائے وہ پھر سلجھا نہیں کرتے

بڑی بے چین ہستی ہے کبھی ملنے چلے آؤ
مجھے ہر سانس ڈستی ہے کبھی ملنے چلے آؤ
کوئی لمحہ نہیں گزرا تمہارا یاد سے خالی
یہ آنکھیں بھی برستی ہیں کبھی ملنے چلے آؤ
تمہارے بعد مجھ کو ہر گھڑی احساس ہوتا ہے
یہ دل ویران بنتی ہے کبھی ملنے چلے آؤ

تم محبت بھی موسم کی طرح نبھاتے ہو
کبھی برساتے ہو کبھی ایک بوند کو ترساتے ہو
پل میں کہتے ہو زمانے میں فقط تیرے ہیں
پل میں اظہار محبت سے مکر جاتے ہو
بھری محفل میں دشمنوں کی طرح ملتے ہو
اور دعاؤں میں میرا نام لیے جاتے ہو
دیار غیر میں مجھ کو تلاش کرتے ہو
ملوں تو پاس سے چپ چاپ گزر جاتے ہو
راکھ موسم کی طرح رنگ بدلتے ہو
آج تو کہہ دو ٹوٹ کر شدت سے ہمیں چاہتے ہو

(آمنہ......راولپنڈی)

ابھرتے ہوئے نئے شاعر منیر رضا ساہیوال کی شاعری

شاید لوٹ آؤ

جانے والے کا تم انتظار کرنا
خود کو کھو نہ دینا
راہوں کی دھول نہ ہو جانا
کسی پل میں کسی لمحہ
تم بھول نہ جانا
کسی پل کسی شام
تم انتظار کرنا
شاید لوٹ آئیں

دعا کرتے ہیں

آؤ سفر محبت کی ابتدا کرتے ہیں
ایک ساتھ جینے مرنے کی دعا کرتے ہیں
ہر ستم سہنے کی عادت بنا ڈالیں
پرانے زخموں کی دوا کرتے ہیں
محبت بڑا جرم لگتا ہے زمانے کو
پیار کرنے والوں کو سزا کرتے ہیں
ہم ہر ستم ہنس کے جھیل لیتے ہیں
نہ چاہنے والوں پہ بھی جان فدا کرتے ہیں
جدائی جن کی قسمت ہو گی رضا
ہم ان کے ملنے کی دعا کرتے ہیں

وہ آنکھ

وہ آنکھ نہیں تلوار لگتی ہے
مجھے تو زیادہ ہی بیقرار لگتی ہے
دل میں ہزاروں خواہشیں
شاید کسی کا انتظار لگتی ہیں
بچھی ہے جو راہوں میں
مجھے کسی کا پیار لگتی ہے
خوشبو سے وہ بہت معطر
مجھے پھولوں کا سنگھار لگتی ہے
جیسے جلوہ گر ہے زمانے میں
وہ آنکھ نہیں تلوار لگتی ہے
مجھے تو زیادہ ہی بیقرار لگتی ہے

یاد

ہزاروں غم ہزاروں ملال دے گیا
مجھے غموں کا اک نیا سال دے گیا
وہ کیا جانے شب ہجر کا دکھ
آسماں پہ ستارے کتنے ہیں یہ سوال دے گیا
کہہ گیا دسمبر کو یاد رکھنا ہے
کسی کے ہاتھ پرانی شال دے گیا
اب بھی شمار کرتا ہوں تیرے دیے زخم
تحفے میں مجھے کانٹوں کا جال دے گیا
لوگ اب بھی پوچھتے ہیں افسردگی کا راز
رضا کیا کہوں کوئی کیسا ملال دے گیا

تم نے تو کہا تھا

تم نے تو کہا تھا
سبھی موسم اپنے ہیں
مگر آج چہرے پہ ملال کیوں؟
آج یہ دل اتنا اداس کیوں
تم نے تو کہا تھا
کبھی نہیں مرجھائیں گے
آج ان پھولوں پہ شام کیوں
تمہارے ہاتھوں میں جام کیوں
زندگی ہر ادوار میں تمہارے ساتھ رہے گی
مگر آج اکیلے یہ سفر
کیا تمہیں تنہائی ڈستی نہیں
تمہارا دل تڑپتا نہیں
کسی کی یاد میں جلتا نہیں
کبھی ٹوٹتا کبھی سنبھلتا نہیں
تم نے تو کہا تھا
ہم کبھی جدا نہیں ہوں گے
میری قسمت کردی

جانے والا

ہزاروں دل میں ارماں لے گیا
وہ زندگی کا ساز و سامان لے گیا
بچھڑا اس ادا سے وہ شخص
میرے دل کے موسموں کا جہاں لے گیا
بہت روکا تھا جانے والے کو
وقت کا بھنور نجانے اسے کہاں لے گیا
بڑی آرزو تھی ملاقات کی
دل میں حسرتوں کا وہ طوفان لے گیا
ڈھونڈنے اب بھی ہیں کوچوں گلیوں میں
ساتھ اپنے وہ قدموں کے نشاں لے گیا
سنا تھا کچھ کہنا تھا مجھ سے
پھر کیوں اپنی خاموش زباں لے گیا
ایک گھر بنانے کی خواہش میں رضا
وہ خالی اپنے دل کا مکاں لے گیا
(منیر رضا...... ساہیوال

راجن پور کے ابھرتے ہوئے فوجی سمیع اللہ راجپوت کی شاعری

پیارے ابو جان کے نام

آپ کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے
آپ کو منا لانے کو دل چاہتا ہے
کیا کوئی یوں بھی روٹھتا ہے اپنوں سے
کیا کوئی یوں بھی دور جاتا ہے اپنوں سے
آپ کی شفقت کو ترستے ہیں آپ کے پیارے
آپ کی یاد میں آنسو بہاتے ہیں آپ کے دلارے
لوٹ آئیں اب کہ اب تو رہ نہیں جاتا
درد آپ کی جدائی کا سہہ نہیں جاتا
کیسی ہے زندگی اپنی آپ کے جانے کے بعد
الفاظ نہیں، شاید اس لیے کچھ کہا نہیں جاتا
پھیکے پڑ گئے آپ کی جدائی سے آپ کے چاند ستارے
رو رہے ہیں عید کے دن آپ کی یاد میں آپ کے پیارے
کیا ہماری یاد نہیں آتی آپ کو
جس طرح ہم روتے ہیں نہیں رلاتی آپ کو
بڑا نازک سا وقت نازک سے حالات ہیں
حواس کھو رہے ہیں نہ سوچیں ساتھ ہیں
ہر پل آپ کے آنے کا انتظار رہتا ہے
آپ کے ملنے کو یہ دل بیقرار رہتا ہے
آپ کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے
آپ کو منا لانے کو دل چاہتا ہے

غزل

آج اک مبہم سی امید ہوئی ہے تیرے آنے کی
چھوڑی نہیں تو نے کوئی کسر میرا دل جلانے کی
اس دل نے کب مانا کہ تو بیوفا ہے
ہم نے تو دیکھی ہیں راہیں ہمیشہ تیرے آنے کی
جب کبھی تو تنہا ہوتا ہو گا تو بھی روتا ہو گا
آنچل میں چھپا لیتا ہوں گا چہرہ کہیں
پڑ نہ جائے نظر زمانے کی
جاتے سے تیری بے رخی بھی سمجھ نہ پایا یہ دل
کہ عادت تھی تیری پرانی دوست، ہم کو ستانے کی
زمانے کا ہمیں کیا غم ہے تیری جدائی ہی کیا کم ہے
جس سے لگ گئی ہم پہ مہر دیوانے کی
آج ایک مبہم سی امید ہوئی ہے تیرے آنے کی
چھوڑی نہیں تو نے کسر میرا دل جلانے کی

کوشش

زخم دل سینے کی کوشش کرتے ہیں
اک بار پھر جینے کی کوشش کرتے ہیں
یہ زندگی بے مقصد نہیں ہے دوست
کیا ہے زندگی؟ یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں
کھونا، پانا تو ہے ریت زمانے کا
نئے سرے سے قسمت آزمانے کی کوشش کرتے ہیں
جو بیت گیا اسے بھول جاتے ہیں اک بار
تمام درد بھلا کے مسکرانے کی کوشش کرتے ہیں
بے کار گزر گئی زیست اپنی سمیع
جو سانسیں باقی ہیں خدا کو ماننے کی کوشش کرتے ہیں

اک دوست کے نام

بے دردوں کو کہاں کسی کا درد یاد رہتا ہے
اجڑا ہے اپنا گلشن ان کا آنگن تو آباد رہتا ہے
توڑا تھا کیوں تو نے تعلق میری ذات سے
بتا میرے دوست کیا ملا تجھے اس بات سے
مجھے چھوڑ کے تجھے تو رقیبوں کا سہارا مل گیا
خاک میں اپنا ارمان سارا مل گیا
(فوجی سمیع اللہ راجپوت سکھانیوالا)

نئے شاعر محمد ناصر شاہین کی شاعری

کبھی عشق ہوتو پتا چلے

بساط جاں پہ عذاب اترتے ہیں کس طرح
شب و روز دل پہ عتاب اترتے ہیں
کس طرح
کبھی عشق ہوتو پتہ چلے
یہ جو لوگ ہیں چھپے ہوئے پس
دوستاں
تو یہ کون ہیں؟
یہ جوروگ ہیں چھپے ہوئے پس جسم وجاں
تو یہ کس لیے؟
یہ جوکان ہیں میری آہٹوں پہ لگے ہوئے
تو یہ کیوں بھلا؟
یہ جو ہونٹ ہیں صف دوستاں میں
سلے ہوئے
تو یہ کس لیے؟
یہ جواضطراب رچا ہوا ہے وجود میں
تو یہ کیوں بھلا؟
یہ جوسنگ سا کوئی آ گرا ہے جمود میں
تو یہ کس لیے؟
یہ جودل میں درد چھڑا ہوا ہے لطیف سا
تو یہ کب سے ہے؟
یہ جو پتلیوں میں ہے عکس کوئی خفیف سا
سو یہ کب سے ہے؟
یہ جوآنکھ میں کوئی برف سی جمی ہوئی
تو یہ کیوں بھلا؟
یہ جودوستوں میں نئی نئی کمی ہوئی
تو یہ کیوں بھلا
یہ جو لوگ پیچھے پڑے ہوئے ہیں
فضول میں
انہیں کیا پتا؟ انہیں کیا خبر؟
کسی راہ کے کسی موڑ پر جوانہیں ذرا
کبھی عشق ہوتو پتہ چلے

تجدید وفا

تم اپنے اندر کے لاکھ موسم
چھپا لو مجھ سے
میں اپنے جذبوں کی چاندنی سے
نقاب سارے سمیٹ لوں گا
محبتوں کی کتاب کا بھی میرے ہی
نام انتساب ہو گا
میں چاہتوں کی ساعتوں سے جو
لوٹ آیا
تو دیکھ لینا
ہر ایک دل سے محبتوں کے
نصاب سارے سمیٹ لوں گا
تم اپنی چاہت کے سنگ ایک دن
میری نگاہوں میں تیرنا پھر
میں اپنی آنکھوں حجاب سارے
سمیٹ لوں گا
وفا کی تجدید کر رہا ہوں
میں بن کے دل تمہاری خاطر
سراب سارے سمیٹ لوں گا
میں چاہتوں کے کٹھن سفر کے
عذاب سارے سمیٹ لوں گا

دسمبراب بھی اس کا منتظر ہے

ہواؤں کی نگری میں اگر جانا ہو تمہارا
تو اس سے اتنا کہہ دینا
دسمبر اب بھی اس کا منتظر ہے
میرے کمرے کی کھڑکی سے بہار
اب بھی نہیں آئی
میری صبحیں ابھی تک سرد کمرے
کے کسی کونے میں
دبکی ہوئی ہیں
میری شاموں کے آنچل پر
اسی کی یاد کے جتنے ستارے ہیں
ابھی تک جگمگاتے ہیں
اسے کہنا بنا اس کے
ابھی تک کوئی اپنے بازوؤں پر سر ٹکا
کے دیر تک
اسی کی راہ تکتا ہے
ابھی تک کوئی محفل میں
بنا اس کے کسی بھی بات پر جب
مسکراتا ہے
تو اس کی آنکھوں کے گوشوں پہ اک
ہلکی نمی کی تہہ
اسے بے ساختہ رخ پھیر لینے پر
بہت مجبور کرتی ہے
اسے کہنا اگر وہ لوٹ آئے تو

(محمد ناصر شاہین)

ابھرتے ہوئے شاعر غلام فرید جاوید حجرہ شاہ مقیم کی شاعری

محسن

اس کو فرصت ہی نہیں وقت نکالے محسن
ایسے ہوتے ہیں بھلا چاہنے والے محسن
یاد کی دشت میں پھرتا ہوں ننگے پاؤں
دیکھ تو کبھی آ کے پاؤں کے چھالے محسن
کھو گئی صبح کی امید اور اب لگتا ہے
ہم نہیں ہوں گے کے جب ہوں گے
اجالے محسن
وہ جو ایک شخص تھا اپنا وہ بھی اپنا نہ رہا
اب کون ہے جو میرے درد سنبھالے محسن

دعا تیرے لیےN

زندگی کے کسی لمحے میں
جب امید کی روشنی
کم پڑنے لگے
تو گھبرانا نہیں
یاد رکھنا کے
زمین کے کسی کونے پر
دو ہاتھ
آپ کے لیے
ہمیشہ دعا گو ہیںN

شکوہ

دھواں بنا کے فضاؤں میں اڑا دیا مجھ کو
میں جل رہا تھا کسی نے بجھا دیا مجھ کو
کھڑا ہوں آج بھی روٹی کے چار حرف
لیے
سوال یہ ہے کہ کتابوں نے کیا دیا مجھ کو
سفید سنگ کی چادر لپیٹ کر مجھ پر
فاصلے شہر پہ کس نے سجا دیا مجھ کو
میں اک ذرہ بلندی کو چھونے نکلا تھا
ہوا نے تھام کے زمیں پر گرا دیا مجھ کو

دل پہ قیامت

آگ کے شہر میں تنکے کی حقیقت کیا تھی
دشت پر پھول کا سایہ تھا محبت کیا تھی
زخم تھے درد تھا تنہائی تھی ویرانی تھی
کیا بتاؤں کہ تیرے عشق میں راحت
کیا تھی
تجھ کو چاہا ہی نہیں تیری عبادت کی ہے
اک پتھر کو مگر اس کی ضرورت کیا تھی ایک
مدت ہوئی اظہار محبت کر کے
آج تک سوچ رہا ہوں کہ حماقت کیا تھی
کیا بتاؤں کہ یہاں پوچھ رہے ہیں
سب لوگ N
وہ جو گزری ہے میرے دل پر قیامت کیا
تھی

سارا زمانہ

ہوا جو کچھ بھلانا چاہیے تھا
اسے اب لوٹ آنا چاہیے تھا
یہ سارا بوجھ میرے سر پر کیوں ہے
اسے بھی غم اٹھانا چاہیے تھا
کیوں چپ چاپ ہی تعلق توڑ دیا
اسے پہلے بتانا چاہیے تھا
اسی کی یاد کی خوشبو ہے دل میں
تجھے جس کو بھلانا چاہیے تھا
ذرا غلطی پہ مجھ سے روٹھ بیٹھا
اسے کیا بس بہانہ چاہیے تھا
مجھے پا کر اسے کیا چین ملتا فرید
جسے سارا زمانہ چاہیے تھا

غزل

ظاہر کسی صورت بھی کہیں نام نہ کرنا
ہیں لوگ بہت خاص ہمیں عام نہ کرنا
جانے کی اجازت تو دے دیتے ہیں لیکن
رستے میں کہیں آتے ہوئے شام نہ کرنا
کچھ روز سے یہ حال ہے فرقت میں
تمہاری
بے کار پڑے رہنا کوئی کام نہ کرنا
ہم بھی نہ دیکھیں گے سر راہ غریباں
تم بھی میرے وعدوں کو سر عام نہ کرنا
یادوں کا نشہ ہوش اڑا دیتا ہے محسن
ساقی سے کہو سامنے اب جام نہ کرنا

غزل

ڈھل گیا آفتاب ساقی
لا پلا دے شراب ساقی
یا صراحی لگا میرے منہ سے
یا الٹا دے نقاب ساقی
میکدہ چھوڑ کر کہاں جاؤں
یہ زمانہ ہے خراب ساقی

(غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

ابھرتے ہوئے نئے شاعر اسد الرحمٰن شورکوٹ کی شاعری

غزل

ذرا سا من رکھ لینا میری پہلی محبت ہے
ستم تم سوچ کر کرنا میری پہلی محبت ہے
اگر جانے کی ضد ہے تو چلے جاؤ مگر سن لو
جلدی لوٹ کے آنا میری پہلی محبت ہے
جگر کے خون سے لکھ کر تجھے پیغام بھیجا ہے
اک اک لفظ کو پڑھنا میری پہلی محبت ہے
مٹ جاؤں گا دنیا سے مجھ دل سے مٹانا مت
سدا دل میں مجھے رکھنا میری پہلی محبت ہے
تو یہ محسن تو ہی رہبر تو ہی ہر ایک سہارا ہے
مجھے نہ چھوڑ کر جانا میری جان میری پہلی محبت ہے

ہاتھوں کی لکیروں پر اعتبا کر لینا
اگر بھروسہ ہو تو حدوں کو پار کر لینا
کھونا اور پانا تو نصیبوں کا کھیل ہے دوست
بس دل سے جو پیار دے اس سے پیار کر لینا

تمام عمر ہنس ہنس کے غم سہتا تھا
خوشیوں کو وہ شخص اکثر ترستا رہتا تھا
اعلانِ موت ہوا تو لوگوں نے یہ کہا
اچھا ہوا کہ مر گیا بہت اداس رہتا تھا

بہت مقدس ہے میرے پیارے نبیؐ کے قدموں کی دھول
کاش کہ اس دھول کا کوئی ذرہ میری قبر کی زینت بن جائے
مجھے یہ دکھ نہیں کہ مر جاؤں گا اک دن اے دوست
سوچتا ہوں کہ میرے بعد تیری خوشیوں کی دعا کون کرے گا

غزل

دیکھ لے آ کے ذرا چین سے سونے والے
کیسے روتے ہیں تیری یاد میں رونے والے
نہیں آیا میری میت پہ کوئی بھی اپنا
میرے قاتل ہیں میری لاش پہ رونے والے
تجھ کو آئے گی میرے لہو سے بھی وفا کی خوشبو
میرے اشکوں کے نشان چہرے سے دھونے والے
آدمی لاکھ سنبھل کر بھی چلے تو یارو
حادثے ہو کے ہی رہتے ہیں ہونے والے
مجھ کو غیروں سے نہیں کوئی شکایت یارو
میرے اپنے ہی ہیں میری کشتی ڈبونے والے

تازی ہے ابھی پہلی ملاقات کی خوشبو
جذبات میں ڈوبے ہوئے لمحات کی خوشبو
جس ہاتھ کو پل بھر کیلئے تھام لیا تھا تو نے
اک مدت سے ہے ہاتھ میں اسی ہاتھ کی خوشبو

سمیٹ کر لے جا اپنی یادوں کے ادھورے قصے
اگلی چاہت میں تجھے ان کی بھی ضرورت ہو گی

اٹھانا خود ہی پڑتا ہے تھکا ہارا بدن اپنا
کہ جب تک سانس چلتی ہے کندھا کون دیتا ہے
دلوں کی عمارتوں میں کہیں بندگی نہیں
اور پتھر کی مسجدوں میں خدا ڈھونڈتے ہیں لوگ

(اسد الرحمٰن، شورکورٹ شہر)

نئی نسل کی ابھرتی ہوئی نئے شاعرہ انعم نذیر چاند، وہاڑی

غزل

بہت چاہا اسے دل نے کہ سب کچھ بھول بیٹھے ہیں
ہوئے پاگل ہم اتنا کہ سب رشتے توڑ بیٹھے ہیں
کیسے روکیں ہم اس دل کو جو اپنا ہی نہیں ہے اب
محبت میں ہم اس دل کو بھی اس پر وار بیٹھے ہیں
دلائیں کیسے یقین اپنوں کو اپنی ہی محبت کا
کہ ہم تو سب کچھ ہی محبت میں ہار بیٹھے ہیں
اس سے بڑھ کے کیا تحفہ دوں اسے اپنی محبت کا
کہ اب تو زندگی اپنی بھی اس پہ وار بیٹھے ہیں
اس کو پانے کی خواہش اور اسی کی آرزو کرنا چاند
یاد ہے بس وہی باقی سب کچھ بھول بیٹھے ہیں

غزل

فضائیں بھی سوگوار ہیں کہ کیوں جا رہے ہیں ہم
شاید ان کو بھی دکھ ہے کہ جا رہے ہیں ہم
تمہارے نہ ہو سکے یہ منظور ہے ہم کو
کسی اور کا ہونے سے پہلے ہی جا رہے ہیں ہم
تیرے پیار میں جدائی نہ سہہ سکیں گے مستقل
کہ اپنی زندگی کا فیصلہ خود کر کے جا رہے ہیں ہم
بہت روکا ہم نے خود کو لیکن پھر بھی
نہ رہ سکتے بن اس کے بس جا رہے ہیں ہم
کیوں ہاتھ خالی رہ گئے یکطرفہ محبت تو تھی نہ
جیسے آئے تھے خالی ہاتھ ویسے ہی جا رہے ہیں ہم
بہت نہ سہی لیکن تھوڑا بہت ہی یاد رکھنا
تیری زندگی سے کچھ تو نہیں لے کے جا رہے ہیں ہم
بہت دکھ ہے شاید تیرے اپنوں کو
میرے ساتھ ہونے کا چاند
سدا خوش رہو تم بس دعا دے کے جا رہے ہیں ہم

غزل

کچھ بھی تو نہیں تھا یہ محبت کا افسانہ
کچھ دیکھا بھالا کچھ تھوڑا انجانا
کردار تھے فسانے کا کچھ وہ اور کچھ ہم
وہ تھا ہی کچھ ایسا کہ شاید نہ گیا پہچانا
ہم کہتے بھی تو کیا وہ سنتا ہی نہ تھا
نہ جانے وہ شخص اپنا تھا یا بگانہ
گلابوں کی طرح تھا سمجھا تھا جسے زندگی ہم
زندگی اجیرن کر گیا وہ کر کے محبت کا بہانہ
محبت کی ہے انتہا کی تو دیکھیں انجام
رابطہ نہ رکھنے سے تو نہیں ختم محبت کا فسانہ
چھوڑنے سے محبت ختم نہیں ہوتی چاند
پر چھوڑ کر وہ شخص ہمیں کر گیا بیگانہ

غزل

کبھی چھوڑا، کبھی رکھا، کبھی اپنا لیا مجھ کو
کھلونا سمجھا اس نے اور کھلونا بنا لیا مجھ کو
کبھی آنکھوں میں کبھی دل میں کبھی قدموں میں رکھا
کبھی سینے سے کبھی دھڑکن میں کبھی مٹی میں ملا دیا مجھ کو
میں روتی ہوں ساری رات یاد کر کے اس کو
کبھی چھیڑا کبھی ہنسایا کبھی رولا دیا مجھ کو
کبھی میرے لیے اس نے ساری دنیا کو چھوڑا
کبھی اپنی انا کیلئے اس نے بھلا دیا مجھ کو
کبھی کی بات اس نے میرے سے دشمنوں جیسی
کبھی یوں اس نے اپنی جان بنا لیا مجھ کو
کبھی کہہ دیا اس نے کہ نفرت ہے مجھے تم سے چاند
کبھی اس نے ہی خود مرنے سے بچا لیا مجھ کو

(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

جنون عشق

----تحریر۔ ریاض احمد۔ لاہور۔ قسط نمبر۴----

سب جانتا تھا سب کچھ جانتا تھا وہ کوئی نجومی تھا جو آنے والے وقت کے بارے میں جانتا تھا۔ اب وہی وقت ہے وہ مجھ سے دور ہے اور میں اس کو ڈھونڈنے کو بے تاب ہوں ہاں ماما میں اس کو ڈھونڈنا چاہتی ہوں وہ جہاں بھی ہے میں اس کو ڈھونڈلوں گی میں نے اس کو بہت دکھ دیئے ہیں اس کا بہت دل توڑا ہے وہ معصوم ہے ہاں وہ بہت ہی معصوم ہے جس کو میں معصوم سمجھتی تھی وہ معصوم نہیں نکلا اور جس کو میں کچھ بھی نہیں سمجھتی تھی وہ معصوم نکلا ہے مجھے اس کی ضرورت ہے ماں ماما مجھے اب اس کی ضرورت ہے وہ میرے دکھوں کو ختم کرسکتا ہے اپنے بے پناہ پیار سے ان سب زخموں کو مٹا سکتا ہے جو مجھے ملے ہیں جو میں نے خود ہی خریدے ہیں۔ اب میری زندگی کا کوئی بھی مقصد نہیں ہے ماسوائے اس کی تلاش کے۔ پھر میں نے اس کی تلاش شروع کردی۔ اس کے تمام جاننے والوں سے رابطے بڑھانے شروع کردیئے لیکن وہ کہیں بھی مجھے مل نہ سکا اس کا زمین نگل گئی تھی یا پھر آسمان کھا گیا تھا کچھ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی چھ ماہ اس کی تلاش میں بیت گئے لیکن وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دیا۔ اس کی تلاش میں میں تھک سی لیکن ہمت نہ ہاری اور میں ہمت ہارنا بھی نہیں چاہتی تھی اگر اب بھی میں ہمت ہار جاتی تو شاید زندگی کی سانسیں بھی ہار جاتی اور میں ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی میں اس کو حاصل کرنا چاہتی تھی۔ ہاں وہ میری منزل تھا میرا سب کچھ تھا۔ میں اس کو حاصل کرکے ہی سکون لینا چاہتی تھی میں نے اپنی تلاش کو جاری رکھا مجھے امید تھی کہ میں اس کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوجاؤں گی اور پھر ایسا ہی ہوا۔ ایک دن وہ مجھے دکھائی دیا۔ ہاں وہ وہی تھا بالکل وہی تھا اس کی حالت بدلی ہوئی تھی بڑھی ہوئی شیو اور الجھے ہوئے بال ایک دیوانہ کی سی اس کی حالت تھی میں نے اس کو پہچان لیا۔۔ ایک سنسنی خیز اور دلچسپ کہانی

میں نے عادل کو چھوڑنے کا پختہ فیصلہ کرلیا تھا کیونکہ جو کچھ وہاں میرے ساتھ بیتا تھا وہ میری برداشت سے باہر تھا میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایک روگ لے کر میں واپس آؤں گی میں کیا سوچ کر کراچی گئی تھی اور کیا روگ لے کر واپس آرہی تھی۔ مجھے نہ صرف اس سے بلکہ اپنے آپ سے بھی گھن آنے لگی تھی کہ میں نے اس کو پیار کرنے کا فیصلہ کیوں کیا تھا کیوں یہ نہ سوچا تھا کہ میں کبھی بھی اس کا اپنا نہ سکوں گی کبھی بھی اس کا پیار حاصل نہ کرسکوں گی۔ میں نے کیوں سمیرا کی باتوں پر عمل نہ کیا تھا کیوں اس کی ہر بات کو رد کیا تھا کیوں یہ ضد لے کر بیٹھ گئی تھی کہ میں نے اگر شادی کی تو صرف عادل سے ہی کروں گی اس کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچنا بھی گناہ سمجھوں گی کیوں میں نے اتنے بڑے بڑے دعوے کرلیے تھے۔ کیا میری محبتوں چاہتوں کا ایسا ہی صلہ مجھے ملنا تھا کیا میں نے اسے چاہ کر غلط کیا تھا۔ اف خدایا میں کیا کر بیٹھی ہوں میں نے ایک سرد اور دکھی آہ بھری اور ایک نظر اوپر برتھ پر سوئے ہوئے ماما کی طرف دیکھا جو دنیا و مافیا سے بے خبر مستی بھری نیند سو رہے تھے اور پھر میں نے گاڑی میں ادھر ادھر دیکھا کئی لوگ سو رہے تھے اور کچھ لوگ جو جاگ رہے تھے میری طرح وہ بھی شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے نجانے میری طرح ہی سوچوں میں کھوئے ہوئے تھے گاڑی میں مکمل خاموشی کا راج تھا کبھی کبھی گاڑی کی وصل کی کوک سنائی دیتی جو اندھیرے میں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی اور اپنی تیز ترین رفتار سے

آگاہ کر رہی تھی۔ عجیب سی بے سکونی میں جکڑی ہوئی تھی کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی بار بار عادل اور انعم کے چہرے نظروں کے سامنے گھوم رہے تھے ان دونوں کی باتیں ان دونوں کا ایک دوسرے کے لیے پیار ایک دوسرے کے لیے مسکراہٹیں۔ سب کچھ میری نظروں کے سامنے گھوم رہا تھا اور میں بے بس ہوتی جا رہی تھی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو روکتی جا رہی تھی۔ جس میں کامیاب بھی ہوتی جا رہی تھی اور ناکام بھی۔ کبھی پلکیں بھیگ جاتی اور کبھی سرد آہ بھر کر رہ جاتی۔

ماہ رخ تم سوئی نہیں ہو۔ یکدم مجھے ماما کی آواز سنائی دی جو برتھ میں لیٹے لیٹے مجھے جھانک رہی تھیں۔ ان کی آواز سن کر میں چونک سی گئی ایک مرتبہ اپنے چہرے کا جائزہ لیا کہ کہیں میری آنکھوں میں آنسو تو نہ تھے کہیں میں رو تو نہیں رہی تھی لیکن اس وقت میری آنکھیں بھیگی ہوئی نہ تھیں بلکہ خشک تھیں۔ صرف چہرے پر ویرانی چھائی ہوئی تھی۔

نہیں ماما مجھے نیند نہیں آ رہی ہے اور پھر چلتی گاڑی میں باہر کا منظر مجھے بہت اچھا لگ رہا تھا وہ دیکھیں چمکتا ہوا چاند کس قدر پیارا اور حسین دکھائی دے رہا ہے۔ میں نے بے تکی بات کر کے ان کا رخ باہر کھڑکی سے باہر چمکتے کی طرف دلانے کی کوشش کی۔ میری بات سن کر وہ تھوڑا سا مسکرا دیں۔

پاگل ہے بس تو۔ ایسے نظارے تو گھر میں رہ کر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ برتھ سے اترنے لگیں کہ میں نے ان کو منع کر دیا اور کہا۔

ماما آپ سوئی رہیں مجھے نیند آتی ہے تو میں بھی سو جاتی ہوں۔ میری بات سن کر وہ اٹھتے اٹھتے پھر سے لیٹ گئیں اور ایک مرتبہ پھر ان کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ بیگ میں کچھ بسکٹ پڑے ہوئے ہیں کچھ کھا لینا۔ اور تھرماس میں چائے بھی پڑی ہوئی ہے وہ بھی پی لینا۔

جی ٹھیک ہے میں نے کہا اور ساتھ ہی بیگ کو کھولنے لگی میں چاہتی تھی کہ وہ پھر سے سو جائیں اور ان کو میری فکر نہ ہو کہیں ایسا ہی نہ ہو کہ وہ پھر سے اٹھ جائیں اور پھر سے کوئی ایسا سوال کر دیں جس کا جواب میرے پاس نہ ہو اور ہو سکتا ہے کہ اب جب وہ اٹھیں تو باہر چمکتا ہوا چاند بھی تھکا ہارا ڈوب چکا ہو۔ اور میں ان کو چاند دیکھنے کا منظر بھی نہ بتا سکوں۔ میں نے بسکٹ نکال لیے اور ایک کپ میں چائے ڈال کر پینے لگی۔ کھانے پینے کو دل تو نہیں کر رہا تھا لیکن ہر طرف سے مجھے دیکھ کر چلنا تھا میں اپنی گری ہوئی حالت ان پر کسی بھی طرح ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی اگر ان کو کسی بھی طرح کوئی بھی شک پڑ جاتا تو انہوں نے مجھے صرف ڈانٹنا ہی تھا کہ میں نے ایسا کچھ کیوں کیا اور کیا سوچ کر کیا۔ ایک معصوم بچے کے بارے میں۔۔۔

اف خدایا میں ایک بار پھر سرد سی آہ بھر کر رہ گئی۔ اور پھر سونے کی کوشش کرنے لگی اور خدا نے شاید میری سن لی تھی کہ میں ایسی سوئی کہ اس وقت اٹھی جب ہم لوگ روہڑی بھی کراس کر چکے تھے اور پنجاب کا علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ باہر بادل چھائے ہوئے تھے رات ہی رات موسم بدل گیا تھا رات بھر آسمان صاف و شفاف تھا جبکہ صبح پورا آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اور یہ بہت ہی حسین نظارہ تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں گاڑی کے اندر گھستے ہوئے میرے اجڑے چہرے کو پررونق کرنے لگیں میں سب کچھ بھول کر باہر کے موسم میں کھو سی گئی۔ لیکن کہتے ہیں ناں کہ پیار میں مات کھانے والے زیادہ دیر تک خوش نہیں رہ سکتے جلد ہی ان کے چہروں پر ویرانی چھا جاتی ہے یہی حال اس لمحے میرا بھی ہو گیا تھا جلد ہی میں عادل کی سوچوں میں غرق ہو گئی باہر کے نظارے بھی مجھے ویرانی کی طرح ہی معلوم ہونے لگے ٹھنڈی ہوائیں میرے جسم سے ٹکرا رہی تھیں لیکن اس کے باوجود بھی اندر جلن

سی ہو رہی تھی یوں لگ رہا تھا کہ کوئی میرے جسم کو اندر ہی اندر سے کھوکھلا کرتا جا رہا ہے۔

یہ تو کن سوچوں میں کھوئی رہتی ہے۔ کیا ہو گیا ہے تم کو نہ ہنستی ہے نہ مسکراتی ہے اور نہ ہی کسی سے باتیں کرتی ہے تو ایسی تو نہ تھی تو تو کبھی خاموش ہی نہ ہوتی تھی اور میں کئی دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے لبوں پر خاموشی چھائی رہتی ہے چہرے پر ویرانی چھائی رہتی ہے نہ کچھ کھاتی ہو نہ پیتی ہو اور نہ ہی کسی سے بات کرنے میں دلچسپی لیتی ہو جو بات کی جائے ہوں ہاں میں جواب دے دیتی ہو۔ ماما آخر میری حالت دیکھ کر کب تک خاموش رہتی انہوں نے مجھ سے پوچھ ہی لیا۔ ان کی بات سن کر میں مسکرا سی دی۔

نہیں ماما ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے۔ بس کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کیوں ہوتا ہے مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے لیکن یہ کوئی خطرے والی تو نہیں ہے میں جلد ہی ٹھیک ہو جاؤں گی جلد ہی سنبھل جاؤں گی۔ میری بات سن کر وہ بولیں۔ دیکھو ماہ رخ۔ تم ہماری اکلوتی اولاد ہو اور تم سے زیادہ عزیز ہمیں دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے اور میں ایک ماں ہوں سب کچھ جانتی ہوں یہ بھی جانتی ہوں کہ تم اس لمحے کیا سوچ رہی ہو کیا کیا تیرے دل میں ہے ماں تو سب کچھ ہی جان جاتی ہے۔ بتاؤ اصل بات کیا ہے۔ ماما کی بات سن کر میں اندر سے لرز سی گئی یوں لگا جیسے انہوں نے میری چوری پکڑ لی ہو یا پھر میرے چہرے پر چھائی ہوئی ویرانی کا مطلب جان گئی ہو۔ میں نے ایک گہری نظر ان کی آنکھوں میں دیکھا۔ اور کہا۔

ماما کوئی بات ہوتی تو بتاتی جب کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں تو کیا بتاؤں۔

دیکھ بیٹی مجھ سے تیرا دکھ دیکھا نہیں جا رہا ہے جب کراچی جانا تھا تو اس وقت میں نے دیکھا تھا کہ تم حد سے زیادہ خوش تھی ایسے جیسے تم کو قارون کا خزانہ ملنے والا ہو لیکن وہاں جاتے ہی تو بجھ سی گئی تھی اور ایسی بجھی کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی میری نظریں تم ہی رہتی تھیں میں دیکھنا چاہتی تھی اور پرکھنا چاہتی تھی کہ تم یہاں آنے پر یکدم ایسی کیوں ہو گئی ہو لیکن مجھے کچھ بھی دکھائی نہ دیا ماسوائے اس کے کہ تم عادل کو دیکھتی رہتی تھی اور میں جانتی ہوں کہ تمہارا اس کے ساتھ شروع ہی سے لگاؤ ہے۔ اس کی معصوم ادائیں تم کو اچھی لگتی تھیں اور پھر تم اس کو اچھی اچھی باتیں کر کے بہت کچھ سمجھا دیتی تھی۔ ماما کی یہ بات سن کر میں ایک بار کانپ کر رہ گئی کہیں انہوں نے وہ سب کچھ تو نہیں دیکھ لیا جو میں آج تک ان سے چھپاتی چلی آئی ہوں کہیں وہ میرے دل میں چھپے ہوئے راز کو جان تو نہیں گئی ہیں۔ میں جان بوجھ کر مسکرا دی تاکہ ان کے دل میں اگر کوئی شک ہو تو بھی جاتا رہے میں نے مسکراتے ہوئے ان سے کہا۔

ماما واقعی وہ معصوم ہے اور میرا اس سے شروع سے ہی لگاؤ ہے لیکن میرے چہرے پر چھائی ہوئی ویرانی کا وہ سبب تو نہیں ہے۔

ہاں جانتی ہوں کہ وہ تمہاری اداسی کا سبب نہیں ہے اور میں یہی جاننا چاہتی ہوں کہ تمہاری ویرانی کا سبب کون ہے کیا کسی کو چاہتی ہو۔

کیا کیا۔ میں چونک سی گئی۔

ہاں بتاؤ بیٹی۔ کیونکہ ایسی عمر میں ایسے کام ہو جاتے ہیں اگر ایسا کچھ ہے تو مجھے بتاؤ میں ہوں ناں تمہارے ساتھ۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

نہیں نہیں۔ نہیں ماما کوئی بھی نہیں ہے۔ کوئی بھی نہیں ہے آپ نے ایسا کیوں سوچ لیا کیا ہر کسی کے چہرے پر چھائی ہوئی ویرانی کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا ہے۔

ہاں یہ بھی ٹھیک کہا تم نے لیکن میں بھی غلط نہیں ہوں کیونکہ میں نے تیرے والی عمر گزاری ہے تمہارے پاپا کو دیکھنے کے بعد میری حالت بھی ایسی ہوگئی تھی اور میں بھی ان کو چاہنے لگی تھی میں بھی ان کی پوجا کرنے لگی تھی اور پھر میں نے ان کو اپنا کر ہی دم لیا تھا۔

کیا کیا۔آپ نے پاپا۔۔۔میں نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا۔

ہاں بھئی۔اس میں حیران ہونے والی کون سے بات ہے یہ میرا پیار تھے میری چاہت تھے اور یوں سمجھ لو کہ میں نے ان کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے تھے اور ان کے دل میں اپنے لیے جگہ بنالی تھی یہ شروع شروع میں مجھ سے دور رہنے کی کوشش کرتے رہے تھے لیکن کب تک آخر ان کو بھی کسی سہارے کی ضرورت تھی کسی کو تو انہوں نے اپنانا ہی تھا اور پھر انہوں نے مجھے اپنا لیا۔اور پیار کرنا کوئی گناہ تو نہیں ہے ناں اسی وجہ سے پوچھا ہے کہ اگر تمہارے دل میں ایسا کچھ ہے تو مجھے بتاؤ میں تم کو اس حال میں دیکھ نہیں سکتی ہوں مجھ سے کچھ بھی مت چھپاؤ۔انہوں نے گہری نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔انہوں نے بات ہی کچھ اس انداز سے کہی کہ میں اپنی آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں کو روک نہ پائی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔مجھے روتا ہوا دیکھ کر وہ تڑپ سی گئیں اور آگے بڑھ کر انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا۔

ہاں ہاں بول بیٹی کیا دکھ ہے تم کو۔۔وہ مجھ سے پوچھنے لگیں اور میں سوچنے لگی کہ ان کو کچھ بتاؤں یا رہنے دوں لیکن اب شاید میں خاموش نہیں رہ سکتی تھی میں اپنے دل کے راز کو مزید چھپا نہیں سکتی تھی میں سب کچھ ان کو بتا دینا چاہتی تھی۔اور پھر میں نے ان کو بتا دیا۔

ماما۔وہ۔وہ۔میں ایک بار پھر رو دی۔

ہاں ہاں بول۔ان کو جیسے پورا یقین ہو گیا تھا کہ میں بہت کچھ دل میں چھپائے ہوئے ہوں وہ سب کچھ جو وہ جانتی تھی اور مجھ سے پوچھ نہ سکی تھیں۔

ماما مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا میں کیوں اس کو چاہنے لگی تھی کیوں اس سے پیار کرنے لگی تھی حالانکہ میں جانتی تھی کہ وہ بہت چھوٹا ہے اس کو پیار و محبت کا پتہ نہیں ہے۔

کس کی بات کر رہی ہے تو۔۔وہ کچھ بھی نہ سمجھتے ہوئے بولی۔

وہ۔وہ عادل۔۔

کیا۔کیا۔وہ چونکی

ہاں ماما بتایا ناں مجھے خود بھی پتہ نہیں کہ مجھے کیا ہو گیا تھا وہ جب ہمارے گھر آیا تھا تو میرے دل میں اپنا پیار ڈال گیا۔میں نہ چاہتے ہوئے اس سے پیار کرنے لگی۔اس کو چاہنے لگی اس کو بھی معلوم نہیں ہے کہ میں اس سے پیار کرتی تھی اس کو چاہتی تھی اس کے لیے ہی تو میں کراچی گئی تھی لیکن وہاں اس کو انعم کے ساتھ دیکھ کر میں۔۔میں ایک بار پھر رو دی اور ان کو جیسے یقین ہی نہ آیا تھا کہ میں سچ بھی کہہ رہی ہوں یا پھر کوئی گھناؤنا مذاق کر رہی ہوں۔اور میں تھی کہ مسلسل روئے جا رہی تھی اور وہ مسلسل میرے سر پر ہاتھ پھیرتی جا رہی تھیں پاپا اوپر برتھ پر سوئے ہوئے تھے ان کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا کہ ہم دونوں ماں بیٹی میں کیا کیا باتیں ہو رہی ہیں ان کی بیٹی کیوں رو رہی ہے۔وہ اس بات سے بالکل۔۔بے خبر تھے۔

بہت برا کیا تو نے بہت ہی برا۔کم از کم دیکھ تو لیتی کہ وہ۔۔اگر وہ جوان ہوتا تو ہم ان سے بات کرتے اب ہم سے کیا بات کریں اگر کوئی بات کریں تو ان کی نظروں سے گر جائیں گے اور بقول تمہارے کہ وہ لڑکی انعم۔اس

میں دلچسپی لیتی ہے۔اور یہ بات تو میں نے بھی محسوس کی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر رہ نہ پاتے تھے خاص کر وہ لڑکی۔

ہاں ماما۔وہ اس کو چاہتا ہے میں سب کچھ جانتی ہوں بہت کچھ جانتی ہوں اس کے بارے میں وہ بھی اس کو بہت چاہتی تھی اس کے ماں باپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ دونوں ایک ساتھ رہیں۔ماما میں نے کراچی میں بہت کچھ دیکھا ہے وہ کچھ دیکھا ہے جو میں دیکھنا نہیں چاہتی تھی میں تو کسی اور مقصد کے لیے گئی تھی لیکن۔۔میں پھر رو دی۔

بیٹی اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے وہ تو کچھ بھی نہیں جانتا تمہارے بارے میں اگر تم کچھ بھی اس سے کہو گی تو اور تو شاید وہ تم سے کچھ نہ کہے لیکن اس کی نظروں سے ضرور گر جاؤ گی نہ صرف اس کی نظروں سے بلکہ اس کے گھر والوں کی بھی نظروں سے گر جاؤ گی۔بہتر یہی ہے کہ تم اس کو بھول جاؤ یوں سمجھ لو کہ تم نے ایک بھیانک سپنا دیکھا تو جو آنکھ کھلنے پر ٹوٹ گیا ہے۔

ہاں ماما میں ایسا ہی کرنا چاہتی ہوں۔اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکتی ہوں میں جانتی ہوں کہ میں غلطی پر تھی لیکن دل پر کس کا اختیار ہوتا ہے یہ تو پاگل ہوتا ہے آنے کو آئے تو کسی ایسے انسان پر آ جاتا ہے جو اس کی قسمت میں ہوتا ہی نہیں اور نہ آئے تو اپنے قریب رہنے والوں پر بھی نہیں آتا ہے۔

ہاں بیٹی ایسا ہی ہوتا ہے میں تمہاری بات کی اس لیے تائید کرتی ہوں کہ میں نے بھی جوانی میں ایسا ہی کچھ کیا تھا لیکن تمہاری طرح حماقت نہیں کی تھی اگر دل کسی پر آیا تھا تو جانتی تھی کہ اگر اس کو اپنانے کی خواہش کروں گی تو وہ پوری ہو سکتی ہے لیکن تو نے تو ایسا کچھ کر دیا ہے کہ اگر کسی تو بات بھی کریں گے تو ماسوائے ذلت کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

ہاں ماما جانتی ہوں اسی وجہ سے تو چپ تھی کسی کو بھی نہیں بتا رہی تھی اور بتانا بھی نہیں چاہتی تھی صرف سمیرا ہی جانتی ہے کہ میں کیا چاہتی تھی اور اس نے تبھی مجھے پاگل ہی کہا تھا اور میں تھی بھی تو پاگل ہی۔لیکن خیر چھوڑیں اس موضوع کو میں کوشش کروں گی کہ اس کو بھول جاؤں اور مجھے بھولنا ہی پڑے گا کیونکہ میں کسی کی بھی نظروں سے گرنا نہیں چاہتی ہوں اور نہ ہی آپ کو گرانا چاہتی ہوں۔میری یہ بات سن کر انہوں نے مجھے پیار کیا۔اور کہا۔ہاں بیٹی ایسا ہی کرنا کیونکہ اس کام میں رسوائی ہوگی ہم سب کی ہم سب ہی ان سب کی نظروں سے گر جائیں گے وہ یہی نہیں گے کہ ہمیں یہ بات کرنے سے پہلے سوچنا تو چاہیے کہ وہ معصوم ہے اور میں جوان ہوں۔اور پھر وہ آپی کہتا ہے اور بہن سمجھتا ہے۔

کہاں پہنچی ہو تم۔یکدم سمیرا کا فون آ گیا اور میں نے ماما سے کہا کہ میں سمیرا سے بات کر لوں اتنا کہہ کر میں نے اس کا فون او کے کیا تو اس نے سب سے پہلا سوال یہی کیا کیونکہ میں نے اسکو کل بتا دیا تھا کہ میں آ رہی ہوں اور کل کسی بھی وقت اس کے پاس پہنچ جاؤں گی۔

بس چند گھنٹوں کا سفر رہ گیا ہے۔

بابا جلدی آؤ تمہارے لیے سرپرائز ہے۔

کیسا سرپرائز۔میں نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

سرپرائز بتایا نہیں جاتا دیا جاتا ہے اور میں تم کو یہاں پہنچتے ہی دونگی۔

بتاؤ تو سہی۔میں نے ضد کی۔

نہیں ہرگز نہیں۔ یہاں پہنچو پھر دیکھنا۔

ٹھیک ہے چند گھنٹے میرا انتظار کرنا پھر دیکھتی ہوں کہ کون سا سرپرائز ہے جو تو مجھے دینا چاہتی ہے۔

اوکے میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ اتنا کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

گاڑی لاہور پلیٹ فارم پر رک چکی تھی ہمارا شہر آ گیا تھا۔ گاڑی سے اترتے ہوئے میری نظریں سمیرا کو تلاش کرنے لگیں کیونکہ وہ جانتی تھی کہ میں آنے والی ہوں اور اس نے بتایا تھا کہ وہ میرا لاہور پلیٹ فارم پر انتظار کرے گی۔ لیکن مجھے وہ کہیں بھی دکھائی نہ دے رہی تھی۔ میں نے اس کا نمبر ڈائل کیا تو وہ بھی بند تھا۔ میں پریشان ہو گئی کہ اس کو کیا ہو گیا ہے وہ تو مجھے کوئی سرپرائز دینا چاہتی تھی لیکن وہ تو فون بند کیے ہوئے ہے۔ میں پریشان سی پلیٹ فارم پر اسے تلاش کرتی ہوئی باہر نکل آئی ماما مجھے دیکھ رہی تھی بولی۔ بیٹی کیا ہوا ہے۔ میں نے کہا۔

ماما سمیرا نے آنے کا کہا تھا لیکن وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی ہے اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے پلیٹ فارم پر سرپرائز دے گی لیکن وہ تو کہی بھی دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ اس کا فون بھی بند ہے۔

ہو سکتا ہے اس کے ساتھ کوئی مسئلہ ہو گیا ہو۔ ماما نے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ہم آ گئے ہیں جا کر اس سے مل لینا اب ہم کون سا دوسرے شہر میں ہیں۔ میں ماما کی بات سن کر چپ ہو گئی۔ اور پھر ہم لوگ گھر آ گئے گھر آتے ہی میں نے اس کو فون کیا اس کا فون کھلا ہوا تھا۔

کہاں دفع ہو گئی تھی میں نے اس کی ہیلو کی آواز سنتے ہی کہا۔ میں یہ بھی نہ جان سکی تھی کہ اس کی آواز میں وہ شوخی نہ تھی جو راستے بھر میں محسوس کرتی آئی تھی۔ اس نے اداس سے لہجے میں کہا۔

ماہ رخ تم لاہور پہنچ گئی ہو۔

ہاں۔ میں نے مختصرا جواب دیا۔ لیکن تم کہاں ہو اور تم مجھے لینے کیوں نہیں آئی۔ میری بات کے جواب میں وہ بولی۔ تم جلدی سے ہسپتال پہنچو۔

ہسپتال پہنچوں۔ خیریت تو ہے۔

خیریت ہی تو نہیں ہے میں نے تم کو سرپرائز دینا تھا لیکن وہ سب کچھ۔۔

ہوا کیا ہے مجھے جلدی بتاؤ۔ میں نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

یہاں پہنچو پھر سب کچھ پتہ چل جائے گا۔ اس نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔

یہ سب کیسے ہوا میں نے اپنے سامنے بیڈ پر لیٹے ہوئے بادل کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ مجھے لے کر اندر وارڈ میں لے آئی تھی۔ اور میں اپنے سامنے کا منظر دیکھ کر پوچھا۔

راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اس کا۔ میں نے اس کو بتایا تھا کہ تم جس مقصد کے لیے کراچی گئی تھی وہ مقصد پورا نہیں ہو سکا ہے اور میں تمہارا پیار تم کو لوٹاؤں گی میری بات سن کر وہ خوشی سے پھولے نہ سما رہا تھا اور شاید اس کو اتنی بڑی خوشی راس نہ آئی تھی۔ سمیرا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

آہ۔۔ میں ایک سرد آہ بھر کر رہ گئی اور گہری نظروں سے بادل کو دیکھنے لگی۔ اور پھر وارڈ سے باہر نکل آئی۔ وہ بھی میرے ساتھ تھی۔

سمیرا۔ تم نے اس سے ایسا کیوں کہا تم جانتی تو ہو کہ میں اس کو اپنانے کا سوچ بھی نہیں سکتی ہوں پتہ نہیں کیوں یہ واحد انسان ہے جو میرے دل میں اپنا مقام نہیں بنا رہا ہے۔ کیا یہ سرپرائز مجھے دینا چاہتی تھی۔

ہاں۔ وہ ایک سرد سی آہ بھرتے ہوئے بولی۔ ماہ رخ تم شاید کچھ بھی نہیں سمجھتی ہو تم نے اس کے دل میں جھانک کر دیکھا نہیں ہے اس کی محبت کو اس کی چاہت کو محسوس کر کے دیکھا نہیں ہے کہ اس کے دل میں تمہارے لیے کیا کچھ ہے کیا اس کے لیے لڑکیوں کی کوئی کمی ہے ہرگز نہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس کا تمہارا ہے تمہارا انتظار تھا اور ہمیشہ تمہارا ہی انتظار رہے گا۔

پلیز سمیرا۔ میں نے اس کو پیار سے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ چلو آؤ گھر چلیں۔ اتنا کہہ کر میں اس کو ساتھ لیے ہسپتال سے باہر آ گئی۔ میں جانتی ہوں کہ مجھے میرا پیار نہیں مل سکا میں وہاں سے بہت مایوس ہو کر آئی ہوں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں اس انسان کو اپنا لوں جو میرے دل کو اچھا نہیں لگتا۔ بہتر یہی ہے کہ میں اب کسی سے بھی پیار نہ کروں اور شاید کروں گی بھی نہیں۔

دیکھو ماہ رخ اس کی زندگی کے لیے اپنی نفرت کو ختم کر دو وہ کیا کہتے ہیں کہ یا کسی کے بن جاؤ یا پھر کسی کے ہو جاؤ کسی کی تم ہو تو نہ سکی لیکن کسی کی بن تو سکتی ہو۔

نہیں سمیرا نہیں۔ اب دوبارہ ایسا کچھ بھی نہ کہنا اور نہ ہی ایسی بات میں سننا چاہتی ہوں میں نے اگر کسی کو چاہنا ہو گا تو وہ فیصلہ بھی میں خود ہی کروں گی اگر تم کو اس کا اتنا ہی احساس ہے تو تم اس کی بن جاؤ تم اس کو اپنا لو میری بات سن کر سمیرا نے ایک بار چونک کر مجھے دیکھا اور بولی۔

ماہ رخ اگر یہ جتنا تم کو چاہتا ہے اتنا مجھے چاہتا تو میں کب کی اس کی بن چکی ہوتی تم جانتی ہو تو یہ تمہارے علاوہ کسی اور کا تصور بھی نہیں کر سکتا اس کی محبت صرف تمہارے لیے ہے صرف اور صرف تمہارے لیے اور دوبارہ ایسی بات کر کے اس کی محبت کی توہین نہ کرنا۔

اوکے بابا اوکے چلو اب چلیں بہت دیر ہو گئی ہے اگر مجھے فون پر ہی بتا دیتی کہ یہ وجہ ہے تو ہو سکتا ہے کہ میں ہسپتال آتی ہی گھر میں ہی بیٹھ کر دکھ کا اظہار کر دیتی میں تھکی ہوئی تھی اور تمہاری وجہ سے مجھے یہاں آنا پڑا۔ میں نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کھینچتے ہوئے کہا۔

بہت ہی سخت دل کی ہو۔ اس نے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر بولی ہاں بتا کراچی کا وقت کیسا گزرا یہ تو تم نے بتا دیا تھا کہ اس کو تم سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے وہ تم اپنی آپی سمجھتا ہے اور اس کو ابھی تک پیار محبت کا کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔

پتہ ہے سمیرا سب پتہ ہے۔ میں نے جلدی سے کہا۔

کیا مطلب۔ وہ حیرانگی سے بولی۔

مطلب یہ کہ اس کی کلاس فیلو۔ انعم اس کی محبت بنی ہوئی ہے وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور یہ بات ان دونوں نے مجھے خود بتائی تھی اس وقت میری جو حالت ہوئی تھی وہ میں ہی جانتی ہوں لیکن میں نے سب کچھ برداشت کر لیا۔ اور ہاں سب سے حیرت والی بات یہ ہے کہ میں نے ماما کو بھی بتا دیا ہے کہ میں عادل سے پیار کرتی ہوں۔

کیا کیا۔ میری اس بات پر اس کو جیسے ایک جھٹکا لگا تھا۔

ہاں۔ یہ آج ہی کا واقعہ ہے۔ ٹرین میں ماما نے مجھ سے سب کچھ پوچھ لیا تھا اور اس انداز سے پوچھا تھا کہ

مجھے سب کچھ بتانا پڑا لیکن ان کو اس بات کا غصہ نہ آیا تھا بلکہ سوچنے لگی تھی کہ میں نے جو بھی کیا ہے غلط کیا ہے اگر وہ جوان ہوتا تو وہ کب کا میرے لیے اس کو مانگ چکے ہوتے بات ان کے بچہ ہونے کی تھی کہ جو بھی یہ سنے گا ہمیں ہی برا بھلا کہے گا۔۔ خیر جو بھی ہوا سو ہوا اب میرے دل پر کوئی بھی بوجھ نہیں ہے کیونکہ میں نے اپنا بوجھ ماما سے بانٹ دیا ہے۔

آپی آپ نے جا کر مجھے فون ہی نہیں کیا۔ رات کو عادل کی کال آ گئی۔ میں اس کی آواز سن کر ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گئی اس کو کیا کہتی کہ مجھ میں ہمت نہ ہوئی تھی تم کو کال کرنے کی جو کچھ میں دیکھ کر آئی جو زخم تم نے مجھے دیئے ہیں وہ سب جانتے ہوئے بھی کال کرتی۔ میں نے کہا بس تھکی ہوئی تھی سو گئی تھی اور ابھی اٹھی ہوں اور تمہاری کال آ گئی ہے۔

ٹھیک ہے آپی۔ لیکن کیسا سفر بیتا ہے آپ کا۔

بہت ہی اچھا۔ میں نے مختصرا کہا۔ اور انعم کا پوچھنے ہی والی تھی کہ وہ خود ہی بول پڑا آپی انعم سے بات کریں گی یہ میرے پاس ہی ہے اور آج رات یہاں ہی رہے گی۔ ہم دونوں نے پوری رات پڑھنا ہے۔ انعم کا اس کا پاس موجودگی کا سن کر میرا دماغ چکرانے لگا اور اس سے قبل کہ میرے ہاتھ سے موبائل گر جاتا مجھے انعم کی آواز سنائی دی۔ ہیلو ماہ رخ آپی کیسی ہیں آپ۔

میں میں۔ میں ٹھیک ہوں۔ میں نے ایسے کہا جیسے میری سانسوں کو کوئی کھینچنے لگا تھا۔

پہنچ گئی آپ۔

ہاں ہم پہنچ گئے ہیں اور تم لوگ کیا کر رہے ہو۔

ہم۔ ہم کچھ بھی نہیں ابھی ابھی کیرم بورڈ کھیل کر فارغ ہوئے ہیں اور اب عادل کہہ رہے ہیں کہ اوپر چھت پر چلتے ہیں وہاں بہت اچھا موسم ہے خوب انجوائے ہوگا۔ اس کی یہ بات سن کر میرے دل کو ایک کچھاؤ سا لگا لیکن میں اس کو برداشت کر گئی کیونکہ مجھے اب یہ سب کچھ برداشت کرنا تھا اور اس کے علاوہ میرے پاس کوئی چارہ بھی نہ تھا کیونکہ میں ہار گئی تھی ان معصوموں نے مجھے ہرا دیا تھا۔

ٹھیک ہے تم لوگ انجوائے کرو۔ اتنا کہہ کر میں نے فون بند کر دیا۔ اور ایک گہری سانس لے کر رہ گئی۔ وہ رات میری کیسے گزری میں ہی جانتی تھی دیوار پر لگی ہوئی عادل کی تصویر کو دیکھتی جا رہی تھی جو میرے ساتھ ہی کھڑا تھا اس نے میرے ہاتھ کو تھاما ہوا تھا اور اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا یہ انداز مجھے بہت ہی اچھا لگا تھا اور میں نے اس کو فریم کروا لیا تھا۔

اٹھ گئی بیٹی تم۔ ماما یکدم کمرے میں داخل ہوئی۔ آؤ کھانا کھا لو۔ میں بستر سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور کہا آئیں بیٹھیں۔ وہ میرے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

دیکھو ماہ رخ جب سے تم نے مجھے اس کے بارے میں بتایا ہے میں سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی ہوں اور یہی فیصلہ کیا ہے کہ تمہارا یہ پیار محض پاگل پن ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے

ہاں ماما میں بھی یہ جانتی ہوں لیکن یہ سب میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔ کیسے ہو گیا میں خود بھی نہیں جانتی ہوں لیکن اب مجھے اس بات کی ٹینشن نہیں ہے کیونکہ میں نے اس کو بھولنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں بہت جلد اس میں کامیاب ہو جاؤں گی۔

بیٹی تم عقلمند تھی اور میں حیران ہو رہی تھی کہ تم نے ایسا کیسے کر لیا اگر کچھ کرنا تھا تو کسی ایسے لڑکے سے پیار کرتی جس کے بارے میں کچھ بھی فیصلہ کرنے میں میں دیر نہ کرتی۔ پھر بھی اگر کہو تو میں ان سے بات کروں۔ مجھے تمہاری خوشی چاہیے۔

نہیں ماما نہیں۔۔ میرے دل کو جیسے جھٹکا لگا ان کی اس بات پر مجھے ذرا بھی خوشی نہ ہوئی تھی کیونکہ میں جانتی تھی کہ ایسی بات کرنے سے ماسوائے رسوائی کے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ میں نے کہا ماما اب یہ سب کچھ مجھے فضول لگ رہا ہے اور میں محسوس کر رہی ہوں کہ میں نے اپنی زندگی کے چھ ماہ ایسے ہی عذاب میں گزارے ہیں مجھے سوچ کر قدم اٹھانا چاہیے تھا بہر حال چھوڑیں اس موضوع کو آئیں کھانا کھا لیں۔ مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے جب سے آئی ہوں تب سے سوئی ہوئی ہوں میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

تم ہسپتال گئی تھی سمیرا نے کیا بتایا تھا۔ کون تھا ہسپتال میں جس کو ملنے گئی تھی۔ انہوں نے دن والی بات شاید یاد رکھی ہوئی تھی۔

اوہ ماما۔ وہ تو پاگل ہے ایسی ایسی باتیں کرتی ہے جو مجھے ذرا بھی پسند نہیں ہیں۔ وہ جان بوجھ کر ایسا کرتی ہے اس کو مجھے تنگ کرنے میں مزا آتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیں کہ وہ مجھے تنگ کرنے کے لیے وہاں بلایا تھا میں نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گئی۔

وقت پر لگائے گزرتا چلا گیا۔ دن راتوں کو نگلتے رہے اور راتیں دنوں کو کھاتی چلی گئیں اور پورے دو سال گزر گئے۔ یہ دو سال میں نے کیسے گزارے میں ہی جانتی ہوں میں نے اس کو بھولنے کی کوشش کی تھی لیکن بھول نہ سکی تھی کہتے ہیں ناں کہ پہلا پیار انسان کبھی بھی نہیں بھول پاتا۔ اور پھر میں کیسے بھول سکتی تھی اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ میں نے ان دو سالوں میں کسی کو بھی اپنے نزدیک نہیں آنے دیا تھا بادل بھی نجانے کہاں چلا گیا تھا وہ ایک دو بار مجھے ملا تھا اور اس نے کھلم کھلا پیار کا اظہار بھی کیا تھا لیکن میں نے معذرت کر لی تھی اور کہا تھا کہ بادل میں جانتی ہوں کہ تم بہت ہی اچھے ہو بہت ہی پیار کرنے والے ہو لیکن پتہ نہیں کیوں میں تم کو پیار نہیں دے سکتی بلکہ تمہارے بارے میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔ بس میرا ایک مشورہ ہے کہ تم شادی کر لو میری باتیں سن کر وہ بجھ سا گیا تھا اور پھر مجھے وہ دکھائی نہ دیا تھا وہ کہاں چلا گیا تھا میں کچھ نہیں جانتی تھی اور سمیرا کی بھی شادی ہو گئی تھی وہ بھی دوسرے شہر چلی گئی تھی اس کی شادی میں میں نے خوب ہلہ گلہ کیا تھا وہ اپنی شادی پر مجھے بار بار یہی کہتی تھی کہ ماہ رخ اپنی سوچوں کو بدل ڈالو اپنی جوانی کو تباہ نہ کرو تم اس چیز کی خواہش کیے ہوئے ہو جو تمہاری ہو ہی نہیں سکتی ہے کیوں اس کے خواب دیکھتی ہو کیوں آج بھی اس کی راہیں دیکھتی ہو سب کچھ جاننے کے باوجود بھی تم اپنے آپ کو تباہ کرتی جا رہی ہو لیکن میں نے جواب میں بس اتنا کہہ کر اس کو چپ کروا دیا تھا کہ میں خود بھی ایسا ہی چاہتی ہوں لیکن دل اس کو بھولنے کا نام نہیں لیتا ہے کاش میں اس کو بھول پاتی کاش وہ مجھے کبھی بھی یاد نہ آتا لیکن ایسا ہوا نہیں ہے وہ مسلسل مجھے یاد آ رہا ہے اور ایک دن بھی میں اس کو بھول نہیں پائی ہوں۔ اسے میری بدنصیبی سمجھ لو یا پھر سزا پیار کرنے کی سزا جو بھی سمجھ سکتی ہو سمجھ لو بس۔

آج پورے دو سال کے بعد وہ کراچی سے ہمارے گھر آئے تھے۔ اف خدایا میں اس کو دیکھ کر حیران سی رہ گئی وہ جوان ہو گیا تھا کلین شیو کی ہوئی تھی اب وہ بچہ نہیں رہا تھا دو ہی سالوں میں جوان ہونا میں سمجھ گئی تھی کہ یہ سب انعم کی وجہ سے ہوا تھا مجھے بہت ہی پیارا لگا تھا لیکن جب اس کا پیار انعم کے لیے سب کچھ یاد آیا تو میں یکدم

ہل سی گئی اور اس سے دور رہنے کی کوشش کی۔

آپی۔وہ میرے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔

آؤ عادل آؤ۔میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بتاؤ کیسا جا رہا ہے تمہارا پیار۔میری بات سن کر وہ کچھ شرما سا گیا اور پھر بولا۔

بہت ہی اچھا آپی۔وہ بہت ہی اچھی ہے میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھے اتنی چاہنے والی کوئی لڑکی ملے گی وہ شروع ہی سے مجھے چاہتی آ رہی تھی۔اس کی خواہش تھی کہ وہ میری بیوی بنے اور میں نے بھی فیصلہ کر لیا ہے اس کو اپنی بیوی بنانے کا۔کیونکہ میں بھی اس سے بہت پیار کرنے لگا ہوں اتنا پیار کہ میں بتا نہیں سکتا ہوں جب سے یہاں آیا ہوں اس کا رو رو کر برا حال ہو رہا ہے۔وہ تو مجھے آنے ہی دے رہی تھی کہہ رہی تھی یا مجھے بھی ساتھ لے چلو یا نہ جاؤ۔اس کی بات سن کر میرا دل کٹ سا گیا۔میرے دل کو ایک شدید جھٹکا لگا۔لیکن میں برداشت کر گئی اب تو میں نے یہ بات دل سے نکال ہی دی تھی کہ میں اس کو اپناؤں اور اگر یہ خواہش اس تک پہنچا بھی دیتی تو کوئی فائدہ نہیں تھا۔

آپی ایک بات کہوں اگر برا نہ لگے تو۔

ہاں ہاں کہو۔میں نے مسکراتے ہوئے کہا برا لگنے والی بھلا کیا بات ہے۔

وہ انعم نے کچھ کہا تھا لیکن مجھے اس کی بات پر ذرا بھی یقین نہیں ہے اس نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار یہ بات کی تھی اور کہا تھا کہ یہ اس کا وہم نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے۔دو سال سے وہ یہی بات کرتی آ رہی ہے۔اس کی بات سن کر میں چونک سی گئی۔اور کہا۔

کون سی بات مجھے بھی بتاؤ۔

وہ کہہ رہی تھی کہ آپ جب کراچی گئی تھیں تو ہر وقت مجھے دیکھتی رہتی تھی اور وہ کہتی ہے کہ آپ کی نظروں میں میرے لیے کوئی پیار چھپا ہوا تھا۔آپ کے چہرے پر وہ بہت کچھ پڑھتی تھی۔اسکی بات سن کر میری نظریں جھکنے لگیں۔میرے اندر شرمندگی اُمڈنے لگی اور میں سوچنے لگی کہ جس طرح میں اس کے بارے میں رائے قائم کر رہی تھی وہ بھی میرے بارے میں ایسی رائے قائم کرتی رہی ہے۔

عادل تم نے بہت بڑی بات کر دی ہے۔میں نے حقیقت کو چھپانا چاہا۔

ہاں میں جانتا تھا کہ تم ایسا کچھ بھی نہیں کر سکتی ہو کیونکہ تم میری بڑی آپی ہو وہ انعم کی بچی خواہ مخواہ شک میں پڑی ہوئی تھی وہ مجھے یہاں آنے ہی نہیں دے رہی تھی کہہ رہی تھی کہ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میں وہاں آ کر کہیں تمہاری محبت کے جال میں پھنس نہ جاؤں۔دیکھو بھلا ایسا بھی کبھی ہو سکتا ہے یہ عورتیں ایسے کیوں کرتی ہیں کیونکہ شک کی نظروں سے دوسری عورتوں کو دیکھتی ہیں۔اس نے سوالیہ نظروں سے مجھے گھورتے ہوئے کہا اور میں سر سے پاؤں تک لرز سی گئی اور سوچنے لگی کہ وہ شک نہیں کر رہی تھی بلکہ حقیقت کہہ رہی تھی اس کی آنکھوں نے کوئی بھی دھوکہ نہیں کھایا ہے اس نے جو جو کہا ہے وہ سب سچ کہا ہے وہ عورت ہے اور عورت کی آنکھوں کا مطلب جانتی ہے وہ جانتی ہے کہ فلاں کی نظریں کیا کہہ رہی ہیں۔

واقعی بہت ہی پاگل لڑکی ہے وہ۔میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔اس کو میرے بارے میں ایسا نہیں سوچنا چاہیے تھا کم از کم دیکھ تو لینا چاہئے تھا کہ ہماری عمروں میں کتنا فرق ہے۔میں نے جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے کہا۔

ہاں آپی یہی تو میں اس کو سمجھانے کی کوشش کرتا رہا تھا لیکن اس کی ایک ہی رٹ تھی کہ نہیں عادل میں نے ان کی آنکھوں میں وہ بہت کچھ دیکھا ہے وہ سب کچھ دیکھا ہے جو تم میری آنکھوں میں دیکھتے ہو اس کو تمہارا میرے ساتھ چلنا ذرا بھی گوارہ نہیں ہے اس کے بس میں ہو تو مجھے کب کا تم سے دور کر دیں۔آپی بھلا یہ اس کے کرنے والی باتیں ہیں۔اس نے ایک بار پھر مجھ سے سوال کر دیا اس کا ہر سوال مجھے شرمندہ کرتا جا رہا تھا اور مجھے اس کی نظروں سے گراتا جا رہا تھا۔میری زبان گنگ ہو کر رہ گئی تھی میں اس کے سوال کا جواب دینے سے کترانے لگی تھی صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

اگر یہ سب باتیں اس کے دل میں ہیں تو پھر آج کے بعد نہ تم ہمارے گھر آؤ گے اور نہ ہی میں تمہارے شہر جاؤں گی اور یہاں تک کہ ہم دونوں بات بھی نہیں کریں گے میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے بارے میں ایسی رائے رکھے۔اس نے مجھے میری ہی نظروں سے گرا دیا ہے مجھے تمہارا سامنا کرتے ہوئے شرمندگی ہونے لگی ہے جی چاہتا ہے کہ خوب پھوٹ پھوٹ کر روؤں۔

نہیں آپی نہیں۔تم نہیں روؤ گی میں نے اس کو سب کچھ کہہ دیا ہے کہ وہ میری بہن ہے بلکہ بڑی بہن ہے اور بڑی بہن تو ماؤں کا درجہ رکھتی ہے پھر بھلا میں ایسا کیسے سوچ سکتا ہوں بالفرض اگر تمہارے دل میں ایسی کوئی بات ہوتی تو تم مجھ سے ضرور کرتی لیکن تم پھر بھی نہ کرتی کیونکہ تمہاری اس ایک بات پر وہ سب کچھ ہو جانا تھا جو کبھی سوچا بھی نہیں جا سکتا بہن بھائی کے رشتے میں آنچ آ جانی تھی اور ہو سکتا کہ میرا ہاتھ بھی تم پر اٹھ جاتا۔اس کا لہجہ بدلنے لگا تھا میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں تھی جو اس کے دل میں تھا وہ اس نے کہہ دیا تھا اور اس کی اس بات پر میں مزید کانپ کر رہ گئی اور سوچنے لگی کہ میں نے اچھا کیا ہے کہ اپنے دل کی بات اس تک نہیں پہنچائی ورنہ وہ کچھ بھی کر سکتا تھا کچھ بھی کہہ سکتا تھا شکر ہے کہ میں نے اپنے جذبات کو قابو میں رکھا ہوا تھا ورنہ۔ورنہ میں کانپ کر رہ گئی۔

اور اگر تم ایسی کوئی بات کرتے تو یقیناً میں بھی ایسا ہی کرتی جیسے تم سوچ رہے ہو میرا اسینڈل بھی تمہارے سر پر پڑتے۔میں نے یہ بات مسکراتے ہوئے کہا اور وہ بھی مسکرا دیا۔کیونکہ میں نے یہ بات جان بوجھ کر بات کا رخ بدلنے کے لیے کی تھی۔

لو اس کا فون آ گیا ہے جب سے یہاں آیا ہوں نجانے کتنے ہی فون اس کے آ گئے ہیں۔اس نے موبائل سکرین پر اس کا چمکتا ہوا نام دیکھ کر کہا۔اور پھر کان کو موبائل لگا لیا۔میں آپی کے پاس بیٹھا ہوا ہوں اس کے کمرے میں ٹھنڈی ہوائیں ہیں وہ ہی مزا آ رہا ہے میں ہوں اور آپی ہیں۔۔۔۔۔پاگل مت بنو اور ایسا کچھ بھی نہ کہو ورنہ بہت برا ہو جائے گا میں نے آپی سے سب باتیں کر لیں ہیں ان کے دل میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے وہ مجھے اپنے بچوں کی طرح سمجھ رہی ہیں اسی نظر سے دیکھتی آ رہی ہیں مجھے تم پر غصہ آ رہا ہے کہ تم نے آج مجھے آپی کی نظروں سے گرا دیا ہے لو تم بھی اب ان سے سوری کرو۔اس نے فون میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا میرا جی تو نہیں چاہ رہا تھا لیکن وہ فون مجھے پکڑا چکا تھا میرا اس سے بات کرنا ضروری ہو گیا تھا۔لیکن یہ بات میرے لیے اچھی ثابت ہوئی کہ اس نے خود ہی فون بند کر دیا تھا۔میں نے شکر ادا کیا۔

لگتا ہے آپ سے بات کرتے ہوئے اس کو شرمندگی ہو رہی ہے وہ بار بار کہہ رہی تھی کہ میں نے بات نہیں کرنی ہے لیکن میں نے آپ کو فون پکڑا دیا۔اس نے صفائی پیش کی۔

چلو کوئی بات نہیں۔لیکن اس کو سمجھا دینا کہ وہ جو کچھ سوچ رہی ہے اب کبھی بھی نہ سوچے۔کیونکہ

میں نہیں چاہتی کہ ہمارے دلوں میں کچھ رکاوٹ پیدا ہو۔

ابھی ہم یہ باتیں کر رہے تھے کہ ماما کمرے میں داخل ہوئیں اور ہم دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر وہ بولیں۔

کاش تم دونوں ایک عمر کے ہوتے تو میں تم دونوں کو ایک کر دیتی۔ ان کی بے وقت ایسی بات سن کر ہم دونوں کو ایک جھٹکا لگا۔ عادل نے تو ایک ہی دم کہہ دیا۔

اچھا ہوا کہ ہماری عمریں ایک دوسرے سے نہیں ملتی اگر مل بھی جاتی تو شاید ایسا پھر بھی نہ ہوتا۔ یہ بات اس نے مجھے نظروں سے گرانے کے لیے کی تھی اس کی یہ بات سن کر مجھے اس سے نفرت کا احساس پیدا ہوا اس نے مجھے جواب نہ دیا تھا بلکہ میری ماما کو دیا تھا اور وہ بھی ایسا جواب کہ جو شاید کوئی بھی رشتہ دار یکدم نہیں دے پاتا۔ یعنی کہ میں اس کی عمر کی ہوتی تو تب بھی وہ مجھے قبول نہ کرتا اوہ شٹ۔ مجھے رہ رہ کر اس کا یہ فقرہ کانوں میں گونجتا ہوا سنائی دے رہا تھا۔

دفع ہو جاؤ میرے کمرے سے نکل جاؤ۔ میرا غصہ سے برا حال ہونے لگا۔ آج میری نظروں سے تمہاری وقعت ختم ہوگئی ہے تم نے وہ کچھ کہہ دیا ہے جو شاید میں کبھی نہ سن پاتی۔ تم نے میری انسلٹ کی ہے۔ میری توہین کی ہے۔ وہ بھی پوری طرح غصہ ہوگیا اور ایک لمحہ سے پہلے ہی وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ ماما بھی پریشان ہوگئی تھی اور سوچنے لگی تھی کہ ان کو ایسی بات نہیں کرنی چاہیے تھی لیکن وہ مجبور تھیں وہ میری کہانی جانتی تھی وہ جانتی تھی کہ میں اس سے پیار کرتی ہوں اور بہت زیادہ کرتی ہوں انہوں نے یہ بات کہہ کر اس کے دل کو جھانکنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے جواب نے مجھے اس قدر نظروں سے گرا دیا تھا کہ میں رو دی تھی۔ میں ایک ایسے انسان سے پیار کرتی آئی ہوں جو خود کو نجانے کیا سمجھتا ہے۔ مانا کہ وہ خوبصورت ہے حسین ہے۔ لیکن اس قدر اس کی سوچ اف توبہ۔ آج حقیقت میں مجھے اس سے نفرت ہوگئی تھی اس کا چہرہ مجھے گھناؤنا دکھائی دینے لگا تھا۔ جس چہرے کی میں دو تین سے پوجا کرتی آ رہی تھی آج وہی چہرہ میری نظروں سے اتر گیا تھا آج وہی چہرہ مجھے گھناؤنا دکھائی دینے لگا تھا۔ اور پھر وہ کچھ ہوگیا جو ہم میں سے کسی نے سوچا بھی نہ تھا وہ کمرے سے نکل کر ریلوے اسٹیشن چلا گیا تھا اور کچھ ہی دیر میں وہ واپسی کے ٹکٹ لے کر آ گیا تھا۔ اس کا موڈ آف تھا اور میرا بھی آف تھا آج پہلا دن تھا کہ میں خود بھی چاہتی تھی کہ وہ چلا جائے میری نظروں سے دور ہو جائے اس نے آج میری توہین کی تھی میرے جذبات کی توہین کی تھی اس نے کیوں کہا تھا کہ اگر میں اس کی عمر کی بھی ہوتی تو تب بھی وہ مجھے قبول نہ کرتا۔ اتنی بڑی بات وہ بھی میرے سامنے کیوں کی تھی۔ وہ بات ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔

اور پھر وہ سب ہی چلے گئے چاچا چاچی کا موڈ بھی اترا ہوا تھا اس نے شاید ان کو سب کچھ بتا دیا تھا کہ میں نے اس سے سخت لہجے میں بات کی تھی یہ بھی نہ دیکھا تھا کہ وہ یہاں مہمان ہیں۔ اور کچھ ہی دنوں کے لیے آئے ہیں میں نے بھی ان کے موڈ کی پرواہ نہ کی۔ وہ جاتے ہیں تو جائیں مجھے پرواہ نہیں ہے اور نہ ہی میں اب کسی کو روکوں گی اور نہ ہی کسی کو دوبارہ یہاں آنے کو کہوں گی۔ وہ چلے گئے پاپا ان کے ساتھ گئے ماما نہ گئی اور میں بھی نہ گئی میں نے جانا بھی نہیں تھا۔

آج بادل نجانے کیوں مجھے یاد آنے لگا تھا۔ نجانے کیوں میں اس کے بارے میں سوچنے لگی تھی کیوں اس کے بارے میں میرے دل میں اس جگہ بننے لگی تھی میں خود حیران تھی کہ یہ مجھے کیا ہوگیا ہے کیوں یکدم مجھے اس کا چہرہ اس کی باتیں یاد آنے لگی تھیں۔ چند دن سے میرے ساتھ ایسا ہی ہو رہا تھا اور مجھے سمیرا کی بات بھی یاد آ گئی

تھی کہ اگر کسی کو اپنا نہ سکو تو کسی کے بن جاؤ۔ بس یہ ایسی بات تھی جو میرے دل میں اتر آئی تھی کہ میں اس کو اپنا نہ سکی تھی اب کسی کی بن جاؤں۔ یہ وہ باتیں تھیں جو میں نے کبھی سوچی بھی نہیں تھیں اور یکدم ایسا ہونے لگا تھا میں نہ رہ سکی اور سمیرا کو کال کر دی۔ وہ اپنے سسرال میں تھی۔

ہیلو جان من کیسی ہو۔ اس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

میں ٹھیک ہوں تم سناؤ تم کیسی ہو اور کیسا وقت بیت رہا ہے۔

بہت ہی اچھا۔ کاشف بہت ہی چاہنے والا شوہر ثابت ہوا ہے اس نے جب سے شادی ہوئی ہے اتنا پیار دیا ہے کہ میں سب کچھ ہی بھول گئی ہوں اپنی دوستوں کو تو کیا اپنے گھر والوں کو بھی بھول گئی ہوں اس کے پیار نے مجھے سب کچھ ہی بھلا دیا ہے۔

واہ بہت بڑی بات ہے تم تو کہتی تھی کہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے لیکن تم مجھے نہیں بھولو گی۔

ہاں ایسا ہی کہا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن یہ بھی تو میں ہی کہہ رہی ہوں کہ اس کے پیار نے مجھے سب کچھ بھلا دیا ہے۔ ماہ رخ اگر کسی کو سچا پیار کرنے والا مل جائے تو انسان کی زندگی جنت بن جاتی ہے ایک تو ہے کہ ایک ایسے سائے کے پیچھے بھاگ رہی ہے کہ جس کو دیکھ تو سکتی ہو لیکن اس کو چھو نہیں سکتی ہو۔ اس کو پکڑ نہیں سکتی ہو جسے تم اپنا پیار کہتی ہو میں اس کو محض تمہاری ضد سمجھتی ہوں کہ تم ضد میں ہو اور ضد میں آ کر بادل کے دل کے ساتھ کھیل رہی ہو ماہ رخ میں جانتی ہوں کہ وہ تم کو کتنا چاہتا ہے کتنی محبت کرتا ہے شاید تم جان بھی نہ سکو لیکن شادی کے بعد میرا اس سے بھی رابطہ نہیں ہے وہ کہاں ہے کیسا ہے میں بھی نہیں جانتی ہوں اور نہ ہی کبھی جاننے کی کوشش کی ہے میں تو تمہارے لیے اس سے رابطے میں رہتی تھی کہ شاید کبھی تمہارے دل میں اس کے لیے محبت جاگ جائے اور تم اس کو اپنانے کی حامی بھر لو۔ لیکن تم تو ہو ہی ضدی۔ وہ بولتی جا رہی تھی اور میں اس کی سنتی جا رہی تھی۔

اگر کچھ دیر کے لیے اپنی زبان کو تالا لگاؤ تو میں بھی کچھ کہوں۔

میری بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی۔ ہاں بابا کہو۔ میں سن رہی ہوں۔

میں نے اس کو عادل کی تمام باتیں بتا دیں اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ میرے دل سے اتر گیا ہے وہ میرے پیار کے قابل نہیں رہا ہے میں آج محسوس کر رہی ہوں کہ میں غلطی پر تھی اور شدید غلطی کرتی آ رہی تھی۔ مجھے اس سے ہٹ کر کسی اور کا سوچنا چاہیے تھا اور شاید بادل کے بارے میں سوچنا چاہیے تھا مجھے تمہاری وہ بات یاد آ رہی ہے کہ یا کسی کو اپنا لو یا پھر کسی کے بن جاؤ۔ سمیرا میں اس کو اپنا تو نہ سکی لیکن اب فیصلہ کیا ہے کہ کسی کی بن جاؤں اور جو چہرہ میری نظروں سے سامنے گھوم رہا ہے وہ بادل کا ہی ہے۔

واقعی۔ اس کے لہجے میں حیرانگی اور خوشی دونوں شامل تھیں

ہاں سمیرا۔ واقعی۔ مجھے اس کا فون نمبر دو میں اس سے رابطہ کرتی ہوں۔

فون نمبر وہ سوچتے ہوئے بولی۔ یار فون نمبر تو نہیں ہے میرے پاس جس فون میں تھا وہ میں نے کہیں پھینک دیا ہے اور شادی کے بعد میں نے کسی بھی دوست کا نمبر اپنے موبائل میں نہیں رکھا تھا کیونکہ مردوں کا کیا بھروسہ کسی بھی وقت شک میں پڑ جائیں اور میں اپنے چاہنے والے شوہر کو کسی بھی شک میں ڈالنا نہیں چاہتی تھی سو میں نے سب کچھ ختم کر دیا۔ لیکن دماغ میں لانے کی کوشش کرتی ہوں ہو سکتا ہے کہ مجھے یاد آ جائے۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

وہ مجھ سے دور ہے اور میں اس کو ڈھونڈنے کو بے تاب ہوں ہاں ماما میں اس کو ڈھونڈنا چاہتی ہوں وہ جہاں بھی ہے میں اس کو ڈھونڈ لوں گی میں نے اس کو بہت دکھ دیئے ہیں اس کا بہت دل توڑا ہے وہ معصوم ہے ہاں وہ بہت ہی معصوم ہے جس کو میں معصوم سمجھتی تھی وہ معصوم نہیں نکلا اور جس کو میں کچھ بھی نہیں سمجھتی تھی وہ معصوم نکلا ہے مجھے اس کی ضرورت ہے ہاں ماما مجھے اب اس کی ضرورت ہے وہ میرے دکھوں کو ختم کر سکتا ہے اپنے بے پناہ پیار سے ان سب زخموں کو مٹا سکتا ہے جو مجھے ملے ہیں جو میں نے خود ہی خریدے ہیں۔ اب میری زندگی کا کوئی بھی مقصد نہیں ہے ماسوائے اس کی تلاش کے۔ میں نے ایک سرد سی آہ بھر کر کہا تو ماما خاموش ہو گئیں ان کے پاس اب کوئی بھی جواب نہیں رہا تھا کیونکہ ان کو میری خوشیاں عزیز تھیں اور وہ جان گئی تھیں کہ میری خوشیاں بادل کے روپ میں ہی مجھے مل سکتی ہیں پھر بھلا وہ کیوں کچھ کہتیں۔ وہ خاموشی سے چلی گئیں اور پھر میں نے اس کی تلاش شروع کردی۔ اس کے تمام جاننے والوں سے رابطے بڑھانے شروع کر دیئے لیکن وہ کہیں بھی مجھے مل نہ سکا اس کا زمین نگل گئی تھی یا پھر آسمان کھا گیا تھا کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی چھ ماہ اس کی تلاش میں بیت گئے لیکن وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دیا۔ اس کی تلاش میں میں تھک سی لیکن ہمت نہ ہاری اور میں ہمت ہارنا بھی نہیں چاہتی تھی اگر اب بھی میں ہمت ہار جاتی تو شاید زندگی کی سانسیں بھی ہار جاتی اور میں ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی میں اس کو حاصل کرنا چاہتی تھی۔ ہاں وہ میری منزل تھا میرا سب کچھ تھا۔ میں اس کو حاصل کر کے ہی سکون لینا چاہتی تھی میں نے اپنی تلاش کو جاری رکھا مجھے امید تھی کہ میں اس کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی اور پھر ایسا ہی ہوا۔ ایک دن وہ مجھے دکھائی دیا۔ ہاں وہ وہی تھا بالکل وہی تھا اس کی حالت بدلی ہوئی تھی بڑھی ہوئی شیو اور الجھے ہوئے بال ایک دیوانہ کی سی اس کی حالت تھی میں نے اس کو پہچان لیا۔ اس کے بعد کیا یہ سب جاننے کے لیے جواب عرض کا آئندہ شمارہ ضرور پڑھیں۔

خوشخبری
دکھی مایوس پریشان حال لوگوں کیلیئے
انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے حکم سے سنگ دل سے سنگ دل مرد ہو یا عورت
بے شک سات سمندر پار ہی کیوں نہ ہو
رب العزت کے حکم سے خاص عمل سے (نقش مقدس) کی برکت سے 4دن کے اندر اندر خود چل کر آئے
کاروبار میں بندش
جن پر کالا جادو، ٹونے کا اثر۔ آسیب کے اثرات
سفلی علم یا عمل کرایا گیا ہو اور اس کا توڑ نہ ہو رہا ہوں
گھر بیٹھے کام ہوگا۔ ہر مسئلے کا مستقل حل۔ مستقل توڑ
بے اولاد مرد ہو یا عورت ہو یا اولاد کا نہ ہونا اور اولاد کا ہو کر مر جانا
مکمل اعتماد کے ساتھ لکھیں۔ ہر بات صیغہ راز میں رہے گی
رابطہ
سلیم قادری نوشاہی
مکان نمبر 105-A/444 پانی والی ٹینکی محلہ آرائیاں والا ساہیوال ڈویژن (پاکستان)
موبائل: 0300-8695363, 0334-9695363

ہاں ہاں سوچو سمیرا سوچو مجھے احساس ہونے لگا ہے کہ مجھے اس کی ضرورت ہے میں خود کو نہ صرف ٹوٹی پھوٹی محسوس کر رہی ہوں بلکہ اکیلی بھی محسوس کر رہی ہوں۔ مجھے وہ سب کچھ یاد آ رہا ہے جو تم نے کہا تھا میں اپنی جوانی کو برباد نہیں کرنا چاہتی ہوں اور پھر ماما پاپا بھی میری مرضی پر راضی ہوں گے۔ جو کچھ میں نے کھویا ہے وہ سب کچھ میں پانا چاہتی ہوں۔ بلکہ اس سے زیادہ پانا چاہتی ہوں۔

یار تم نے مجھے سوچوں میں ڈال دیا ہے میں ذہن پر زور دے رہی ہوں ہو سکتا ہے کہ میں اس کا نمبر یاد کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔ بس مجھے سوچنے کا کچھ وقت دے دو۔

ٹھیک ہے جب تم کو یاد آ جائے تو مجھے کال کر لینا۔

او کے۔ اس نے کہا اور فون بند کر دیا۔

بنی بھول جاؤ اس کو۔ ماما نے ایک رات مجھے روتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

کس کو ماما کس کو۔ میں نے اپنی پلکوں کو صاف کرتے ہوئے کہا۔

اس عادل کے بچے کو اس کی اس روز بات سن کر مجھے اتنا غصہ آیا تھا کہ جی چاہا تھا کہ نوکروں سے دھکے دلوا کر اس کو نکال باہر کروں اس نے تمہارے بارے میں اتنی بڑی بات کر دی تھی۔ کہ تم دونوں ہم عمر بھی ہوتے تو تب بھی وہ تم کو قبول نہ کرتا۔

دفع کرو ماما اس کو میں اس کو یاد کر کے نہیں رو رہی ہو بلکہ اس کو یاد کر کے رو رہی ہوں جس کا میں ہمیشہ دل توڑتی آئی تھی۔

کیا کیا۔ ماما نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں ماما ایک شخص تھا جو مجھے بہت ہی چاہتا تھا اتنا چاہتا تھا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن میں عادل کی وجہ سے اس کو ٹھکراتی آئی تھی شاید اس کی بددعائیں لگ گئی تھیں کہ میں اپنے پیار کو پانے میں ناکام رہی ہوں یا پھر اس کی محبت ایسی ہے کہ میں کسی اور کی ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن اب لگتا ہے کہ وہ کبھی مجھے نہیں ملے گا وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے میں نے سمیرا سے رابطہ کیا تھا لیکن وہ بھی نمبر بھول گئی ہے اس نے ایک دو نمبر مجھے دیئے تھے جو غلط تھے اس کے نہ تھے۔

اوہ بیٹی تم نے اتنی بڑی بات مجھ سے چھپائے رکھی تھی اگر مجھے اس کا پہلے پتہ ہوتا تو میں تم کو اس کو اپنانے کا مشورہ دیتی کیونکہ جب آدمی عورت کو سچا پیار کرتا ہے تو پھر یوں سمجھ لو کہ عورت کی زندگی بن جاتی ہے اگر عادل کو تم اپنا بھی لیتی تو شاید وہ تمہیں وہ خوشیاں نہ دے پاتا جو تم تصور کیے ہوئے تھی۔

ہاں ماما۔ سچ کہا آپ نے شاید وہ مجھے سکون نہ ملتا جو میں اس سے تلاش کرنے کا سوچا کرتی تھی۔ لیکن خدا جو بھی کرتا ہے انسان کے لیے بہتر ہی کرتا ہے۔ لیکن اب مجھے بادل کی فکر لگی ہوئی ہے کہ اس کو میں کہاں تلاش کروں۔ اس کو کہاں سے ڈھونڈوں وہ تو میری بے رخی کی وجہ سے یہ شہر کی چھوڑ کر چلا گیا ہے کون سے شہر میں گیا ہے کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔ لیکن اب میں اس کو تلاش کروں گی اس کو جہاں بھی ہوگا ڈھونڈھ نکالوں گی اب میری زندگی کا مقصد اس کی تلاش ہوگی۔ کچھ دنوں سے میرا دل اس کی طرف خود بخود کھینچا چلا جا رہا ہے یہ بات بھی اس نے کہی تھی کہ ایک دن آئے گا۔ کہ میں خود اس کو ڈھونڈتی پھروں گی اس نے ٹھیک ہی کہا تھا وہ وقت آ گیا ہے وہ سب جانتا تھا سب کچھ جانتا تھا وہ کوئی نجومی تھا جو آنے والے وقت کے بارے میں جانتا تھا۔ اب وہی وقت ہے

اب لوٹ آؤ

☑ ......تحریر: کشور کرن، پتوکی

محترم التمش عالمگیر صاحب!

آداب!

امید کرتی ہوں مزاج گرامی ٹھیک ہوں گے اس بار ایک نئی کاوش لے کر آپ کی بزم میں حاضر ہوئی ہوں یہ ایک بہت ہی دکھی لڑکی کی سٹوری ہے میں نے اس سٹوری کا نام ''اب لوٹ آؤ'' رکھا ہے امید کرتی ہوں کہ میری اس کاوش کو قارئین ضرور پسند کریں گے اور مجھے اپنے مفید مشورے تنقیدی آراء سے ضرور آگاہ کریں گے۔

اس سٹوری کے تمام کردار فرضی ہیں آخر میں ادارے کیلئے نیک خواہشات کہ اللہ جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

ایک ایسی کہانی جو پڑھتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس چمن کی کہانی جس میں بہار آنے سے پہلے خزاں آ گئی اب کاش کوئی بتائے کہ خوشیاں کہاں سے ملتی ہیں تو میں ساری کی ساری خوشیاں خرید لوں ایک سچی کہانی، اب لوٹ آؤ

درد سے دوستی ہو گئی یا زندگی بے درد ہو گئی یارو
کیا ہوا جو جل گیا آشیانہ میرا دور تک روشنی ہو گئی یارو
پکڑ کر ہاتھ پوچھوں میں جو گزرے میری گلی سے وہ
محبت میں کمی تھی کیا جو گیا بے رخی سے وہ

یہ کہانی ہمارے ایک عزیز کی ہے آپ انہی کی زبانی سنیں۔

میں ایک دیہات میں رہنے والا سیدھا سادھا اور کچھ شرارتی سا ایک میٹرک پاس لڑکا تھا جس کا نام انجم سجاد ساگر ہے حسین دنیا کے حسین خوابوں میں رہنے والے اس ساگر نے اپنی تعلیم کو آگے بڑھانے کے لیے کالج میں داخلہ لیا فسٹ ائیر کا آغاز ہی تھا کہ میری شرارتوں میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔

ہر دکھی چہرے کو ہنسانا اور ہنسانے یا ہنسنے والوں کو رنجیدہ کرنا میں اس فن میں بھی ماہر تھا۔

ہم چار دوست اکٹھے کالج جاتے، ناظم، رفاقت اکرم اور میں ساگر!! ہم اس بس میں کالج جاتے جس میں آدھے لڑکے اور آدھی لڑکیاں ہوتیں ہمارا بس کا ماحول ایسا ہوتا کہ ہنستے ہنساتے شور وغل میں وقت گزر جاتا ایک دن جب میں بس سے اتر رہا تھا تو ایک لڑکی نے ایک خط دیا میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بولی پڑھ لینا میں نے وہ خط اپنی پاکٹ میں رکھ لیا کالج جا کر میں نے اپنے دوستوں کے سامنے وہ خط پڑھا بلکہ ان کو بھی سنایا جس میں میری بہت تعریف اور محبت کا اظہار لکھا تھا میں نے دوستوں کے ساتھ اس کا بہت مذاق اڑایا کیونکہ میں محبت کو کچھ نہیں سمجھتا تھا میرے

لیے یہ باتیں بالکل فضول تھیں جب ہم واپس آ گئے تو وہ لڑکی اپنی سیٹ پر بیٹھ کر میرا انتظار کر رہی تھی جب اس نے مجھے دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک نظر آنے لگی میں اس کے سامنے کھڑا تھا میرے ساتھ میرے دوست بھی تھے میں نے شرارتی نظروں سے اسے آنکھ مار کر دیکھا تو وہ ٹکٹکی باندھ کر مجھے دیکھنے لگی وہ ویسے بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی میں بھی مسلسل اسے دیکھتا رہا تھا تو اچانک میرے دوستوں نے میری آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا اوئے ساگر کہاں گم ہو گئے ہو واپس آ جاؤ، اس کے ساتھ بیٹھی اس کی دوستوں نے بھی اندازہ لگا لیا کہ یہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں تو انہوں نے اسے ہلا کر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو اس لڑکی جس کا نام کوثر تھا نے ٹال مٹول کر دیا اسی طرح دو چار دن مزید گزرے تو اس لڑکی نے مجھ سے جواب مانگا میں سوچ میں پڑ گیا کہ اسے کیا جواب دوں میں نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ساگر لڑکی اچھی ہے تمہارا ٹائم پاس کرے گی تو میرے ذہن میں بھی کچھ ایسی تجویزیں پیدا ہوئیں تو میں نے اسے ایک لو لیٹر لکھا جس میں میں نے بھی محبت کا اظہار کیا تھا جسے پڑھ کر وہ بہت خوش ہوئی اس نے وہ خط اپنی دوستوں کو بھی دکھایا اور کہا کہ میں نے ساگر کو پا لیا ہے یعنی وہ مجھ سے محبت کرتا ہے یہ دیکھو اس نے مجھے ایک لو لیٹر لکھا ہے دوسرے دن میں کوثر کو ایک فروٹ شاپ پر لے گیا ہم نے فروٹ چاٹ کھائی کوثر ادھر ادھر کی پیار بھری باتیں کرتی رہی اور میں ہنستا رہا جب ہم واپس آئے تو ہمارے فرینڈز ہمیں دیکھ رہے تھے پاس آنے پر انہوں نے ویلکم کیا اور بولے یہ جوڑی اچھے گی اسی طرح دن گزرتے رہے ہماری ملاقاتیں ہوتی رہیں میں نے کبھی کسی ملاقات کو سیریز نہیں لیا۔

ہوا یوں کہ بخار کی وجہ سے کوثر کچھ دن کالج نہ آئی تو اس کی دوست نیلم نے مجھے تھوڑی سی لفٹ کروائی تو میں نے اس سے دوستی کر لی ابھی ہماری دوستی کی سٹارٹنگ تھی کہ کوثر پھر آنا شروع ہو گئی میں کوثر اور نیلم کو پوری توجہ نہیں دے پا رہا تھا کوثر کو مجھ سے شکایت تھی کہ ساگر میرے لیے ٹائم نکالے۔

نیلم کو میری اور کوثر کی دوستی کا پتہ تھا پر کوثر کو میری اور نیلم کی دوستی کی بالکل خبر نہیں تھی اسی طرح ایک دن میں نیلم کی ضد پر اس کے ساتھ فروٹ چاٹ کھانے چلا گیا تو کوثر کو کسی نے بتا دیا جب ہم گاڑی میں آئے تو کوثر نے نیلم سے پوچھا کہ اس سے تمہارا کیا رشتہ ہے تو نیلم بولی کہ ساگر میرا ایک اچھا دوست ہے کوثر نے مجھے اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ نیلم تمہاری دوست ہے میں نے کہا کہ ہاں تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے سب کے سامنے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تمہاری کوئی دوست نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کسی کو بنانا تم صرف اور صرف میرے ہو میرے تو میں بولا کیوں تماشا بنا رہی ہو سب کے سامنے تم پاگل ہو؟ یہ تماشا نہیں حقیقت ہے میں پیار کرتی ہوں تم سے اور تم بھی کرتے ہو مجھے میں نے کہا کہ میں کسی سے پیار نہیں کرتا میرے لیے تم بھی ایک دوست ہو اور نیلم بھی اور تم میں سے اور کوئی بھی ہو سکتی ہے سمجھی تم تو ساتھ والی لڑکیاں ہنسنے لگیں پھر کوثر نے پوچھا کہ تم نے جو لو لیٹر لکھا تھا وہ لو لیٹر میں نے نہیں میرے دوست ناظم نے لکھا تھا تو وہ غصے سے آگ بگولہ ہو گئی اور خاموشی سے بیٹھ گئی اس کی دوستیں اسے ادھر ادھر کی باتوں میں لگانا چاہتی تھیں مگر وہ سارے راستے خاموشی سے بیٹھی رہی اور اس کی آنکھوں سے آنسو گرتے رہے پھر ہمارا سٹاپ آیا اور ہم اتر گئے اور وہ آگے چلی گئیں پھر اس کے بعد وہ کبھی کالج نہیں آئی کیونکہ لڑکیوں نے اس کے اوپر جملے کسے تھے شاید اس نے کالج چھوڑ دیا تھا۔

اس کا کالج چھوڑنا مجھے اچھا نہیں لگا میں خود کو اس کا قصوروار سمجھتا تھا پھر میرے دوستوں نے مجھے اس طرف متوجہ نہ ہونے دیا ہم اپنے شوغل میں لگ گئے

اور پھر نیلم نے بھی یہ کہہ کر مجھ سے دوستی ختم کر دی کہ تم کسی کی قدر نہیں کر سکتے اسی طرح ہمارا فسٹ ائیر مکمل ہوا میں سیکنڈ ائیر میں چلا گیا اور کبھی کبھی مجھے کوثر کی یاد آتی تو میں سوچ کر خاموش ہو جاتا کہ مجھے کبھی کسی سے محبت ہوئی ہی نہیں اور نہ ہی ہو سکتی ہے کچھ دنوں کے بعد میرا آنٹی کے گھر جانا ہوا میں پہلی بار اپنی آنٹی کے گھر گیا تھا کیونکہ ہمارے دوستوں کی اور کالج ٹائمنگ کی وجہ سے میں کبھی کسی رشتہ دار کے ہاں نہیں گیا تھا جب میں آنٹی کے گھر گیا تو سب لوگ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے انہوں نے میری اچھی مہمان نوازی کی میں بھی بہت خوش تھا اگلی صبح جب میں نے آنے کی تیاری کی تو سب مجھے منع کر رہے تھے بڑی مشکل سے آنٹی کو منایا تو ربیعہ ناراض ہو گئی آنٹی سے شکایت کی تو انہوں نے یہ کہا دیکھو بیٹا یہ تم دونوں کا مسئلہ ہے خود ہی حل کر دو اور پھر ساری زندگی ایک دوسرے کی ماننی پڑے گی یعنی آنٹی ہم دونوں کو ملانے میں خوش تھی پھر ربیعہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کمرے میں لے گئی اور بولی دیکھو ساگر آج نہ جاؤ میرا دل نہیں چاہتا کہ تم جاؤ پلیز جب میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو موٹی موٹی آنکھوں میں نمی تھی اس نے اپنی گردن جھکا لی میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ اوپر کی تو اپنا ہی دل گنوا بیٹھا میں نے پہلے اسے کبھی غور سے نہیں دیکھا تھا۔ معصوم چہرہ گلابی ہونٹ موٹی آنکھیں میرے دل میں اتر گئیں میں نے ربیعہ کو اتنی حسین پہلی مرتبہ دیکھا تھا اس سے پہلے ہم بچپن میں ملے تھے جب بہت چھوٹے تھے میں اپنے گزرے ہوئے ماضی میں کھو گیا تھا کہ ربیعہ نے کہا دیکھو ساگر اگر آج آپ نہ رکے تو میں کبھی آپ کے سامنے نہیں آؤں گی نہیں نہیں ربیعہ میں نہیں جاؤں گا تم ناراض نہ ہونا مگر میرے ساتھ ایک وعدہ کرو میرے ذہن میں شیطانی باتیں آنے لگیں وہ پھر بولی کہ کیا وعدہ کروں یہ کہ تم مجھے کل نہیں روکو گی ٹھیک نہیں روکوں گی۔ پھر میں نے ربیعہ کو گلے لگا لیا اور اپنی زندگی کو خوبصورت رنگوں میں پایا کیونکہ میں محبت کو کچھ نہیں سمجھتا تھا آج پتہ چلا کہ محبت کیا ہے۔

کبھی زندگی کا نام ہے محبت کبھی موت کا پیغام ہے محبت
کبھی محبت ہے دل کی جلن کبھی دل کا آرام ہے محبت
کبھی محبت سے ملتی ہے خوشی کبھی غموں کا نام ہے محبت
کبھی محبت ہے ملن کا روپ کبھی تنہائی کی طرح بے نام ہے محبت
کبھی محبت ہے بے نام زندگی کبھی زندگی کہتی ہے میرا نام ہے محبت

پھر کیا تھا آنٹی کی آواز آئی ربیعہ بیٹا اگر ساگر مان گیا ہے تو جلدی اس کے لیے دوپہر کے کھانے کا انتظام کر دو اچھا ٹھیک ہے امی پھر ہم دونوں خوشی خوشی باہر آ گئے کھانا تیار ہوا ہم سب نے مل کر کھانا کھایا اور پھر باہر چلے گئے ہم سب کزنز نے بہت انجوائے کیا پھر گھر آ گئے پتہ ہی نہ چلا کہ کب شام ہوئی کیسے رات گزری اور کب صبح ہو گئی میں نے ناشتہ کیا اور تیاری کی ربیعہ مجھے پریشان نظروں سے دیکھتی رہی وہ کلی بہت مرجھائی سی لگ رہی تھی میں نے آنٹی سے اجازت لی اور ربیعہ کو اشارے سے خدا حافظ کہہ کر باہر نکل آیا وہ دروازہ بند کرنے آئی تو اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں میرا بھی یہی حال تھا۔

نہ پوچھو کیا گزرتی ہے جدا جب یار ہوتے ہیں
یہ آنسو تیر بن بن کر جگر کے پار ہوتے ہیں

پھر ربیعہ نے یہ شعر سنایا

یادوں میں ہم رہیں یہ احساس رکھنا
نظر سے دور سہی دل کے پاس رکھنا
ہم یہ نہیں کہتے ساتھ رہو ہمارے
دور ہی سہی مگر دعاؤں میں یاد رکھنا

یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کیا میں نے بھی موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور چلا آیا تمام سفر میں ربیعہ میری

نظروں کے سامنے رہی خیر جتنے دن میں اس سے دور رہا وہ مجھے بہت یاد آتی رہی کچھ دنوں کے بعد میری دوسری آنٹی کا بیٹا مجھے لینے آ گیا تو میں اس کے ساتھ چلا گیا میری جانے کے دوسرے دن بعد ربیعہ اور آنٹی بھی آ گئیں ربیعہ کو دیکھتے ہی مجھے بہت غصہ آیا اتنا غصہ کہ میری برداشت سے باہر ہو گیا کہ ربیعہ یہاں کیوں آئی ہے اسے بھی اندازہ ہو گیا کہ ساگر کو میرا آنٹی کے گھر آنا اچھا نہیں لگا ربیعہ نے مجھے کتنی بار بلانے کی کوشش کی مگر میں نظر انداز کرتا رہا بالآخر میری کزن جن کے گھر میں آیا تھا وہ بولی ساگر تمہیں کیا ہوا تم بدلے بدلے سے لگ رہے ہو صبح تو بالکل ٹھیک تھے نہیں کوئی بات نہیں میرے سر میں چکر آ رہے ہیں مگر کیوں وہ بولی بس پتہ نہیں۔ نہیں کوئی وجہ تو ہے؟ ہاں باجی یہ ربیعہ اور آنٹی یہاں کیوں آئی ہیں؟ بس ساگر بھائی آنٹی ملنے آئی ہیں تو کیا آنٹی جہاں بھی جائے گی ربیعہ کو بھی اپنے ساتھ لے جائے گی ساگر بھائی یہ ربیعہ کی آنٹی کا گھر ہے اگر وہ آ گئی ہے تو کیا ہوا؟ ویسے اک بات پوچھوں؟ ہاں پوچھو تم ربیعہ کو دیکھ کر اتنے غصے میں کیوں آئے ہو؟ بس کچھ نہیں میں کل یہاں سے چلا جاؤں گا نہیں ساگر تم بھی نہیں جاؤ گے اور ربیعہ بھی یہ تم دونوں کی آنٹی کا گھر ہے میں نے یہ شعر سنایا۔

میں تو ساگر تھا چلتا بھی تو کیسے چلتا
وہ بھی موجود کی طرح آیا تو پل بھر ٹھہرا
چاند پگلا تھا چلا آیا جو میری جانب
میں تو بادل تھا ہمیشہ ہی سے بے گھر ٹھہرا

پھر میری طبیعت زیادہ خراب ہونے لگی میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا اچانک میں چکرا کر گر پڑا میرے کزن مجھے ہسپتال لے گئے ڈاکٹر سے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ اس نے ٹینشن لی ہے ربیعہ بھی پریشان ہو گئی کہ ساگر کو میں یہاں اچھی نہیں لگی خیر میں کمرے میں لیٹا ہوا تھا تو ربیعہ بھی آ کر میرے پاس بیٹھ گئی اور بولی ساگر اگر آپ کو میرا یہاں آنا اچھا نہیں لگا تو میں اور امی آج ہی چلے جاتے ہیں لیکن آپ خوش رہو آپ کو کچھ نہیں ہونا چاہیے نہیں تم لوگ رہو میں چلا جاؤں گا ویسے بھی میں کون ہوتا ہوں تمہیں منع کرنے والا اتنے میں اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بولی دیکھو ساگر تم میرے سب کچھ ہو آج کے بعد ایسا نہیں بولنا اتنے میں میری کزن آئی تو ربیعہ اٹھ کر باہر جانے لگی لیکن اس نے ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا اور بولی ساگر میں سمجھ گئی ہوں تمہارا کیا چکر ہے مگر تمہیں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہونا چاہیے تم اسے دیکھتے ہی بیمار ہو گئے ربیعہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ اٹھ کر چلی گئی دوسرے دن میں اپنے آپ کو ہلکا پھلکا سا محسوس کر رہا تھا ہم نے کام شروع کیا ربیعہ اور میری دوسری کزن کچن میں کھانا بنا رہی تھیں موقع دیکھ کر میری کزن نے مجھے کچن میں بلایا میں گیا تو ربیعہ آٹا گوندھ رہی تھی میں ان کے پاس بیٹھ گیا میری کزن نے پوچھا کہ تمہارے بیمار ہونے کی وجہ کیا تھی تو میں نے ربیعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ۔ تو اس نے اپنی موٹی موٹی نیلی آنکھوں سے مجھے گھورا مجھے ہنسی آ گئی پھر میری کزن نے پوچھا کہ تم دونوں نا ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کیا ہے میں بولا نہیں پہلے یہ کرے گی تو ربیعہ نے میری طرف دیکھتے ہوئے مجھے آئی لو یو بول دیا جواب میں میں نے بھی کہہ دیا آئی لو یو ٹو تو وہ مسکرا دی میں پھر آ کر کام کرنے لگا تھوڑی دیر بعد میری کزن آئی اور میرے کان میں کہا کہ ربیعہ تمہیں چھپ کر روشندان میں سے دیکھ رہی تھی مجھے بہت اچھا لگا میں چپکے سے اندر گیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

چھپ کے دیکھ ناں تو کھل کے دیدار کر لے
شرمانا چھوڑ بھی دے آ مجھ سے پیار کرے

اس نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور چپ چاپ دوسرے کمرے میں چلی گئی میں پھر آ کر کام میں مصروف ہو گیا اگلے دن امی نے مجھے فون کر کے بلا لیا

تو میں اپنے گھر آ گیا شام کو میں نے اپنی کزن سے بات کی تو پتہ چلا کہ آنٹی اور ربیعہ بھی چلی گئی ہیں میری آنٹی ربیعہ کی اور میری شادی کرنا چاہتی تھیں لیکن میری امی خوش نہیں تھیں میں چاہتا تھا کہ امی مان جائے اور دونوں بہنیں مل جائیں لیکن میری امی نہیں چاہتی تھی کہ اپنی بہن سے رشتہ لے خیر وقت گزرتا رہا ایک دن میں نے آنٹی یعنی ربیعہ کی امی سے بات کی تو انہوں نے کہا ساگر بیٹا امی کو بھیجو نہ رشتے کے لیے۔ اچھا آنٹی ابھی تو میں پڑھ رہا ہوں اتنی بھی جلدی کیا ہے آپ ربیعہ کو میری امانت سمجھ کر رکھنا یہ میری ہے میری ہی رہے گی اچھا ٹھیک ہے بیٹا اپنی امی کو سلام کہنا اپنا بھی خیال رکھنا ربیعہ سے بات کرو گے؟ کیوں نہیں آنٹی کروا دو اچھا ٹھیک ہے یہ لو، ہیلو ربیعہ کیا حال ہے میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہو؟ ساگر جی میں بھی ٹھیک ہوں تمہاری بہت یاد آتی ہے اپنی یادوں کو روک لو مجھے پڑھنے نہیں دیتیں اچھا ربیعہ بولی۔

پھر ہم نے بہت سی باتیں کیں اپنی شادی ساتھ جینے مرنے کی پھر میں نے یہ شعر سنا کر موبائل بند کر دیا۔

میں نے تم کو دل دے دیا او صنم
اب مجھے احتیاط سے رکھنے پڑتے ہیں قدم

اسی طرح ہم روزانہ جی بھر کے باتیں کرتے کبھی کوئی دن ایسا نہ ہوتا جب ہم نے بات نہیں کی ہو پھر اسی طرح دن گزرتے رہے ایک دن ہمارا کشمیر سے فون آیا کہ ساگر ایک مرتبہ آؤ میں نے ربیعہ سے بات کی تو وہ بولی ساگر مت جانا میں آپ کے بغیر نہیں رہوں گی دیکھو ربیعہ ہم اسی طرح ہی بات کریں گے اب میں کون سا تمہارے پاس ہوں پلیز اک بار جانے دو میرا بڑا دل کرتا ہے کشمیر جانے کو۔ نہیں اگر تم چلے گئے تو میں مر جاؤں گی نہیں ایسا مت کہو میں نہیں جاؤں گا اسی طرح دن گزرتے رہے میرا ہر روز فون آتا اور میری امی ہر روز کہتی کہ چلے جاؤ بیٹا کچھ دن رہ آؤ اچھا ٹھیک ہے امی پر ربیعہ اور آنٹی کو نہ پتہ چلے۔ پھر میں چلا گیا اور میرا ربیعہ سے رابطہ کم ہو گیا میں نہ چاہتے ہوئے بھی دو ماہ وہاں رہا میرا بہت دل کرتا تھا ربیعہ کی آواز سننے کو پر مجبور تھا اور وہ لوگ آنے بھی نہیں دیتے تھے دو ماہ بعد جب میں واپس آیا تو میری زندگی کی تمام خوشیاں چھن چکی تھیں میری ربیعہ جو جانے سے پہلے مجھے کہتی کہ ساگر مت جانا ورنہ میں مر جاؤں گی اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا وہ جیت چکی تھی اور میں ہار گیا تھا وہ مجھے ہمیشہ کیلئے چھوڑ گئی تھی اپنا سارا پیار ساری خوشیاں بہت زیادہ غم یعنی اپنا سب کچھ میرے نام کر گئی اور میری جدائی کو اپنا مقدر بنا کر اپنے ساتھ لے گئی تھی میں پاگلوں کی طرح ربیعہ کو تلاش کرتا ہوں وہ تو جانے والی چلی گئی پر اپنی یادیں دے گئی مجھے اب میں کبھی تو خود کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتا ہوں اور کبھی امی کو میں انہیں راستوں پر جاتا ہوں تو مجھے ربیعہ نہیں ملتی اور میں مایوس لوٹ آتا ہوں اب اگر کبھی وہ مجھے خواب میں ملتی ہے تو ناراضگی کا اظہار کرتی ہے اب میں اسے کیسے مناؤں ربیعہ ایک بار اگر آ جاؤ تو میں پاؤں پکڑ کر ہاتھ جوڑ کر منا لوں گا۔

آنکھوں میں آنسوؤں کو ابھرنے نہیں دیا
مٹی میں موتیوں کو بکھرنے نہیں دیا
جس راہ پر پڑے تھے تیرے پاؤں کے نشان
اس راہ سے کسی کو گزرنے نہیں دیا

اب میں اسے ملنے جاتا ہوں کافی دیر ایک مٹی کے ڈھیر سے بات کرتا ہوں مگر ربیعہ ناں تو کوئی جواب دیتی ہے ناں ہی بات کرتی ہے میں رو رو کر اسے آوازیں دیتا ہوں مگر وہ میری بات ہی نہیں سنتی پتہ نہیں اتنا غصہ اسے کیوں آیا وہ مجھ سے ہمیشہ کے لیے روٹھ گئی اب میں اپنی ربیعہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ خدا اسے جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔

قارئین آپ بھی میری کہانی پڑھ کر میری ربیعہ کے لیے دعا کرنا خدا اس کے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف کرے آمین۔

دل سنبھل جاذرا......

☑......تحریر: پریا، اٹک

محترم التمش عالمگیر صاحب!

آداب!

امید کرتی ہوں مزاج گرامی ٹھیک ہوں گے اس بار ایک نئی کاوش لے کر آپ کی بزم میں حاضر ہوئی ہوں یہ ایک بہت ہی دکھی لڑکی کی سٹوری ہے میں نے اس سٹوری کا نام ''دل سنبھل جاذرا......'' رکھا ہے امید کرتی ہوں کہ میری اس کاوش کو قارئین ضرور پسند کریں گے اور مجھے اپنے مفید مشورے تنقیدی آراء سے ضرور آگاہ کریں گے۔

اس سٹوری کے تمام کردار فرضی ہیں آخر میں ادارے کیلئے نیک خواہشات کہ اللہ جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

جینا مرنا کیا ہوتا ہے؟
تجھ سے ملنا اور بچھڑنا......

محبت زندگی میں ایک بار ہوتی ہے کیا؟ اگر ایک بار ہوتی ہے تو اِک محبت کے کھو جانے سے ہم محبت کرنا کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ باقی محبتیں، پہلی محبت کو بھلانے کیلئے کی جاتی ہیں لیکن محبت تو ہو جاتی ہے کی نہیں جاتی، یہ تو ایک ایسا احساس ہے جو خود بخود ہمارے من میں آ بستا ہے اور جبکوئی محبت میں ٹھکرایا جا چکا ہو تنہائیوں میں بستا ہو۔ بے وفائی کے دکھ میں مر رہا ہو کسی کی بے وفائی جھوٹ اور دھوکے سے برباد زندگی کر بیٹھا ہو اور ٹوٹے دل، گھائل روح کے ساتھ سانسوں کے ٹوٹنے کا انتظار کر رہا ہو، دنیا اور دنیا کے لوگوں سے اعتبار تک اٹھ چکا ہو تو زندگی کے ان درد بھرے اور اذیت کے لمحات میں دل جو کسی پہ اعتبار کرنے لگے، کوئی اچانک سے ہم میں بسنے لگے، غم جاتے ہوئے لگیں اور خوشیوں کے آمد کا احساس ہونے لگے تو پھر یہ محبت ہوئی ناں......
محبت تو وہ بھی تھی جس نے رُلایا، محبت تو یہ بھی ہے جو ہنساتی ہے محبت تو محبت ہے......!

بعض اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ ہم سپنا جس ساجن کا دیکھ رہے ہوتے ہیں جن چاہتوں کے ہم منتظر ہوتے ہیں وہ ابھی ہمیں ملتی ہی نہیں ہیں کہ

ہمارے سپنوں کے برعکس کوئی ہمیں اچانک سے ملتا ہے اور ہم سے بے پناہ چاہتوں کا دعویٰ کر کے ہمیں اپنی طرف کھینچتا ہے اور ہم اپنی نادانی اور جلد بازی کی وجہ سے اس کی چاہتوں کا یقین کر لیتے ہیں اپنا ہر سپنا بھول کر ہم اس چاہتوں اور محبتوں کے دعوے دار کے ہی ہو کے رہ جاتے ہیں پھر جب فیل ہونے لگتا ہے کہ ہمارا سپنا تو یہ نہ تھا جب نادانی سے نکل کر سمجھداری کی دنیا میں آتے ہیں تو شاید پچھتاوا ہی بچتا ہے یہ کہانی بھی ایک ایسی ہی نادان، معصوم اور درد دل رکھنے والی لڑکی کی ہے جو اپنے نادان دل اور معصوم سوچوں کی وجہ سے اپنی محبت کو کھو بیٹھی، محبت کا اظہار بھی نہ کر پائی، جبکہ کسی ایسے کو اپنا پیار سمجھنے لگی جو کسی بھی طرح سے اس کی پسند سا یا اس کے سپنوں سا نہ تھا بلکہ محبت کے قابل ہی نہ تھا۔ جو قابل تھا وہ گنوا بیٹھی، اتنی انمول ہو کے بھی بے مول ہو گئی......

جتنے چاہو......

آنکھوں میں تم خواب سجا لو
کب یہ پورے خواب ہوتے ہیں
خواب ادھورے خواب ہوتے ہیں

رضوان کہا ہو تم؟ زارا نے اداسی کے عالم میں رضوان کو Text کیا...... کیا ہو گیا جان، ابھی تمہارے گھر کے پاس سے گزرتے ہوئے تمہیں Bye کا Text جو کیا، کالج جا رہا ہوں میری جان، جی جی کیا اداس ہو تم؟ رضوان اِک بات بتاؤ گے، ہاں پوچھو جاناں۔ کیا یہ بات سچ ہے کہ تمہارے رشتے کی بات چل رہی ہے اور وہ بھی تمہارے خاندان میں۔ نہیں جھوٹ ہے سب۔ تو کھاؤ میری قسم کہ جھوٹ ہے ہاں زارا تمہاری قسم جھوٹ ہے۔ بکواس ہے سب کس نے کہا تمہیں؟ واہ رضوان کیا محبت ہے میری جھوٹی قسم...... او کے تم یہ اللہ اور رسولؐ کی قسم، اپنے والدین کی قسم بتاؤ سب سچ۔ ہاں زارا سچ ہے رضوان نے پہلے تو بڑے آرام سے زارا کی جھوٹی قسم کھالی مگر اگلے ہی پل اس معصوم کے دل کی پرواہ کیے بغیر بڑے اطمینان سے بتا دیا۔ اور زارا کے پیارے بھرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ نہیں رضوان ایسا نہیں ہو سکتا تم نے میرے ساتھ بے تحاشا وعدے کر رکھتے ہیں تم اپنے والدین کو کچھ تو بولو۔ بول چکا ہوں مگر اب بس۔ کیا بس، بھول گئے تم سب کچھ، وہ وعدے قسمیں ہمارے خواب ہمارا پیار۔ یا پھر تم مجھ سے فراڈ کرتے آئے ہو اور تمہارے والدین وہ کیا سمجھتے ہیں خود کو، کل کو تو تمہاری امی یہ پیغام لے کے آئی تھی کہ تمہارے ابو میرے ابو سے ملنا چاہتے ہیں مجھے اپنا بنانا چاہتے ہیں چلو وہ تو بدل گئے۔ مگر تم...... تم کیوں مجھے برباد کر رہے ہو۔ پلیز زارا مجھے معاف کر دینا، مگر میں مجبور ہوں۔ آفرین ہے تم پر بے وفا انسان ابھی رشتے کی بات چلی اور مجھے مجبوریاں بتانے پہ آ گئے تہنیت حسین ہے کیا وہ، اوہ رضوان اب سمجھی وہ کنواری لڑکی ہے ناں جبکہ میں طلاق والی ہوں گی جب تمہاری دلہن بنوں گی تو اب اس لیے مجبور ہو تم۔ زارا تم چاہے جو سمجھو مگر میں کچھ نہیں کر سکتا۔ کوئی مجبوری نہیں ہے تمہاری سب ڈائیلاگ بازی ہے کیا بھول گئے وہ وقت جب میں نے مجبوریاں بتائی تھیں اور تم بولتے تھے میرا ساتھ دو مجبوریاں ختم ہو جائیں گی۔ رہنے دو رضوان اب بس سچ یہ ہے کہ تم خود غرض ہو، بے وفا ہو فریبی ہو جھوٹے ہو تمہارے اندر محبت ختم ہو چکی ہے ہوس جاگ چکی ہے تم میں مجھے تمہارے ڈائیلاگ نہیں سننے صاف بتاؤ کہ اب کیا تم اپنے والدین کی بات مانو گے۔ ہاں ہاں میں ان کی باتیں مانوں گا شادی بھی کروں گا اور تمہارا نمبر بھی Delete کر رہا ہوں اور وہ تمہاری Picture جو تمہارے موبائل سے میں نے چرائی تھی وہ بھی Delete کر رہا ہوں۔ نہیں رضوان تم میرے ساتھ بے وفائی نہیں کر سکتے۔ Texe کا Bye کر کے رضوان نے fone آف کر دیا۔ زارا کافی حد تک

جذباتی تھی اپنا سر پکڑ کر پاگلوں کی طرح رونے لگی۔ بار بار نمبر ڈائل کرتی مگر آف ملتا اور زارا کی حالت خراب ہو گئی۔ وہ پل جو گزرے تھے بار بار زارا کے سامنے آ رہے تھے۔ زارا تو خاموشی سے اپنی تنہا زندگی گزار رہی تھی پیار و محبت سے بہت دور، زارا کی شادی تو کم عمری میں ہو چکی تھی جس میں ٹھوکر بھی بے گناہ، معصوم کلی کو کھانی پڑی اور شوہر کی بے وفائی نصیب ہوئی مگر اسے روگ نہ لگا مگر رضوان نے آج بہت بڑا گھاؤ لگایا زارا کو زارا رضوان کو شروع سے جانتی تھی اور وہ بالکل بھی پسند نہیں کرتی تھی اسے مگر اچانک سے دونوں میں عام سی ہیلو ہائے ہوئی اور رضوان بات کرنے کے موقع ڈھونڈتا رہا آخر کار رضوان Text کے ذریعے زارا سے بات کرنے لگا اور زارا کو نرم دل جان کر بولنے لگا کہ اسے اس کی کزن نے دھوکہ دیا۔ بے وفائی کی اس سے وعدے کر کے کسی اور سے شادی کر لی۔ ہمدردی کرنے لگی زارا اور جلد ہی رضوان محبت کے جال پھینکنے لگا مگر زارا صاف بولتی کہ میری زندگی حالات مجھے پیار کی اجازت نہیں دیتے، لیکن کب تک آخر رضوان کی محبت بھری باتیں جھوٹے آنسو کام کرنے لگے زارا کی ہمدردی بڑھتی گئی رضوان نے اس ہمدردی کو محبت کا نام دیا اور زارا نے اس شرط پہ ساتھ دیا کہ مجھے بدنام نہیں کرو گے اور والدین سے جلد بات کرو گے ان کے فیصلے کے بعد جو مناسب ہوا اور جلد ہی رضوان کے والدین کی آرزو بھی سامنے آئی کہ ان کی بھی خواہش ہے کہ زارا ان کی بہو بنے۔ مگر معلوم نہیں کیوں وہ بدل گئے اور آج رضوان بھی بے وفائی کی حدوں کو چھو رہا تھا زارا کو اس رویے کی توقع نہ تھی رضوان سے مگر رضوان کی حقیقت جھوٹ، فریب اور بے وفائی تھی زارا کو گھن آ رہی تھی اپنے آپ سے کہ ایک فراڈ کو کیوں اس کے دل نے سچا سمجھا مگر اگلے ہی لمحے اس کے دل کو یہ سوچ کے سکون ملتا کہ لاکھ شکر رب کا میری عزت محفوظ رہی۔ یہ محبت تھی یا کچھ اور مگر شکر ہے کہ پاکیزہ رہی مگر اگلے ہی پل پلکیں بھیگنے لگیں۔ کیوں کیا اس نے ایسا کیوں کیا انہی جذبات میں دکھ میں زارا نے اپنا دایاں ہاتھ آئینے پہ دے مارا۔ آئینے کے ٹکڑے ہوتے گئے دوبارہ ان ٹکڑوں کو ہاتھ میں رکھ کے مسلتی رہی۔ کانچ چبھتے گئے۔ انگلیاں، ہتھیلی ہاتھ سارا ایسا زخمی ہوا کہ دیکھا بھی نہ جاتا۔ زارا یہ کیا حال بنا رکھا ہے کیا ہوا ہاتھ پہ تمہیں، امی نے چلاتے ہوئے پوچھا، کچھ نہیں امی، چلو باہر آؤ امی زارا کو باہر لے گئیں اور پٹی کرنے لگیں دیکھو بیٹا اتنا جذباتی نہیں ہوتے زارا کو تو جیسے چپ سی لگ گئی۔ وہ اٹھ کے دوبارہ اپنے کمرے میں آ گئی اور دوبارہ رضوان کا نمبر ڈائل کرنے لگی تو نمبر On تھا فوراً Text کیا زارا نے۔ رضوان تم نے مجھے اپنی عادت ڈال دی ہے میں تم بن نہیں رہ سکتی مت کرو ایسا Reply آیا زارا Plz مجھے معاف کر دو۔ میں اب تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ او کے دو منٹ کال کرو رضوان نے کال کی رضوان جان ایسا مت کرو میں کیسے زندہ رہوں گی جان میں کیا کروں Plz جان معاف کر دینا زارا کو رضوان کے لہجے سے جھوٹ، فریب، بے وفائی چھلکتی محسوس ہوئی غصہ آتا گیا زارا کو اور جذباتی ہوتی گئی۔ جھوٹ بولتے ہو تم تم خود چاہتے ہو ایسا کیونکہ آج کل تمہیں میرے دل کی ضرورت نہیں بلکہ کسی کے جسم کی ہے او کے کرو شادی مگر میری بددعا ہے کہ تمہیں سکون کبھی نصیب نہ ہو تمہاری بہن کی زندگی تباہ و برباد ہو تب تمہارے والدین کو بھی پتہ چلے کہ کیا دکھ ہوتا ہے۔ بیٹیوں کا اور میں اب تمہارے دوست یا کسی بھی لڑکے سے رابطہ کروں گی۔ تب تمہیں پتہ چلے گا نہیں زارا تم ایسا نہیں کرو گے کروں گی، کروں گی I Hate U جو منہ میں آتا گیا وہ بولتی گئی اور کاٹ دی کال...... زارا کے پاس کسی بھی لڑکے کا نمبر نہ تھا مگر نہ جانے کیسے اس کے ذہن میں ارمان کا نمبر دوڑنے لگا ارمان زارا کے

بھائی حیدر کا بھی دوست تھا اور رضوان کا۔ زارا کو کوئی دلچسپی نہ تھی اس میں مگر وہ انجان بن کر اسے Text کرنے لگی حنا کیسی ہو کب آؤ گی...... ہیلو حنا Reply دو بھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ ارمان کا نمبر ہے مگر وہ کسی بھی طرح سے اس سے باتیں کرنا چاہ رہی تھی۔ ارمان تو جانتا بھی نہ تھا زارا کو۔ زارا خود بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا کر رہی ہے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر وہ ارمان کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ ارمان نے کال پک کی۔ اس سے پہلے کہ ارمان کچھ بولتا زارا نے بولنا شروع کر دیا جو کہ اس کے لیے اجنبی آواز تھی۔ حنا Reply کیوں نہیں دے رہی تم؟ جی کون، ارے آپ حنا کے بھائی ہو نا...... جی نہیں آپ کون؟ اوہ سوری مگر مجھے یہ نمبر دیا گیا تھا۔ اوکے سورے۔ ڈرے ہوئے انداز میں زارا نے کال کاٹ دی۔ مگر مسلسل ارمان کی کالز آتی رہیں اور Text بھی آنے لگے پلیز آپ کال اٹینڈ کریں۔ زارا نے Reply دیا دیکھیں مجھ سے غلطی ہو گئی سوری۔ پلیز مت کریں کال میسج...... زارا پچھتا گئی ایسا کر کے، کیونکہ ارمان کے مسلسل Text اور کالز نے اسے پریشان کر دیا۔ پلیز ایک بار کال پک کریں۔ جی بولیں زارا نے سخت لہجے میں بولا آپ کی آواز بہت اچھی ہے دیکھیں میں آپ کو نہیں جانتی بس مجھ سے غلطی ہو گئی۔ Plz آپ مت تنگ کریں مجھے اوکے بائے Plz سنیں تو...... جی بولیں...... میرا نام ارمان ہے۔ اٹک کے ایک گاؤں سے تعلق ہے میرا مگر ہم رہتے اسلام آباد ہیں۔ زارا حیران تھی کہ کسی اجنبی کو وہ سب سچ کیسے بتا رہا ہے...... ہیلو مس رونگ آپ کا نام؟ نہیں پتہ۔ اوکے مت بتائیں مگر پلیز مجھ سے دوستی کر لو۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ دوستی...... مجھے غصہ آ رہا ہے آپ کی ان باتوں پر 5 منٹ ہوئے بات کیے ہوئے اور دوستی پلیز، پلیز، پلیز یار آپ کی آواز بہت ہی پیاری ہے تو ہم دوست ہوئے۔ نیور اور مت کرو تنگ۔ اوکے بائے اور زارا نے فون ہی آف کر دیا۔ یہ کیا مصیبت میں نے اپنے گلے ڈال لی۔ مگر حیرانگی ہوئی زارا کو ان چند لمحوں پہ کہ اس کے آنسو تھم چکے تھے اور وہ اسی سوچ میں گم تھی کہ پل میں وہ ارمان کے جس کے لیے زارا مس رونگ نمبر بنی، اس نے سب سچ کیوں بتایا زارا کو اور زارا نے کیوں ایسا کیا۔ کیوں بنی وہ مس رونگ اس کے لیے......؟ وہ تو کسی لڑکے کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھتی بھی نہیں تھی، رضوان بھی خود اس کی زندگی میں گھستا آیا تھا مگر آج وہ جان بوجھ کر ارمان کی زندگی میں داخل ہوئی...... آخر کیوں؟ آنسو قطار در قطار بہتے گئے۔ اپنے تھکاوٹ سے چور بدن کے ساتھ لیٹ گئی کاش میں رضوان کا یقین نہ کرتی بخار سے جسم تپنے لگا اور وہ گہری نیند سو گئی۔ شاید اس کے آنسو خشک پڑ چکے تھے اور وہاں ارمان کو نجانے ایسا کیا ہو گیا کہ وہ بے چین تھا زارا سے بات کرنے کو۔ اور رضوان ایک جھوٹا انسان بے حد خوش، ابھی تو رشتے کی بات چل رہی تھی مگر وہ ہواؤں میں اڑنے لگا تھا۔ بے حس تھا کہ پل میں بھول گیا۔ جب زارا کی آنکھ کھلی تو مغرب کی اذانیں ہو رہی تھیں وہ اٹھنا چاہ رہی تھی مگر اٹھا نہیں جا رہا تھا اس سے نہ کچھ کھایا اس نے نہ پیا رات کافی لیٹ اس نے موبائل آن کیا دو یا تین Text ملے اسے Sorry کے، جو کہ رضوان نے کیے تھے۔ مگر بے تحاشا ون بائے ون اسے ارمان کے Text ملتے گئے مگر اس نے Reply دینا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اسے ڈر لگنے لگا کہ کہیں وہ ارمان کو روگ نہ دے بیٹھے جو کہ رضوان نے اسے دیا۔ موبائل آف کر کے وہ رضوان کی بے وفائی کا ماتم کرنے لگی جاگتی اور روتی آنکھوں کے ساتھ......

اے ترک تعلق کرنے والے، تیرے بعد مجھے مار دے گی، بین کرتی ہوئی تنہائی
پھر کون سنے گا، میری سلگتی خواہشوں کی سسکیاں
کون لوریاں دے کر......

بھرے سینے میں غموں کو سلائے گا......

رات گزرنی تھی گزر گئی...... زارا کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا، ناشتہ کرنے کے بعد کمرے میں آ کے لیٹ گئی۔ فون آن کیا تو رضوان کا مارننگ میسج اور ارمان کے بھی کئی Sms تھے زارا نے ارمان کو Text کیا دیکھیں ارمان جی کیوں کر رہے ہیں آپ ایسا میں اور آپ اجنبی ہیں بہت ہو گیا اوکے اب بہتر ہے کہ آپ کا Sms نہ آئے۔ فوراً ہی Reply آیا کہ آپ کو میں نہیں جانتا مگر آپ کو میں نے اپنے بارے میں بتا جو دیا۔ رہی بات آپکی تو بتا دیں آپ اپنا نام، کیوں بتاؤں اور میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں مزید تنگ نہ کرو۔ کیوں جی کیا پرابلم ہے بتائیں ناں مجھے ویسے بھی آپ تو ہم دوست ہیں۔ اف خدایا یہ کیا چیز ہے زارا کو غصہ آ گیا اور کوئی Reply نہ دیا۔ رضوان کے ٹیکسٹ آنے لگے جان بات کرو ناں مت کہو مجھے جان اوکے بے وفا۔ تم کرو شادی کی تیاریاں مگر یاد رکھنا میری بددعائیں تمہارے ساتھ ہیں...... اب تو رضوان اور زارا میں بات بھی نہ ہوتی کیونکہ زارا کو اس کی اصلیت پتہ چل چکی تھی اور دوسری طرف ارمان جو کہ زارا کا نام تک نہ جانتا تھا مگر اس کی آواز کے سحر میں ڈوبتا چلا گیا...... زارا یہ تو مان چکی تھی کہ ارمان دھوکے باز نہیں ہے اس لیے آرام اور نرم دہ لہجے میں اس نے ارمان کو سمجھایا کہ دیکھو ارمان میں معافی چاہتی ہوں اپنی اس غلطی پہ مگر اب آپ ایسا کیوں کر رہے ہو۔ اگر ہم یونہی اوروں کیلئے بے چین رہنے لگیں تو ہم کبھی خوش نہیں رہ پاتے۔ ارمان خاموشی سے سب سنتا رہا آپ سمجھ رہے ہیں ناں میری بات۔ میں بھی آپ کو صاف صاف کہتا ہوں کہ مجھے آپ کی آواز نے اتنا مجبور کر دیا ہے کہ آپ سے بات کیے بنا چین نہیں آتا پلیز آپ میری باتوں کا برا مت منانا مگر آپ سے ریکویسٹ ہے کہ مجھ سے بات کیا کریں آپ کبھی مت بتائیں اپنے متعلق مگر مجھے میرے ٹیکسٹ کا جواب دے دیا کریں ہلکی پھلکی بات کر لیا کریں پلیز مگر کیوں اور کس رشتے سے غلط ہے یہ سب دوست کے رشتے سے اور کیوں کا جواب نہیں پتہ، کبھی نہیں ارمان، ہم دوست بالکل نہیں تو ٹھیک ہے بے نام سا بندھن ہمارا ٹھیک ہے ویسے آپ غصے میں بھی کمال کی لگتی ہو۔ ارمان آپ...... کیا میں پتہ نہیں مگر مجھے نہیں کرنی بات آپ سے زارا نے کال کاٹ دی۔ زارا کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا اور ارمان کا دل تھا کہ بے قابو ہو رہا تھا ایک اجنبی آواز کی خاطر وہ تمام Sms پڑھتی گئی جو ارمان کرتا جا رہا تھا مگر Reply نہ دیتی کیا آپ نے محبت کی ہے کبھی؟ اس Text کا Reply دے دیا اس نے ہاں کی بے پناہ محبت، مگر وہ بے وفا نکلا اور پھر تو ہم پکے دوست کیونکہ مجھے بھی کسی سے محبت تھی بچپن سے اور وہ بیوفائی کر گئی۔ زارا نے ارمان کو دوبارہ ٹیکسٹ کیا کیا نام ہے اس کا ثناء نام ہے جس اور آپ کے لور کا، پتہ نہیں ایک تو آپ ہر بات پہ پتہ نہیں، پتہ نہیں بہت کرتی ہو۔ جی اب جی کیا۔ پتہ نہیں...... اوئے پتہ نہیں شکر ہے آپ بات تو کر رہی ہو۔ نہ چاہتے ہوئے بھی زارا اور ارمان کا باتوں کا سلسلہ چل نکلا زارا کے دل میں غم تو تھا رضوان کی بے وفائی کا مگر کبھی جب وہ سوچتی کہ جو باتیں جو سوچتی تھی اپنے ساجن کی وہ سب باتیں ارمان میں ہیں رضوان میں نہیں تو میں رضوان کا یقین کیوں کر بیٹھی مگر اسے وہ وعدے قسمیں یاد تھیں جو رضوان اور زارا نے ایک دوجے سے کی تھیں وہ تو بھول چکا تھا مگر یہ بھولی اور نادان تھی کہ ابھی تک وفا نبھا رہی تھی...... ارمان اور زارا صبح سے شام اور شام سے رات گئے تک ایک دوسرے کے ساتھ فون پر لگے رہتے زارا نے ارمان کو اپنا جھوٹا نام بتایا جو کہ فضا تھا فضا تمہارا نام بہت پیارا ہے مگر سچا تو ہے ناں، جی وہ کافی حد تک گھل مل گئے فضا اک بات بولوں، ہاں بولو...... یار آئی لو یو۔ اوکے کیا اوکے جواب دو میری

بات کا۔ کیا جواب دوں۔ بس تم پاگل ہو۔ ہاں تمہارے پیار میں نہیں ارمان تم ثناء سے پیار کرتے ہو۔ اوئے یار وہ بچپن کی بھول تھی مجھے پورا یقین ہے کہ تم بھی مجھے چاہتی ہو۔ نہیں ارمان ایسا کچھ نہیں۔ ارمان تو زارا سے بھی زیادہ جذباتی تھا۔ اچھا میں تمہارے دل سے اک بات کہوں۔ ہاں جی کہو ناں......

دل سنبھل جا ذرا، پھر محبت کرنے چلا ہے تو......

یہ Text کر دیا زارا نے۔ اوئے یار یہ دل نہیں سمجھے گا اب میں نے تم سے سچا پیار کیا ہے بنا دیکھے۔ بنا جانے۔ میں تم بن نہیں رہ سکتا چھوڑو ان باتوں کو یہ بتاؤ زارا کو جانتے ہو؟ فضا یہ زارا کون ہے اور ہماری باتوں میں زارا کہاں سے آ گئی۔ تمہارے دوست حیدر کی بہن ہے جانتے ہو اسے Divorce ہونے والی ہے وہ خود لینا چاہتی ہے کیونکہ اس کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے اوہ یار مجھے تو پتہ نہیں۔ اصل میں حیدر اور میں نے کبھی اتنے پرسنل مسئلے ڈسکس تو نہیں کیے مگر تم زارا کی باتیں مجھ سے کیوں کرتی ہو دیکھو یار میں بہت برا لڑکا سہی مگر میرا کسی لڑکی سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ ارے نہیں ایسی بات نہیں ہے بس ویسے بتا دیا...... زارا سب سچ بتا دینا چاہتی تھی ارمانکو اور اسے فیل ہوا کہ جب ارمان کو پتہ چلے گا کہ زارا حیدر کی Sister ہے تو وہ نہیں کرے گا بات سنبھل جائے گا۔ اب بس وہ موقع کی تلاش کرتی تھی کہ کیسے بتائے ارمان کو سب۔ دن گزرتے گئے۔ ارمان محبت میں بڑھتا گیا۔ زارا بار بار سمجھاتی کہ غلط کر رہے ہو تم مگر وہ ایک نہ سنتا اور I Love you کے ڈھیروں میسج کرتا ارمان زارا کو طلاق ہونے والی ہے اف خدایا پھر زارا...... ارمان مجھے بھی۔ کیا مطلب فضا؟ میرا نام کچھ اور ہے ایک منٹ تم فضا نہیں ہو۔ مطلب تم زارا ہو حیدر کی بہن۔ جی ہاں، اوہ میں...... ارمان شرمندگی محسوس کرنے لگا کہ جیسے وہ

انتا تنگ کرتا آیا وہ اس کے جگری یار حیدر کی بہن اور زارا اپنی جگہ شرمندہ تھی کہ کیا سوچے گا وہ اس متعلق سوری آپ حیدر کی بہن ہیں اور میں آپ تنگ کرتا آیا اور میں مار ڈالوں گا اس شخص کو اگر نے آپ کو طلاق دی میں چاہتی ہوں کہ مجھے وہ طلا دے، نفرت ہے مجھے اس سے او کے آپ کی مرضی پلیز زارا جی معاف کر دینا مجھے جو آپ کو تنگ کیا پلیز حیدر کو کچھ مت بتانا۔ آپ بھی مت بتانا ار پلیز اس راز کو راز ہی رکھنا...... او کے اور اب میں تنگ نہیں کروں گا آپ کو دی...... ارمان پتہ نہ کیوں آنسو...... میری آنکھوں میں بھی آنسو او کے او کے بائے فار ایور کبھی اداس مت ہونا۔ آ خوش رہنا۔ جی ارمان بائے زارا نے فون آف کر کیونکہ ارمان شاید سنبھل چکا تھا اور وہ اپنی اجڑی میں واپس لوٹ آئی......

یہ کیسا بندھن ہے جاناں
کل مل کر بھی ہم روئے تھے
آج کہ جب ہم بچھڑے ہیں
تو......
آج بھی ساون برس رہا ہے
یہ کیسا بہتا دریا ہے؟؟؟؟

وہ مسکراہٹ جو بہت سچی تھی غائب سی ہو اچانک زارا کے ہونٹوں سے مگر حقیقت کو تسلیم کر وہ۔ ارمان اس کے سپنوں سا تھا مگر وہ کسی اور وعدے کر چکی تھی جو کہ بیوفائی کافی اچھے طریقے نبھا رہا تھا مگر پھر بھی وہ انہی وعدوں کا پاس ر ہوئے تھی۔ مگر آج دل پر قابو نہ تھا زارا کے دل و دما میں یہی بات چل رہی تھی کہ یہ چند دن کی بات میں تھا کہ میرا سارا دھیان صرف ارمان کی طرف ہی تھا پل میں وہ بیوفا رضوان یاد آتا مگر اگلے ہی پل ارما کی نذر ہو جاتے اور اب جب رابطہ ختم کیا ارمان ا زارا نے تو ویرانگی سی کیوں آ بسی دل میں آنسو صاف

کرتے ہی زارا نے اپنے کمرے کا رخ کیا اور ڈائری کچھ لکھنے بیٹھ گئی 1 بجے کا ٹائم تھا جب زارا نے رابطہ ختم کیا اور اب شام کا وقت تقریباً 4.30 کا وقت تھا کہ زارا کا دل ڈوبنے لگا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اسے عجیب سی حالت ہو رہی تھی اس کی، امی، ہاں بیٹا امی میرا دل بہت پریشان ہے تم نے دوا لی ہے لگتا ہے تمہارا بلڈ پریشر لو ہے پتہ نہیں امی...... جاؤ آرام کرو زارا اپنے ویرانگی بھرے کمرے میں لوٹ آئی۔

یہ دوریاں، ان راہوں کی دوریاں
نگاہوں کی دوریاں، ہم راہوں کی دوریاں
فنا ہوں سبھی دوریاں......

یہ سونگ چل رہا تھا اور دل و دماغ پہ ارمان کا قبضہ تھا، دل پریشانی میں ڈوبا تھا۔ اسی الجھن بے چینی میں وقت گزرتا گیا 5 بجے سے اوپر وقت تھا کہ اچانک سے زارا بستر سے اٹھی جلدی سے موبائل اٹھایا آن کیا یہ سوچ کے کہ معلوم نہیں ارمان کس حال میں ہو گا کیونکہ اسے 100 فیصد یقین تھا کہ اس کا ایک سیکنڈ بھی زارا کے بنا قیامت سا ہوتا۔ موبائل آن کرنے کی دیر تھی کہ ارمان کے کئی میسج اوہ خدایا...... زارا میں تم بن جی نہیں سکتا زارا پلیز فون آن کرو۔ زارا تم جو بھی ہو جیسی بھی ہو میری محبت ہو۔ زارا میرا سانس تم بن مشکل ہے۔ زارا آئی مس یو۔ تو جگر ہے جان ہے آئی لو یو زارا...... ایسے ہی بے تحاشا میسج زارا پڑھتی گئی اوہ خدایا ارمان مجھ سے اتنا پیار مگر میں بدنصیب اب کر بھی کیا سکتی ہوں۔ وہ جیسے ہی Reply کرنے لگی تو ارمان کی کال آنے لگی۔ ہیلو ارمان، زارا پلیز کبھی بھی نمبر آف نہ کرنا۔ جو ہونا تھا ہوا۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا میں تم بن جی نہیں سکتا زارا جی ارمان کہتے ہی زارا نے کال کاٹ دی۔ یارب یہ کیا ہے میں کسی کیلئے مر رہی ہوں اور کوئی میرے لیے۔ زارا میں تم سے ملنا چاہتا ہوں مگر کیوں ارمان مجھے تم سے پیار نہیں تو تم کیوں کرتے ہو۔ نہیں پتہ مگر میں سچ میں تم سے پیار کرتا

ہوں اتنا کہ تمہیں زندگی میں لانا چاہتا ہوں۔ وقت گزرتا گیا۔ ارمان کافی حد تک سیریس تھا زارا کیلئے جبکہ زارا کی زبان پہ ایک ہی بات تھی مجھے نہیں ہے پیار اور جب دونوں میں بحث بڑھنے لگی اور زارا، ارمان کو نہ سمجھتی اور ارمان، زارا کو نہ سمجھتا تو خوب جھگڑا کرتے مگر پھر ہنسنے، ہنسانے لگتے...... زارا ارمان کو دوست کہہ دیتی اب مگر محبت پیار کا سوچنے بھی نہ دیتی۔ اور دوسری طرف غرور پسند رضوان جو کہ شکل و صورت میں زارا سے کئی حصے کم تھا۔ پھر سے زارا کے گھر کے پاس منڈلانے لگا، گلیوں کے چکر لگانے لگا کیونکہ وہ رشتہ جڑنے سے پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا......

مگر زارا کا بھی دل عجب تھا کہ جب کسی سے محبت کرتا تو حد بھول جاتا اور جب نفرت کرتا تو حد کو پار ہی کر جاتا۔ جب کبھی رضوان کے میسج آ جاتے زارا بھی جلے کٹے جوابات دے دیتی۔ جب رضوان محبت کے ڈائیلاگ بولنے لگتا تو زارا غصے میں پاگل ہو جاتی اور انہی باتوں سے تنگ آ کر اس نے ارمان کو بائے بول کے فون آف کر دیا جبکہ رضوان کو کچھ نہ بتایا یہ سب اس نے رضوان سے جان چھڑانے کیلئے کیا، کیونکہ وہ مکار تھا، وہ اداس بہت رہتی ارمان کی یاد میں جسے وہ پاگل دوست بولتی تھی۔ رضوان بھی کئی کئی چکر کاٹتا اس کی گلیوں کے۔ اتفاق سے رضوان کا کلاس فیلو بلال، ارمان کا دوست بھی تھا اور زارا کا کزن بھی۔ ارمان نے بلال سے سب شیئر کیا تھا اور جس کا نتیجہ یہ کہ بلال نے بتایا ارمان کو کہ زارا انہی کے دوست رضوان کو چاہتی ہے اب اسے نہیں پتہ کہ ان کا رابطہ ہے یا نہیں مگر رضوان اکثر اس کے گھر کے پاس نظر آتا ہے ارمان کی بے چینی میں اضافہ ہوتا گیا اور وہ تڑپنے لگا زارا کی یاد میں اور رضوان جو کہ ارمان کا جگری یار تھا اس سے ارمان نفرت کرنے لگا...... کہاں وہ ہنستا، مسکراتا اور شرلدتی سا ارمان اور کہاں اب اداس اور خاموش سا ارمان اپنے کالج میں چھ یا سات لڑکوں کا

گروپ تھا جن میں ارمان بھی شامل ہوا کرتا تھا مگر اب وہ سب سے الگ رہتا اداس سے معصوم چہرے کے ساتھ سبھی دوست اس کا مذاق اڑاتے کہ اک ان دیکھی لڑکی پہ کیسے فدا ہو گیا اور سبھی اسے عاشق حسین بول بول کے تنگ کرتے آخر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ دوستوں میں بولنے لگا یار میں کل گاؤں جا رہا ہوں اسے پانے کیلئے واپسی پہ میں اس کی تصویر لے کے آؤں گا اور پیار بھی۔ بس کر یار ارمان مجھے نہیں لگتا وہ تجھے ملے گی کیونکہ نہیں ملے گی۔ ضرور ملے گی کافی غلط ٹائپ کا اک دوست تھا ان کا وہ کہنے لگا۔ اوئے ارمان اگر تجھے وہ ملی گاؤں میں تو کیا کرے گا اس کے ساتھ سب کچھ کر ڈالے گا اس کے ساتھ؟ اوئے بکواس بند کر ناصر...... غصے میں ارمان نے ناصر کا گریبان پکڑ لیا اس کے متعلق کبھی غلط مت بولنا وہ میرا پہلا اور سچا پیار ہے اوئے ارمان پاگل مت بن چھوڑ ناصر کو ہاں یار پہلے بھی تو ہم میں ایسی باتیں ہوتی تھیں ہاں ہاں ہوتی تھیں مگر اس کے متعلق نہیں...... وہ میری محبت ہے سچی اور پاکیزہ محبت او کے او کے سوری یار۔ ناصر نے سوری بولا۔ ہم دعا کر سکتے ہیں مل جائے تجھے وہ۔ اگلی صبح ارمان 4 یا 5 گھنٹوں کے سفر سے گاؤں جا پہنچا چونکہ گاؤں میں اس کے کئی رشتہ دار تھے ان کے پاس ٹھہرا۔ اور چینج کر کے حیدر کو ملنے چلا گیا۔ حیدر اس کا کافی گہرا دوست تھا اور زارا حیدر کی بہن تھی...... زارا یہ کپڑے تو پریس کر دو یار امی بول رہی ہیں۔ اچھا جاؤ میرے کمرے میں رکھ آؤ ابھی کرتی ہوں۔ زارا اپنے کمرے میں کپڑے پریس کرنے لگی کیا دیکھتی ہے کہ حیدر بھائی کے ساتھ ارمان، ارمان کافی فاصلے پہ کھڑا تھا چور نظروں سے دیکھنے کی کوشش کرتا رہا مگر وہ چہرہ دیکھ نہیں پایا زارا کا اور وہ جلد ہی حیدر کے ساتھ گھر سے باہر نکل گیا اوہ خدایا ارمان کیسے یہاں۔ وہ ارمان کو بے چین دیکھ چکی تھی اس سے رہا نہ گیا اور اس نے ارمان کو ٹیکسٹ کر دیا۔ دوست

سوری، زارا تم نے یوں نمبر آف کر کے مجھے بہت
سوری مگر میں اور کیا کرتی۔ جانتی ہو میں گا
تمہارے لیے آیا ہوں۔ تمہیں دیکھنے کے لیے
نے اسی گاؤں کے دربار پہ منت مان رکھی ہے کہ تمہ
دیکھ لوں۔ مگر تمہیں دیکھ نہیں پایا...... پلیز کسی طر
سے مجھے اپنا دیدار کروا دو۔ نہیں ارمان ایسا نہیں ہو
کیوں نہیں ہو سکتا دیکھو جس کی خاطر تم ایسا کر رہی
مجھے ٹھکرا رہی ہو وہ تم سے پیار نہیں کرتا میں جانتا ہو
کس سے کرتی ہوں میں پیار؟ رضوان سے دیکھو
مت کرو مجھے پیار مگر اس کے لیے خود کو برباد م
کرو۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں مگر میں تمہیں
نہیں مل سکتی۔ کافی دن گزر گئے ارمان کو گاؤں آ
ہوئے مگر زارا تیار نہ تھی اپنی جھلک دکھانے کیلئے زا
کو نجانے کیوں ڈر تھا کہ دیکھنے کے بعد وہ چاہ کے
نہ سنبھلے گا۔ زارا انہی سوچوں میں گم تھی کہ ارمان
ٹیکسٹ آنے لگے زارا تم کتنی سنگدل ہو مر رہا ہو
تمہیں دیکھنے کیلئے مگر تم ضد کر رہی ہو۔ زارا یقین کر
really love you yoor اور ساتھ ہی یہ ٹیکس
بھی آیا۔

جس راہ پہ ہے گھر تیرا، اکثر وہاں سے ہاں میں ہو
گز

شاید یہی دل میں رہا، تو مجھ کو مل جائے کیا
کیا ہے یہ سلسلہ، جانوں نہ میں جانوں
دل سنبھل جا ذرا پھر محبت کرنے چلا ہے

مجھے تمہاری ہر بات کا یقین ہے مگر میں تمہا
سامنا نہیں کر سکتی او کے او کے نہ کر سامنا۔ مر
دے مجھے پھر زارا...... ارمان بائیک لیے شدید گر
میں گاؤں سے دور جنگلوں میں نکل گیا دن 12 بجے
وقت تھا ہائے ارمان مر گیا ارمان، ابھی تک غصے م
ہو کیا کر رہی ہو تم، میں ابھی فریش ہو کے آئی اور کھا
کھا رہی ہو، چل بیوفا کہیں کی میں یہاں دھوپ م
سڑ رہا ہوں اس گرمی میں اور تو کر مزے کیا یار ارما

کہاں ہو تم جہنم میں ہوں۔ بتاؤ ناں پتہ نہیں یار مجھے نہیں معلوم یہاں نہ تو کوئی سایہ دار جگہ ہے نہ پانی اور بائیک بھی میں کزن کو دے بھیجی تم گھر آ جاؤ اب تو چلا بھی نہیں جاتا یار، تو دکھا دیتی اپنی جھلک تو میں یہاں آتا بھی نہیں...... او کے او کے سوری ارمان اب اگر دیکھنا چاہو تو جلدی آؤ سچ کہہ رہی ہے تو ہاں جی بالکل سچ۔ او کے میں پہنچا ارمان نے کزن کو بولا کہ جلدی بائیک فلاں جگہ پر لے آ۔ اور ارمان نے بائیک کچے رستوں پر دوڑا دی ساتھ ساتھ زارا کے ساتھ ایس ایم ایس پہ بھی لگا رہا۔ زارا تم کہتی ہو نا کہ میں تمہیں تنگ کرتا ہوں آج اگر دیدار کروا دو تو وعدہ میں تمہیں تنگ نہیں کروں گا پیار کرنے سے میں باز آ نہیں سکتا اس لیے میں تمہاری زندگی سے دور چلا جاؤں گا۔ او کے پھر وعدہ کرو کہ تم ہنسی خوشی میری زندگی سے چلے جاؤ گے۔ ہاں وعدہ بس ایک بار تمہیں دیکھ لوں جی بھر کے...... جی ارمان...... اگلے ہی لمحے بائیک جب سڑک پر دوڑنے لگی تو ارمان کی بے دھیانی کی وجہ سے پھسلتی گئی اور ارمان اور اس کے کزن زخمی ہو گئے ارمان کا تو بہت ہی برا حال تھا۔ دونوں کے Legs زخمی...... زارا پریشان ہونے لگی کہ یہ کیا ارمان کا کوئی میسج نہیں کافی ٹائم ہو چکا تھا 1.30 کا وقت تھا کہ ارمان کا ٹیکسٹ آیا زارا تیرے ساتھ اتنا گم تھا باتوں میں کہ میرا دھیان تک ہٹ گیا کہ بائیک چلا رہا ہوں میں ابھی گاؤں میں ہی ہوں ڈاکٹر کے پاس اوہ ارمان چلو تم آرام کرو پھر کبھی دیکھ لینا۔ بچی بڑی چالاک ہے تو، آج ہی دیکھوں گا میں تجھے بس ویٹ کرو میں پٹی کروا کے آیا زارا کے من میں خوف بڑھتا گیا وہ چاہتی تھی کہ ارمان اسے نہ دیکھ پائے تو ٹھیک اگر دیکھنا چاہو تو میرے گھر کے پاس گلی میں جو موڑ کراس ہوتا ہے وہاں پہ آ جاؤ میں تمہارے سامنے سے آؤں گی دیکھ لینا۔ 1.45 پہ پہنچ جاؤ یار زارا مجھ سے چلا بھی نہیں جاتا تھوڑا ترس کھاؤ مجھ پر 1.41 ہو چکے ہیں کیسے آؤں اتنی جلدی تم دیکھنا چاہتے ہو تو آؤ...... یہ کہتے ہی وہ 44 منٹ پہ گھر سے نکلی وہ جانتی تھی کہ زخمی حالت میں نہیں پہنچ پائے گا ارمان اور بچ جائے گا پیار کے روگ سے۔ مگر ارمان بھی سچا عاشق تھا ارمان کا ٹیکسٹ آیا کہ زارا میں تمہیں کیسے پہچانوں گا۔ زارا نے اتنا لکھ بھیجا پنک دوپٹہ وہ جیسے ہی موڑ کراس کرنے لگی تو سامنے سے ارمان دکھائی دیا۔ زارا نے بلیک قمیض پنک شلوار اور پنک دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا چہرہ بھی کافی تر و تازہ لگ رہا تھا ارمان نے بلیک شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ گلے میں رومال جو کہ زارا نے بھی کہا کہ تم پر کافی اچھا لگتا ہے زارا نے ایک ہی نظر ڈالی ارمان پہ اور ہوا کے جھونکے کی طرح ارمان کے پاس سے گزر گئی دوپٹہ بھی زارا کے سر سے سرک گیا۔ جب وہ گھر کی جانب مڑی تو یہی سوچتی آئی کہ میں کتنی سنگدل ہوں ارمان کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ زخموں کی وجہ سے درد سے برے حال میں ہے مگر پھر بھی اتنی جلدی پہنچا۔ کمرے میں آ کے اک آہ بھرتے وہ صوفے پہ بیٹھ گئی اوہ ارمان سوری تمہیں تکلیف دی ارے نہیں یار میں آج بہت خوش ہوں۔ اچھا اب وعدہ کرو کہ دیکھنے کے بعد خوشی سے جدا ہو گے او ہیلو سویٹو جی پہلے میرا وہ ٹیکسٹ پڑھو جو میں نے 1.46 پہ کیا دیکھنے کے فوراً بعد او کے وہ دیکھنے لگی واقعی ایک ایس ایم ایس اوپن نہیں تھا پڑھنے لگی۔ اف یار تم کتنی حسین ہو میری سوچوں سے بڑھ کر اب نہیں چھوڑوں گا میں تجھے حاصل کر کے رہوں گا زارا...... وہ پریشان ہونے لگی۔ نہیں نہیں یہ وعدہ خلافی ہے ارمان۔ ہاں میری جان بالکل مگر یاد رکھنا میں ہر وہ وعدہ توڑوں گا جو تم سے دور جانے کا ہو گا ایسا کیوں؟ بس دل کی مرضی اچھا تم گوری بہت ہو۔ اور تمہارے ہونٹ تو بہت ہی پیارے۔ بس کر ارمان مجھے نہیں پسند تعریف۔ ہائے زارا آئی لو یو...... اک منٹ پٹی کروا لوں اور ہاں یو فارمی جگر...... جیسے

میں میسج کروں جلد آنسر دینا...... ارمان کو تو محبت کر کے فخر بھی محسوس ہوا کہاس قدر پیاری ہے وہ مگر زارا کو نجانے کیسی عجیب پریشانی تھی...... ارمان کے پل پل زارا کے ہوتے گئے۔ زارا کے احساس میں گم رہتا...... زارا پھر بھی دوستی ہی کہتی اس سب کو اف کتنی ضدی ہو تم زارا او کے نہ کر پیار مجھ سے مگر مجھے تم سے پیار ہی کرنا ہے۔ اور میں جانتا ہوں تم بھی مجھے پیار کرتی ہو بس کہہ نہیں پاتی...... میں تو مر جاؤں گا تم بن مگر جینا تمہارا بھی مشکل ہوگا۔

اتنی بات بتاؤ دوست
مجھ سے بچھڑ کر بھول سکو گے؟
یادیں، منظر، لمحے
سپنے آنکھ سے اوجھل ہو جائیں گے
لیکن کیسے روک سکو گے؟
اشکوں کی برسات مسلسل
جن اشکوں پہ میرے نام کی مہریں ہیں

وقت اپنی رفتار سے گزرے جا رہا تھا زارا اور ارمان کو ایک دوجے کی عادت ڈالے وقت جھگڑتے لڑتے، ہنستے، روتے، مناتے گزرنے لگا زارا اس بندھن کو محبت کا نام نہ دیتی اور ارمان اسے محبت کے علاوہ کچھ نہ سمجھتا حالانکہ یہ تھی تو محبت ہی......!

زارا کہاں ہو تم؟ ارمان کا ٹیکسٹ آیا، زارا Reply دینے لگی میں تو گھر ہوں مگر کیوں؟ بس تم جلدی سے دربار آ جاؤ نہیں یار میں نہیں آ سکتی، پلیز زارا آ جانا تمہیں دیکھنے کو من کر رہا ہے بولا نا نہیں آ سکتی۔ مگر ارمان تو بضد تھا اور کہتا رہا کہ آ جاؤ زارا پلیز اور زارا نے تنگ ہو کر بول دیا کہ اگر اتنا ہی من ہے تو دیکھنے آ جاؤ میں نے نہیں آنا یار میں آ جاتا مگر مجھے تمہاری عزت کی پرواہ ہے بار بار تمہاری گلیوں کے چکر لگانا بھی مناسب نہیں اور گھر آیا تو حیدر شک میں نہ پڑ جائے کیونکہ وہ مجھے مل کے ہی گاؤں سے باہر گیا۔ او کے ارمان مگر میں نے نہیں آنا تو آئے گی زارا آج نہیں تو تیری قسم میں کچھ غلط کر بیٹھوں گا تم کیوں ہو جاتے ہو اتنے جذباتی، میری مجبوریاں سمجھو اور ہم دوست ہیں کیوں جل رہے ہو پیار کے راستوں میں تو چھوڑ یہ بتاؤ آؤ گی یا نہیں؟ ایس ایم ایس ارمان نہیں آ سکتی۔ او کے امی کی قسم میں جا رہا ہوں دربار سے پچھلی جانب جہاں اونچی پہاڑی ہے میں مار ڈالوں گی تم کو نہ بنو پاگل...... زارا پریشان ہونے لگی کیونکہ ارمان واقعی جذباتی تھی اور جھوٹ نہیں کہہ رہا تھا مگر وہ جا بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ اس کے ابو گھر موجود تھے اور تیز ہوا چل رہی تھی ہلکی ہلکی بارش بھی تھی اور موسم کافی خراب ہونے کے آثار بنا تا جا رہا تھا زارا تیری قسم میں پہاڑی پہ ہوں۔ تم پاگل مت بنو اگر تم کہہ دو کہ تم آؤ گی تو واپس آ جاؤں گا ورنہ چھلانگ لگانے لگا ہوں او کے تم مجھے کال کرو جلدی اگر مجھ سے پیار ہے تو۔ ارمان نے فوراً کال کر دی ارمان ہیلو کہاں ہو تم۔ زارا اگر اتنی بے چین ہو تو آ کیوں نہیں جاتی ارمان میرے دوست پلیز سمجھو میری مجبوری اور اگر تمہیں مجھ سے پیار ہے تو ابھی گھر آ جاؤ اور تمہیں اپنی امی کی قسم خود کو کوئی نقصان نہ پہنچانا، ارمان نے اپنی امی اور محبت کی قسم مان لی، چپ چاپ کال کاٹ دی اور گھر کزن کے لوٹ آیا ارمان تم ٹھیک تو ہو ناں کال بھی کاٹ دی اور نہ کوئی میسج، ارمان اکیلا تھا کمرے میں اور لیٹا ہوا تھا کال کر دی زارا کو، زارا...... ہاں ارمان کہاں ہو؟ کزن کے گھر جی، زارا میں اتنا برا ہوں کیا کہ تم مجھے بے دردی سے ٹھکرائے جا رہی ہو نہیں تم تو اچھے ہو بہت۔ جھوٹ مت بولو، بہت درد تھا ارمان کی آواز میں اور ارمان روئے جا رہا تھا۔ ارمان پلیز مت رونا، تو کیا کروں تم مجھ سے کیوں نہیں کرتی پیار، اس رضوان پہ تو جان چھڑکتی ہو تو ایسا مت بولو، کچھ نہیں لگتا وہ میرا، بس کر زارا وہ بے وفا ہو کے بھی تیرے دل کا مالک بنا بیٹھا ہے اور میں پل پل مر رہا ہوں وفا اور محبت کی آگ میں مگر تمہیں میری

پرواہ نہیں۔ ارمان بے قابو تھا اور روئے جا رہا تھا زارا کے ہونٹوں پہ چپ کی مہر تھی اور کھو گئی تھی ارمان کی باتوں میں کاش...... اے کاش ارمان اس وقت میں تمہارے پاس ہوتی تو تمہیں سینے سے لگا لیتی تمہیں رونے نہ دیتی مگر افسوس میں یہ سب بول بھی نہیں سکتی۔ آج دل، دماغ، روح اور احساس تک تمہارا ہو چکا ہے مگر نجانے کیوں یہ زبان بول نہیں پاتی اگر بولے بھی تو اس دل سے اتنا بولتی ہے کہ...... دل سنبھل جا ذرا، پھر محبت کرنے چلا ہے تو...... زارا کے آنسو بہت خاموشی سے اس کے رخساروں کو چومتے بے مول ہوتے جا رہے تھے۔ کہ اس کے کانوں میں آواز زور سے گونجنے لگی ارمان کی۔ ابھی بھی تجھے اسی رضوان کا خیال آ رہا ہوگا تبھی سے مجھ سے بات نہیں کر رہی۔ زارا نے بہت کچھ کہنا چاہا مگر چپ رہی۔ فون بند کر کے بیٹھ گئی آنسو بہانے، کیا کروں میں یا رب، ایک تو ویسے ہی زبان ساتھ نہیں دیتی اور پھر اوپر سے ارمان کے شک، بار بار رضوان کے نام سے طعنے...... موبائل سکرین میں ون بائے ون ارمان کے ٹیکسٹ کر لو کر لو رضوان سے باتیں...... اف خدایا...... ارمان کا شک بھرا ٹیکسٹ زارا خاموش رہتی کیونکہ یہ سب تو سننا جو تھا اب مگر یہ سب بھی ارمان کی محبت تھی وہ چاہتا کہ 24 گھنٹے زارا اس کے ساتھ رہے چیٹ پر اور کسی کو دیکھے بھی نہ بات کرنا تو دور کی بات، زارا اسے سمجھاتی کہ اس کا کسی سے اب تعلق نہیں وہ مان جاتا مگر جب زارا کو آئی لو یو بولتا اور زارا جواب نہ دیتی تو وہ تڑپ جاتا کہ رضوان کو تو کیسے جواب دیتی ہو گی مگر مجھے...... اور پھر جھگڑا شروع ہو جاتا۔ ہر جھگڑے کا اینڈ یہی ہوتا کہ زارا منا لیتی مگر ارمان تو دل سے تب راضی ہوتا جب زارا اقرار کرتی مگر زارا نجانے کیوں ڈرتی تھی بولنے سے۔ ایسے ہی ایک رات جھگڑا کچھ زیادہ بڑھ گیا ارمان پلیز مجھ پہ خوامخواہ کے شک نہ کیا کرو تم کیوں میں کونسا غلط کہتا ہوں۔ تم غلط ہی کہتے ہو کیوں کیا غلط ہے؟ نہیں پتہ۔ اچھا پتہ ہے تجھے تیرا دیا ہوا رنگ میری انگلی میں بالکل فٹ ہے اچھا جی، ہاں جی مس زارا وہی رنگ جو میں نے کتنی منتوں سے تم سے لیا تھا او کے اب طنزاً مت بولو، ہاں ہاں رضوان کو تم دل سے گفٹ کرتی ہو گی پھر شروع ہو گئے تم ہاں ہاں اگر تمہارے بھائی کو پتہ چلے کہ یو لو رضوان تو وہ تیرا کیا حال کرے گا جانتی ہوں۔ چلو اسے تو چھوڑو تیرے کزن ساحل کو اگر پتہ چلا تو وہ اسے جان سے مار ڈالے گا کیوں؟ کیوں مارے گا وہ۔ ویسے بھی زندگی موت رب کے ہاتھ ہے مرنا تو ہو گا اس نے کیونکہ مجھ سے پیار نہ کرنے کی وجہ وہی رضوان ہے I hate Rizwan اف مائی گارڈ ارمان میرا کوئی تعلق نہیں اس سے تم کیوں ایسا بولتے ہو میں مار ڈالوں گا رضوان کو، غصہ آ رہا ہے مجھے تم پہ ارمان تم پاگل ہو گئے ہو ہاں ہاں تمہارے پیار میں آئی لو یو زارا، آئی لو یو ٹو ارمان، نجانے یہ ٹیکسٹ کیسے ہو گیا زارا سے...... اوہ سچ زارا، پتہ نہیں۔ ارمان پھر بار بار بولتا گیا آئی لو یو مگر زارا کو چپ سی لگ گئی جس کا نتیجہ وہی جھگڑا اور طعنے جو کہ اس قدر بڑھنے کے زارا نے فون ہمیشہ کیلئے آف کر دیا جدائیوں کے لمحات میں دن، رات گزرنے لگے زارا کیسے یاد کر کے روتی ارمان کو؟ مگر ارمان کو تو اس نے خود کھویا۔ یہ سب رضوان کی وجہ سے تھا نہ وہ ایسا کرتا نہ آج زارا ایک سچے انسان کو کھو رہی ہوتی...... ایک لمبے عرصے کے بعد ایک فیملی شادی پہ ارمان اور زارا کا سامنا ہو گیا...... زارا نے ارمان کی انگلی میں وہ رنگ دیکھا اور ارمان نے بھی ان دو دنوں میں جب زارا شادی پہ آئی تو خوب باتیں بولی بار بار اس کے پاس آتا اور کبھی بیوفا بول کے چلا جاتا تو کبھی فریبی جیسے ہی زارا گھر لوٹنے لگی تو ارمان کی امی، بھائی زارا کی امی کو ملنے لگے۔ ارمان کے بڑے بھائی کا فون گم ہو چکا تھا، زارا کی امی نے ارمان سے پوچھا کہ بیٹا کیا تمہارا

فون گما ہے ارے نہیں خالہ ہماری تو جو چیز گم ہوئی تھی وہ تو گم ہو بھی گئی۔ امی تو نہ سمجھیں کچھ مگر زارا سمجھ گئی۔ پل دو پل ارمان اور زارا کی نظریں ٹکرائیں زارا کو خوب محبت چھلکتی نظر آئی ارمان کی آنکھوں میں...... اور ایک بار پھر دونوں کا راستہ شروع جو کہ اب کچھ نہ ٹوٹتا......

تو مجھ سے دور ہو جانا، ذرا مغرور ہو جانا
بھلے مجبور ہو جانا، مگر اک التجا سن لے
ہمیشہ کیلئے مجھ سے ......
خدا را روٹھ مت جانا......!

وہ دونوں جان چکے تھے کہ اک دوجے کے بنا جینا مشکل ہے اب نہ تو ارمان کچھ ایسا کرتا، کہتا کہ زارا دور ہو اور نہ زارا ایسا کرتی مگر جہاں دو دل مل رہے ہوں وہاں فاصلے پیدا کرنیوالے کافی ہوتے ہیں اور نجانے کیوں ہمیشہ زارا کے معصوم جذبات ہی قتل ہوتے اس کا ٹوٹا دل ہی بار بار توڑا جاتا...... ہوا کچھ یوں کہ رضوان کا کزن عابد جو کہ ارمان کا دوست تھا اور جان چکا تھا کہ ارمان کس قدر دیوانہ ہے زارا کا، اور بلال بھی جو کہ انہی کا دوست تھا نجانے کیا دشمنی تھی ان کی زارا سے...... یا ان کی تنگ ذہنیت، حسد یا جیلسی، جو بھی تھا مگر وہ زارا اور ارمان کے جذباتوں کو لے ڈوبی۔ عابد اور بلال جن کو یہ بھی نہ بھاتا کہ رضوان چاہتا ہے زارا کو اور اب یہ بھی ان کی برداشت سے باہر کے ارمان دیوانگی کی حد کر رہا ہے عابد اور بلال نے گھٹیا پن دکھایا اور ارمان کو مختلف طریقوں سے زارا کے خلاف کرنے لگے جس کا نتیجہ بہت برا نکلا...... زارا تمہارا ابھی بھی تعلق ہے رضوان سے...... کس نے کہا ایسا تم دھوکے باز ہو زارا تم اس سے جلتی ہو زبان سنبھالو ارمان میرے تم سے کوئی وعدے اقرار نہیں ہیں کہ تم سے ڈر کے جھوٹ بولوں گی مگر پھر بھی بتا دوں کہ میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں چاہے تم جو کہو، بس کرو زارا تم جھوٹی ہو میں سب جان گیا تم اور وہ کیا کرتے ہو اور نجانے کیا کیا بولتا گیا ارمان...... زارا ٹوٹ سی گئی اور ہمت بھی ہار گئی پہلے اس کا من چاہا کہ وہ اپنی صفائی بیان کرے مگر اس کے دل نے اتنا ہی کہا کہ خاموشی سے سہہ جاؤ سب دیکھو ارمان شک میں کس حد تک جاتا ہے ارمان تو حدیں ہی کراس کرتا گیا اور زارا نے اتنا بولا۔ ارمان او کے تھینکس کہ اتنے الزامات لگائے ویسے کہہ دیتے کہ تنگ ہوں اب اس بندھن سے مگر اٹس او کے ہمیشہ خوش رہنا اور ہاں کبھی تمہیں خوب قدر ہو گی میری مگر تب شاید پچھتاوا ہو سینڈ کرتے ہی زارا نے فون آف کر دیا اور سم جلا ڈالی...... اور وہاں ارمان کی شک کی آگ مدہم پڑتی گئی مگر یہاں زارا کی روح تک چھلنی ہو گئی بے مقصد سا جیون لیے پھرنے لگی...... زندگی تو ارمان کی بھی کافی حد تک بکھرتی گئی کچھ ہی عرصے میں زارا کو معلوم ہو گیا کہ یہ سب عابد اور بلال کا کیا دھرا ہے مگر وہ اب چاہ کے بھی اپنے دل کو سمجھا نہ پاتی۔ دل یہ ہی کہتا کہ چاہے کوئی کچھ بھی کہتا وہ تو یقین کرتا...... کیا محبت کو مٹانے کے لیے لوگوں کی زبانوں پہ اعتبار کر لیا جاتا ہے بعد میں نجانے کتنی بار ارمان نے زارا کے گھر کے موبائل پہ ایس ایم ایس کیے کئی زارا کی نظروں سے گزرتے مگر اب زارا شاید کل کو سمجھا چکی تھی۔ سنبھل گیا تھا اس کا دل...... اور آخر ایک دن 5 منٹ دونوں میں بات ہوئی اک دوجے سے سوری بولا اور رابطہ ختم......

ارمان کبھی کبھی گھر بھی آتا زارا کے اور بس نظروں کی پیاس کچھ کم ہوتی مگر ابھی بھی کہیں ارمان کے دل میں تھا کہ زارا کسی اور کی ہے اور بے وفا ہے۔ جو کہ بالکل غلط بات تھی اور زارا اب تھک چکی تھی یہ سوچ کے سب رب پہ چھوڑ بیٹھی کہ جو میرا ہو گا مجھ سے پیار کرے گا وہ مجھے مل جائے گا اور اگر وہ ارمان ہوا تو مجھ پر اک دن خود ہی کرے گا اعتبار کہ میں تنہا تھی۔ تنہا ہوں، اور نجانے کب تک تنہائی کے سنگ رہوں گی...... زارا چاہ کے بھی بات نہ کرتی ارمان سے وہ کسی پر نہیں بلکہ خود پر ظلم کرتی جا رہی تھی اور ارمان کی زندگی جس طرز سے گزر رہی تھی اس میں زارا کی جھلک نظر آتی۔ زارا ہمیشہ کہتی کہ ارمان مجھے وہ بوائز اچھے لگتے ہیں جو پاک آرمی جوائن کرتے ہیں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اف کیا ہیرو کے جیسے دکھتے ہیں۔ اور آج جب ارمان اور زارا کا رابطہ بھی نہیں دونوں کو معلوم نہیں کہ وہ اک دوجے کے ہیں یا نہیں باوجود اس کے زارا کے دل میں ارمان کی یادوں کا پہرہ ہے اور ارمان کی سسٹر جو کہ زارا کی دوست ہے باتوں باتوں میں زارا ان سے ارمان کا حال چال پوچھتی رہتی اور ارمان نے آرمی جوائن کر لی اور وہ آجکل آرمی میں ہے...... معلوم نہیں یہ دونوں کس ڈگر پہ چل رہے ہیں۔ اک دوجے کے ساتھ یا اپنے آپ کے ساتھ کیا کر رہے ہیں مگر یقیناً دل کو سنبھال نہ پائے۔ یہ دل بھی کمال کا ساتھی ہے ہمارا بستا ہمارے سینے میں ہے اور کسی اور کیلئے ایسا بے قابو ہو جاتا ہے کہ ہم اسے سنبھل نہیں پاتے......

کچھ بھی نہیں جب درمیان
پھر کیوں ہے دل تیرے ہی خواب بنتا
چاہا کہ دیں تجھ کو بھلا
پر یہ کبھی ممکن ہو نہ سکا......
کیا ہے یہ معاملہ
جانوں نہ میں جانوں نہ......
دل سنبھل جا ذرا
پھر محبت کرنے چلا ہے تو......!

رات کافی بیت گئی اور میری ایک اور کہانی اختتام پذیر ہو گئی آپ سب سے اجازت لیتی ہوں اب مگر رتجگوں سے ساتھ نبھانا ہے رات کے اس پہر میرے دل سے ایک جملہ بار بار نکل رہا ہے جو کہ آپ سب کے سامنے التجائیہ طور پہ رکھتی ہوں خدارا کبھی کسی کو بھی محبت کی راہوں میں تنہا نہ چھوڑنا آخر میں ان اپنوں کیلئے کچھ کہوں گی کہ جنہوں نے وعدے لیے تھے...... مگر پہلے اجازت...... آپ کی دعاؤں کی طلبگار اور آراء کی منتظر۔

❀❀❀

یہی وعدہ لیا تھا نا......

ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے، تو دیکھو
دیکھ لو آ کر، میری آنکھوں کو دیکھو تم
یہ کتنی شوخ لگتی ہیں
میرے ہونٹوں کو دیکھو لم، ہمیشہ مسکراتے ہیں
یہی وعدہ لیا تھا نا......
ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے تو دیکھو، دیکھ لو آ کر
کوئی بھی غم اگر آیا، اسے ہنس کر سہا میں نے
میرے چہرے کو دیکھو تم، ہمیشہ پر سکون ہو گا
تو سوچو گے کیا تھا جو میں نے تم سے
وہ وعدہ کر دیا پورا
مگر اک بات ہے پیارے، کبھی جو وقت مل جائے
تو میری شاعری پڑھنا، تمہیں محسوس تو ہو گا
کہیں تلخی بھرا لہجہ، کہیں یہ سرد سا لہجہ
کہیں پہ درد کی جھیلس
کہیں لہجے کی کڑواہٹ
سفر میں خوش تو ہوں لیکن
لہو پر لفظ روتا ہے، لہو پر لفظ روتا ہے
یہی وعدہ لیا تھا نا
ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے
تو دیکھو......
دیکھ لو آ کر......

(پریا، اٹک)

صدا شکر تمہیں اپنالیا

تحریر: سدرہ، جھمرہ ستی

محترم التمش عالمگیر صاحب!

السلام علیکم!

امید کرتی ہوں مزاج گرامی ٹھیک ہوں گے اس بار ایک نئی کاوش لے کر آپ کی بزم میں حاضر ہوئی ہوں یہ ایک بہت ہی دکھی لڑکی کی سٹوری ہے میں نے اس سٹوری کا نام "صدا شکر تمہیں اپنالیا" رکھا ہے امید کرتی ہوں کہ میری اس کاوش کو قارئین ضرور پسند کریں گے اور مجھے اپنے مفید مشورے تنقیدی آراء سے ضرور آگاہ کریں گے۔

اس سٹوری کے تمام کردار فرضی ہیں آخر میں ادارے کیلئے نیک خواہشات کہ اللہ جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

میں پہلی بار کہانی لکھ رہی ہوں۔ جو میری ایک سہیلی کی ہے آیئے اس کی زبانی سنئے۔

یہ میری اور میرے شوہر کی سچی داستان ہے وہ اب میرے ہیں مگر پہلے میرے نہ تھے صرف اپنی بہن کے غلام تھے اور اسی بہن نے ان کو زمانے میں رسوا کیا۔

جب میری شادی ہوئی علی کو چاہیے تھا کہ اپنی بہن کی محبت اور میری چاہت کے درمیان توازن قائم کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا یوں ہمارے گھر نہایت افسوسناک حالات نے جنم لیا حالانکہ اس وقت وہ چھبیس سال اور میں صرف ساڑھے سولہ برس کی تھی مانتی ہوں کہ میرے

شوہر نہایت شریف انسان تھے وہ ایک سرکاری محکمے میں ملازم تھے ان کی ایک ہی بہن تھی جوان سے پانچ سال بڑی تھی ماں کی وفات کے بعد یہ دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کا سہارا تھے وہ اپنا دکھ درد آپس میں بانٹتے اور خاندان والوں کو کچھ نہیں بتاتے تھے کیونکہ وہ ان سے محض جھوٹی ہمدردی جتلاتے تھے کوئی مدد نہیں کرتے تھے۔

جب کسی کا کوئی نہ ہو تو بہن بھائی آپس ہی میں ایک دوسرے کا سب کچھ ہوتے ہیں ان کا کوئی بھی نہ تھا اک دوسرے کے سوا اسی لیے میرے خاوند بڑی بہن کو ماں کی جگہ جانتے اور بہت عزت و احترام سے پیش آتے۔ ایسی فرمابرداری کا عالم یہ تھا کہ اگر سونیا دن کو رات کہتی تو علی بھی رات کہتے۔ وہ اگر رات کو دن بتاتی تو علی بھی یہی کہتے۔ اپنی بہن کا کوئی حکم نہیں ٹالتے تھے علی کو اپنی باجی کی شادی کی فکر تھی لیکن ماں کے گھر میں موجود نہ ہونے کے سبب رشتہ کیسے ہوتا بہرحال انہوں نے اپنی سی کوشش جاری رکھی اور آخر کار ایک دوست کی والدہ کے توسط سے سونیا باجی کا رشتہ کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

انہوں نے تو اپنی دانست میں بہن کو اس کے گھر کا کیا مگر سونیا باجی کی وہاں نبھ نہ ہو سکی اور شادی کے چھ ماہ ہی بعد وہ مطلقہ ہو گئیں چھ ماہ بہن کی شادی کے بعد علی گھر میں اکیلے رہے تھے ان کا جی بہت گھبراتا تھا کوئی نہ کھانا دینے والا ہوتا تھا اور نہ ہی کپڑے دھو کر استری کر کے دینے والا گھر کی صفائی بھی خود کرتے اور کھانا ہوٹل سے لاتے تھے جبکہ پہلے یہ سارے کام سونیا کرتی تھی جب وہ طلاق لے کر واپس آ گئیں تو انہوں نے بھائی سے کہا کہ بھیا اب تم بھی شادی کر لو۔ کب تک ایسے رہو گے میری مانو تو پھوپھی کی بیٹی حنا سے بیاہ کر لو علی بولے باجی جیسی آپ کی مرضی اگر پھوپھی ہم سے راضی ہیں تو بات کر کے دیکھئے تب سونیا نے امی سے بات کی میری والدہ نے سوچا کہ میری بھتیجی اور بھتیجا یتیم ہیں اور اکیلے ہیں کیوں نہ میں رشتہ دے دوں دونوں والدین کے بغیر رہ رہے ہیں یقیناً میری بچی ان کے پاس سکھی رہے گی یہ اس کا بہت خیال کریں گے یوں والدہ نے بڑے بھائی سے مشورہ کے بعد علی کا رشتہ قبول کر لیا اور میری شادی ان سے کر دی جب میری علی کے ساتھ شادی ہوئی تو میں سولہ برس کی تھی مجھ کو گھریلو کام کاج اور گھر کی ذمہ داریاں سنبھالنے کا شعور نہ تھا مگر میں صابر و شاکر قسم کی لڑکی تھی باجی سونیا جو کام بتاتی تھیں وہ میں کر دیا کرتی تھی میری شادی کے بعد بھی گھر کا خرچہ اور تمام انتظامات باجی کے ہاتھ میں رہا۔ وہی ہر شے کی مالک رہی جو چاہئے ہوتا ان سے مانگتی تھی سالن میں پکاتی مگر جب پک کر تیار ہو جاتا تو ہانڈی کا ڈھکن وہی اٹھاتی تھیں وہ اپنے ہاتھ سے مجھے دیتیں اور مجھ کو کوئی چیز لینے کی جرات تھی اور نہ ہمت تھی باجی نے پہلے دن سے مجھ پر رعب رکھا۔

میں ان کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتی تھی نہ کہیں آ جا سکتی تھی نہ کہیں محلے سے کوئی عورت ہمارے گھر ملنے آ جاتی تو اس کے ساتھ بات کرنے اس کے گھر آنے جانے کی اجازت نہ تھی گھر میں فرنیچر آتا یہ سبزی ترکاری باجی سونیا کی مرضی سے آتا میری مجال نہ تھی کہ کسی معاملے میں بولتی یا رائے دیتی سونیا باجی جیسی نظر آتی تھیں ویسی نہ تھیں وہ سارا دن پلنگ پر بیٹھی رہتیں اور مجھ سے نوکرانی کی طرح کام کرواتیں ان کے لہجے کو سن کر میں کانپ جاتی تھی باجی سونیا بھاری کام بھی مجھ سے کرواتیں برتن کپڑے

دھونا فرش کی صفائی اور کھانا پکانا غرض ایک منٹ مجھ کو فارغ بیٹھنے نہ دیتیں اگر میں ذرا ستانے لگتی تو کہتی کہ میری کمر دبا دو سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کیوں مجھ پر اس قدر ظلم ڈھاتی ہیں ان کی ماں نہ تھی پھر بھی ان کا دل نہ پسیجتا تھا سختی سے منع کر دیتیں کہ اپنی ماں کو گھر کی بات مت بتانا ورنہ علی سے شکایت کر کے مار پڑوا دوں گی ایک دو بار انہوں نے جھوٹی شکایت کر کے مجھ کو پٹوایا بھی اس کے بعد میں ان کا کام کرتی اور ان سے بہت زیادہ ڈرنے لگی امی دوسرے شہر میں رہتی تھیں کسی قریبی عزیز کا گھر نہیں تھا پاس پڑوس میں کسی سے ملنے نہیں دیتی تھیں کسی کو اپنا دکھ سناتی خاموشی سے سونیا باجی کا ہر ستم سہنے پر مجبور تھی اب میں بہت پریشان رہنے لگی علی دفتر سے سیدھے بہن کے پاس جا بیٹھتے اور جب سونے کا وقت ہوتا تب ہی کمرے میں آتے وہ ہمیشہ مجھ پر بہن کو اولیت دیتے اور ان ہی کے مشورے سے سارے کام کرتے تھے اپنی تنخواہ بھی ان کو دیتے تھے مجھے وہ ایک روپیہ بھی نہ دیتے تھے میں صبر کے ساتھ وقت گزارنے پر مجبور تھی میری دو بہنیں تھیں جن کے ساتھ میرا بہت پیار تھا ابھی انہیں کے رشتے ہونے باقی تھے ان کی خاطر بھی صبر کیا والد فوت ہو چکے تھے اور بڑا بھائی شادی شدہ تھا امی نے کہہ دیا تھا جیسی بھی گزرے گزارنا میکے کی طرف مت دیکھنا اپنا گھر ہر صورت بسانا میں تم کو سہارا نہیں دے سکوں گی جب ہر حال میں یہاں گزارہ کرنا تھا تو پھر کس بات کی آس رکھتی لب سی لیے اور باجی سونیا احکام کی بجا آوری میں دن بسر کرتی گئی تاہم کچھ دنوں سے سخت پریشان رہنے لگی تھی کیونکہ جب علی آفس چلے جاتے تو سونیا باجی سے ملنے کوئی آ جاتا وہ اسے بیٹھک میں بٹھاتیں اور دروازہ بند کر لیتیں میری سمجھ میں نہ آتا کہ یہ کون ہے اگر قریبی رشتہ دار ہوتا تو مجھے بتاتی نہ تھیں میں بس سوچتی رہ جاتی تھی کئی بار ایسا ہوا تو میں اس کی بھی عادی ہو گئی خود سے کہتی کہ چپ رہنا ہی اچھا ہے جب باجی سونیا کو کچھ نہیں کہہ سکتی پھر خواہ مخواہ پنگا لینے کا کیا فائدہ ہے میں ہی نقصان میں رہوں گی سونیا باجی کو کچھ کہنا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف تھا کوئی سوال بھی کرتی تو پھر وہ میری جان کو آ جاتیں علی کو کچھ بتانے کا فائدہ نا تھا کہ حسب عادت وہ مجھ کو ہی جھٹلاتے اور بہن کی بات کا یقین کر لیتے میں علی کی عادت کو اچھی طرح سمجھ چکی تھی اگر سونیا باجی الٹا مجھ پر الزام دھر دیتیں تو وہ کچھ تصدیق کیے بنا مجھے گھر سے نکال دیتے یہ سوچ سمجھ کر خاموش رہی۔

بات کرنے سے صورتحال خراب ہو سکتی تھی پھر کون سنبھالتا۔ میں ایک مجبور لڑکی تھی جبکہ علی کا تبادلہ دوسرے شہر ہو گیا تھا مجھے کلی طور پر اب باجی سونیا کے رحم و کرم پر رہنا تھا ایک دن کا ذکر ہے جب علی ڈیوٹی پر تھے اور باجی سونیا پڑوسن میں گئی تھیں کہ وہ شخص آ گیا اس نے بیٹھک کا دروازہ مخصوص انداز سے بجایا میں نے در کھول کر اسے پہلی بار دیکھا لیکن دستک سے پہچان لیا تھا لہٰذا کہہ دیا کہ باجی کہیں گئی ہوئی ہیں میں بیٹھک میں انتظار کر لیتا ہوں اس نے اطمینان سے جواب دیا یہ روز کا معمول تھا لہٰذا میں نے در کھول دیا اور وہ اندر آ گیا میں کچن میں چلی گئی کیونکہ اس وقت میں کھانا بنا رہی تھی اگر اس شخص کیلئے بیٹھک نہ کھولتی تو باجی مجھ کو جیتے جی مار دیتی تھوڑی دیر بعد میں نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی سمجھی کہ وہ واپس چلا گیا ہے سوچا کہ بیٹھ کو اندر سے لاک کر دوں جوں ہی باہر آئی وہ

سامنے آگیا اور میری طرف لپکا میں ایک صابر اور مجبور لڑکی ضرور تھی مگر بری لڑکی نہیں تھی اس وقت بالکل بے یارو مددگار تھی ایک طاقتور بدکردار کے سامنے بے دست و پا...... مگر میں نے حوصلہ سے کام لیا طوفان کے سامنے ایک کمزور دیوار بن گئی میں نے اس وقت یہ ہی سوچا اگر جان چلی جائے تب بھی کوئی بات نہیں مگر اپنی عزت کو مٹی میں نہ ملنے دوں گی یہ سوچتے ہی میں کچن کی طرف دوڑی اور دروازہ اندر سے بند کرنا چاہا مگر وہ شخص بلا کی پھرتی سے میرے پیچھے آیا اور دروازہ کو زور سے دھکا دیا میں فرش پر گر گئی وہاں پاس ہی ایک بڑی سی چھری پڑی تھی جب کچھ اور نہ سوجھا تو میں نے چھری اٹھائی اس سے پہلے کہ اس پر چھری سے وار کرتی اس نے میری کلائی مروڑ کر چھری چھین لی اسی اثناء میں مجھے کچن سے صحن میں نکل آنے کا موقع مل گیا جب میری مزاحمت شدید دیکھی تو طیش میں آکر اس نے مجھ پر چھری سے وار کرنے شروع کر دیئے میرے ہاتھوں اور بازوؤں سے لہو رواں ہو گیا لیکن جان دے کر بھی میں اپنی آبرو بچانے کی سعی کر رہی تھی اس سے قبل کہ کوئی کاری وار ہوتا میری جان چلی جاتی بیٹھک کے کھلے دروازے سے میرے شوہر اچانک گھر میں آگئے شاید جلدی میں وہ بیٹھک کو اندر سے لاک کرنا بھول گیا تھا انہوں مجھے نے فرش پر گرا دیکھا اور کسی اجنبی کو چھری سے وار کرتے دیکھا تو بہت حاضر دماغی سے کام لے کر انہوں نے ڈنڈا پکڑ کر اس کے بازو پر دے مارا جس سے بدحواس ہو کر وہ پیچھے کو مڑا تب علی نے اس کو پہچان لیا وہ میری نند کا سابق شوہر تھا جو چھپ چھپ کر اپنی مطلقہ سے ملنے آتا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد ہو گی کہ بروقت علی گھر آگئے حالانکہ ان کی ڈیوٹی دوسرے شہر میں تھی خدا جانے کیوں انہوں نے چھٹی لے کر گھر کی راہ لی تھی۔

بتاتی چلوں کہ علی ٹریفک پولیس میں تھے اور ان کے پاس سرکاری گاڑی بھی تھی آج ان کا اچانک گھر آنا جس سے میری عزت ہی نہیں بلکہ جان بھی بچ گئی تھی علی خود بہ خود سارا قصہ سمجھ گئے مجھ کو بتانے کی ضرورت نہ پڑی میں تو بے ہوش ہو گئی تھی جلدی سے جیپ میں ڈال کر ہسپتال لے گئے مجھ کو دو بوتلیں خون لگائی گئیں اور بازو پر سرجری ہوئی جس سے میری جان بچ گئی اس کے بعد علی نے سونیا باجی کی خوب خبر لی کہ طلاق لینے کے بعد تم میرے گھر میں اپنے سابق شوہر سے ملتی تھیں تم نے میرے گھر کو کہیں کا نہ چھوڑا یہی نہیں ثناء کی جان اور عزت و آبرو کو بھی داؤ پر لگا دیا انہوں نے سونیا باجی سے کہا کہ بہتر ہے اب تم اس گھر سے چلی جاؤ بے شک جہاں جاؤ مجھے پرواہ نہیں مگر میرے گھر اب رہنے کے تم قابل نہیں رہی ہو باجی ہمارے گھر سے چلی گئیں کچھ دن اپنی سہیلی کے پاس رہیں ان کا مسئلہ کسی طرح ان کے شوہر کے دوست نے حل کر دیا اور انہوں نے دوبارہ اپنے سابقہ شوہر سے نکاح کر لیا حالانکہ وہ ایک بدکردار انسان تھا مگر سونیا نے نہ مانا وہ ہر ایک سے یہی کہتی تھی کہ میری بھابی نے میرے شوہر کی بے عزتی کی تھی جس کی وجہ سے وہ طیش میں آئے اور یہ لڑائی ہوئی صد شکر کہ میرے خاوند نے اس بار اپنی بہن کی نہیں بلکہ میری بات سنی اور مانی یوں آج میرے سرتاج میرے ہیں کہتے ہیں تم صبر والی ہو اور صبر والے ہی باکردار ہوتے ہیں تم نے عزت کی خاطر جان کی پرواہ نہیں کی اور اب میں تمہاری خاطر کسی کی پرواہ نہیں کروں گا۔ سونیا باجی کی یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ اگ اس

شخص سے دوبارہ صلح کرنی تھی تو طلاق کیوں لی اگر طلاق لے لی تھی تو پھر کیوں ملتی تھیں اگر ملنا ہی تھا تو اپنے بھائی سے مسئلہ بیان کر دیتیں وہ ہی کوئی جائز راستہ صلح کا نکال لیتے اب شان ہر ایک سے کہتا ہے کہ میں نے سونیا کو دو طلاقیں دی تھیں تین طلاقیں نہیں دی تھیں اگر تین دے دیتا تب دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا تھا مگر دو طلاقوں کے بعد دوبارہ نکاح ہو جاتا ہے یہ مسئلہ وہ جانیں یا عالم دین جانتے ہوں گے میں تو بس یہی جانتی ہوں جو کچھ سونیا باجی اور ان کے شوہر نے کیا اچھا نہیں کیا اس بدکردار کے ہاتھوں اس روز میری جان چلی جاتی اگر علی بروقت وہاں نہ آجاتے سونیا باجی سے ملے ہوئے ہمیں برسوں گزر گئے ہیں میں نے کئی بار علی سے کہا کہ اب اپنی بہن کو معاف کر دو مگر وہ معافی پر راضی نہیں ہوتے جانے کب یہ دوری ختم ہو گی۔

تو قارئین کیسی لگی میری سہیلی کی سٹوری میری پہلی کہانی ہے جو میں لے کر حاضر ہوئی سب قارئین سے گزارش ہے کہ کوئی غلطی ہو گئی ہو تو دل سے معاف کرنا اور اچھے سے اچھا لکھنے میں میری حوصلہ افزائی کرنا سب قارئین کو سلام۔

❁❁❁

غزل

آیا تھا زندگی میں وہ آ کر چلا گیا
وہ شخص میرا آشیاں گرا کر چلا گیا
کہتا تھا خوشیاں بیچ کر خریدوں گا تیرے غم
عمر بھر کا غم میری زندگی کو لگا کر چلا گیا
کبھی جو لکھتا تھا ہواؤں میں میرا نام
اب اپنے دل سے میرا نقش مٹا کر چلا گیا
دنیا کی رونقوں میں کبھی جو ہمسفر رہا
صحراؤں کے رستے پہ مجھے لگا کر چلا گیا
لاتا تھا چمن سے چن کے میرے لیے وہ پھول
اب کانٹے میرے رستے میں بچھا کر چلا گیا
وہ بیچ کر میری وفاؤں کو سر عام
غیروں میں اپنی قیمت بڑھا کر چلا گیا
اس کے گھر میں دیں گے چراغوں کو جگر کا خون
میری زندگی کے چراغ بجھا کر چلا گیا
سوچا تھا سنائیں گے اسے داستان دل
وہ میری ہی زندگی کا افسانہ سنا کر چلا گیا
(کشور کرن، پتوکی)

غزل

بدن تھکن سے چور ہے
پر نیند ہم سے دور ہے
اس کا خیال ساتھ ہے
بڑی اداس رات ہے
ہوا و غم کا زور ہے
سمندروں کا شور ہے
جدائیوں کی بات ہے
بڑی اداس رات ہے
ہر نظر شراب ہے
اس کے ملنے کا خواب ہے
یہ کون سا عذاب ہے
بڑی اداس رات ہے
گئے دنوں کی یاد ہے
تھکا سا چاند ہے
بڑی اداس دکھی سی بات ہے
بڑی اداس رات ہے
(مجید احمد جائی، ملتان)

دلہا مل گیا

☑......تحریر: مثال سنگنی، گوجر خان

محترم التمش عالمگیر صاحب!

السلام علیکم!

امید کرتی ہوں مزاج گرامی ٹھیک ہوں گے اس بار ایک نئی کاوش لے کر آپ کی بزم میں حاضر ہوئی ہوں یہ ایک بہت ہی دکھی لڑکی کی سٹوری ہے میں نے اس سٹوری کا نام "دلہا مل گیا" رکھا ہے امید کرتی ہوں کہ میری اس کاوش کو قارئین ضرور پسند کریں گے اور مجھے اپنے مفید مشورے تنقیدی آراء سے ضرور آگاہ کریں گے۔
اس سٹوری کے تمام کردار فرضی ہیں آخر میں ادارے کیلئے نیک خواہشات کہ اللہ جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

السلام علیکم قارئین کرام! میں مثال ایک بار پھر ایک نئی حقیقت کسی کی آپ بیتی لے کر حاضر ہوں یہ میری بہت اچھی دوست کی آپ بیتی ہے جو میری سکول کی سہیلی تھی پھر سکول کے بعد رابطہ نہیں رہا۔ کچھ عرصے بعد پھر رابطہ جڑ گیا ایک دوسرے کے حالات سے جب آگاہی ہوئی تو اس نے مجھے اپنی کہانی لکھنے کو کہا میں نے کہا ٹھیک ہے پر پھر ہم ملتے کیسے وہ میرے گھر سے کافی دور رہتی ہے اور دونوں گھر سے نکل نہیں سکتی میری فیملی میں تو لڑکیاں اپنی سہیلیوں کے گھر تو بالکل بھی نہیں جا سکتی اور اس کی فیملی بھی کچھ ایسی ہی ہے پھر اس نے کہا کہ میں تمہیں ایس ایم ایس پہ ساری کہانی سناؤں گی کیونکہ کال کا بھی ٹائم نہیں ہے دونوں کے پاس میں دن کو فری ہوتی ہوں اور دن کو اس کی کلاس اور شام کو وہ فری ہوتی ہے تب میرے پاس ٹائم نہیں ایس ایم ایس جب ٹائم ملے وہ کر دیتی تھی اور مجھے ٹائم ملتا تھا تو میں پڑھ کے لکھ لیتی۔ ہم سکول میں چھ سہیلیاں تھیں اور چھ لڑکیاں جس کی چھ کہانیاں بنتی ہیں پہلے میں نے سوچا تھا بس

اب ٹائم ہی نہیں ملتا تو رہنے دوں۔ کہانیاں لکھنا چھوڑ دوں بھائی بھی جاب کرنے لگا ہے پوسٹ کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے اب وہ میں تو پوسٹ کرنے جا نہیں سکتی پھر دو دو مہینے تک لیٹر پڑا رہتا ہے پھر اٹھا کر پھاڑ دیتی ہوں اس سب سے دل ہی ٹوٹ جاتا ہے کچھ لکھنے کو دی ہی نہیں کرتا پر اب اپنی پیاری دوست کی سٹوری لکھنے لگی ہوں اس کے بعد لاسٹ سٹوری اپنی لکھوں گی اپنی ویسے کیا لکھوں ہم تو سادے سے لوگ ہیں سادی سی زندگی ہے خواہ مخواہ بور ہی ہوں گے پڑھنے والے خیر اب میری دوست مہک کی کہانی اس کی زبان پڑھنے پر یہ تھوڑی سی کریک ہے ہر وقت عجیب عجیب باتیں کرتی ہے عشق ومشق والی اور مرنے مارنے والی آپ پڑھیں گے تو آپ کو اندازہ ہو ہی جائے گا۔

میرا نام مہک ہے اور ہم تین بہنیں اور ایک بھائی ہے اور میں متوسط گھرانے میں پیدا ہوئی پڑھنے لکھنے کا کوئی خاص شوق تھا نہیں شروع سے میرے ایک تایا اور ایک پھوپھی انگلینڈ میں ہوتے ہیں جب میں پانچویں میں پڑھتی تھی تو مجھے پتہ چلا کہ میرے تایا ابو نے اپنے دو بیٹوں کے لیے میرا اور میری بہن کا رشتہ مانگ لیا ہے تب میں نے اتنی پرواہ نہیں کی جس کے لیے میرا رشتہ مانگا تھا اس کا نام شامیر تھا شامیر پاکستان آتا جاتا تھا پر میں نے بھی اس پر توجہ نہیں دی پھر اسی دوران میری پھوپھو پاکستان آئیں اپنی پوری فیملی کے ساتھ انگلینڈ سے جو بھی آتا تھا ہمارے گھر ہی رہتا تھا پھوپھو بھی ہمارے گھر آئیں پھوپھو کے چار بیٹے اور 2 بیٹیاں ہیں سب سے بڑا بیٹا اس کے بعد بیٹیاں پھر باقی تین۔ پھوپھو کے بڑے بیٹے کا نام آکاش ہے پیار سے سب اسے کاشی کہتے تھے میں اور کاشی زیادہ وقت اکٹھے ہی گزارتے تھے ہم عمر ہونے کی وجہ سے ساتھ موج مستی ہنسی مذاق اور لڑائی کرتے رہتے تھے پھر مجھے کاشی اچھا لگنے لگا اب تو اس کے بنا رہنا بہت مشکل لگ رہا تھا ایک دن ہم ایسے باتیں کر رہے تھے کہ علی نے فوراً سے مجھے آئی لو یو کہ دیا۔ میری تو جیسے جان ہی نکل گئی میں چپ ہو گئی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ پلکیں اٹھاؤں پتہ نہیں عجیب کیفیت تھی کہ اس نے ہنستے ہوئے دوبارہ بولا اور ہنس ہنس کے کہنے لگا میرا مانو میرا مانو میں نے ایک سے اوپر دیکھا تو وہ اپنے بلے سے مخاطب تھا وہ کاشی کا پالتو اور لاڈلہ بلہ تھا جس کا نام اس نے مانو رکھا اور اسے اکثر لو یو کہتا بھی رہتا تھا یہ دیکھ کر میں اک لمبی سانس لی اور اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی بڑی مشکل سے خود کو نارمل کیا۔ دن تیزی سے گزر رہے تھے میں کاشی کے میرے لیے تھری ورڈز کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی پر وہ اور تو سب کہہ دیتا پر یہ نہیں کہتا پھر کاشی کو جانے میں 3 دن رہ گئے تھے میں نے سوچا اور فیصلہ کر لیا کہ میں ہی بات کروں گی کیونکہ شاید میں اسے بہت زیادہ پیار کرنے لگی تھی پھر ایک دن میں اور کاشی کھانا کھا رہے تھے گھر میں کوئی نہیں تھا ایک دادا تھے جو اپنے کمرے میں تھے باقی شاپنگ کرنے بازار گئے تھے میں نے موقع دیکھ کر کاشی سے اظہار محبت کر دیا اور بھاگ کے باہر آ گئی پھر تھوڑی دیر بعد کاشی آیا مسکراتا ہوا میرے سامنے کھڑا ہو گیا میرا دل بہت گھبرا رہا تھا پتہ نہیں کیا کہے اگر اس نے انکار کیا تو میں زندہ نہیں بچوں گی اگر اقرار کیا تو پھر بھی مر جاؤں گی ہائے اللہ کاشی کچھ منہ سے بولو تو کیا جان کا عذاب بن کے سر پر کھڑے ہو گئے ہو۔

تھوڑی خاموشی کے بعد وہ بولا اور بولا مار ڈالا ظالم نے۔ اس کا آئی لو یو ٹو کہنا تھا کہ میرے رو رو میں ہلچل مچ گئی میرے دل کی دھڑکنیں محبت کے ترانے گانے لگیں مجھے ایسا لگا جیسے اک انمول خزانہ میرے ہاتھ لگ گیا۔ سو باتوں کی ایک بات میری خوشی کی انتہا نہ تھی وہ تین دن ہم نے پیار کے ترانے گاتے ہوئے گزارے پھر کاشی چلا گیا۔ جانے کے بعد بھی اس سے رابطہ رہا اور ہماری محبت پروان چڑھتی گئی اور کاشی پھر بار بار پاکستان آنے لگا مجھ سے ملنے کے لیے پھر 2 سال بعد کاشی نے اپنی امی کو میرے اور اپنے بارے میں سب بتایا پھوپھو نے پاکستان میرے ابو کو کال کی اور میرا رشتہ مانگا ابو نے کہا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں اور کاشی بہت خوش تھے لیکن جب میرے تایا کو پتہ چلا تو انہوں نے ابو کو کال کی اور کہا میں نے پہلے ہی مہک کا رشتہ اپنے بیٹے شامیر کے لیے مانگا ہوا ہے اب آپ انکار نہیں کر سکتے ابو نے کہا آپ بڑی بیٹی کا لے لیں چھوٹی کا ہم اپنی بہن کو دیں گے کیونکہ اس کا بھی حق بنتا ہے پر تایا نہ مانے اور دادا سے بات کی دادا نے کہا ٹھیک ہے آپ کو ہی رشتہ دیں گے گھر میں جو دادا کہتے امی ابو بھی وہی دہراتے تھے میں اور علی کافی پریشان ہو گئے کہ اگر ہماری شادی نہ ہوئی تو کیا کریں گے۔ کاشی نے مجھے پوری تسلی دی کہ ہم دونوں کی ہی شادی ہو گی پھر بات کچھ مہینوں کے لیے ختم ہو گئی ایک دن تایا نے کال کی اور کا ہم اپنے بڑے بیٹے کی شادی کے لیے پاکستان آ رہے ہیں آپ لوگ تیاریاں کر لیں میرے کزن زوہیب کی شادی میری بہن مانوی سے ہوئی تھی ادھر جب کاشی کو پتہ چلا تو اس نے بھی پاکستان آنے کا فیصلہ کیا ادھر ہم لوگوں نے تیاری مکمل کی۔ اور وہ لوگ آ گئے شادی باقاعدہ طور پر شروع ہو گئی میں اور کاشی سب سے چھپ چھپ ملتے رہتے تھے اور شامیر بھی مجھ میں دلچسپی لے رہا تھا پر میں اسے زیادہ لفٹ نہیں کراتی تھی اور نہ کاشی کو پسند تھا کہ میں اس سے بات کروں پھر میری بہن کی شادی ہو گئی ہم بھی سب رسمیں دیکھ کر اپنے خواب بنتے رہتے تھے ہمیں یقین تھا کہ ہم دونوں کی ہی شادی ہو گی وہ کہتا تھا مہک اگر تم میری نہ ہوئی تو میں جی نہیں پاؤں گا کچھ ایسے ہی جذبات وخیالات میرے بھی تھے خیر ایک دن کاشی کسی کام سے شہر گیا ہوا تھا۔ باقی سب شامیر لوگ گھر تھے ہمارے گھر کے دو پورشن ہیں ایک میں ہم رہتے ہیں دوسرے میں مہمان آئیں تو انہیں دے دیتے ہیں میں اپنے کمرے میں تھی کہ دادا نے آواز دی کہ پانی دے جاؤ میں اٹھی جگ بھرا اور دینے کے لیے اسی طرف گئی جہاں سب لوگ شامیر اس کی بہن اور امی ابو میرے دادا کے ساتھ بیٹھے کوئی سریس بات کر رہے تھے اور سامنے ٹیبل پر مٹھائی کا ڈبہ بھی پڑا تھا جسے دیکھ کر میں دروازے میں ہی کھڑی رہ گئی۔ اور اندیشہ دل میں بیٹھ گیا کہ کہیں یہ میرے رشتے کی بات تو نہیں کر رہے۔

اتنے میں شامیر نے آواز دی مہک کیا ہوا آؤ اندر میں اندر گئی اور جگ وہاں رکھا جہاں پاس مٹھائی پڑی تھی دادا نے کہا بیٹھ جاؤ بیٹا۔ تائی جی نے اپنے پاس بٹھایا تو دادا نے بتایا شام کو تمہاری شامیر سے منگنی ہے یہ سن کر جیسے زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی ہو۔ وہاں میں کچھ بول نہ پائی اور جلدی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آئی اور رونے لگی امی نے پوچھا تو میں نے ساری بات بتائی اور یہ بھی کہا کہ میں شامیر سے کبھی بھی منگنی نہیں کر سکتی میں صرف کاشی کی ہوں اور اسی سے شادی کروں گی امی یہ سن کر پریشان ہو گئی اور چلی گئیں شام کو منگنی تھی یہ سوچ سوچ کر میرا دم گھٹ رہا تھا میں نے جلدی سے کاشی کو فون کیا وہ بہت پریشان ہوا اور اس نے مجھے کہا تم نے ابھی کچھ نہیں بولنا ہے میں گھر آتا ہوں تھوڑی دیر میں کاشی بھی اڑتا ہوا آ پہنچا پھر میں نے اسے ساری بات بتائی تو اس نے فوراً امی کو کال کی انگلینڈ میں اور ان کو ساری سچویشن سے آگاہ کیا پھوپھو بھی پریشان ہو گئی کیونکہ کاشی بہت ضدی تھا اور کہتا تھا اگر میری شادی اس سے نہ ہوئی تو وہ خود کو ختم کر

دے گا۔ پھوپھو نے کاشی کو سمجھایا کہ تم بڑوں کے بیچ نہ بولنا میں خود بات کرتی ہوں۔ پھر تھوڑی دیر میں پھوپھو نے دادا کو کال کی اور منانے کی بہت کوشش کی کہ مہک کا رشتہ کاشی کے لیے دے دیں پر دادا بھی شاید مجبور تھے کچھ جواب نہ دے سکے میں اور کاشی بہت پریشان تھے کہ اب کیا ہوگا۔ کاشی نے کہا مہک یہ لوگ مجھے تم سے اور تمہیں مجھ سے جدا کر کے ہی چھوڑیں گے مگر میں بھی مر جاؤں گا مگر انہیں اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ کاشی کی باتیں مزید جان لیوا تھیں میں کھل کے بات بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ آگے میری بہن کا سسرال تھا میری کوئی بھی غلطی اس کی زندگی کو بگاڑ سکتی تھی ایک تو میرے امی ابو بھی نہیں بول رہے تھے وہ جانتے تھے میری خوشی کس میں ہے پر پھر بھی میرے لیے وہ کچھ بول نہیں رہے تھے اگر اس وقت وہ اپنی بیٹیوں کے لیے بولتے تو میری بہن کو بھی کوئی مسئلہ نہ ہوتا اور میری شادی بھی آکاش سے ہو جاتی پر جو کرنا تھا دادا جی کو ہی کرنا تھا مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی میں کس سے بات کروں پھر میں نے شامیر سے بات کی کہ شامیر چھوڑو منگنی کو ہم اگلے سال شادی ہی کریں گے منگنی خوامخواہ کا رولا ہی ہے میں نے شامیر سے کافی دیر بات کی بالآخر میں نے اسے منا لیا اور وہ مان گیا میں بہت خوش ہوئی کہ منگنی تو ٹلی نہ اب ہمیں ٹائم مل جائے گا ان دوران میں اور آکاش کچھ نہ کچھ کر لیں گے اپنی محبت کے لیے لیکن جب آکاش کو اس بارے میں پتہ چلا کہ میں شامیر سے بات کی تو وہ بہت غصہ ہوا اور مجھ سے ناراض ہو گیا ہائے اوئے میر یا ربا میں کتھے جاواں اب کاشی کو کیسے مناؤں میں پہلے ہی بہت پریشان تھی اوپر سے جو ایک ہی تھا مجھے سمجھنے والا مجھ سے بات کرنے والا وہ بھی روٹھ گیا پر محبوب کو منانے کے طریقے بھی ہزار ہوتے ہیں بس تھوڑی ہی دیر میں میں نے کاشی کو نارمل کر لیا

اسے بالکل پسند نہیں تھا کہ میں شامیر کے سامنے ب[illegible] جاؤں۔ خیر ادھر شامیر نے اپنے ابو سے بات کی [illegible] منگنی کو رہنے دیں ابھی جب ہوگی تو شادی ہی ہو[illegible] لیکن تایا ابو نہیں مانے اور سب نے بیٹھ کر دس مہ[illegible] بعد شادی پکی کر دی۔ یہ سن کر مجھے اپنی محبت [illegible] تاریکی چھائی نظر آئی سب امید ٹوٹ رہی تھیں اب تو ہمت بھی دم توڑتی جا رہی تھی میری آنکھیں بے اختیار برسنے لگیں کاشی نے مجھے دیکھا تو وہ بھی بدحال ہو گیا۔ جانے کیوں کوئی میرا درد نہیں سمجھ رہا تھا پہلے تو گھر والوں کا مسئلہ ہوتا ہے اگر ان کے بچے باہر سے کسی کو پسند کریں تو انہیں انکار کی وجہ ملتی ہے کہ باہر کا ہے خاندان، روان رویوں کا کوئی پتہ نہیں پر اب کیا مسئلہ تھا آکاش تو اپنی فیملی کا تھا پھر بھی اسے کوئی اپنا نہیں رہا تھا بس دشمنی اگر محبت سے ہو تو اپنا بیگانہ تو اک بہانہ ہی ہوتا ہے خیر اس فیصلے کے بعد آکاش اور اس کی فیملی بہت پریشان تھے تب میں کچھ کر نہ سکی اور ان سب کا ٹائم پاکستان میں ختم ہو گیا اور وہ واپس فرنگیوں کے دیس چلے گئے وہاں جا کر کاشی نے بہت ہنگامہ کیا پر کچھ نہ ہو سکا پھر ایک دن اس نے خودکشی کرنے کی کوشش کی سب نے بہت روکا پر اس نے کمرے میں خود کو بند کر لیا اور نیند کی گولیاں اس کے ہاتھ میں تھیں باہر اس کی مما اور بہنیں رو رو کے دروازہ پیٹ رہی تھیں بالآخر اس کی بہن نے دروازہ توڑا ابھی گولیاں کاشی نے کھائی نہیں تھیں تو سب نے اسے روک لیا۔ کاشی کو پھوپھو نے بہت سمجھایا پر وہ کچھ سمجھنے کو تیار ہی نہ تھا پھر پھوپھو نے میرے ابو کو پاکستان کال کی بہت پریشان اور رو رہی تھیں اور ابو سے گزارش کر رہی تھیں کہ کاشی کو مہک کا رشتہ دے دیں ورنہ میرا بیٹا کچھ کر لے گا تو میں کہاں جاؤں گی ابو نے کہا اس پاگل کو سمجھاؤ اور جو ابا جی یعنی میرے دادا طے کر چکے ہیں وہی ہوگا۔ پھوپھو غصے میں آ گئیں اور فون

رکھ دیا جب مجھے پتہ چلا کہ کاشی نے جان دینے کی کوشش کی تو میں بہت پریشان ہو گئی اور رونے لگی۔ میں نے بھائی کا موبائل چرا کر علی کو کال کی وہ میری آواز سن کر بہت خوش ہوا پھر رونے لگا میں بھی رونے لگی میں نے اسے بہت سمجھایا کہ میں صرف تمہاری ہوں اور تم سے ہی شادی کروں گی کوئی بھی ہمیں جدا نہیں کر سکتا۔ بہت تسلیاں دے کر اسے ذرا حوصلہ دیا۔ پھر فون بند کر کے میں پریشان ہو گئی کہ میں نے کاشی کو تو کہہ دیا پر یہ سب میں کروں گی کیسے کوئی بھی تو میرے ساتھ نہیں میں اکیلے سب کو کیسے روکوں گی ادھر شامیر لوگ بھی شادی کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ اسی ٹینشن میں میٹرک کلیر کیا اب آگے نہ موڈ تھا نہ حالات اب تو فکر ہوئی صرف اور صرف اپنی محبت کی چوبیس گھنٹے میں اپنے کاشی اور اپنی محبت کے بارے میں سوچتی رہتی اس کے بنا دل بھی تو نہیں لگتا تھا کسی کام میں خیر پھر کچھ یوں ہوا کہ دادا نے محسوس کیا کہ اگر دونوں بہنوں کو ایک گھر میں دے دیا تو بیٹی ناراض ہو جائے گی اور وہ کون سا پرائی ہے اتنے میں پھوپھو نے کال کی اور دادا سے کہا میرا بیٹا اتنا برا ہے کہ آپ اسے اپنی پوتی کا رشتہ نہیں دے سکتے تو میں بھی اسی کی ماں ہوں مجھ سے بھی رشتہ ختم کر دیں دادا نے کہا کہ میں اس بارے میں سب سے بات کروں گا اور کوشش کروں گا کہ کاشی اور مہک کی شادی ہو۔ پھر دادا نے تایا ابو سے بات کی اور انہیں سمجھایا کہ تو وہ بھی مان گئے یہ خبر جب میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں خوشی سے اڑنے لگی فوراً بھائی سے موبائل لیا اور کاشی کو یہ خوشخبری سنائی وہ بھی بہت زیادہ خوش ہوا۔

اس کے بعد پھوپھو نے کہا کہ شادی جلدی کریں گے اس لیے کچھ دنوں بعد ساری فیملی پاکستان آ گئی ہمارے گھر۔ سب بہت خوش تھے اور میری اور کاشی کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ نہ تھا کاشی لوگ ہمارے ساتھ ہی تھے میں کام کرتی کاشی ساتھ مدد کرتا بلکہ یوں کہوں کہ بہانے بہانے سے میرے ساتھ رہنے کی کوشش کرتا تھا کچھ ہی دنوں میں ہماری شادی طے پا گئی اور میرا نکاح میرے پیار میرے جان سے پیارے کاشی سے ہو گئی آخر ہماری محبت جیت گئی آخر مجھے کاشی سے اور کاشی کو مجھ سے جوڑ دیا گیا میں اس کی جیون سنگنی بن گئی وہ میرا ہمسفر بن گیا نکاح کے 4 دن بعد ہماری شادی تھی مجھے کاشی نے ایک عدد سیل بھی دے دیا تھا۔

شادی کی شاپنگ تھوڑی ہی کرنی تھی کیونکہ میری بہن ابراڈ سے میرے لیے تقریباً ادھے سے زیادہ چیزیں لے آئی تھی پھر بھی جو بھی شاپنگ کرنی تھی میں اور کاشی اکٹھے ہی کرتے تھے انہی دنوں میں نے مثال اور باقی فرینڈز کو ڈھونڈا اور اپنی شادی میں انوائیٹ کیا آج شادی کا دن تھا اور جولائی کا موسم، گرمی بہت تھی پر سٹیج پر میرے ہاتھ پاؤں بھی ٹھنڈے تھے کاشی دلہا بن میرے پاس بیٹھا تھا میں دل ہی دل میں رب کا شکر ادا بھی کر رہی تھی کہ اس نے مجھے میری محبت دے دی مجھے میری زندگی کے حوالے کر دیا اور مجھے میرا دلہا مل گیا۔

قارئین کرام میری دوست مہک اور آکاش بھائی شادی کے بعد وہ دونوں بہت خوش تھے پھر ایک حادثے ایک آزمائش نے میری دوست کو ایک انمول نعمت سے محروم کر دیا شادی کے دو مہینے بعد مہک کا مس کیرج ہو گیا پہلی اولاد کے جانے کا دکھ بہت بڑا دکھ ہوتا ہے اللہ پاک مہک کو اولاد کی نعمت سے نوازے اور اسے بہت سی خوشیاں ملیں۔ آمین اور مہک سوری تم نے مجھے اپنی کہانی چھ سات مہینے پہلے سنائی تھی پر کسی وجہ سے میں لکھ نہ سکی تم نے جلدی لکھ کر شائع کرانے کو بھی کہا تھا پر میں اب لکھ رہی ہوں آاء سے آگاہ کیجئے گا رب دے حوالے۔

کانچ کی گڑیا

تحریر: شازیہ چوہدری، شیخوپورہ

محترم التمش عالمگیر صاحب!
آداب! امید کرتی ہوں مزاج گرامی ٹھیک ہوں گے اس بار ایک نئی کاوش لے کر آپ کی بزم میں حاضر ہوئی ہوں یہ ایک بہت ہی دکھی لڑکی کی سٹوری ہے میں نے اس سٹوری کا نام "اب لوٹ آؤ" رکھا ہے امید کرتی ہوں کہ میری اس کاوش کو قارئین ضرور پسند کریں گے

پھولوں سی نازک کلیوں سی مہکتی تھی دنیا
زندگی میں بھرا پیار تو چہکتی تھی دنیا
دفاؤں کو ناجانے کس کی لگ گئی نظر
دل کے ٹکڑے ہوئے ایسے اجڑ گئی دنیا
بارش کی رم جھم نے ایسے صحرا کو جل تھل کر دیا
آگ لگی پہلو میں جب آنچل بھیگ اٹھا
جانے کیوں ہوا؟ کن حالات میں ہوا فیصلہ
تقدیر کے کیسے کروٹ بدلی تو بدلی ہے دنیا
وقت کبھی ٹھہرتا ہے کیا کسی کے لیے
آج تم نہیں ہو ساتھ تو کیا اک روز دیکھ لینا
ہم بھول نہ پائے تو کیا ہوا جو تم بھول گئے
وقت نے ٹھوکر لگائی تو یاد کرو گے یہی ہے میری دنیا

لو آج پھر سورج کی کرنیں بکھر گئیں نیلا آسمان چمک اٹھا ہلکے ہلکے سے بادل کہیں کہیں کیا خوب صبح کا نظارہ گیلی گھاس پر شبنم کی بوندیں ہر طرف اک تھمی سی خاموشی ہلکی ہلکی سی ٹھنڈی ہوا میرے کمرے کی کھڑکی سے اندر آتے ایسے ٹکرائے جیسے صبح کا کوئی پیغام لے کر آئی ہو پرندوں کی چہک اور اڑتے پروں کی ہلکی سی آہٹ کیسے دل میں اک امید بن جاتی ہے دور کہیں سمندر کے ساحل سے ٹکراتی لہریں جیسے کچھ کہنا چاہتی ہوں مگر پھر بھی میرے دل کی دنیا ویران ہے کمرے میں بیٹھے خود سے بے پناہ سوالوں کے وہ تنگ لہجے جن کا جواب کوئی نہیں میرے پاس اپنی ٹوٹی بکھری زندگی میں ان الجھے سوالوں کا جو کوئی مرضی نہیں کیا ہو حل وقت بدل جاتا ہے لوگ بھی بدل جاتے ہیں مگر میری سوچ نہ بدل پائی میرا جینے کا انداز نہ بدل سکا آج بھی وہی کمرہ وہی ٹیبل اور ٹیبل پر پڑی کتابیں وہی بستر اور وہی سب کچھ مگر شاید وقت وہ نہ رہا ساتھ وہ نہ رہا لوگ کیسے اپنے جینے کے انداز بدلتے ہیں سمجھا نہ تھا۔

آئینے کے سامنے کھڑے بال بناتے جب خیال آیا اپنے ماضی کا تو آنکھوں میں دریا بہنے لگے ہاں سچ ہے میں کبھی بھول نہیں سکتی کبھی وہ زخم بھر نہیں سکتے جو حالات کی تیز آندھی نے مجھے دیئے آج سب ہوتے بھی کچھ نہیں پاس میرے سوائے تیری یادوں کے بہت سوچا خود کو بدلنا چاہا کہ بس زرنش اب بس کر دے تڑپنا حالات بدل گئے تو اتنی دور جا نکلا ہے کہ کوئی امید نہیں واپسی کی کیوں ظلم کرتی ہو خود پہ۔ لیکن پل بھر اپنی روید لتے ہیں کیسے بھول جاؤں زندگی کے وہ چودہ سال تو کبھی تیری یاد تیری امید کا دامن تھامے گزارے کیسے بھول جاؤں جو میری رگ رگ میں لہو بن کے سمایا ہے آج خواہ وہ کیسا ہے مگر دل نہیں مانتا کبھی تو دن لوٹ کر آئیں گے۔

کاشف کے تو اپنی زندگی کے اوراق سے میرا نام تک شاید مٹا ڈالا مگر آج بھی مسلسل فون کرنا نہیں چھوڑا کبھی دن ڈھلتے تو کبھی برسات کی ان بوندوں

میں آج بھی کوئی جواب نہیں میری کالز کا نہ میرے میسج کا دل پہ پتھر رکھ بھی لینا اور پھر موم ہو جانا کیا یہی زندگی ہے آخر میری جدوجہد رنگ لائی آج بھی وہ سنہری شام میں نہیں بھولی ٹی وی لاؤنج میں چائے کا کپ پیتے ہوئے اخبار پڑھ رہی تھی کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی اور پھر MSG آیا میں نے کپ ٹیبل پہ رکھا اور فون اٹھایا تو کیا دیکھا کاشف کا میسج میری آنکھیں بھر آئیں پتہ نہیں کیسے خود کو سنبھالا اور جب پڑھا تو پھر آس ٹوٹ گئی کہ اب میں نے یہ بہت سوچ سمجھ کے فیصلہ کیا ہے تم کیسے فیصلہ لو گی فیملی میں یا پھر کورٹ

کے رستے اور مزید میں نہیں نبھا سکتا۔

میرے آنسو زار و قطار نکل پڑے آگے کیا کم تھا دکھ جو آپ نے اور آج نے دیا۔ پہلے ہی تو اس کی دوسری شادی نے مجھے جیتے جی یار دیا اور آہستہ آہستہ دور چلا گیا لیکن کم از کم امید تو تھی کہ اس کا حق ہوں لیکن آج وہ بھی جب آج تک میرے کسی بھی عمل نے دکھ نہ دیا ہمیشہ دفا کرتی رہی تو کیوں کاشف نے مجھے دھوکہ دیا اس سوال میں 5 سال تو گزر گئے میں نے بچوں میں دل لگا لیا ان تو ماں بچوں کی کمی نہ ہونے دی لیکن بچے تو بڑوں سے بھی عقل مند ذہن کے ان کی خاموش نگاہ بھی سوال تو کرتی ہے آج اتنا بے مروت ہو گیا کہ ایک بار بھی میرا خیال نہ آیا ان بچوں کا نہ سوچا میں نے بس ایک بات لکھ دی کہ کاشف آج جو بھی کہو جو چاہو کر سکتے ہو مجھے وفا کے بدلے بے وفائی ملی ایسا کوئی قصور بھی نہ تھا میرا اگر میری آپ کی زندگی کا فیصلہ خدا پہ ہے اس کے بھروسے چھوڑا مجھے نہ کل کوئی عرض تھی نہ آج۔ پھر دوبارہ کافی دیر تک انتظار کرتی رہی کوئی میسج نہ آیا۔ میں اپنی سوچوں میں گم ہو گئی وقت کا پتہ نہ چلا کب بچے سکول سے آ گئے انہیں کھانا کھلا کے اپنے بیڈ روم میں جا لیتی۔ دل بہت بوجھل تھا کیا کروں اگر یہ بات فیملی کو پتہ چلی تو کتنی شرم ناک ہو گی کیا جواب دوں گی کیسے سب ٹھیک ہو گا کاشف پر تو آج بھوت سوار ہے اسے کچھ یاد نہیں وہ کیا کر رہا کہہ رہا مگر ایک وقت آئے گا جب سمجھ آئے گی لیکن بہت دیر ہو چکی ہو گی میں نے کچھ بھی فیصلہ لینے کی نوعیت میں دل بہت ڈرا ڈرا سا تھا اور جیسے پتہ نہیں کیا ہو گا کل کو میری کہانی ختم نہیں بلکہ زندگی کے ساتھ یونہی چلتی رہے گی جب تک آخری سانسیں باقی ہیں۔

خاموش محبتیں

☑......تحریر: اے آر راحیلہ منظر، جھمرہ سٹی، فیصل آباد

بیڈ سے نیچے اتر دو ماہم ڈرتے ڈرتے اٹھ کر کھڑی ہوگئی آبان نے دو چکر ماہم کے گرد لگائے اور اپنی پیٹھ ماہم کی طرف کر کے کھڑا ہو گیا ماہم تھر تھر کانپ رہی تھی کہ نجانے اب آبان کیا کرنے والا ہے آبان ایک دم پلٹا اور ماہم کے گال کو آبان نے ریڈ کر دیا۔ اس کا ہاتھ ماہم کے گال کو ریڈ کر گیا۔ ماہم دھڑام کی آواز کے ساتھ نیچے گر گئی کیونکہ وہ آبان کے اس ردعمل سے بے خبر تھی آبان نے ماہم کو بالوں سے پکڑ کر اٹھایا تمہیں کیا لگتا ہے میرا دل آ گیا تھا تم پر جو میں تم سے شادی کرنے پر راضی ہو گیا میں صرف تم سے بدلہ لینا چاہتا تھا اپنی بے عزتی کا جو تم نے میری میرے دوستوں کے سامنے کی تمہاری اتنی اوقات کہ تم نے مجھے آبان احمد کو تھپڑ مارا اور آبان احمد چپ چاپ بیٹا رہے آبان احمد اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا خوب جانتا ہے میں نے اسی وقت سوچ لیا تھا کہ میں تم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے کر رہوں گا اور بدلہ بھی ایسا کہ تم ساری عمر یاد رکھو گی چاہے اس کے لیے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے دیکھو آج میں نے تم سے اپنا بدلہ لے لیا میں نے تمہاری زندگی کو اتنی دردناک بنا دوں گا کہ دوبارہ آبان احمد پر ہاتھ اٹھانے سے پہلے ہزار بار سوچو گی آبان بول رہا تھا اور ماہم بت بنی سب باتیں سن رہی تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ آبان ایسا بھی کر سکتا ہے اور کیا جو اس نے اچھا بننے کا ناٹک کیا سب کے سامنے وہ کیا تھا کہیں نہ کہیں وہ بھی سمجھ بیٹھی تھی کہ آبان اب سدھر گیا ہے مگر آج جو اس کے ساتھ ہوا تھا وہ آبان کی درندگی کا نشان تھا وہ اس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ کبھی نہیں بدل سکتا اس نے صرف اپنا بدلہ لینے کے لیے اچھا بننے کا ناٹک کیا تھا.

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

قسط 4

اب ہر کوئی آبان کی تعریف کرتا تھکتا نہیں تھا آبان کے ماں باپ بھی بہت خوش ہوتے تھے کہ ان کا بیٹا جو ایک غلط راستے پر چل نکلا تھا وہ اب راہ راست پر آ گیا ہے مگر آبان کیوں سدھر گیا تھا یہ سوائے اس کے اور نثار احمد کے اور کوئی نہیں جانتا تھا ادھر نثار احمد بھی خوش تھا کہ اب اس کا پوتا سدھر گیا ہے وہ خوش تھا کہ اس نے اپنا وعدہ بخوبی نبھایا ہے اور اب اسے بھی اپنا وعدہ نبھانا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ وہ عالیہ سے بات کرے پھر وہ سوچتا کہ اگر عالیہ بہو نے انکار کر دیا تو آبان پھر سے کہیں انہی راستوں پر نہ چل نکلے وہ سوچ کر کانپ اٹھتا ابھی وہ خیالوں میں گم تھا کہ آبان کمرے میں داخل ہوا وہ روز رات کو سونے سے پہلے نثار احمد کی ٹانگیں دبا کر سوتا تھا آؤ آبان بیٹا آبان بیٹھ گیا اور نثار احمد کی ٹانگیں

دبانے لگا نثار احمد نے شفقت سے آبان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولا بیٹا مجھے بہت خوشی ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ تم نے اپنے آپ کو بدل لیا ہے اپنا وعدہ بخوبی نبھایا ہے تو آبان بولا، وعدہ بھی تو اپنے دادا ابو سے کیا تھا سو پورا کرنا ہی تھا دادا ابو اب تو میں ماہم کے قابل ہوں ناں۔ اب تو آپ بڑی امی سے ماہم کا ہاتھ میرے لیے مانگ سکتے ہیں ناں ہاں بیٹا کیوں نہیں دراصل میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ اب عالیہ بہو سے بات کروں مگر بیٹا اگر عالیہ بہو نے انکار کر دیا تو یک دم آبان اٹھ کر کھڑا ہو گیا نہیں دادا ابو آپ نے وعدہ کیا تھا مجھ سے میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اب آپ بھی اپنا وعدہ پورا کر کے دکھائیں اتنا کہہ کر آبان کمرے سے باہر نکل گیا اے خدایا میں نے کیا کر دیا مجھے آبان سے اتنا بڑا وعدہ نہیں کرنا چاہتے تھا اگر عالیہ بہو نے انکار کر دیا اور ماہم نہ مانی تو وہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا...... آج دو دن ہو گئے تھے مگر آبان گھر نہیں آیا تھا گھر پر سب پریشان تھے نجانے آبان کہاں چلا گیا تھا اس کے دوستوں سے بھی ازمان نے فون کر کے پوچھا مگر سب لاعلمی کا اظہار کر رہے تھے۔ ادھر گھر والے الگ پریشان اور نثار احمد الگ پریشان تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے پھر اس نے ہمت کر کے سب گھر والوں کو بتا دیا کہ اس نے آباد سے وعدہ کر رکھا تھا سب حیران تھے نثار احمد کے منہ سے اتنا بڑا سچ سن کر، آبان کی امی بولی اب کیا ہوگا اگر چچی نہ مانی تو اس نے تو رونا شروع کر دیا سب اسے سمجھا رہے تھے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ رانیہ اپنے کمرے میں تھی ازمان کمرے میں گیا تو رانیہ نے پوچھا کیا ہوا ازمان کچھ پتہ چلا کہ آبان کہاں ہے تو ازمان نے باہر ہونے والی ساری گفتگو رانیہ کو بتائی۔ رانیہ کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا کیا کہہ رہے ہو ازمان تم آبان کی شادی ماہم سے مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے ہاں جانتا ہوں رانیہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کیونکہ، کیونکہ عاشر اور رانیہ کب سے ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں رانیہ کو ازمان کے منہ سے یہ سن کر بہت حیرانگی ہوئی مگر ازمان تمہیں، تمہیں کیسے پتہ یہ سب، رانیہ میں نے محسوس کیا تھا آج سے نہیں بلکہ تب سے جی ہماری شادی سے پہلے ہم پارک میں ملے تھے تب سے جانتا تھا اور میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ ابھی تک دونوں نے ایک دوسرے کو بتایا بھی نہیں ہے میں نے ایک بار تمہیں عاشر سے موبائل پر بات کرتے سنا تھا تو پھر اب کیا ہوگا ازمان فی الحال تو تم کسی سے کچھ مت کہنا رانیہ جب زویا کالج سے آئی تو اسے بھی کچھ نہیں بتانا کیونکہ وہ ماہم کو بتانے میں ایک پل بھی نہیں لگائے گی اور پلیز رانیہ عاشر سے بھی کچھ نہیں کہنا اتنے میں عاشر کا فون آ گیا وہ بولا ارے ازمان کو مون یار تم کہاں ہو، ابھی تک آفس نہیں آئے کیوں آج آفس آنے کا ارادہ نہیں ہے تو ازمان بولا نہیں آ رہا ہوں بس وہ بات دراصل یہ ہے کہ اچھا میں تمہیں آفس آ کر سب بتاتا ہوں بائے تو رانیہ بولی کیا آپ بھائی کو سب بتا دیں گے تو ازمان بولا ریلکس رانیہ ابھی کچھ نہیں بتاؤں گا ازمان نیچے آیا اور بولا دادا ابو، چاچو چچی آپ سب فکر نہ کریں آبان آ جائے گا گھر پہلے بھی تو وہ گھر سے باہر رہا ہی کرتا تھا اور پھر خود ہی آ جاتا تھا اتنا کہہ کر ازمان آفس کے لیے نکل گیا پہلے کی بات اور ہے اب کی بات اور ہے اب تو وہ غصے میں گیا ہے گھر چھوڑ کر اگر اس نے خود کو کچھ کر لیا تو آبان کی امی رونے لگی یہ تمہارے ہی لاڈ پیار کا نتیجہ ہے بہزاد نے آبان کی امی کو ڈانٹا ہاں یہ میری ہی اکیلی کا قصور ہے آپ کا تو کوئی ہے ہی نہیں وہ روتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی اتنے میں نثار احمد کے فون پر آبان کی کال آئی وہ جلدی سے بولا بیٹا کہاں ہو تم تو دوسری طرف سے آبان کا سب سے بیسٹ دوست جمال بولا کہ دادا ابو آبان کی حالت بہت خراب ہے وہ بس رات سے شراب پیئے جا رہا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ میں تب تک گھر واپس نہیں آؤں گا جب تک آپ میرے

لیے ماہم کا رشتہ نہیں مانگتے مگر بیٹا تم میری بات تو آبان سے کراؤ اور تم لوگ کہاں ہو اس وقت نہیں دادا ابو آبان نے کہا ہے کہ وہ بات بھی آپ سے تب ہی کرے گا جب آپ اپنا وعدہ پورا کریں گے اور ہم کہاں ہیں آبان جگہ کا نام بتانے سے منع کیا ہے اتنا کہہ کر جمال نے آبان کے اشارے پر فون کٹ کر دیا دوسری طرف نثار احمد ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا ادھر آبان اور اس کا دوست قہقہہ مار کر ہنس پڑے سب نثار احمد سے پوچھنے لگے کہ کیا کہا آبان نے تو نثار احمد نے کہا کہ کچھ نہیں کہا آبان نے اب آگے جو کرنا ہے مجھے ہی کرنا ہے اور مجھے کرنے دو اتنا کہہ کر نثار احمد نے ڈرائیور کو آواز دی کہ وہ گاڑی نکالے سب پوچھ رہے تھے کہ آپ کہاں جا رہے ہیں مگر نثار احمد بنا کسی کو بتائے گھر سے باہر نکل گیا۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ عالیہ بیگم کے گھر کے باہر کھڑا تھا گھر پر سوائے عالیہ بیگم کے کوئی نہیں تھا رضی آفس گیا تھا اور ماہم کالج گئی تھی عالیہ بیگم یوں اچانک نثار احمد کو دیکھ کر حیران ہوئی پھر اس نے نثار احمد کو بٹھایا اور بولی آپ بیٹھیے بھائی صاحب میں چائے بنا کر لاتی ہوں نہیں عالیہ بہو تم بیٹھو میں گھر سے چائے پی کر ہی آیا ہوں میں دراصل تم سے کچھ بات کرنے آیا ہوں پھ نثار احمد بولا عالیہ بہو آبان دو دن سے گھر نہیں آیا کیا بھائی صاحب، ہاں اور اس کا کہنا ہے کہ میں صرف ایک ہی صورت میں گھر واپس آؤں گا جب میں اس سے کیا ہوا اس کا وعدہ پورا کروں گا کیسا وعدہ بھائی صاحب عالیہ بیگم نے پوچھا پھر ہمت کر کے نثار احمد نے شروع سے لیکر اینڈ تک ساری تفصیل بتا دی عالیہ یک دم اٹھ کر کھڑی ہو گئی بھائی صاحب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ نے اتنا بڑا فیصلہ اکیلے کیسے کر لیا ہاں عالیہ بہو ایک بار پھر مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی میں بہت شرمندہ ہوں مجھے اتنا بڑا فیصلہ اکیلے نہیں کرنا چاہیے تھا اس وقت شاید میں خود غرض ہو گیا تھا میں اپنے پوتے کی زندگی سنوارنا چاہتا تھا مجھے اس وقت کچھ سمجھ نہ آیا اور میں وعدہ کر بیٹھا اور آپ یہ بھول گئے بھائی صاجب کہ ماہم بھی آپ کی ہی پوتی ہے اور آپ اس کی زندگی بگاڑ کر اپنے پوتے کی زندگی سنوارنے چلے تھے بھائی صاحب آپ نے ایک بار پھر سے ثابت کر دیا ہے کہ ہم آپ کے کچھ نہیں لگتے پلیز ایسا مت کہو عالیہ بہو میں نے کبھی بھی کسی بچے میں فرق نہیں کیا سب میرے لیے ایک سے ہیں بس ایک غلطی ہو گئی جو مین آبان سے وعدہ کر بیٹھا ورنہ جس دن سے آپ لوگ مجھے ملے ہیں میں نے رضی ماہم اور شرمین کو بھی بالکل نعمان، ازمان، آبان اور زویا جیسا ہی سمجھا ہے سب میں کبھی فرق نہیں کیا۔ عالیہ پلیز آبان کو بچا لو اس کی زندگی اب تمہارے ہاتھ میں ہے کہیں تمہارے انکار کی وجہ سے آبان خود کو کچھ کر نہ لے کہیں پھر سے دونوں گھروں میں طوفان نہ آ جائے اب کی بار نثار احمد کا لہجہ کچھ بدلہ بدلہ سا تھا جیسے وہ عالیہ بیگم کا جیٹھ نہیں بلکہ وہ آبان کا دادا ابو بات کر رہا ہو عالیہ بیگم نے محسوس کیا کہ اب کی بار عالیہ بیگم کا لہجہ بالکل وہی تھا جب اس نے انہیں گھر سے نکلنے کی دھمکی دی تھی وہ بیتے لمحوں کو سوچ کر کانپ گئی اگر خدانخواستہ اس رشتے کے انکار میں اب سے وہ سب کچھ چھین لیا گیا جو اسے اتنے سالوں بعد ملا ہے اس کی عزت اس کا وقار اور سب سے بڑا کر وہ مرنے کے بعد اپنے بچوں کو یوں لاوارث نہیں چھوڑنا چاہتی تھی وہ جانتی تھی کہ ہمیشہ اولاد کو ان کے باپ دادا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اگر دوبارہ سے اس گھر سے رشتہ ٹوٹ گیا تو۔ وہ سوچ کر اندر تک ہل گئی کیا سوچ رہی ہو عالیہ بہو اب تو آبان نے سب برے کام بھی چھوڑ دیئے ہیں اب اس میں کیا کمی ہے پلیز عالیہ بہو میرا مان رکھ لو میرے پوتے کے سامنے اپنے بیٹے اور بہو کے سامنے زندگی میں پہلی بار تم سے کچھ مانگ رہا ہوں اگر آج میرے بھائی صاحب ہوتے تو پل میں میری بات مان لیتے نثار احمد ہاتھ جوڑ کر عالیہ بیگم سے ماہم کا رشتہ

مانگ رہا تھا پلیز بھائی صاحب آپ یہ ہاتھ جوڑ کر مجھے شرمندہ مت کریں اچھا میں پہلی بات مان لیتی ہوں مگر صرف ایک شرط پر پہلے میں ماہم بیٹی سے بات کروں گی پھر کوئی فیصلہ کریں گے جب ماہم کالج سے آئے گی تو اس سے بات کروں گی اور ان کو اپنے فیصلے سے آگاہ کروں گی نثار احمد جانے لگا اور وہ جاتے جاتے رک گیا اور بولا بہو اتنا خیال رکھنا کہیں کوئی غلط فیصلہ پھر سے دونوں خاندانوں میں کوئی طوفان نہ لے آئے اتنا کہہ کر نثار احمد گھر سے باہر نکل گیا اور عالیہ بیگم اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔

عالیہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اگر ماہم نے انکار کر دیا تو کیا ہوگا وہ جانتی تھی کہ ماہم آبان کو ذرا بھی پسند نہیں کرتی اور اگر اس نے اپنی مرضی ماہم پر سونپی تو وہ کیا سوچے گی اس کے بارے میں ایک طرف اولاد تھی اس کی اپنا خون تھا اور اپنی اولاد کی خوشیاں تھیں تو دوسری طرف اس کا سسرال تھا اور سسرال میں اس کی عزت تھی جو اسے اتنے سالوں بعد ملی تھی وہ دونوں میں سے کسی کو کھونا نہیں چاہتی تھی اس کے لیے کسی بھی فیصلے پر پہنچنا انتہائی مشکل تھا تب اس نے ہر فیصلہ ماہم پر چھوڑ دیا کہ اس کا جو فیصلہ ہوگا اسے منظور ہوگا۔

دوسری طرف نثار احمد جب گھر پہنچے تو سب اس کا بہت بے چینی کے ساتھ ویٹ کر رہے تھے ابا جان اتنی جلدی میں آپ کہاں گئے تھے بہزاد احمد نے پوچھا تو نثار احمد نے جواب دیا عالیہ بہو کے گھر، کیا؟ آپ چچی جان کے گھر گئے تھے کیا کہا عالیہ نے، آبان کی امی نے پوچھا آپ نے بات کی اس سے ماہم کے رشتے کی نہیں بہو فی الحال تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اس نے کہا ہے کہ وہ رات کو جواب دیں گی ماہم سے بات کر کے ہمیں کال کرے گی اور اپنے فیصلے سے آگاہ کرے گی ابھی مجھے صرف اس کی کال کا انتظار ہے رانیہ یہ سب باتیں سن رہی تھی اسے آنے والے طوفان کی آہٹ کا احساس ہو رہا تھا میں نے کتنی بار کہا تھا بھائی آپ سے کہ بات کرو کم از کم گھر والوں سے تو کر و بات مگر آپ نے میری ایک نہیں مانی اب کیا ہوگا وہ خدا ہی جانتا ہے رانیہ بیٹی میرے لیے پانی کا گلاس لاؤ اور بہزاد بیٹے تم آبان کو کال کر کے بتا دو بلکہ میں خود بات کرتا ہوں اس سے اسے بتاؤں کہ میں بات کر آیا ہوں عالیہ بہو سے تھوڑی دیر بعد آبان گھر آ گیا اس کے لبوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی جیسے وہ بہت خوش ہو جیسے اس کا مقصد اب پورا ہو جائے گا گھر میں داخل ہوتے ہی سب گھر والوں نے اسے گھیر لیا۔

✷✷✷

بڑی امی کیا بات ہے میں جب سے کالج سے آئی ہوں میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کچھ پریشان ہیں جیسے آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں مجھ سے بڑی امی پلیز اگر کوئی بات ہے تو مجھے بتائیں ماہم ڈنر ڈیننگ ٹیبل پر لگاتے ہوئے عالیہ بیگم سے پوچھا جبکہ عالیہ بیگم بیٹھی نجانے کن سوچوں میں گم تھی پھر وہ اٹھ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ڈائننگ ٹیبل پر آئی پھر اس نے رضی کو آواز دی کہ کھانا کھا لو جو اپنے کمرے میں تھا پھر ماہم بھی کھانا کھانے بیٹھ گئی اس نے محسوس کر لیا تھا کہ ضرور کوئی بات ہے جو بڑی امی اس سے کہنا چاہ رہی ہیں مگر اسے الفاظ نہیں مل رہے تھے تمہاری پڑھائی کیسی جا رہی ہے عالیہ بیگم نے کہا۔ تو ماہم بولی ہاں بڑی امی بہت اچھی جا رہی ہے اچھا اگر کوئی مشکل پیش آئے تو مجھ سے پوچھ لیا کرو...... عالیہ بیگم کے اندر ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ ماہم سے اس بات کا ذکر کیسے کرتے ایک نظر تو جب اس نے ماہم کی طرف دیکھا تو اس کا جی چاہا کہ وہ فوراً کال کر کے منع کر دے کہاں ماہم اور کہاں آبان، پھر عالیہ بیگم کو جب دوسرا خیال آتا تو وہ

پریشان ہو جاتی اسی کشمکش میں مبتلا اٹھ کر وہ اپنے روم میں چلی گئی ماہم سب کام نپٹا کر اپنے کمرے میں آ گئی اور کتابیں اٹھا کر پڑھنے لگی پھر عالیہ بیگم ماہم کے روم میں آئی۔ آیئے بڑی امی بیٹھیے عالیہ بیگم بیٹھ گئی کیا بات ہے بڑی امی کوئی کام تھا مجھے آواز دے کر بلا لیا ہوتا تو عالیہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے بڑی امی کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہو کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی نہیں ماہی تم سے کوئی غلطی نہیں ہوئی سارا قصور تو میرا ہے میرے نصیب کا۔ عالیہ بیگم جانتی تھی کہ جب وہ ماہم سے بات کرے گی تو اس کا کیا ری ایکشن ہوگا مگر عالیہ نے خود کو مضبوط کیا اور ماہم سے بولی بیٹا آج نثار احمد گھر آئے تھے، اچھا تو آپ اس وجہ سے پریشان ہیں بڑی امی اور اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے ہاں ماہی میں اس وجہ سے تھوڑی پریشان ہوں کہ وہ ہمارے گھر آئے تھے میں تو پریشان اس لیے ہوں کہ بھائی صاحب بات ہی پریشانی والی کر کے گئے ہیں مگر بڑی امی کیا بات کی دادا ابو جو آپ کو اتنا پریشان کر رہی ہے میری سمجھ میں نہیں آ رہا ماہم کہ میں تمہیں کیسے بتاؤں او کے بڑی امی اگر آپ نہیں بتا سکتی تو میں دادا ابو سے ہی پوچھ لیتی ہوں کہ دادا ابو آپ بڑی امی سے ایسی کیا بات کہہ کے گئے جو وہ اتنی پریشان ہیں کہ ان کی آنکھوں میں آنسو ہیں ماہم نے موبائل اٹھایا اور نثار احمد کا نمبر ڈائل کر دیا رکو ماہم بتاتی ہوں مگر پہلے تم یہ فون کٹ کر دو پھر عالیہ بیگم بولی ماہم بھائی صاحب آئے تھے تمہارا ہاتھ مانگنے کیا مطلب بڑی امی ہاں ماہم وہ تمہارے رشتے کی بات کرنے آئے تھے تمہارا رشتہ مانگنے آئے تھے اپنے پوتے آبان کے لیے۔ وٹ بڑی امی ماہم کے ہاتھ سے موبائل نیچے گر کر ٹوٹ گیا دوسری طرف عاشر ماہم کا نمبر مسلسل ڈائل کر رہا تھا مگر نمبر لگاتار آف آ رہا تھا ماہم ابھی تک گم سم کھڑی تھی ہاں ماہم انہوں نے تمہارا رشتہ مانگا ہے آبان کے لیے پھر عالیہ بیگم نے ساری تفصیل ماہم کو بتائی ماہم اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں ماہم ابھی تک بت بنی کھڑی تھی اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا کہ بڑی امی جو کہہ رہی ہیں وہ سچ ہے ماہم تم میری بات سن رہی ہو ناں تم ایسے کیوں کھڑی ہو میری بات کا جواب دو پوچھا اب میں کیا کروں ماہم نے بہت ہمت کر کے پوچھا تو بڑی امی آپ نے انہیں کیا جواب دیا فی الحال تو میں نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا ماہم میں نے بھائی صاحب سے کہا کہ میں رات کو ماہم سے بات کر کے جواب دوں گی ماہم میں تم پر کوئی دباؤ نہیں ڈالنا چاہتی اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں ایک طرف تمہاری خوشیاں ہیں اور دوسری طرف برسوں بعد ملی سسرال میں عزت ہے میں دونوں میں سے کسی کو نہیں کھونا چاہتی کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا کروں اور کیا نہیں۔ ماہم کیا تمہیں یہ رشتہ منظور ہے ماہم کے اندر اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ عالیہ بیگم کو کیا جواب دے ماہم اب تمہیں ہی فیصلہ کرنا ہے ماہم مجھے سوچ کر جواب دینا ابھی میں جا رہی ہوں ماہم تم جو بھی فیصلہ کرو گی مجھے منظور ہوگا مگر ماہم کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے اتنا سوچ لینا کہ کہیں تمہارے فیصلے سے ایک بار پھر سے اس خاندان میں کوئی فساد برپا نہ ہو جائے اتنا کہہ کر عالیہ بیگم کمرے سے باہر نکل گئی ماہم ابھی تک جہاں کھڑی تھی وہیں بت بنی کھڑی رہ گئی اسے تو ابھی تک اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو عالیہ بیگم کہہ کر گئی ہیں وہ سچ ہے وہ وہی زمین پر بیٹھ گئی میں میں کیسے آبان سے شادی کر سکتی ہوں میں تو عاشر سے، عاشر کا خیال آتے ہی اس نے سوچا کہ کیوں نہ وہ عاشر کو بتائے اس نے فوراً ٹوٹے ہوئے موبائل کو اٹھایا اسے جلدی سے جوڑا مگر وہ اون نہ ہوا تو اس نے ایک بار پھر غصے سے موبائل کو دیوار پر دے مارا اور اس کی چیخ کمرے میں دب کر رہ گئی اس کی پکار سننے والا کوئی نہ تھا بڑی امی یہ آپ نے مجھے کس دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے دونوں طرف اس کے لیے اپنے ہیں ایک

طرف اس کا پیار ہے اور دوسری طرف اس کے خاندان کی عزت ہے ایک طرف وہ شخص تھا جو اس کے دل میں دھڑکن بن کے دھڑکتا تھا تو ایک طرف اس کی بڑی امی تھی جس نے اپنی ساری زندگی اس کے نام پر گزار دی تھی اور آج زندگی کے اس موڑ پر اسے بہو کا درجہ ملا تھا اف خدایا کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ میں کیا کروں اے خدا تو ہی میری کچھ مدد فرما کاش آج مما پاپا ہوتے ممی آج آپ کی بیٹی کو آپ کی ضرورت ہے مما کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ دل کی مانوں یا دماغ کی اگر میں اپنی خوشیوں کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرتی ہوں تو ایک بار پھر سے بڑی امی سے اس کا مقام اس کا مرتبہ سب کچھ چھن جائے گا ایک بار پھر سے بڑی امی کے چہرے پر مسکراہٹ کی جگہ اداسیاں لے لیں گی اور اگر اپنے دل کی چھوڑ کر دماغ کی مانتی ہوں تو میرا دل ٹوٹ جائے گا میرا ہی نہیں بلکہ عاشر کا بھی دل ٹوٹ جائے گا وہ مجھے بے وفا کہے گا۔ اف خدایا کیا فیصلہ کروں میں بڑی امی سے اس کی خوشیاں بھی نہیں چھین سکتی پھر اس نے فیصلہ کیا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی عالیہ بیگم کے کمرے کی طرف گئی وہ ابھی دروازے پر ہی گئی تھی کہ اسے اندر سے عالیہ بیگم کی آواز سنائی دی شاید وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی بھائی صاحب میں نے ماہم سے بات کی ہے مجھے اس کا فیصلے کا انتظار ہے اس کے بعد ہی کوئی جواب دوں گی اور بھائی صاحب میں سمجھ سکتی ہوں اس وقت آپ کو اپنے پوتے کی فکر ہو رہی ہو گی تو بھائی صاحب ماہم بھی میرا خون ہے جس طرح آبان آپ کا پوتا ہے بھائی صاحب میں ماہم کی مرضی کے خلاف ایسا کچھ نہیں کروں گی جو ماہم کا فیصلہ ہوگا وہی میرا فیصلہ ہوگا ہاں بھائی صاحب جانتی ہوں پھر کیا ہوگا اگر ماہم نے انکار کر دیا تو یہی کہ ایک بار پھر سے ہمارے خاندان میں فساد پیدا ہو جائے گا ایک بار پھر سے ہمیں الگ ہونا پڑے گا تو بھائی صاحب مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے جہاں زندگی کے اتنے سال تنہا گزار دیئے وہاں کچھ سال اور سہی اتنی خود غرض میں نہیں ہوں کہ اپنی خوشیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی پوتی کی خوشیوں کو نظر انداز کر دوں اس پر اتنا بڑا فیصلہ تھوپوں میں تھوڑی دیر بعد آپ کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرتی ہوں مگر بھائی صاحب مجھے یقین ہے ماہم پر اپنی پرورش پر ماہم کو بھی فیصلہ کرے گی ٹھیک کرے گی اور مجھے منظور ہوگا ماہم عالیہ بیگم کی باتیں سن کر دروازے سے ہٹنے لگی تھی کہ باہر سے رضی اور اس کے ساتھ اسماء شرمین اور شاذل بھی اندر داخل ہوئے ماہم نے ایک نظر ان کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی ماہم رکو، رکو تو سہی میری بات سنو پر ماہم دروازہ بند کر چکی تھی پلیز ماہم دروازہ کھولو شرمین ماہم کو آوازیں دینے لگی تو رضی بولا دیکھا شرمین دی اور مما ضرور کوئی بات ہے اسی لیے تو ماہم رو رہی ہے اور آپ سب میرا یقین نہیں کر رہے تھے سب کی باتیں سن کر عالیہ بیگم کمرے سے باہر آئی شرمین، اسماء تم لوگ یہاں آؤ بیٹھو پھر شرمین نے پوچھا بڑی امی ماہی کیوں رو رہی ہے یوں کمرے میں کیوں بند ہے کیا بات ہے پھر عالیہ بیگم نے بھی ساری تفصیل شرمین اور اسماء کو بتائی تو سب کو سن کر حیرانگی ہو رہی تھی مگر اب جو بھی فیصلہ کرنا تھا ماہم کو ہی کرنا تھا سب اس کے فیصلے کے منتظر تھے ماہم پلیز دروازہ کھولو ہم تمہارے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کریں گے تمہارا جو فیصلہ ہوگا وہ سب کو منظور ہوگا اب کی بار اسماء نے کہا پلیز ماہم اپنی مما کی بات نہیں مانو گی ماہم اگر تمہیں آبان پسند نہیں ہے تو تم بیشک انکار کر دو مگر یوں دروازہ بند کر کے ہماری پریشانی مت بڑھاؤ اچانک شرمین کی چیخ نکل گئی بڑی امی کیا ہوا آپ کو عالیہ بیگم چکر کھا کر گر پڑی پر رضی اور ماہم نے تھام لیا ماہم شرمین کی آواز سن کر جلدی سے باہر آئی کیا ہوا بڑی امی آپ کو کچھ نہیں بیٹا بس ذرا سا چکر آ گیا۔ دوسرے ہی لمحے بنا کچھ سوچے بنا کچھ جانے ماہم

بولی بڑی امی مجھے یہ رشتہ منظور ہے مجھے آبان پسند ہے آپ دادا ابو سے کہہ دیں کہ میں اس شادی کے لیے تیار ہوں مگر بڑی امی میری ایک شرط ہے شادی کے بعد میری پڑھائی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو دی اب میں کچھ دیر کمرے میں اکیلے رہنا چاہتی ہوں پلیز مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے پھر ماہم نے اندر سے دروازے کو لوک کر لیا وہ خود سے بولی اے خدا میں عاشر کو کیا منہ دکھاؤں گی اے تو تو جانتا ہے کہ جس دن سے عاشر میری زندگی میں آیا ہے میں نے عاشر کے سوائے کسی اور کے بارے میں نہیں سوچا جب عاشر کو پتہ چلے گا تو وہ کیا کرے گا نہ اس نے مجھ سے کبھی اظہار محبت کیا ہے اور نہ میں نے مگر وہ جانتا ہے کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں اور وہ مجھ سے اے کاش عاشر نے وقت سے پہلے اظہار محبت کر دیا ہوتا اور گھر والوں سے بات کر لی ہوتی تو شاید ان آنکھوں میں آج آنسو نہ ہوتے ہاں پھر بھی جب عاشر پوچھے گا تو اسے کیا جواب دوں گی پھر ماہم اٹھی اس نے اپنی آنکھیں صاف کر لیں اور کسی حد تک خود کو تیار کر لیا عاشر کے سوالوں کے جواب دینے کے لیے اور مجھے یقین ہے عاشر میری مجبوری کو ضرور سمجھو گے پھر اس نے دروازہ کھولا اور باہر آ گئی اپنے لبوں پر مسکان سجائے ماہم تم خوش تو ہو ناں اس رشتے کے لیے ہاں دی میں بہت خوش ہوں ماہم نے اپنے لبوں پر مسکان سجائے جواب دیا دی بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے اس رشتے سے جیسا آپ بڑے مناسب سمجھیں اسماء نے فون کر کے احسن اور دلاور کو بھی بلا لیا تھا تو بہن پھر نثار احمد کو کیا جواب دیں دلاور نے پوچھا اور کیا بھائی صاحب اب تو بس انہیں خوشخبری سنانی ہے پھر عالیہ بیگم نے ماہم کا ماتھ چوم لیا اور کہا میں جانتی تھی کہ میری بیٹی جو بھی جواب دے گی کچھ سوچ کر ہی دے گی آخر پوتی کس کی ہے عالیہ بیگم کی دوسری طرف سب عالیہ بیگم کی کال کا انتظار کر رہے تھے آبان بیٹا اب تو دروازہ کھول دو میں نے عالیہ بہو سے بات کی ہے وہ تھوڑی دیر بعد تمہیں بھی اور ہم سب کو اپنے فیصلے سے آگاہ کر دے گی اب کیوں دروازہ بند کر کے اندر بیٹھے ہو نہیں دادا ابو میں تب تک دروازہ نہیں کھولوں گا جب تک جواب ہاں میں نہیں آتا رانیہ اور زویا دل میں خدا سے دعا کر رہی تھیں کہ ماہم انکار کر دے بھابھی اگر کہیں ماہم نے ہاں کر دی تو نہیں زویا ماہم کبھی بھی ہاں نہیں کرے گی اس شادی کے لیے کیونکہ وہ بھی تو بھائی سے پیار کرتی ہے میں نے ماہم کی آنکھوں میں بھائی کے لیے محبت دیکھی ہے یا اللہ ایسا ہی ہو اتنے میں باہر سے نثار احمد کی آواز سن کے زویا اور رانیہ کمرے سے باہر آئیں نثار احمد سب کو خوشخبری سنا کر مبارک باد دے رہے تھے ماہم نے ہاں کر دی ہے اسے یہ رشتہ منظور ہے ہم سب کل کو ماہم کے گھر جا رہے ہیں آبان بھی کمرے سے باہر آ گیا اور نثار احمد سے لپٹ گیا اور بولا دادا ابو آپ بہت اچھے ہیں سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی سوائے از مان رانیہ اور زویا کے وہ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے مگر وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے جو فیصلہ ہونا تھا اب ہو چکا تھا اب نثار احمد کے فیصلے کے آگے کوئی نہیں بول سکتا تھا ادھر رانیہ اپنے جذبات کو کنٹرول نہیں کر پا رہی تھی وہ دوڑ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تم نے اچھا نہیں کیا ماہم میرے بھائی کے ساتھ سب جانتے ہوئے بھی کہ بھائی تم سے کتنی محبت کرتے ہیں اور تم نے اس رشتے کے لیے ہاں کر دی ماہم جب بھائی کو پتہ چلے گا تو کیا ہوگا وہ تو ٹوٹ ہی جائے گا اور بھائی آپ نے بھی تو میری ایک نہیں مانی بھائی میں کہتی تھی نا کہ ممی اور پاپا سے بات کر لو اے خدا میرے بھائی کو ہمت اور حوصلہ دینا یہ سب سننے اور برداشت کرنے کا۔ بھابی آپ کو باہر سب بلا رہے ہیں بھابی جب عاشر کو پتہ چلے گا تو کیا ہوگا نہیں معلوم زویا کہ کیا ہوگا مگر جو بھی ہوا ہے اس میں بھائی کی بھی تو غلطی ہے کاش وقت سے پہلے بھائی ممی اور پاپا سے

بات کر لیتا تو شاید ایسا نہ ہوتا۔ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا رانیہ بیٹا ذرا اپنی ممی کو فون تو کرو انہیں بھی خوشخبری سنائی جائے ورنہ وجیہہ بیٹی ہم سے شکایت کرے گی او کے نانا ابو، رانیہ نے اپنی ممی کو کال کی ہیلو ممی، ہاں رانیہ بیٹی کیسی ہو؟ ہاں میں ٹھیک ہوں پھر وہ بولی مما عاشر کہاں ہے بیٹا وہ اپنے کمرے میں ہے کیوں بیٹا تم کیوں پوچھ رہی ہو بات کرنی ہے تو کروا دوں نہیں مما وہ بھائی کا نمبر آف تھا تو اسی لیے پوچھ لیا وہ ممی نانا ابو آپ سے بات کرنا چاہتے تھے پھر نثار احمد نے وجیہہ کو خوشخبری سنائی تو اسے حیرت کا جھٹکا لگا وجیہہ صبح کو آ جانا ہم سب عالیہ بہو کے گھر جا رہے ہیں او کے ابو جان؟ کیا ہوا وجیہہ تو اتنی پریشان کیوں ہو مزمل نے پوچھا تو وہ بولی اگر ماہم نے اس رشتے کے لیے ہاں کر دی ہے تو وہ یوں عاشر کے ساتھ یوں ہنس ہنس کے باتیں کیوں کرتی تھی اور میں نے عاشر کو بھی دیکھا ہے ماہم سے باتیں کرتے ہوئے مجھے تو لگتا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اگر ماہم عاشر کو پسند کرتی تھی تو پھر یہ سب، وجیہہ میں نے تو پہلے ہی تم سے کہا تھا کہ اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو ہمارا بیٹا ہم سے چھپاتا کیوں وہ ضرور ہم سے بات کرتا اور رہی بات دونوں کے ہنس ہنس کے بات کرنے کی تو اس میں برا کیا ہے وہ دونوں کزن بھی تو ہیں بس اسی لیے کرتے ہوں گے اور اگر ماہم نے ہاں کی ہے تو وہ خوش ہی ہوگی ناں دوسری طرف ماہم اپنے کمرے میں بند اپنی بے بسی پر آنسو بہا رہی تھی وہ کیا کرتی اس کے بس میں کچھ نہیں تھا عاشر ساری رات ماہم کا نمبر ٹرائی کرتے کرتے تھک گیا پہلے اسے لگا کہ شاید موبائل کی بیٹری ختم ہوگئی اسی لیے نمبر آف ہے مگر جب جب ساری رات ماہم کا نمبر اون نہ ہوا تو وہ بہت پریشان ہو گیا پھر اس نے سوچا کہ کل کو ماہم کے گھر جا کے پتہ کروں گا کہ کیا بات ہے پھر وہ صبح کے انتظار میں آنکھیں بند کر کے سو گیا۔ جبکہ ماہم ساری رات سو نہ سکی۔

صبح کو رانیہ نے سوچا کہ کہیں مما بھائی کو بتا نہ دیں اسی لیے مما کو بتا دیتی ہوں کہا سے ساتھ مت لائیے گا اور بھائی کو کچھ بتائیے گا بھی مت۔ یہ سوچ کر رانیہ نے اپنی مما کو ساری تفصیل بتا دی پلیز مما آپ سب سنبھال لیں عاشر کو کچھ مت بتائیے گا مما آپ کہاں جانے کی بات کر رہی ہیں عاشر نے وجیہہ سے پوچھا اس سے پہلے کہ مزمل اسے کچھ بتاتا تو وجیہہ نے اشارے سے منع کر دیا وہ بولی بیٹا تمہارے نانا ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بس ادھر ہی جا رہی ہوں پھر عاشر اپنے بابا کے ساتھ آفس کے لیے نکل گیا ادھر جب ازمان آفس کے لیے نکلنے لگا تو رانیہ بولی پلیز آپ عاشر کو کچھ مت بتائیے گا میں جانتی ہوں ایک نہ ایک دن بھائی کو پتہ تو چلے گا مگر اس سے پہلے میں بھائی کا دل نہیں دکھانا چاہتی میں بھائی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔ او کے رانیہ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا اتنے میں نثار احمد بولے کہ ازمان تم آج آفس نہیں جا رہے ہو تم ہمارے ساتھ چل رہے ہو تو مجبوراً ازمان کو بھی ساتھ چلنا پڑا پھر سب تیار ہو کر ماہم کے گھر پہنچ گئے ازمان، رانیہ اور زویا ماہم کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے کہ کیسے ماہم اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے کچن میں شرمین کا ہاتھ بٹا رہی ہے پھر زویا اور رانیہ بھی کچن میں چلی گئی ماہم نے رانیہ اور زویا کی طرف ایک نظر دیکھا پھر اس سے نگاہیں پھیر لیں ان سے کیسے نگاہیں ملاتی جبکہ وہ سب جانتی تھیں جب شرمین سب کے لیے باہر چائے لے کر گئی تو رانیہ بولی ماہم یہ سب کیا ہے ماہم بولی دی جو آپ کے سامنے ہے ماہم تم اس رشتے کے لیے ہاں کیسے کر سکتی ہو ماہم جبکہ تم عاشر سے...... بیچ سے ماہم بول اٹھی تم سے کس نے کہا کہ میں عاشر سے محبت کرتی ہوں اچھا اگر تم عاشر سے محبت نہیں کرتی تو تم میری طرف دیکھ کے جواب دو رانیہ نے ماہم کو بازو سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا تو ماہم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ماہم اگر تم عاشر سے محبت نہیں کرتی

تو ان آنسوؤں کا کیا مطلب ہے کیوں تمہاری آنکھوں میں آنسو ہیں پھر ماہم نے اپنے آنسو صاف کیے اور بولی دی میں بہت خوش ہوں میں نے اپنی مرضی سے اس دل کی خوشی کے لیے اس رشتے کے لیے ہاں کی ہے نہیں ماہم تم جھوٹ بول رہی ہو میری آنکھوں میں دیکھ کر بولو کہ تم عاشر سے محبت نہیں کرتی جب رانیہ نے بار بار پوچھا تو ماہم اپنے جذبات پر کنٹرول نہ رکھ سکی اور رو پڑی ہاں دی میں کرتی ہوں عاشر سے محبت اس دن سے جب ہم پہلی بار ایک دوسرے سے ملے تھے مگر تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں دی میں بڑی امی کے چہرے پر پھر سے اداسی نہیں دیکھ سکتی انہوں نے اپنی ساری زندگی ہمارے نام کر دی ہے کیا میں ان کی خوشی کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی ماہم رانیہ کے گلے لگ گئی ادھر باہر شرمین نے ماہم کی ساری باتیں سن لیں ماہم یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ماہم نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے ماہم میں ابھی جا کے سب کو بتاتی ہوں مجھے تو پہلے ہی شک تھا اور آج وہ شک یقین میں بدل گیا تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا مگر اب میں سب کو بتا کر رہوں گی میں اتنی بڑی قربانی تمہیں نہیں دینے دوں گی نہیں دی آپ کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گی آپ کو میری قسم دی ماہم شرمین کے گلے لگ گئی دی پلیز آپ کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گی دی کیا میں بڑی امی کی خوشی کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی مگر ماہم جب بڑی امی کو پتہ چلے گا تو وہ بھی بہت خوش ہوں گی کیونکہ بڑی امی نے ہمیشہ ہماری خوشی ہی چاہی ہے ہاں دی انہوں نے تو ہمیشہ ہماری خوشی چاہی ہے مگر اب ہمارا بھی فرض بنتا ہے ہم بھی ان کے لیے کچھ کریں اپ کو نہیں پتہ دی اگر میں نے اس شادی سے انکار کر دیا تو کیا طوفان آئے گا شاید یہ خاندان دوبارہ کبھی ایک نہیں ہو پائے گا دی عاشر بھی تو دادا ابو کا ہی نواسہ ہے اگر میں اس رشتے سے انکار کر بھی دوں تو تو بھی میں اور عاشر کبھی نہیں مل سکتے دی میں اتنے سارے رشتوں کو کھو کر اپنے لیے ایک خوشی نہیں چن سکتی اچانک باہر سے سب نے آواز دی کہ ماہم کو باہر لے کر آؤ اچھا چلو ماہم اپنا حلیہ درست کرو سب باہر بلا رہے ہیں رانیہ نے ماہم کا چہرہ درست کیا اور پھر سب کے درمیان لے آئی جہاں سب ماہم کو پیار سے چومنے لگے آبان کی امی، ابو، نثار احمد...... اور سب بھی......

پاپا مجھے کچھ کام ہے اس لیے میں باہر جا رہا ہوں تھوڑی دیر بعد واپس آ جاؤں گا پر بیٹا کہاں جا رہے ہو تم۔ پاپا وہ کسی دوست سے ملنے جا رہا ہوں میں جلد ہی آ جاؤں گا دوسرے ہی پل عاشر گاڑی میں بیٹھا تھا وہ جلد از جلد ماہم کے پاس پہنچنا چاہتا تھا اسے پتہ تھا کہ اب ماہم کالج سے آ گئی ہوگی اسی لیے وہ اس ٹائم پر نکلا تھا ایک بار میں پہنچ جاؤں بس ماہم پھر پوچھتا ہوں کہ تمہارا نمبر کیوں آف جا رہا ہے خیالوں خیالوں میں ماہم کا گھر آ گیا وہ ماہم کے گھر کے باہر تین گاڑیوں کو کھڑے دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ کون آیا ہے اس نے خدا سے دعا کی کہ خدا خیر کرے ماہم ٹھیک ہو۔ مگر جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوا تو وہ آگے کا منظر دیکھ کر اس کے قدموں تلے سے زمین نکل گئی آبان کی امی ماہم کو انگوٹھی پہنا رہی تھی ساری فیملی جمع تھی زویا، رانیہ، ازمان، نعمان، ازمان کی ممی، آبان کی امی اور ابو، نثار احمد اور خود عاشر کی ممی بھی جب زویا، ازمان، رانیہ نے عاشر کو دیکھا تو سب نے ایک دوسرے کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا پھر رانیہ نے اپنی ممی کی طرف دیکھا تو وجیہہ نے اسے اشارے سے سمجھایا کہ میں نے عاشر کو کچھ نہیں بتایا جیسے ہی ماہم کی نظر عاشر پر پڑی تو وہ دیکھتی ہی رہ گئی اسے یوں عاشر کے سامنے آ جانے کی امید نہیں تھی ادھر عاشر بھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے سب کو دیکھ رہا تھا اسے ابھی تک سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اور جب نثار احمد کی نظر عاشر پر پڑی تو وہ بولا لو بھئی عاشر بیٹا بھی آ گیا ہم کب سے وجیہہ سے پوچھ رہے تھے کہ عاشر بیٹا کہاں ہے وہ اب تک کیوں

نہیں آیا۔ اچھا ہوا بیٹا کہ تم آ گئے آؤ بیٹا تم بھی آبان اور ماہم کا رشتہ پکا ہونے کی خوشی میں مٹھائی کھاؤ اس سے پہلے کہ عاشر سب کے پاس آتا وجیہہ جلدی سے آگے بڑھی اور بولی عاشر تم، تم اور یہاں اب عاشر کی سمجھ میں سب کچھ آ گیا تھا وہ اپنی مما کی بات کا کوئی جواب دیئے بنا آہستہ آہستہ چلتا ہوا نثار احمد کے پاس گیا اس نے نثار احمد کو سلام کیا جبکہ وہ دیکھ ماہم کی طرف رہا تھا ماہم نے مسکرا کر عاشر کی جانب اس کی مسکراہٹ میں کتنی بے بسی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی ماہم نے ایک نظر عاشر کی جانب دیکھ کر اپنی نگاہیں جھکا لیں اس میں عاشر کا اور اس کی نگاہوں کا سامنا کرنے کی اور ہمت نہیں تھی عاشر نے ماہم کی طرف دیکھتے ہوئے مٹھائی کا ٹکڑا اٹھایا اور اٹھ کر ماہم کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا بہت بہت مبارک ہو ماہم نے ایک نظر عاشر کی جانب دیکھا اور اپنے آنسو چھپا نہ سکی تب رانیہ نے ماہم کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے دلاسہ دیا آبان کی امی بولی ارے کیا ہوا؟ ماہم تم رو کیوں رہی ہو تو ماہم نے اپنے آنسو صاف کیے اور بولی کچھ نہیں آنٹی یہ تو خوشی کے آنسو ہیں اس سے پہلے کہ عاشر ماہم کے منہ سے کچھ اور سنتا وہ اٹھ کر گھر سے باہر نکل گیا وجیہہ اسے آوازیں دیتی رہ گئی مما بھائی بہت غصے میں گھر سے نکلا ہے کہیں وہ خود کو کچھ کر نہ لے حوصلہ رکھو رانیہ عاشر ایسا ویسا کچھ نہیں کرے گا وہ اتنا بیوقوف نہیں ہے میں گھر جا کر بات کروں گی اس سے اچھا چلو آؤ کہیں کسی کو پتہ نہ چل جائے پھر وہ دونوں سب کے درمیان آ گئیں۔

ماہم نے اپنے کمرے میں جا کر دروازہ بند کر لیا ماہم پلیز دروازہ کھولو سب کو پتہ چل جائے گا رانیہ آہستہ آہستہ ماہم کو آوازیں دے رہی تھی پھر ماہم نے دروازہ کھول دیا ماہم رانیہ کے گلے لگ کر رو پڑی دی آج میں نے پہلی بار عاشر کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھی ہے نجانے وہ میرے بارے میں کیا سوچ رہا ہوگا کچھ نہیں سوچ رہا ہوگا اور اس کی آنکھوں میں تمہارے لیے نفرت نہیں تھی پگلی وہ تو عاشر کا غصہ تھا۔ جو کہ جائز تھا اسے اتنا بڑا شوک جو لگا تھا اور وہ تم سے نفرت کر ہی نہیں سکتا وہ تو تم سے پیار کرتا ہے وہ تم سے محبت کرتا ہے اور پگلی جن لوگوں سے ہم بے پناہ محبت کرتے ہو ان سے نفرت کر ہی نہیں سکتے میں خود بات کروں گی عاشر سے ہاں دی آپ اس سے بات کرنا اور اسے سمجھانا کہ میں بہت مجبور ہوں پلیز وہ مجھے غلط مت سمجھے ہاں ہاں ماہم تم چپ ہو جاؤ میں سمجھاؤں گی عاشر کو......

عاشر گاڑی چلاتا ہوا باہر نکل گیا وہ گاڑی اتنی سپیڈ سے چلا رہا تھا کہ دو بار ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا وہ خود سے باتیں کرتے جا رہا تھا میں نہیں مانتا ماہم اپنی مرضی سے منگنی کر رہی ہے ضرور اس کی کوئی مجبوری ہوگی ضرور اسے گھر والوں نے مجبور کیا ہوگا مگر ماہم ایک بار مجھ سے بات تو کر سکتی تھی ایک بار تم مجھے بتاتی تو میں کچھ ضرور کرتا مگر ماہم نے مجھے بتانا بھی گوارا نہیں کیا؟ میں کل سے اس کا نمبر ٹرائی کر رہا ہوں مگر اس نے تو اپنا نمبر ہی بند کر رکھا ہے مگر شاید ماہم نے مجھے اپنا سمجھا ہی نہیں تھا اگر وہ مجھے اپنا سمجھتی مجھ سے محبت کرتی تو مجھے ضرور بتاتی اس نے نہیں بتایا شاید اس کی کوئی مجبوری ہوگی مگر میری اپنی بہن اسے بھی تو سب پتہ تھا اس نے بھی مجھے کچھ نہیں بتایا وہ کیسے میرے ساتھ ایسا کر سکتی ہے عاشر نے ایک سنسان جگہ پر گاڑی روک دی عاشر کا موبائل بجا۔ اس نے کال دیکھی پھر عاشر نے غصے سے کال ریسیو کی اور بولا اب کیا لینے کے لیے فون کیا ہے ہیلو بھائی آپ ٹھیک تو ہیں رانیہ ماہم نے جو کیا، کیا؟ مگر مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی تم تو مجھے بتا سکتی تھی ناں کہ گھر پر یہ بات چل رہی ہے مگر بھائی مجھے بھی...... رانیہ نے اتنا کہا تو عاصر نے فون کٹ کر دیا اور نمبر آف کر دیا...... ماہم تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا اگر تمہیں کسی اور کے ساتھ شادی کرنا تھی تو وہ

سب کیا تھا جو ہمارے درمیان تھا میں تو سمجھا تھا تم نے دل و جان سے مجھے اپنا دوست مان لیا ہے مگر شاید تم نے کبھی مجھے اپنا دوست مانا ہی نہیں تھا عاشر کی چیخ ویرانوں میں گونج کر رہ گئی کیا ہوا رانیہ کیا بولا عاشر نے کچھ نہیں ماہم بھائی نے بات کرتے کرتے فون کٹ کر دیا تم تینوں اندر کیا کر رہی ہو اسماء نے تینوں کو اندر دیکھ کر کہا تو تینوں نے جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کر لیں رانیہ ازمان تمہیں باہر بلا رہا ہے جی آنٹی ابھی آئی ہوں رانیہ نے جاتے وقت زویا کو اشارہ کیا کہ ماہم کو سنبھالے نثار احمد بولے مجھے لگتا ہے شادی کی ڈیٹ فکس کر دینی چاہیے بھائی صاحب میں پہلے کچھ کہنا چاہتی ہوں عالیہ بیگم نے کہا۔ کیا کہنا ہے بہو، بھائی صاحب میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے بھائی صاحب آپ جانتے ہوں گے کہ ماہم بھی شادی کر کے اپنے سسرال چلی جائے گی تو اس کے جانے کے بعد یہ گھر بہت سونا سونا ہو جائے گا میں چاہتی ہوں کہ ماہم کے ساتھ رضا کی بھی شادی کر دی جائے ہاں یہ تو بہت اچھا خیال ہے سب نے اپنی رائے دی مگر عالیہ بہو کوئی لڑکی وغیرہ دیکھ رکھی ہے تم نے ہاں بھائی صاحب لڑکی میں نے پسند کر لی ہے۔ بس اگر آپ چاہیں تو ہاں عالیہ بہو بھلا ہم کیوں نہیں چاہیں گے کہ رضی بیٹے کی شادی ہو بلکہ یہ تو بہت اچھا خیال ہے بس تم لڑکی کا نام اور گھر بتاؤ ہم کل کو ہی چلتے ہیں رشتہ لینے۔ نہیں بھائی صاحب اس کے لیے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ لڑکی گھر میں ہی ہے کیا عالیہ بہو میں کچھ سمجھا نہیں صاف صاف کہو نہ وہ دراصل زویا مجھے بہت پسند ہے میں چاہتی ہوں کہ زویا میرے رضی کی دلہن بن کر اس گھر میں آ جائے سب نے حیران کن نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا زویا کے امی ابو سب حیران تھے پھر عالیہ بیگم نے بہزاد احمد اور ازمان کی امی سے زویا کا ہاتھ مانگا تو وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد بولے چچی جان ہمیں تو پرابلم نہیں ہے مگر کیا بچے راضی ہوں گے نثار احمد خوش ہو کر بولا بھئی اس میں کونسی مشکل بات ہے ابھی ہم زویا اور رضی کو بلا کر ان سے پوچھ لیتے ہیں نثار احمد نے زویا اور رضی کو بلایا ان سے جب اس رشتے کے بارے میں بات کی گئی تو پہلے تو دونوں بہت حیران ہوئے اور پھر انہوں نے اپنی رائے دے دی کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے دادا ابو فیصلہ آپ لوگوں نے کرنا ہے تو ہم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے زویا اتنا کہہ کر اٹھ کر چلی گئی وہ اس رشتے پر خوش بھی تھی مگر ماہم کے دکھ میں دکھی بھی تھی وہ اپنی خوشی میں ماہم کے دکھ کو نہیں بھول سکتی تھی آخر وہ اس کی بیسٹ فرینڈ بھی پھر سب نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی پھر فیصلہ ہوا کہ شادی آج سے ٹھیک 20 دن بعد ہو گی کیونکہ آبان کا کہنا تھا کہ وہ شادی جلد از جلد کرنا چاہتا ہے اور تم کسی بات کی کوئی فکر مت کرنا عالیہ بہو شادی بہت دھوم دھام سے اور گاؤں میں ہوگی کیوں عالیہ بہو تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے نہیں بھائی صاحب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مجھے بھلا کیوں کوئی اعتراض ہوگا جیسا آپ بہتر سمجھیں تو پھر ٹھیک ہے میں کل ہی سے سب تیاریاں شروع کروا دیتا ہوں بھئی آخر پوتے اور پوتیوں کی شادی ہے میں کوئی کسر باقی نہیں رہنے دوں گا۔ اتنی دھوم دھام سے شادی کروں گا کہ گاؤں دیکھتا رہ جائے گا...... اچھا ماہم ہم چلتے ہیں اپنا خیال رکھنا رانیہ نے ماہم کو دلاسہ دیا پھر زویا نے ماہم کو گلے لگا کر بائے بولا۔ سب منگنی کر کے خوشی خوشی گھر آ گئے شاذل اگر تم کہو تو میں آج ماہم کے پاس رک جاؤں ہاں شرمین کیوں نہیں یہ تمہارا ہی گھر ہے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے اور ویسے بھی ہم کونسا دور ہیں پاس ہی تو ہیں اور میں بھی یہی کہنے والا تھا کہ آج تم ماہم کے پاس رک جاؤ...... ماہم کاش تم نے مجھے پہلے بتایا ہوتا تو آج آبان کی جگہ عاشر ہوتا۔ شرمین اور ماہم دونوں اپنے کمرے میں بیٹھی تھیں دی شاید خدا کو یہی منظور تھا خدا نے میری قسمت میں یہی

لکھا تھا دوسری طرف وجیہہ اور مزمل الگ پریشان تھے رات کے 10 بج گئے تھے مگر عاشر اب تک گھر نہیں لوٹا تھا تم پریشان مت ہو وجیہہ کوئی بات نہیں آ جائے گا عاشر گھر وہ کوئی بچہ تھوڑی ہے مزمل حسین وجیہہ کو دلاسہ دے رہا تھا کیسے صبر کروں نجانے میرا بیٹا کس حال میں ہوگا اس نے کچھ کھایا بھی ہوگا کہ نہیں پتہ نہیں کس حال میں ہوگا اتنے میں رانیہ کی کال آ گئی مما عاشر بھائی کیسے ہیں تو آگے سے وجیہہ رو دی اور بولی بیٹا وہ اب تک گھر نہیں لوٹا۔ کیا مما کیا کہا آپ نے کہ عاشر بھائی اب تک گھر نہیں لوٹے، ہاں رانیہ نجانے وہ کہاں چلا گیا ہے اچھا مما آپ فکر نہ کریں میں کچھ کرتی ہوں کیا ہوا رانیہ کیا کہا آنٹی نے ازمان وہی ہوا جس کا ڈر تھا عاشر بھائی اب تک گھر نہیں لوٹے کہاں جا سکتے ہیں بھائی، ازمان تمہیں کچھ آئیڈیا ہو۔ ہاں شاید رانیہ جہاں تک مجھے یاد ہے ایک بار عاشر نے کہا تھا کہ جب وہ اداس ہوتا ہے تو اسے ساحل سمندر پر بیٹھ کر خود سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہے جب ازمان گاڑی لے کر نکلنے لگا تو اسے آبان گھر کے اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ آبان تم اس وقت کہاں سے آ رہے ہو آبان کے حلیے سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ شراب پی کر آیا ہے اور اس کے منہ سے شراب کی بدبو بھی آ رہی تھی آبان اگر دادا ابو کو پتہ چل گیا تو تم اس وقت گھر سے باہر تو آبان بولا ازمان بھائی تمہیں نہیں پتہ میری شادی ماہم سے طے ہو گئی ہے میں اسی کا جشن منا کر آ رہا ہوں اور پھر آبان لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا نجانے ماہم کو اس کے کون سے گناہ کی سزا مل رہی ہے کاش ماہم تم شادی سے انکار کر دیتی کاش اس نے خود سے سوال کیا پھر وہ باہر نکل گیا کیونکہ اس وقت اس نے عاشر کو ڈھونڈنا تھا جلد ہی وہ ساحل سمندر کی طرف پہنچ گیا ازمان ہر طرف نگاہیں دوڑا کر عاشر کو تلاش کر رہا تھا کہیں کہیں لوگ بیٹھے نظر آ رہے تھے اور وہ بھی جوڑیوں میں ازمان چلتا ہوا تھوڑی دور گیا دور پتھروں پر اسے کوئی تنہا بیٹھا دکھائی دیا ہو سکتا ہے یہ عاشر ہو وہ چلتا ہوا قریب گیا جب ازمان نے دیکھا تو وہ عاشر تھا اس نے عاشر کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بولا عاشر تم یہاں کیا کر رہے ہو تم یہاں بیٹھے ہو اور ادھر گھر پر سب پریشان ہو رہے ہیں نہیں ازمان میں گھر نہیں جانا چاہتا سب نے مجھے دھوکے میں رکھا کسی نے مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ ماہم کا رشتہ آبان کے ساتھ طے ہونے والا ہے کسی نے مجھے اپنا نہیں سمجھا نہ ماہم نے نہ کسی اور نے میں نہیں جاؤں گا گھر۔ عاشر یہ کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو چلو اٹھو گھر چلو پھوپھو بہت پریشان ہو رہی ہیں اور تمہیں کسی نے دھوکہ نہیں دیا تم گھر چلو میں تمہیں ساری حقیقت بتاتا ہوں پھر تمہاری ساری غلط فہمی دور ہو جائے گی ازمان نے عاشر کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور گاڑی میں بٹھایا۔ پھر ازمان نے عاشر کو ساری تفصیل بتائی یقین مانو عاشر ہمیں بھی کسی بات کا علم نہیں تھا ہمیں بھی کل ہی پتہ چلا جب آبان گھر نہیں آیا تو ہمیں دادا ابو نے بتایا اور وہ اسی وقت بات کرنے بڑی امی کے پاس چلے آئے اور بیچاری ماہم کو بھی کل ہی پتہ چلا تم ہیں کسی نے کوئی دھوکہ نہیں دیا نہ ماہم نے نہ کسی اور نے تمہیں کیا پتہ عاشر ماہم کو تو خود کا بھی ہوش نہیں تھا جب اس نے یہ بات سنی میں اور رانیہ نے اس لیے تمہیں نہیں بتایا نجانے یہ بات جان کر تم کیا کرتے عاشر یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ کسی کو پتہ نہیں چلا کہ ایسا ہونے والا ہے پلیز عاشر اب تم خود کو سنبھالو اور ہوش سے کام لو شاید خدا کو یہی منظور تھا اور اگر تم دونوں وقت سے پہلے کسی کو بتا دیتے تو ایسا نہ ہوتا مگر مجھے رانیہ نے بتایا ہے کہ تم دونوں نے تو آج تک ایک دوسرے سے اظہار محبت نہیں کیا تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ماہم نے تمہیں دھوکہ دیا ہے ہو سکتا ہے عاشر ماہم تم سے محبت کرتی ہی نہ ہو۔ نہیں ازمان ماہم مجھ سے محبت کرتی تھی بلکہ کرتی تھی نہیں کرتی ہے مجھے پورا یقین ہے میں نے اس کی آنکھوں میں اپنے

لیے محبت دیکھی ہے میں تو انتظار کر رہا تھا کہ جب اس کا کالج ختم ہو جائے گا تو اس سے بات کروں گا مجھے کیا پتہ تھا کہ ایسا ہو جائے گا اور ماہم مجھے بنا بتائے اس شادی کے لیے ہاں کر دے گی تو عاشر تم ماہم سے بات نہ کرتے کم سے کم اپنی ممی پاپا کو تو بتایا ہوتا اس میں تمہاری خود کی بھی غلطی ہے اس لیے تم اکیلی ماہم کو قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے اب ازمان کے سمجھانے پر عاشر تھوڑا پرسکون نظر آ رہا تھا پہلے وہ غصے میں تھا اب اس کا غصہ تھوڑا دور ہو گیا تھا اتنے میں عاشر کا گھر آ گیا۔ رانیہ کی کال آ گئی تو ازمان نے کال ریسیو کی ازمان کیا بھائی مل گئے ہاں رانیہ ابھی ہم گھر پہنچ گئے ہیں میں تھوڑی دیر بعد گھر آتا ہوں تو رانیہ بولی ازمان میری بات تو عاشر سے کراؤ نہیں رانیہ فی الحال وہ بات کرنے کے قابل نہیں ہے اور وہ اندر جا چکا ہے میں بھی اندر جا رہا ہوں۔ وجیہہ نے عاشر کو دیکھا تو دوڑ کر اس کے پاس آئی اور اس سے بات کرنا چاہی مگر عاشر بنا کوئی بات کیے اپنے کمرے میں چلا گیا عاشر پلیز مجھ سے بات تو کرو ازمان دیکھو عاشر مجھ سے بات بھی نہیں کر رہا اسے سمجھاؤ اس میں ہماری کیا غلطی ہے جو ہوا اس میں اس کی خود کی غلطی ہے اسے سمجھاؤ کچھ پھوپھو میں نے عاشر کو سب کچھ بتا دیا ہے فی الحال اسے سنبھلنے میں تھوڑا وقت لگے گا آپ فکر مت کریں اچھا پھوپھو اب میں چلتا ہوں میں اور رانیہ صبح کو آئیں گے پھر مل کر اس سے بات کریں گے او کے بیٹا بائے......

وجیہہ عاشر کو کھانا کھلا دوں نجانے اس نے کچھ کھایا بھی ہوگا کہ نہیں آفس سے بھی بنا لنچ کیے نکلا تھا مجھ سے کہا تھا کہ وہ کسی دوست سے ملنے جا رہا ہے اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں کبھی اسے جانے نہ دیتا کوئی بہانہ بنا کر آفس پر ہی روک لیتا لیکن مزمل پھر بھی آج نہیں تو کل تو اسے پتہ چلنا ہی تھا نہ پھر شاید اسے زیادہ تکلیف ہوتی اچھا میں کوشش کرتی ہوں اسے کھانا کھلانے کی عاشر بیٹا پلیز دروازہ کھولو میں کھانا لے کر آئی ہوں پلیز بیٹا، اپنی مما سے کیوں ناراضگی، پھر تھوڑی دیر بعد عاشر نے دروازہ کھول دیا دیکھو بال کیسے بکھرے ہوئے ہیں وجیہہ نے عاشر کے بال ٹھیک کیے پھر اس کا ماتھا چوما اسے پیار کرتے ہوئے کہا بیٹا کھانا کھا لو نہیں مما مجھے بھوک نہیں ہے پلیز بیٹا اپنی مما کے لیے پھر عاشر نے مجبوراً دو چار نوالے کھا لیے پھر وہ بولی بیٹا اگر تم پہلے مجھے بتا دیتے تو ہم پہلے ماہم کا ہاتھ تمہارے لیے مانگ لیتے بس مما آپ کے بیٹے سے غلطی ہو گئی مجھے پہلے بتا دینا چاہیے تھا آپ کو عاشر وجیہہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا بہت محبت کرتے ہو ماہم سے بیٹا ہاں مما بہت اور بیٹا ماہم، عاشر نے آہستہ سے جواب دیا۔ ہاں کوئی بات نہیں بیٹا میں اپنے بیٹے کے لیے ماہم سے بھی سندر لڑکی ڈھونڈوں گی مگر مما وہ ماہم تو نہیں ہوگی نہ یہ دل تو صرف ماہم سے محبت کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا...... یہ دل تمہیں کو چاہتا ہے اور چاہتا رہے گا...... تمہیں سے محبت کی ہے اور کرتا رہے گا تا عمر...... جب تک اس دل کی دھڑکنیں باقی ہیں...... جب تک ان سانسوں کی روانی...... اس جسم میں جاں باقی ہے...... یہ الگ بات ہے کہ ہم ایک ہو نہ سکے...... تھام کر ہاتھ ایک دوسرے کا...... سنگ سنگ چل نہ سکے...... معلوم نہ تھا...... یہ ہم کو...... یہ محبت یوں رولائے گی...... کاش کر دیا ہوتا...... وقت رہتے اظہار محبت وجیہہ کے جانے کے بعد عاشر نے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے کاغذ قلم کا سہارا لیا وہ جیسے جیسے لکھ رہا تھا اس کا ایک ایک لفظ آنسوؤں میں بھیگ رہا تھا دوسری طرف ماہم بھی چھت کو بغور دیکھے جا رہی تھی اس کی زندگی میں کبھی ایسا موڑ آئے گا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا اچانک اس کی زندگی اسے ایسے دوراہے پر لا کھڑا کرے گی جس کے ایک طرف اس کے اپنے اس کے خون کے رشتے اور دوسری طرف اس کی محبت ہو گی اور اسے ان دونوں میں سے کسی ایک کو چننا پڑے گا اسے اپنی محبت کو قربان کرنا

بڑے گا شاید اگر میں نے عاشر سے اپنے دل کی بات کہہ دی ہوتی تو شاید ایسا نہ ہوتا نجانے کیوں اس کا دل عاشر سے بات کرنے کو چاہ رہا تھا۔ مگر کیسے کرتی اس کا موبائل ٹوٹ چکا تھا مگر جیسے ہی اس نے شرمین کے موبائل کی طرف دیکھا اور پھر اس نے شرمین کی طرف دیکھا جو سو چکی تھی اس نے دھیرے سے موبائل اٹھایا اور کمرے کا دروازہ کھول کے باہر نکل گئی وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے چھت کی جانب بڑھ رہی تھی اس نے دیکھا کہ ابھی تک بڑی امی کے کمرے کی لائٹ جل رہی ہے اس نے اپنے قدموں کا رخ عالیہ بیگم کے کمرے کی طرف موڑ لیا اور دروازے کے سامنے جا کھڑی ہوئی اسے اندر سے عالیہ بیگم کی آواز آئی جو شاید کسی سے باتیں کر رہی تھی. رضا اور رخسار اگر تم دونوں آج اس دنیا میں ہوتے تو اپنی آنکھوں سے اپنے بچوں کی شادیاں دیکھتے تم دونوں کو پتہ ہے کہ کچھ دنوں بعد رضی اور ماہم کی شادی ہے اس کے بعد میں اپنے فرض سے آزاد ہو جاؤں گی رخسار تم نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میرے بعد میرے بچوں کا خیال رکھو گی تو رخسار میرا خدا بہتر جانتا ہے کہ میں نے بچوں کی پرورش کیسے کی ہے رخسار تمہیں پتہ ہے ماہم بالکل تم پر گئی ہے میں جب بھی ماہم کو دیکھتی ہوں تو تمہارا چہرہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے جب تم پیار سے مجھے امی جان بلایا کرتے تھے اور میرا ہر حکم مانا کرتے تھے تم نے کبھی کسی کے سامنے میری عزت میں کمی نہیں آنے دی تھی بالکل آج اسی طرح ماہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ تمہاری بیٹی ہے ماہم نے بھائی صاحب کے آگے آج میری عزت رکھ لی اس نے میری بات مان لی ہے مجھے فخر ہے ماہم پر کہ وہ میری پوتی ہے اور تو اور رضا بیٹا کیا تمہیں پتہ ہے رضا، بالکل تم پر گیا ہے جس طرح تم نے ہماری پسند کے آگے سر جھکا دیا تھا بالکل آج اسی طرح تمہارے بیٹے نے میری پسند کے آگے سر جھکا دیا اور بخوشی اس رشتے کو قبول کر لیا کچھ دنوں بعد دونوں کی شادیاں ہو جائیں گی میری دعا ہے کہ سب بچے خوش رہیں اور میں بھی بہت خوش ہوں کہ میں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ اب تو اگر موت بھی آجائے تو کوئی غم نہیں۔ عالیہ بیگم رضا اور رخسار کی تصویروں سے باتیں کر رہی تھی ماہم یہ باتیں سن کے رو پڑی تھوڑی دیر بعد وہ چھت پر بیٹھی تھی آج آسمان پر ان گنت تارے نکلے ہوئے تھے جو اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے اور آج چاند اپنی مدت پوری کر کے کہیں چھپ گیا تھا اور چاند کے بنا یہ تاروں کی بارات بہت سونی لگ رہی تھی جیسے چاند کے بنا یہ تارے کچھ بھی نہیں بظاہر تو وہ چمک رہے تھے مگر چاند کے بنا یہ چمک یہ وہی جانتے تھے بالکل ماہم کی طرح جس کی زندگی کا چاند کہیں چھپ گیا تھا بظاہر تو وہ خوش تھی مگر وہ کیسے خوش تھی یہ وہی جانتی تھی ماہم کالی سیاہ رات میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے تارے گننے میں مصروف تھی آج اس وہ سب یاد آرہا تھا جب وہ شرمین کا مذاق اڑایا کرتی تھی کیوں وہ چھت پر بیٹھ کر کسی کے انتظار میں تاروں کو تکتی رہتی ہے ان کو گنتی رہتی ہے تو شرمین اسے کہتی جب تمہیں کسی سے پیار ہوگا تو تمہیں پتہ چلے گا جب تم اس کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے تاروں کو تکو گی تو تمہیں پتہ چلے گا کہ انتظار کے لمحے کتنے اذیت ناک ہوتے ہیں اک یہ تارے ہی ہوتے ہیں جو اس تنہائی کا ساتھی ہوتے ہیں جو آپ کے انتظار کو کم کرنے میں آپ کی مدد کرتے ہیں ہاں دی آپ صحیح کہتی تھی مگر دی آپ تو شاذل بھیا کی محبت کو پا کر ان کا انتظار کیا کرتی تھی مگر میں آج یہاں کیوں ہوں میں نے تو اپنی محبت کو بنا پائے ہی کھو دیا ہے میری محبت تو مجھ سے ملنے سے پہلے ہی بچھڑ گئی ہے تو میرا انتظار کیسا انتظار ہے میں کس کا یہاں بیٹھے انتظار کر رہی ہوں ہاں شاید انتظار نہیں اپنی محبت کو کھو دینے کا سوگ منا رہی ہوں کاش میں نے وقت رہتے اپنی محبت کا اظہار کر دیا ہوتا تو شاید یہ ساری عمر کا پچھتاوا نہ ہوتا مگر شاید

اب میں کبھی اپنی محبت کا اقرار نہ کر پاؤں اور اگر کر بھی لیا تو کیا فائدہ جب میں ہوں کسی اور کی میں کسی اور کے نام منسوب ہو چکی ہوں ایک ایسا شخص جسے میں حد سے زیادہ نفرت کرتی تھی کیا پتہ تھا وہی میری قسمت میں لکھا جا چکا ہے اب شاید مجھے یونہی اپنی تمام عمر ان تاروں تلے گزارنی ہے یہ پچھتاوا دل میں لیے کہ کاش میں نے اظہار محبت کر دیا ہوتا نجانے ماہم نے کتنی بار عاشر کا نمبر موبائل کی سکرین پر لکھا اور پھر کٹ کر دیا آخر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے عاشر کا نمبر ڈائل کر ہی دیا وہ خود سے بولی میں اتنی خود غرض کیسے ہو سکتی ہوں کم از کم کال کر کے اس کا حال تو پوچھ ہی سکتی ہوں۔ دوسری طرف عاشر نے کاش ریسیو کی وہ ہیلو بولا تو ماہم عاشر کی آواز پر چونک گئی اسے عاشر کی آواز سن کے احساس ہوا کہ عاشر کال ریسیو کر چکا ہے ماہم کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ کچھ بولے جبکہ عاشر کتنی بار ہیلو ہیلو بول چکا تھا جب دوسری طرف سے کوئی نہ بولا تو عاشر کو محسوس ہوا اس کے کانوں میں کسی کی سانسوں کی آواز گونجی تو وہ سمجھ گیا کہ یہ ماہم ہی ہے تو عاشر بولا مل گئی تمہیں فرصت مجھے کال کرنے کی او نو یار میں تو بھول ہی گیا تھا کہ تم تو اجنبی لوگوں سے بات کرنا پسند ہی نہیں کرتی تم تو صرف ان لوگوں سے بات کرتی ہو جو تمہارے اپنے ہوں میں تمہارا کیا لگتا ہوں؟ تو ماہم پوری ہمت یکجا کر کے بولی پلیز عاشر تم مجھے یوں طنز تو نہ کرو تم میرے لیے اجنبی نہیں ہو یہ تم بھی جانتے ہو ہاں تو اور میں کیا ہوں اگر میں اجنبی نہیں ہوں تمہارے لیے تو تم نے آج ثابت کر دیا نہ کہ میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں نہ دوستی کا اور نہ...... عاشر کہتے کہتے رک گیا۔ عاشر تم میرے لیے کیا ہو یہ میرے...... ماہم بھی کچھ کہتے کہتے رک گئی اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا کہ اگر کہیں اس نے عاشر سے اپنے دل کی بات کہہ دی تو کہیں عاشر کوئی فساد برپا نہ کر دے کیونکہ ابھی تک شادی جو نہیں ہوئی تھی وہ کچھ بھی کر سکتا تھا پھر عاشر بولا چپ کیوں ہو گئی ہو بتاؤ نہ میں کیا ہوں تمہارے لیے عاشر ہم دوست بھی تو ہیں ناں ہاں دوست ماہم صرف دوست اور آج تم نے اسی دوستی کا بھی خوب صلہ دیا عاشر پلیز میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو مجھے تو خود کسی بات کا علم نہیں تھا سب اتنی جلدی ہوا کہ تمہیں کچھ بتا ہی نہ سکی ماہم کیا میں صرف تمہارے لیے ایک دوست ہوں اس کے آگے کچھ نہیں میں جانتی ہوں عاشر تم مجھ سے کیا سننا چاہتے ہو مگر عاشر اب بہت دیر ہو گئی ہے تم کبھی میرے منہ سے یہ الفاظ نہیں سن پاؤ گے جن کے تم منتظر ہو۔ بتاؤ نا ماہم جو آج تک میرے دل نے محسوس کیا وہ کچھ نہیں تھا ہاں عاشر وہ کچھ نہیں تھا میں نے آج تک صرف تمہیں دوست ہی سمجھا ہے اور ہمیشہ تم میرے دوست ہی رہو گے ماہم کی آنکھیں ساون کی طرح برس رہی تھیں آج اس نے ایک دل توڑ دیا تھا ایک محبت بھرا دل ماہم تم نے کتنی آسانی سے کہہ دیا کہ ہم صرف دوست ہی ہیں مگر ماہم آج میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں ماہم تم میرے لیے صرف ایک دوست نہیں ہو تم میری محبت ہو میری پہلی اور آخری محبت ہاں ماہم تم وہ لڑکی ہو جسے میں نے محبت کی ہے اس دن سے جب سے پہلی بار دیکھا تھا ماہم میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا تمہیں تمہاری شادی اور تمہاری نئی آنے والی زندگی مبارک ہو میں چلا جاؤں گا تم سے بہت دور تم خوش رہنا اپنی زندگی میں ماہم موبائل کانوں سے لگائے بیٹھی تھی اس کے ذہن میں عاشر کے الفاظ گونج رہے تھے جبکہ دوسری طرف سے لائن کب کی کٹ چکی تھی اچانک پیچھے سے آکے شرمین نے ماہم کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ سکتے سے باہر آئی ماہی تم یہاں تم یہاں کیا کر رہی ہو مجھے اچانک جاگ آئی تو میں نے بستر پر دیکھا تو تم نہیں تھی تو تم یہاں اندھیرے میں کیوں بیٹھی ہو ماہم شرمین کے گلے لگ کے رو پڑی پلیز سنبھالو اپنے آپ کو ماہی دی ہمیشہ ہمارے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا ہے

پہلے ممی پاپا، اور اب عاشر بھی کیا ماہی کیا ہوا عاشر کو، دی وہ کہہ رہا تھا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور چلا جائے گا دی عاشر نے کہہ دیا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے وہ الفاظ جو میں اس دن سے اس کے منہ سے سننا چاہتی تھی جس سے مجھے اس سے محبت کا احساس ہوا تھا آج جب اس نے وہ الفاظ بولے تو میں چاہ کر بھی اس سے کہہ نہیں پائی کہ میں بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتی ہوں جتنی کہ وہ دی کبھی کبھی ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ہم کسی کو اپنے دل کی بات بتانا چاہتے ہیں مگر بتا نہیں پاتے ایسا کیوں ہوتا ہے دی بتاؤ ناں ایسا کیوں ہوتا ہے دی ماہی میری جان، میری گڑیا یہ کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنی چلو اٹھو کمرے میں چلو شرمین نے ماہم کو اٹھایا ماہی میں تو کہتی ہوں اب بھی وقت ہے ابھی بھی دیر نہیں ہوئی تم اپنا فیصلہ بدل لو تم انکار کردو اس شادی سے۔ دی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ ہاں ماہم میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں عاشر تم سے بہت محبت کرتا ہے اور تم بھی عاشر سے محبت کرتی ہو تم دونوں بہت خوش رہو گے تو کیا دی میں اپنی خوشیوں کے لیے کسی اور کی خوشیاں کیسے چھین لوں اور وہ بھی اس انسان کی جس نے اپنی ساری زندگی ہمارے نام کردی میں اتنی خودغرض نہیں ہوں نہیں ہوں میں اتنی خودغرض ماہم دوڑتے ہوئے سیڑھیوں سے نیچے اتر گئی۔ ماہی کتنی بڑی ہوگئی ہو تم میں تو تمہیں آج تک چھوٹی سی گڑیا ہی سمجھتی تھی مگر تم تو بہت سمجھدار ہوگئی ہو کتنی بڑی باتیں کرنا سیکھ گئی ہو بس میری خدا سے یہی دعا ہے خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے تمہیں تمہارے فیصلے پر قائم رہنے کی ہمت دے اور تمہیں زندگی کی ہر خوشی دے۔ آمین پھر شرمین بھی نیچے اتر آئی۔

***

ہر طرف خوشیاں کا سما تھا حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا ہر کوئی دیکھنے والا حویلی کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا کیوں کہ نثار احمد کے آخری پوتوں اور پوتیوں کی جو شادی تھی نثار احمد نے سب سے کہہ دیا تھا کہ شادی میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے آخر وہ دن بھی آ گیا جب شادی کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں سب شادی سے دو دن پہلے گاؤں آ گئے تھے دو دن بعد بچوں کی مہندی تھی۔

عالیہ بیگم برآمدے میں سے ہو کر صحن میں آئی اور کھڑی ہو کر نجانے کیا سوچنے لگی مین جانتا ہوں عالیہ بہو کہ تم کیا سوچ رہی ہو وہ نثار احمد کی آواز پر چونک گئی عالیہ بہو میں نے اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں چھوڑی شادی کی تیاریوں میں اگر تمہیں پھر بھی لگتا ہے کہ کوئی کمی رہ گئی ہے تو تم بلا جھجک مجھ سے کہہ سکتی ہو نہیں نہیں بھائی صاحب کوئی کمی نہیں ہے میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ رضی اور ماہم کی شادی اتنی دھوم دھام سے ہوگی۔ ہاں مگر اک کمی تو ضرور رہے گی کاش آج ہمارے ساتھ آج سجاد، رضا اور رخسار بھی ہوتے کاش؟ ہاں عالیہ بہو یہ کمی تو ہمیشہ رہے گی اب اللہ کے کاموں میں کون دخل اندازی کر سکتا ہے ہاں عالیہ بہو میں تو بھول ہی گیا تھا جو پوچھنے آیا تھا وہ دلاور کی فیملی کب آ رہی ہے بھائی صاحب وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ مہندی والے دن آ جائیں گے اور اچھا وہ وجیہہ بیٹی اور مزمل بھی ابھی تک نہیں آئے میں ابھی رانیہ سے کہتا ہوں کہ ذرا اپنی امی سے فون تو کر کے پوچھو اتنا کہہ کر نثار احمد چلے گئے عالیہ بیگم اچانک مڑی تو اس کی نظر اوپر کھڑی ماہم پر پڑی ماہم کھڑی اس کی طرف دیکھ رہی تھی عالیہ بیگم مسکرائی تو جواب میں ماہم بھی مسکرائی پھر ماہم مسکرا کر پیچھے ہٹ گئی ارے ماہم تم یہاں اور میں نجانے کہاں کہاں ڈھونڈ رہی تھی اور یہ تم رو کیوں رہی ہو، یار کہاں رو رہی ہو یہ تو خوشی کے آنسو ہیں دیکھ رہی تھی کہ سب کتنے خوش اور تم ماہم! کیا تم خوش ہو ہاں زویا میں خوش ہوں، اچھا تو تم خوش ہو میری طرف دیکھ کر بولو ذرا زویا نے ماہم کا چہرہ اپنی

طرف کیا ماہم کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا پھر بھی ماہم نے اپنے لبوں پر مسکان سجائے کہا زویا تم نے بھی تو دیکھا ہو گا ناں کہ سب کتنے خوش ہیں اور جب میرے بڑے خوش ہیں تو میں بھی خوش ہوں میری اداسی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میں بہت خوش ہوں زویا اتنا کہہ کر ماہم کمرے کی طرف بڑھ گئی راستے میں اس کی ٹکر آبان سے ہو گئی آبان نے شیطانی مسکراہٹ سجائے ماہم کی طرف دیکھا آج کتنے دنوں بعد ماہم کا سامنا آبان سے ہوا تھا جس دن سے شادی کی بات ہوئی تھی دونوں کا سامنا نہیں ہوا تھا آج یوں اچانک آبان ماہم کے سامنے آ گیا اس کے لبوں پر اپنی جیت کی خوشی تھی جبکہ ماہم کی آنکھوں میں اپنی بے بسی کے آنسو وہ آبان سے بنا بات کیے اپنے روم میں چلی گئی...... اور آبان وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

***

جی مجھے آج رات کی فلائٹ کی ٹکٹ چاہیے جی سر میں نے بہت کوشش کی ہے مگر ارینج نہیں ہو پایا آپ کو اب صبح 7 بجے کی فلائٹ کی ٹکٹ مل سکتی ہے مگر مجھے آج رات کی چاہیے سوری سر اگر آپ کو کل صبح کی فلائٹ کی ٹکٹ چاہیے تو کال کر کے بتا دیں میں ٹکٹ او کے کر دوں گا اور فون کٹ گیا عاشر بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلنے لگا پھر اس نے تھوڑی دیر بعد سوچ کر عاش نے دوبارہ کال کی اور دوسرے دن صبح کی فلائٹ کی ٹکٹ کنفرم کردی۔

وجیہہ عاشر کے پاس آئی بیٹا تم تیار نہیں ہوئے ہو ابھی تک بیٹا اگر تم نہیں چلو گے تو میں کیا جواب دوں گی سب کو نہیں مما آج کی رات سب کو کچھ بھی کہہ دیں کل صبح سب کو خود بخود جواب مل جائے گا کیوں بیٹا تم کل کو کیا کرنے والے ہو مما آیئے عاشر نے وجیہہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے باہر لے گیا مزمل کے پاس بیٹھتے مما وجیہہ بیٹھ گئی مما پاپا مجھے آپ دونوں سے کچھ بات کرنا ہے مجھے آپ لوگوں کو کچھ بتانا ہے وہ مما پاپا دراصل میں دوبارہ امریکہ جانا چاہتا ہوں میں نے آپ کو بتایا تھا ناں کہ مجھے وہاں پر ایک جوب کی آفر ہوئی تھی کل میرے دوست عمیر نے مجھے کال کر کے بتایا ہے کہ وہاں سے جوب کی آفر ہوئی ہے بس اسی سلسلے میں میں دوبارہ امریکہ جانا چاہتا ہوں یہ سن کر وجیہہ ایک دم سکتے میں آ گئی بولی بیٹا یہ تم کیا کہہ رہے ہو کیا ضرورت ہے تمہیں اتنی دور جا کے جوب کرنے کی یہاں پر تمہارا اپنا بزنس ہے ناں اسے کون سنبھالے گا وہ مما آپ فکر نہ کریں وہ ازمان ہیں ناں، مزمل آپ کیا دیکھ رہے ہیں تمہارا بیٹا کیسی باتیں کر رہا ہے یہ ہم سے دور جانے کی باتیں کر رہا ہے پلیز پاپا میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے اور کل صبح کی فلائٹ کی ٹکٹ بھی او کے ہو گئی ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا آج پہلی بار وجیہہ کو ماہم پر غصہ آیا تھا۔ بیٹا تم اس لڑکی کیلئے ہم سب کو چھوڑ کر جا رہے ہو اپنی ممی پاپا کو۔ آخر اس ماہم میں ایسا ہے ہی کیا میں اس سے لاکھ گنا بہتر لڑکی ڈھونڈ کر دوں گی تمہیں۔ مگر مما وہ ماہم تو نہیں ہو سکتی ناں یہ مجھ سے بہتر آپ دونوں خود جانتے ہوں گے کیوں پاپا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں پھر مزمل نے آنکھوں کے اشارے سے عاشر کو اپنے روم میں جانے اور وجیہہ کو سمجھانے کے لیے کہا تو عاشر اپنے روم میں چلا گیا پھر کافی کوشش کے بعد مزمل نے وجیہہ کو سمجھایا آخر وجیہہ مان گئی اس شرط پر کہ وہ جلد واپس آئے گا اور پھر عاشر نے وعدہ کیا کہ وہ جلد ہی واپس آنے کی کوشش کرے گا آئی ایم سوری مما مجھے معاف کر دیں میں آپ کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا میں اپنے ماضی کو بھول کر جلد آنے کی کوشش کروں گا پھر وجیہہ نے پیار سے عاشر کو گلے سے لگا لیا اور وہ دل ہی دل میں ماہم کو برا بھلا کہہ رہی تھی اس کی وجہ سے آج اس کا بیٹا اس سے دور جا رہا تھا اچھا بیٹا تم چل رہے ہو شام کو نہیں مما آپ

لوگ جایئے میں نہیں آسکتا مجھے اپنی پیکنگ کرنا ہے اور پھر مزمل نے اشارے سے وجیہہ کو کچھ اور پوچھنے سے منع کیا اور دونوں کمرے سے باہر آگئے مزمل عاشر کے جذبات کو سمجھ رہا تھا جبکہ وجیہہ اپنی مما کو آڑے لا رہی تھی وہ عاشر کے جذبات کو نہیں سمجھ پا رہی تھی وہ کیسے دیکھ سکتا تھا اپنی آنکھوں سے اپنی محبت کو کسی اور کا ہوتے ......

***

ہر طرف شہنائیاں بج رہی تھیں کیونکہ آج آبان، ماہم، رضا اور زویا کی مہندی تھی کوئی مہمان آرہا تھا اور کوئی جا رہا تھا ہر کوئی خوش تھا مگر کچھ چہرے ایسے تھے جو صرف خوش ہونے کا ناٹک کر رہے تھے وہ بظاہر تو خوش نظر آرہے تھے مگر اندر سے ان کے دل خون کے آنسو رو رہے تھے جن میں وجیہہ، مزمل، رانیہ ازمان، ثرمین زویا اور ماہم سب اپنا اپنا دکھ چھپائے پھر رہے تھے۔ آخر وہ وقت بھی آگیا جب زویا اور ماہم کو مہندی کا جوڑا پہنا دیا گیا ان کے ارد گرد لڑکیاں گری ہوئی تھیں ماشاء اللہ ماہم اور زویا تم دونوں بہت پیاری لگ رہی ہو ثرمین نے ماہی اور زویا کی بلائیں ماہی جو بس اپنے ہاتھوں کو دیکھے جا رہی تھی اس نے پھیکی سی مسکراہٹ کے اتھ زویا کی طرف دیکھا، زویا تمہیں پتہ ہے ان ہاتھوں پر عاشر کے نام کی مہندی لگانا چاہتی تھی مگر آج کچھ دیر کے بعد ان ہاتھوں پر کسی اور کے نام کی مہندی لگا دی جائے گی ماہم نے بڑی مشکل سے اپنے آنسوؤں کو کنٹرول کیا زویا کی ماموں زاد کزن اسے چھیڑ رہی تھی زویا دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی کیونکہ رضی کہیں نہ کہیں اسے اچھا لگنے لگا تھا مگر وہ اپنی دوست اپنی بیسٹ فرینڈ کے غم کو کیسے بھول سکتی تھی وہ چاہ کر بھی اپنی خوشی کا اظہار نہیں کر پا رہی تھی باہر لڑکے رضا اور آبان کو گھیرے بھنگڑا ڈالنے میں مصروف تھے گاؤں کی رسم ورواج کے مطابق آبان کے دوست کبھی کبھی ہوائی فائر بھی کر رہے تھے کتنی بار گھر کے بڑوں نے منع کیا مگر آبان کہاں ماننے والا تھا وہ تو اپنے نشے میں مست تھا دور کھڑی وجیہہ کب سے سب لڑکوں کو دیکھ رہی تھی کاش آج عاشر بھی یہاں ہوتا تو کتنا خوش ہوتا ہاں مگر وہ خوش تب ہوتا جب وہ ماہم سے دل نہ لگاتا، مما آپ یہاں ہیں میں کب سے آپ کو ڈھونڈ رہی ہوں مما میں آپ سے کب سے پوچھنے کی کوشش کر رہی ہوں آپ کچھ پریشان سی لگ رہی ہیں کیا بات ہے اور مما عاشر بھائی تو ٹھیک ہیں ناں ہاں رانیہ بیٹی وہ ٹھیک ہیں مگر وجیہہ کہتے کہتے رک گئی مگر کیا مما بتایئے نا عاشر بھائی ٹھیک تو ہیں ناں، ہاں رانیہ وہ ٹھیک ہیں مگر وہ امریکہ جا رہے ہیں کیا رانیہ کو ایک دم حیرت کا جھٹکا لگا ہاں رانیہ وہ امریکہ واپس جا رہا ہے ہم نے بہت سمجھایا مگر وہ نہیں مانا کل صبح 7 بجے کی فلائٹ ہے وجیہہ بیٹی یہ تم کیا کہہ رہی ہو پیچھے کھڑے نثار احمد نے ساری باتیں سن لیں۔ وجیہہ اور رانیہ نے سوالیہ نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا وجیہہ بیٹی میں بھی یہی پوچھنے آیا تھا کہ عاشر بیٹا کیوں نہیں آیا ایک ہی تو ہمارا نواسہ ہے اور وہ بھی نہیں آیا اور یہ میں کیا سن رہا ہوں کہ عاشر کل صبح کی فلائٹ سے امریکہ جا رہا ہے ہاں ابو جان آپ نے جو سنا ٹھیک سنا عاشر امریکہ جا رہا ہے مگر کیوں اسے ضرورت کیا ہے جانے کی وہ ابو جان وجیہہ کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بولے نانا ابو آپ ایسا کیوں نہیں کرتے بھائی کو یہاں بلا لیں اور پھر آپ اس سے خود پوچھ لیں ہاں یہ ٹھیک ہے ذرا کال ملاؤ اسے میں ابھی پوچھتا ہوں اس سے......

عاشر آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا اچانک وہ موبائل کی رنگ ٹیون پر چونک گیا اس نے جب موبائل اٹھایا تو سامنے ماہم کی تصویر آگئی جو عاشر نے وال پیپر کی صورت میں لگا رکھی تھی پھر اس نے نمبر دیکھا تو

رانیہ کا نمبر تھا اس نے رانیہ کا نمبر کٹ کر دیا ضرور مما نے اسے سب بتا دیا ہوگا اور وہ مجھے سمجھانے کے لیے کال کر رہی ہے کیا ہوا رانیہ بیٹا عاشر بیٹا کال ریسیو نہیں کر رہا ہاں نانا ابو شاید بھائی بزی ہوگا رانیہ نے پھر کال کی چوتھی بار کال کرنے پر عاشر نے کال ریسیو کر لی رانیہ نے بنا بات کیے موبائل نثار احمد کو پکڑا دیا عاشر بنا سنے کہ دوسری طرف ہے وہ بولا رانیہ اگر تم بھی مجھے یہ سمجھانے کے لیے کال کی ہے کہ میں امریکہ نہ جاؤں تو میری بات سن لو میں نے ایک بار فیصلہ کر لیا ہے اور میں اپنا فیصلہ نہیں بدلوں گا۔ ہاں عاشر بیٹا میں نے بھی یہی جاننے کیلئے کال کی ہے کہ ایسی کونسی مجبوری ہے جو تم امریکہ ایمرجنسی جا رہے ہو عاشر اپنا نانا ابو کی آواز سن کر چونک گیا، وہ نانا ابو وہ...... میں کچھ نہیں سننا چاہتا بس تم جلد از جلد یہاں پہنچو میں انتظار کر رہا ہوں اور نثار احمد نے کال کٹ کر دی...... عاشر نے موبائل پر پھر سے ماہم کی تصویر دیکھنے لگا اور بولا نانا ابو یہ کس امتحان میں ڈال دیا ہے میں کیسے بتاؤں آپ کو کہ میں نہیں آسکتا پھر مجبوراً عاشر کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑا وہ جیسے تھا ویسے ہی گاؤں کے لیے نکل پڑا۔ جب عاشر حویلی میں پہنچا تو ابھی مہندی کی رسم جاری تھی ابھی کسی کے ہاتھوں پر مہندی نہیں لگائی گئی تھی جیسے ہی عاشر نے حویلی کے اندر قدم رکھا تو سب سے پہلے اس کی نگاہ ماہم پر پڑی جو سبز اور پیلے جوڑے میں کسی پری سے کم نہیں لگ رہی تھی جب ماہم کی نظر عاشر سے ملی تو اس سے اپنے آنسوؤں پر ضبط نہ ہو سکا سب سمجھ رہے تھے کہ شاید اپنوں کی دوری کی وجہ سے لڑکی رو رہی ہے مگر ماہم کے آنسوؤں کی وجہ صرف وہی جانتی تھی آبان بھی عاشر کو اندر آتا دیکھ چکا تھا وہ جانتا تھا عاشر اور ماہم کے بیچ کیا تھا آبان نے عاشر کی طرف دیکھا اور اپنی جیت کی خوشی میں ایک شیطانی مسکراہٹ مسکرایا اور اس نے اپنا ہاتھ ساتھ بیٹھی ماہم کے ہاتھ پر رکھ دیا عاشر سے یہ سب کچھ برداشت نہ ہوا اور وہ خود پر کنٹرول کیے ہوئے دوسری طرف منہ پھیر کے رانیہ اور وجیہہ کو ڈھونڈنے لگا۔ آگئے آپ بھائی رانیہ عاشر کے پاس آئی ہاں رانیہ بس ابھی ابھی آیا ہوں رانیہ بولی بھائی آپ نے دیکھا ماہم کو، میں یہاں ماہم کو دیکھنے نہیں بلکہ نانا ابو سے ملنے آیا ہوں مجھے نانا ابو سے مل کر واپس گھر بھی جانا ہے اور اپنی پیکنگ بھی کرنا ہے مگر بھائی رضا بھی آپ کا پوچھ رہا تھا کہ عاشر بھائی کیوں نہیں آئے کم از کم اس سے تو مل لیں ہاں مل لوں مگر پہلے نانا ابو سے مل لوں بھائی ابھی تو نانا ابو بزی ہیں مہندی کی رسم ختم ہونے والی ہے پھر مل لیں اتنی دیر آپ بیٹھیے جب رضا نے عاشر کو دیکھا تو وہ خوشی سے اٹھ کر عاشر کے پاس آیا اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے ساتھ سٹیج پر لے گیا پھر مجبوراً عاشر کو رضی کے پاس بیٹھنا پڑا عاشر نے سب کو مبارکباد دی عاشر نے ایک نظر ماہم پر ڈالی جو نگاہیں نیچی کیے بیٹھی تھی پھر وہ سٹیج سے نیچے اتر آیا آگئے بیٹا تم وجیہہ نے عاشر کو دیکھ کر پوچھا ہاں مما بس تھوڑی دیر پہلے ہی آیا ہوں تھنکس بیٹا تم سب کچھ بھول کر یہاں آگئے۔ نہیں مما میں کچھ نہیں بھولا میں بس نانا ابو کے کہنے پر یہاں آیا ہوں۔ مگر اب کہاں جا رہے ہو بیٹا کہیں نہیں مما بس یہیں ہوں اتنا کہہ کر عاشر حویلی سے باہر نکل آیا ہر طرف باہر لوگوں کا رش تھا اور عاشر تنہائی چاہتا تھا اس نے ہر طرف نگاہ دوڑائی اسے کوئی جگہ ایسی نظر نہ آئی جہاں بیٹھ کر وہ کچھ سکون محسوس کرتا ورنہ اس شور کی وجہ سے اس کا جی گھبرانے لگا تھا سو وہ آکر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا اس نے گاڑی کے سب شیشے بند کیے اور لائٹ بجھا کر آنکھیں بند کیے سیٹ سے ٹیک لگائے آنکھوں پر بازو رکھ کر ماہم کے خیالوں میں کھو گیا۔

اندر مہندی کی رسم ادا کی گئی اور مہندی کی رسومات اپنے اختتام کو پہنچی ماہم کیا بات ہے تم کب

سے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی ہو کچھ نہیں زویا بس دیکھ رہی ہوں جن ہاتھوں پر میں عاشر کے نام کی مہندی لگانا چاہتی تھی آج ان ہاتھوں پر آبان کے نام کی مہندی لگا دی گئی ایک ایسے شخص کی جس سے میں شروع دن سے نفرت کرتی تھی زویا زندگی میں اکثر ایسا کیوں ہوتا ہے جو ہم چاہتے ہیں وہ ہمیں نہیں ملتا اور جس کی ہم خواہش نہیں کرتے وہ ہمیں بنا مانگے مل جاتا ہے۔

باہر صحن میں اب کسی حد تک رش کم ہو چکا تھا سب لوگ جا چکے تھے گھر میں اب سوائے مہمانوں کے کوئی نہ تھا اور وہ بھی سب آہستہ آہستہ سونے کے لیے جا رہے تھے نثار احمد کو جب یاد آیا تو اس نے رانیہ سے پوچھا رانیہ بیٹا کہاں عاشر اب تک نہیں آیا نہیں دادا ابو عاشر بھائی تو کب کے آ چکے ہیں بس یہیں ہوں گے میں اسے ڈھونڈ کر آپ کے پاس لاتی ہوں رانیہ نے ادھر ادھر دیکھا اسے عاشر کہیں نظر نہ آیا پھر اس نے عاشر کے موبائل پر کال کی کہاں ہو بھائی نانا ابو آپ کو بلا رہے ہیں تھوڑی دیر بعد عاشر نثار احمد کے سامنے تھا گھر کے باقی لوگ بھی تھے سب کو پتہ چل گیا تھا کہ عاشر یوں اچانک امریکہ جانے والا ہے سب حیران تھے عاشر کے اس فیصلے پر کہ اچانک عاشر کو کیا ہو گیا ہے اسے کیا ضرورت پڑ گئی ہے کہ اسے اچانک بیچ شادی میں واپس امریکہ جانا پڑ رہا ہے عاشر بیٹا کیا میں جان سکتا ہوں کہ تم نے یوں اچانک کیسے فیصلہ کیا دوبارہ واپس جانے کا۔ وہ نانا ابو دراصل میں جوب کے سلسلے میں واپس امریکہ جانا چاہتا ہوں وہاں پر میرا ایک دوست ہے وہ بھی پاکستانی ہے وہ وہاں پر جوب کرتا ہے میں بھی اس کے ساتھ وہاں پر جوب کرنا چاہتا ہوں مگر بیٹا تمہیں کیا ضرورت ہے اتنی دور جا کے جوب کرنے کی یہاں پر تمہارا اپنا بزنس ہے وہ کون سنبھالے گا نانا ابو وہ بہت بڑی کمپنی ہے وہاں نصیب والوں کو ہی جوب ملتی ہے انہوں نے مجھے خود آفر کی ہے میں اتنا بڑا چانس ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا اور میں کچھ سیکھنا چاہتا ہوں اور کچھ سالوں کی تو بات ہے میں جلد واپس آ جاؤں گا اور یہاں پاپا کے ساتھ ازمان ہے ناں۔ وہ سنبھال لے گا یہاں سب کچھ اور میں کونسا وہاں ہمیشہ رہنے والا ہوں پر پھر بھی بیٹا پلیز نانا ابو سمجھنے کی کوشش کریں...... ماہی ماہی کہاں ہو تم زویا دوڑتی ہوئی روم میں داخل ہوئی ماہم واش روم میں تھی ہاتھ دھو کر باہر آئی کیا بات ہے زویا تم اتنی پریشان کیوں دکھائی دے رہی ہو ماہی تمہیں پتہ ہے نیچے عاشر سب سے کیا کہہ رہا ہے میں بھی کہوں وہ یہاں کیسے آ گیا وہ دراصل جب دادا ابو کو پتہ چلا تو اس نے بلایا ہے اسے یہاں تاکہ اسے سمجھا سکوں مگر عاشر بھائی کسی کی نہیں مان رہے ماہم کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا کہ نجانے عاشر نے کیا کہا ہے سب سے، پلیز زویا صاف صاف بتاؤ ناں کیا بات ہے تم یہاں پہیلیاں کیوں بجھوا رہی ہو تم جانتی ہو ناں میں پہلے کتنی پریشان ہوں وہ ماہی باہر عاشر امریکہ جانے کی بات کر رہا ہے وہ واپس امریکہ جا رہا ہے اور وہ بھی کل صبح کی فلائٹ سے کیا ماہی کے ہاتھوں سے ٹاول گر گیا، زویا یہ تم کیا کہہ رہی ہو ہاں ماہی میں سچ کہہ رہی ہوں اگر میری باتوں پر یقین نہیں آتا تو تم خود باہر جا کر اپنے کانوں سے سن لو ماہم بھاگ کر اپنے کمرے سے باہر آئی اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ عاشر جو کہہ رہا ہے وہ سچ ہے تھینکس نانا ابو آپ مان گئے میں تو سمجھا تھا کہ آپ کو سمجھانا مما سے بھی زیادہ مشکل ہوگا نانا ابو کل صبح 7 بجے کی فلائٹ ہے تو ابھی گھر جا کر نکلنا پڑے گا ائیر پورٹ کیلئے آپ سب ابھی مجھے سی آف کہہ دیں عاشر سب سے ملا ازمان یار مجھے امید ہے کہ تم سب کچھ سنبھال لو گے اور ہاں پاپا کا خیال رکھنا میرے بعد میں جلد پاکستان لوٹنے کی کوشش کروں گا پھر وہ رانیہ سے ملا ارے یہ کیا تم رو کیوں رہی ہو

پگلی میں کوئی ہمیشہ کیلئے تھوڑی جا رہا ہوں میں فون کیا کروں گا تمہیں اب تم یہ رونا بند کرو کیا ایسے رخصت کرو گی اپنے بھائی کو جب عاشر نے رانیہ کو گلے سے لگایا تو اس کے پیچھے کھڑی ماہم پر اس کی نگاہ پڑی اور بولا رانیہ کبھی کبھی زندگی میں ایسے موڑ بھی آتے ہیں جب ہمیں اپنی نہ سہی دوسروں کی خوشی کیلئے ایسے فیصلے لینا پڑتے ہیں رانیہ تم میری یہ چھوٹی سی امانت ماہم تک پہنچا دو گی عاشر نے ایک لیٹر رانیہ کو تھماتے ہوئے کہا بھائی میں بھی چلتی ہوں آپ کے ساتھ نہیں رانیہ تم کیا کرو گی ہمارے ساتھ چل کے گھر پر دو دو شادیاں ہیں تم یہیں رہو ہاں رانیہ عاشر ٹھیک کہہ رہا ہے تم یہیں رہو ہم کل کو آ جائیں گے۔ او کے پاپا آبان جو دور کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا عاشر آبان کے پاس گیا اسے شادی کی مبارکباد دی آبان طنزیہ انداز میں بولا میرا تو خیال تھا کہ آپ کو کل تک تو رکنا چاہیے تھا آپ کی دوست کی شادی ہے تو عاشر بولا میں تو خود رکنا چاہتا تھا مگر ایمرجنسی جانا پڑ گیا پھر تھوڑی دیر بعد تینوں اپنے گھر کے لیے نکل پڑے......

ماہم پلیز دروازہ کھولو شرمین زویا، رانیہ اور ماہم کب سے دروازہ نوک کر رہی تھیں پر ماہم دروازہ کھولنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی باہر سب اسے آہستہ آہستہ پکار رہے تھے وہ زیادہ شور بھی نہیں کر سکتی تھیں پلیز تمہیں خدا کا واسطہ ماہم دروازہ کھول دو پھر آخر کتنی کوشش کے بعد ماہی نے دروازہ کھول دیا ماہم تھ ٹھیک تو ہو ناں شرمین نے اسے گلے سے لگایا ہاں دی میں ٹھیک ہوں پھر ماہم رانیہ سے بولی آئی ایم سوری رانیہ دی مجھے معاف کر دیں وہ رانیہ کے گلے لگ کر رو پڑی دی میں جانتی ہوں یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے اس کے لیے میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پاؤں گی ماہم ریلیکس تم رو کیوں رہی ہو چلو بیٹھو رانیہ نے اسے بٹھایا اور تم خود کو الزام کیوں دے رہی ہو بھلا اس میں تمہاری کیا غلطی ہے دی سب میری غلطی ہے میں جانتی ہوں عاشر میری وجہ سے امریکہ گیا ہے بڑی مشکل سے تینوں نے ماہم کو سمجھایا تب جا کے ماہم چپ ہوئی مگر وہ جانتی تھی کہ کوئی کچھ بھی کہہ لے مگر عاشر اسی کی وجہ سے گیا ہے۔ پھر جب شرمین اور زویا باہر گئیں تو رانیہ نے ماہم کے ہاتھ میں عاشر کا لیٹر تھماتے ہوئے کہا ماہی یہ عاشر بھائی جاتے ہوئے تمہارے لیے دے کر گئے تھے پڑھ لینا لیٹر دے کر رانیہ اٹھ کر روم سے باہر چلی گئی رانیہ کے جانے کے بعد ماہم نے بھیگتی آنکھوں کے ساتھ لیٹر کو کھولا۔

کیسی ہو ماہم! سب سے پہلے تو میں تم سے سوری کہنا چاہتا ہوں اس دن میں نے فون پر تمہیں بہت برا بھلا کہا میں کتنا بیوقوف ہوں محبت کوئی زبردستی تھوڑی ہوتی ہے اگر میں تم سے محبت کر بیٹھا تو اس کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ تم بھی مجھ سے محبت کرنے لگو۔ چلو ہمارے درمیان محبت کا رشتہ نہ سہی ایک ایسا رشتہ تو ہے جو خدا نے مجھے بخشا ہے محبت نہ سہی خون کا رشتہ تو ہے ماہم تمہارا خون میری رگوں میں گردش کرتا ہے میں تاعمر تمہارے اس احسان کا شکر گزار رہوں گا ہو سکے تو مجھے میرے بی ہیو پر معاف کر دینا کل کو تمہاری شادی ہے میں اس کیلئے تمہیں دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں ہمیشہ خوش رہنا آخر میں صرف ایک بات کہوں گا کہ اگر زندگی میں کبھی کسی سے محبت کی ہے تو وہ ہو تم، تم ہی میری پہلی اور آخری محبت رہو گی یہ الگ بات ہے کہ میری محبت مجھ سے پہلے بچھڑ گئی ہاں مگر۔

محبت بچھڑ بھی جائے
مگر محبت ہمیشہ ساتھ رہتی ہے

کبھی ہونٹوں پر درد کی صورت میں
کبھی دل میں دھڑکن بن کر دھڑکتی ہے
اور اکثر پلکوں پر ستاروں کی طرح جھلملانے لگتی ہے
ہاں محبت بچھڑ بھی جائے مگر
مگر محبت ہمیشہ ساتھ رہتی ہے
کبھی نیندوں میں خوابوں کی صورت میں
کبھی خیالوں میں عکس بن کر لہلہاتی ہے
اور اکثر سانسوں میں روانی بن کر مچلنے لگتی ہے
ہاں محبت بچھڑ بھی جائے مگر
محبت ہمیشہ ساتھ رہتی ہے
کبھی برستی بوندوں کی صورت میں
نگاہوں سے لہو بن کر
اشکوں کی صورت میں ٹپکنے لگتی ہے
ہاں محبت بچھڑ بھی جائے مگر
محبت ہمیشہ ساتھ رہتی ہے
کبھی من مندر میں مورتی کی صورت میں
اک احساس خوشبو بن کر مہکنے لگتی ہے
اور اکثر یادوں میں نمی کی صورت بھیگتی رہتی ہے
ہاں محبت بچھڑ بھی جائے مگر
محبت ہمیشہ ساتھ رہتی ہے
کبھی نظموں کی صورت میں اور
کبھی غزل بن کر راحیلہ
اور اکثر یہ بے ربط سی تحریریں
بن کر کاغذ پر تڑپنے لگتی ہے
ہاں محبت بچھڑ بھی جائے مگر
محبت ہمیشہ ساتھ رہتی ہے

لیٹر پڑھنے کے بعد ماہم کی آنکھیں ساون کی طرح برسنے لگیں تمہیں کیا پتہ عاشر میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں اور بات ہے کہ میں تمہیں بتا نہ سکی کاش عاشر میں تمہیں بتا سکتی تو شاید ان آنکھوں میں آنسو نہ ہوتے...... ادھر گھر جا کر عاشر نے ساری پیکنگ کمپلیٹ کر لی بیٹا میں تو کہتی ہوں تم اپنا فیصلہ بدل لو کیوں بیٹا کیوں تم اس ماہم کی وجہ سے ہم سے اتنی دور جا رہے ہو وجیہہ رو دی مما نہیں میں نے پہلے ہی بڑی مشکل سے یہ فیصلہ لیا ہے اور اب میں اپنا فیصلہ نہیں بدل سکتا ماہم میں کبھی تمہیں معاف نہیں کروں گی تمہاری وجہ سے میرا بیٹا مجھ سے دور ہو گیا ہے عاشر نے اپنی مما کو بازوؤں سے پکڑ کر بٹھایا اور اس کی گود میں سر رکھ کر

بیٹھ گیا می آپ ایسا کیوں بول رہی ہیں ماہم کو بھلا اس میں ماہم کا کیا قصور ہے یہ میرا فیصلہ ہے آپ ماہم کو قصور وار نہ ٹھہرائیں بیٹا تم اب بھی اس ماہم کی طرف داری کر رہے ہو مما جو سچ ہے میں وہی کہہ رہا ہوں...... اگر ماں بیٹے کا پیار اور ملنا ختم ہو گیا ہو تو چلیں بیٹا مزمل حسین نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا بیٹا ایئر پورٹ پہنچنے میں بھی وقت لگے گا۔ عاشر نے وجیہہ سے گلے مل کر بیگ اٹھایا اور گاڑی میں بیٹھ گیا مزمل نے وجیہہ کو حوصلہ دیا اور پھر دونوں ایئر پورٹ کے لیے نکل پڑے وجیہہ دل ہی دل میں ماہم کو کوستی رہی کیونکہ وہ سمجھ رہی تھی کہ اسی کی وجہ سے اس کا بیٹا اسے چھوڑ کر چلا گیا ہے یہاں کچھ دن پہلے اس کے دل میں ماہم کیلئے پیار تھا آج اچانک اس پیار کی جگہ نفرت نے لے لی تھی وجیہہ کی شادی میں شریک ہونے کو بھی دل نہیں چاہ رہا تھا مگر اسے مجبوراً شامل ہونا پڑا وجیہہ کی اس نفرت کو ماہم نے بھی محسوس کر لیا تھا کہیں نہ کہیں وہ ہی ذمہ دار تھی اس سب کی......

آخر وہ رات بھی آ پہنچی جب ماہم اور زویا اپنے اپنے کمروں میں دلہن بنی بیٹھی تھیں وہ ان پلوں کا انتظار کر رہی تھیں جو پل ہر لڑکی کی زندگی میں آتے ہیں کہیں تو یہ پل یہ لمحات خوشیوں کی نظر ہو جاتے ہیں اور کہیں آنسوؤں کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں سارے مہمان گھر سے جا چکے تھے گھر کے سب بڑے تھکاوٹ کی وجہ سے جلد ہی سو چکے تھے صرف چند لوگ ہی جاگ رہے تھے تھوڑی دیر بعد رضی اور آبان ایک ساتھ اپنے اپنے کمرے میں داخل ہوئے جیسے ہی آبان کمرے میں داخل ہوا تو ماہم ڈر کے مارے اور بھی سمٹ کر بیٹھ گئی آبان آہستہ آہستہ چلتا ہوا بیڈ کے پاس آیا پہلے تو وہ ماہم کے پاس بیٹھ گیا اس نے دھیرے سے ماہم کے دونوں ہاتھ پکڑے پھر آبان نے یک دم اپنے ہاتھوں کی گرفت ماہم کے ہاتھوں پر زیادہ کر دی اور ماہم کے ہاتھوں کو اتنی زور سے پکڑ لیا کہ ماہم کے منہ سے آہ کی آواز نکل گئی پھر یک دم آبان نے ماہم کے ہاتھ چھوڑ دیئے مگر دوسرے ہی پل آبان نے ایک جھٹکے کے ساتھ ماہم کا گھونگھٹ اٹھا کر پیچھے کر دیا ماہم کے منہ سے ایک بار پھر سے آہ کی آواز نکل گئی کیونکہ دوپٹہ زور سے پیچھے کرنے کی وجہ سے اس کے بال بھی ساتھ کھینچ گئے تھے دوپٹے پر پن جو لگی ہوئی تھی اس کے ساتھ یہ کیا ہو رہا تھا وہ حیران تھی اور اس کے ساتھ اگلے ہی پل کیا ہونے والا ہے وہ اس بات سے بے خبر تھی آبان اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کمرے میں ایک چکر لگا کر پھر سے ماہم کے پاس بیٹھ گیا ماہم ڈر کی وجہ سے تھر تھر کانپ رہی تھی آبان بولا بھئی ماشاء اللہ تعریف تو کرنی پڑے گی تم ہو تو خوبصورت تبھی تو ایک امریکی لڑکا تم پر عاشق ہو گیا اسے تم نے اپنے جال میں پھانس لیا ماہم بولی آبان یہ تم کیا کہہ رہے ہو تمہیں کچھ ہوش تو ہے میں بیوی ہوں تمہاری اور تم اپنی بیوی کے متعلق ایسی باتیں تمہیں شرم نہیں آتی۔ تو آبان بولا نہیں ہمیں شرم نہیں آتی اور تم میری بیوی ہو تو ہی تمہیں ایسی باتیں بول رہا ہوں ورنہ تم کہاں عادی ہو ایسی باتیں سننے کی اتنا تو مجھے تمہارے ایک تھپڑ نے بتا دیا تھا ایک بار پھر سے آبان نے ماہم کے ہاتھوں کو پکڑ لیا آبان چھوڑ دو مجھے درد ہو رہا ہے ارے چھوڑ دیتا ہوں اتنی بھی جلدی کیا ہے ویسے تو ہاتھ بڑے نرم و ملائم ہیں مگر اس دن جب تھپڑ مارا تھا اس دن کیوں زور سے لگا تھا قسم خدا کی بہت زور سے لگا تھا اچھا چلو ایسا کرو دوبارہ تھپڑ مارو مجھے دیکھتے ہیں کیا آج بھی اتنی زور سے لگتا ہے آبان یہ تم کیا کہہ رہے ہو میں کیسے تمہیں تھپڑ ماروں تم میرے شوہر ہو میں بھلا کیسے تمہیں تھپڑ ماروں مگر میں نے کہا نہ مارو آبان اتنی زور سے بولا کہ ماہم اندر تک دہل گئی میں کہہ رہا ہوں مارو دوسرے ہی پل ماہم کا ہاتھ آبان کے گال پر اٹھ گیا آبان اپنے گال پر ہاتھ رکھ

کر کھڑا ہو گیا اور بولا ارے واہ آج تو درد نہیں ہوا یہ کیسے ہو گیا یہ تو جادو ہو گیا پھر آبان بولا اٹھو نیچے اترو ماہم پھٹی پھٹی نگاہوں سے آبان کو دیکھ رہی تھی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا۔ بیڈ سے نیچے اترو ماہم ڈرتے ڈرتے اٹھ کر کھڑی ہو گئی آبان نے دو چکر ماہم کے گرد لگائے اور اپنی پیٹھ ماہم کی طرف کر کے کھڑا ہو گیا ماہم تھر تھر کانپ رہی تھی کہ نجانے اب آبان کیا کرنے والا ہے آبان ایک دم پلٹا اور ماہم کے گال کو آبان نے ریڈ کر دیا۔ اس کا ہاتھ ماہم کے گال کو ریڈ کر گیا۔ ماہم دھڑام کی آواز کے ساتھ نیچے گر گئی کیونکہ وہ آبان کے اس ردعمل سے بے خبر تھی آبان نے ماہم کو بالوں سے پکڑ کر اٹھایا تمہیں کیا لگتا ہے میرا دل آ گیا تھا تم پر جو میں تم سے شادی کرنے پر راضی ہو گیا میں صرف تم سے بدلہ لینا چاہتا تھا اپنی بے عزتی کا جو تم نے میری میرے دوستوں کے سامنے کی تمہاری اتنی اوقات کہ تم نے مجھے آبان احمد کو تھپڑ مارا اور آبان احمد چپ چاپ بیٹا رہے آبان احمد اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا خوب جانتا ہے میں نے اسی وقت سوچ لیا تھا کہ میں تم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے کر رہوں گا اور بدلہ بھی ایسا کہ تم ساری عمر یاد رکھو گی چاہے اس کے لیے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے دیکھو آج میں نے تم سے اپنا بدلہ لے لیا میں نے تمہاری زندگی کو اتنی دردناک بنا دوں گا کہ دوبارہ آبان احمد پر ہاتھ اٹھانے سے پہلے ہزار بار سوچو گی آبان بول رہا تھا اور ماہم بت بنی سب باتیں سن رہی تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ آبان ایسا بھی کر سکتا ہے اور کیا جو اس نے اچھا بننے کا ناٹک کیا سب کے سامنے وہ کیا تھا کہیں نہ کہیں وہ بھی سمجھ بیٹھی تھی کہ آبان اب سدھر گیا ہے مگر آج جو اس کے ساتھ ہوا تھا وہ آبان کی درندگی کا نشان تھا وہ اس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ کبھی نہیں بدل سکتا اس نے صرف اپنا بدلہ لینے کے لیے اچھا بننے کا ناٹک کیا تھا...... اتنے میں آبان کا موبائل بجا تو اس نے ماہم کو ایک جھٹکے سے پیچھے پھینکا جسے وہ کندھوں سے پکڑ کر کھڑا تھا ماہم دور جا گری، اسے زبردست چوٹ آئی اور درد کی وجہ سے آنسو اس کی آنکھوں سے موتیوں کی طرح گر رہے تھے آبان نے کال ریسیو کی اس کے دوست بولے ارے دوست کتنی دیر ہو گئی ہم سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں بس اب چھوڑ دو بھابی کو تم یہاں آ کر تو دیکھو شراب کے ساتھ شباب کا بھی انتظام کیا ہے ہم نے آبان کے منہ سے ایک قہقہہ گونجا اور بولا تو پھر بس میرا انتظار کرو ابھی آیا آبان جانے لگا لیکن پھر پلٹ کر ماہم کے پاس آیا اور اسے پھر بالوں سے پکڑ کر بولا خبردار اگر باہر کسی کو بتانے کی کوشش کی کہ میں رات کو گھر سے باہر گیا تھا یا میں نے تمہیں مارا ہے اگر کسی کو بتایا نہ تو تمہارا وہ حال کروں گا کہ ساری عمر یاد رکھو گی پڑی رہو یہاں پر تنہا اور یہ نہ سمجھنا کہ میں تمہیں کبھی چھوؤں گا تمہیں کبھی ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا تمہارے جیسی ہزاروں لڑکیاں روز ہم خرید کر لا سکتے ہیں اور تم کیا چیز ہو اب رو یہاں پر بیٹھ کے اپنے عاشق کو یاد کر کے جو تمہیں یہاں میری ضد میں چھوڑ کر امریکہ چلا گیا پکارو اسے اور کوسو اس وقت کو جب تم نے آبان احمد پر ہاتھ اٹھانے کی جرت کی تھی آبان دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اس نے ادھر ادھر دیکھا باہر صحن میں کوئی نہیں تھا وہ حویلی کے پچھلے دروازے سے باہر نکل گیا ماہم اپنی قسمت پر آنسو بہاتی رہ گئی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا اس کے ساتھ شادی کی پہلی رات ایسا ہو گا اب وہ سوچ رہی تھی کہ کاش اس نے شادی سے انکار کر دیا ہوتا کاش ماہم اٹھی اور آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھپڑ کی وجہ سے اس کا گال ریڈ ہو گیا تھا اس کی چیخ کمرے میں دب کر رہ گئی کتنا درد تھا اس کی چیخ میں دوسری طرف زویا اور رضی نے وعدوں اور قسموں کے ساتھ اپنی نئی زندگی کی شروعات کیں ایک

ہی حویلی کے دو کمرے دونوں میں دو بھائی اور دو دوستیں ایک کمرے میں خوشیوں کی بہار اور دوسرے کمرے میں سسکیوں کی پکار قدرت کے کھیل بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں۔

پھر رات کے پچھلے پہر آبان کمرے میں آیا ماہم اب تک بیٹھی اپنی قسمت پر آنسو بہا رہی تھی آبان شراب سے دھت کمرے میں آیا اور لڑکھڑاتا ہوا بیڈ پر گر گیا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی آبان ہے جو کچھ دن پہلے سب کے سامنے عزت و احترام سے جھکتا تھا اور آج وہی آبان شراب کے نشے میں بیہوش پڑا تھا زمین پر بیٹھے بیٹھے نجانے کب ماہم کی آنکھ لگ گئی صبح اس کی آنکھ پھر آبان کی گرج دار آواز کے ساتھ کھلی کیا اب یہاں ہی بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے اٹھو اور جا کر اپنا حلیہ درست کرو میں باہر جا رہا ہوں اور خبردار اگر ایسے باہر آئی اپنا حلیہ درست کر کے آنا اور کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے کہ رات کو کمرے میں کیا ہوا ورنہ پھر تمہاری خیر نہیں آبان ماہم کو دھمکی لگا کر خود فریش ہو کر کمرے سے باہر نکل گیا زویا اور رضی پہلے ہی ناشتے کیلئے آ گئے تھے آبان کو آتا دیکھ کر زویا نے پوچھا بھائی ماہم نہیں آئی پہلے آبان نے سب کو سلام کیا اور پھر بولا زویا ابھی تیار ہو رہی ہے بس ابھی آتی ہی ہو گی میں بلا کر لاتی ہوں زویا اٹھ کر جانے لگی نہیں زویا تم بیٹھو تم ناشتہ کرو میں بلا کر لاتی ہوں کہہ کر رانیہ ماہم کو بلانے اس کے کمرے میں آئی اتنی دیر میں ماہم واش روم سے باہر آ گئی تھی اور بالوں کو کنگھی کر رہی تھی جیسے ہی رانیہ کمرے میں داخل ہوئی ماہم دوڑ کر رانیہ کے گلے لگ گئی کیا ہوا ماہی تم رو کیوں رہی ہو کیا آبان نے کچھ کہا ہے آبان کا نام سن کر وہ ایک جھٹکے سے رانیہ سے علیحدہ ہو گئی کچھ پل کے لیے وہ بھول گئی تھی کہ آبان نے اسے منع کیا ہے مگر دوسرے ہی رات کا واقعہ اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم گیا اس نے جلدی سے دوسری طرف منہ کر کے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے ایک منٹ ماہی ذرا میری طرف دیکھو یہ تمہارے گال کو کیا ہوا ہے اتنا ریڈ کیوں ہو رہا ہے کچھ نہیں دی بس ایسے ہی ماہم نے جلدی جلدی چہرے پر میک اپ لگانا شروع کر دیا اور اس نے ریڈ نشان کو چھپا لیا رانیہ نے سارے کمرے کا جائزہ لیا اسے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا ماہی تم کچھ چھپا رہی ہو اتنے میں کمرے میں شرمین آ گئی وہ جلدی سے شرمین کی طرف چلی گئی چلو دی باہر چلتے ہیں ہم بس آنے ہی والی تھیں اور اب تم نے کیا یہاں کھڑے رہنا ہے رانیہ کو پیچھے کھڑے دیکھ کر شرمین نے پکارا تم چلو دونوں میں بعد میں آتی ہوں رانیہ پھر سے بعد میں سارے کمرے کا جائزہ لیا فرش پر ماہم کی ٹوٹی چوڑیوں کے ٹکڑوں نے اور خون کے دھبوں نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا پھر وہ نیچے آ گئی ماہم رانیہ سے نظریں چرا رہی تھی جیسے اس نے ماہم کی چوری پکڑ لی ہو ماہم سب کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی مگر دوسرے ہی لمحے وہ کچھ کھو سی جاتی رانیہ یہ سب نوٹ کر رہی تھی ماہم کچن میں خالی برتن رکھنے گئی تو اس کے پیچھے کچن میں چلی آئی دی آپ نے کیوں تکلیف کی لائیے مجھے دیں میں کرتی ہوں سب رانیہ نے ماہم کو برتن پکڑاتے وقت جان بوجھ کر ماہم کے بازوؤں کو چھوا جو اس نے بڑے سلیقے سے چھپا رکھا تھا جیسے ہی رانیہ نے چھوا تو اس کے منہ سے آہ کی آواز نکل گئی کیا ہوا ماہی تم کراہی کیوں کچھ نہیں دی بس ایسے ہی ماہی برتن نیچے رکھو ماہی نے برتن نیچے رکھ دیئے اس سے پہلے کہ رانیہ ماہم کا بازو دیکھتی نعمان کی بیوی کمرے میں آ گئی بولی رانیہ تمہیں باہر بلا رہے ہیں فی الحال تو ماہی میں جا رہی ہوں پر مجھے تمہارا بازو دیکھنا ہے مجھے لگتا ہے ماہی تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو آبان کچن میں داخل ہوا تو ماہم اسے دیکھ کر ڈر سی گئی کہ ضرور آبان کو شک ہو گیا ہے نعمان کی بیوی آبان کو دیکھ کر مسکرائی ارے دیور صاحب تم یہاں کیا لینے آئے ہو کچھ نہیں بھابی وہ پانی لینے

آیا تھا صاف صاف کیوں نہیں کہتے دیور صاحب پانی کے بہانے اپنی دلہن سے بات کرنے آئے ہو پھر وہ مسکراتی ہوئی کچن سے باہر چلی گئی آبان نے دیکھا کہ باہر سب مصروف ہیں تو وہ ماہم کے پاس آیا اور بولا یہ رانیہ بھابی کیوں تمہارے پیچھے آ رہی ہیں کہیں تم نے اسے کچھ بتایا تو نہیں ہے ناں آبان نے ماہم کے بازو کو اسی جگہ سے اتنی زور سے پکڑا جہاں اس کے زخم ہوئے تھے تو ماہم کی چیخ نکل گئی چھوڑیئے پلیز مجھے درد ہو رہا ہے یاد رکھنا ماہم اگر تم نے کسی کو کچھ بتایا تو اسی وقت تمہیں طلاق دے دوں گا اور تمہیں اتنا بدنام کروں گا کہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی اور وہ جو تمہاری بڑی امی ہیں ناں وہ بھی یہ برداشت نہیں کر پائیں گی یاد رکھنا اور اتنا سوچ کر اپنا منہ کھولنا آج ماہی کو اپنی مما کی بات یاد آ گئی کہ ماہم ایسی باتیں کرنا بہت آسان ہوتا ہے منہ سے بولنے سے آسان لگتی ہیں مگر ان پر عمل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور آج ماہم بھی چاہ کر بھی کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی اسے خود سے زیادہ اپنوں کی خوشیاں عزیز تھیں اتنے میں کچن میں رانیہ آئی تو آبان نے ماہم کا بازو چھوڑ دیا اور بولا دیکھئے رانیہ بھابی ماہم نے چوڑیاں نہیں پہنی میں اس سے کہہ رہا تھا کہ شادی کا پہلا دن ہے اور تمہارے بازو خالی ہیں رانیہ بھابی کو دیکھو کیسے بن سنور کر رہتی ہیں آپ ہی اسے کچھ سکھایئے رانیہ بھابی ہاں تو ماہم میرا بیٹا سچ ہی کہہ رہا ہے شادی کے پہلے دن ہی تمہارے بازو خالی ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے آبان کی امی نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے کہا آبان ماہم کو آنکھیں دکھاتا ہوا کچن سے باہر نکل گیا۔ اچھا بیٹا میں تم دونوں کو بلانے آئی تھی شرمین بیٹی اور اس کے سسرال والے جا رہے ہیں۔

اب ہمارا خیال ہے ہمیں چلنا چاہیے دلاور نے سب سے کہا مگر میرا تو خیال تھا کہ تم سب تھوڑے دن تک اور رک جاتے نہیں نثار صاحب اب ہمیں چلنا چاہیے اور پھر آنا جانا تو لگا ہی رہے گا ہاں انکل آفس بھی تو جانا ہے نجانے وہاں پر کیا ہوا ہو گا احسن نے بھی اپنی رائے دی شرمین اور شاذل جاؤ اپنے بیگ اٹھا لاؤ اسماء نے کہا جی مما ابھی لاتے ہیں مما آپ لوگ اتنی جلدی کیوں جا رہے ہیں ماہم اسماء کے گلے مل کر رو پڑی ارے ماہی رو کیوں رہی ہو پاگل ہم کوئی ہمیشہ کیلئے تھوڑی جا رہے ہیں تمہارے پاپا اور شاذل کو آفس بھی تو جانا ہے اچھا اب یہ رونا بند کرو ایک دو دنوں میں آئیں گے ناں تم سے ملنے شرمین نے بھی ماہم کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا مگر دی آپ مجھ سے وعدہ کریں آپ مجھ سے ملنے آئیں گی ہاں ہاں ماہی آؤں گی مگر تم رو کیوں رہی ہو تم تو ایسے رو رہی ہو جیسے ہم تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھوڑ کر جا رہے ہیں اور سب یہاں ہیں ناں بڑی امی رانیہ اور تمہاری بیسٹ فرینڈ زویا بھی رانیہ اور زویا میری بہن کا خیال رکھنا پھر سب اجازت لے کر رخصت ہو گئے پھر وجیہہ اور مزمل نے بھی اجازت چاہی ازمان بیٹا ہو سکے تو کل کو آفس آ جانا تم جانتے ہو ناں اب عاشر بھی نہیں ہے اب سارا کام تمہیں ہی سنبھالنا ہے ہاں انکل آپ فکر نہ کریں میں آ جاؤں گا اور آپ کام کی ذرا بھی ٹینشن نہ لیں وہ بھی سب سنبھال لیں گے انکل میں تو کہتا ہوں میں آپ کے ساتھ ہی چلتا ہوں آپ لوگوں کو گھر چھوڑ کر آفس کا چکر لگا آؤں گا۔ ہاں بیٹا یہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو پھر وہ بھی چلے گئے۔

بھائی مجھے یقین نہیں ہوتا کہ ماہی اور رضی کی بھی شادی ہو گئی ہے ہاں عالیہ بہو مجھے بھی یقین نہیں ہو رہا اور جتنی جلدی ہو سکے انسان کو اپنے فرض سے آزاد ہو جانا چاہیے عالیہ بیگم اور نثار احمد باہر صحن میں بیٹھے باتیں کرنے لگے جبکہ گھر کے باقی لوگ بھی کاموں میں بزی تھے۔ رانیہ نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے ماہم

کہیں نظر نہ آئی ضرور کمرے میں ہی ہو گی امی جی میں کمرے میں جا رہی ہوں رانیہ کے پاس اتنا کہہ کر رانیہ ماہم کے پاس آئی ماہم نے رانیہ کو دیکھ کر جلدی سے چادر کے نیچے کچھ چھپا لیا اور اپنے بازو کو ڈھانپ لیا جبکہ رانیہ اندر داخل ہوتے وقت سب کچھ دیکھ چکی تھی اس نے پوچھا ماہم کیا چھپا رہی ہو کچھ نہیں دی اس نے چادر کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا رانیہ نے چادر ہٹائی تو زخموں پر لگانے والی ٹیوب تھی ماہم یہ کیا ہے اور اسے تم کہاں لگا رہی تھی کہیں نہیں دی رانیہ نے زبردستی ماہم کا بازو دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ماہم یہ کیا ہے یہ کیسے ہوئے اتنے گہرے زخم دی کچھ نہیں وہ بس چوڑیاں پہنتے وقت چوڑیاں لگ گئیں خود لگ گئیں یا کسی نے لگائیں بھلا یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مجھے کون لگائے گا یہ زخم ماہم نے ٹیوب کو دراز میں رکھتے ہوئے کہا اچھا ادھر میری طرف دیکھو یہ تمہاری آنکھوں میں آنسو کیوں ہیں اور تم مجھ سے نگاہیں کیوں چرا رہی ہو نہیں دی میری آنکھوں میں آنسو کب ہیں آپ بھی بس خوامخواہ ہی پریشان ہو رہی ہیں پلیز ماہی اگر کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ تمہیں اگر آبان نے کچھ کہا ہے تو گھر والوں کو بتاؤ اگر گھر والوں کو نہیں تو کم از کم مجھے تو بتاؤ نہیں دی ایسی کوئی بات نہیں ہے اگر ہوئی تو میں آپ کو ضرور بتاؤں گی اتنے میں زویا کمرے میں داخل ہوئی تو رانیہ خاموش ہو گئی زویا بولی رانیہ بھابی آپ کو مما بلا رہی ہیں اچھا تم دونوں بیٹھو باتیں کرو میں تم دونوں کیلئے کچھ کھانے کو بھیجتی ہوں رانیہ کے جانے کے بعد زویا اس سے رات کے بارے میں پوچھنے لگی زویا تم میری چھوڑو تم اپنی سناؤ تمہارے چہرے سے تو ایسا لگ رہا تھا کہ تم بہت خوش ہو اس بندر کے ساتھ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنس پڑیں ویسے اتنا برا بھی نہیں ہے بندر جتنا میں سمجھتی تھی زویا یوں ماہی کو ہنستے دیکھ کر بہت خوش ہوئی بالکل ایسے ہی رہا کرو بہت اچھی لگتی ہو تم ہنستے ہوئے تمہیں پتہ ہے ماہم آج تم کتنے دنوں بعد یوں مسکرائی ہو پچھلے کچھ دنوں سے میں تمہاری مسکان بھی دیکھنے کیلئے ترس گئی تھی پھر اچانک ماہی کو رات کا واقعہ یاد آ گیا اور وہ پھر سے خاموش ہو گئی کیا ہوا ماہی پھر سے پریشان ہو گئی وہ زویا مجھے تم سے کچھ بات کرنا تھی ہاں بولو ماہی کہ کیا بات ہے زویا کیا تم نے نوٹ کیا ہے آنٹی مجھ سے خفا خفا سی تھیں کون پھوپھو ہاں زویا آنٹی مجھ سے ناراض ناراض لگ رہی تھیں ہاں ماہی میں نے بھی نوٹ کیا ہے آج جاتے وقت بھی پھوپھو نے تم سے اچھی طرح بات نہیں کی ہاں زویا وہ مجھے ذمہ دار سمجھتی ہوں گی ہاں ماہی ہو بھی سکتا ہے مگر ماہی تمہیں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا شاید کبھی بھی کچھ ٹھیک نہ ہو ماہم نے کچھ کھوئے ہوئے انداز میں کہا [illegible] ٹھیک نہیں ہو گا زویا نے کہا تو ماہم چونک گئی کچھ نہیں زویا تم بتاؤ بھائی کے بارے میں تمہیں کیسا [illegible] میرا بھائی زویا میں نے تو کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ تم میری بھابی بن جاؤ گی اور ماہی کیا میں نے سوچا تھا سب سے بڑی بات تو جب ہم کالج میں تھیں تو ہمارے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہم یوں آپس میں کزن [illegible] پھر ہمارے درمیان یہ رشتہ ہو گا اچھا ایک بات پوچھوں ماہی برا تو نہیں مناؤ گی ہاں پوچھو زویا [illegible] سے اجازت لینے کی ضرورت ہے پوچھو جو پوچھنا ہے ماہی جب سے تم آبان کی بیوی بنی ہو مطلب جب سے تمہاری آبان کے ساتھ رشتے کی بات ہوئی تب سے لیکر آج تک کیا تمہیں عاشر بھائی کی یاد نہیں آئی ماہم اٹھ کر کھڑی ہو گئی بولی کیا کبھی کوئی انسان اپنی محبت کو بھول سکتا ہے زویا بولی نہیں تو پھر میں کیسے عاشر کو بھول سکتی ہوں ہاں مجھے عاشر کی بہت یاد آتی ہے اور کبھی کبھی زندگی میں ایسا وقت بھی آتا ہے جب کسی اپنے کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے اور مجھے وہ کمی کل......! ماہم کو جھٹکا سا لگا کہ وہ کیا کہنے جا رہی ہے کیا ماہی

کل، تم بولتے بولتے رک کیوں گئی کچھ نہیں زویا مجھے کہ کمی ہمیشہ رہے گی کاش ماہم تم نے وقت رہتے عا بھائی سے اظہار کردیا ہوتا تو آج آبان کی بجائے عاشر بھائی آپ کے ساتھ ہوتے ہاں زویا کاش مگر کیا ہوسکتا ہے کچھ بھی نہیں جو ہونا تھا جو میری قسمت میں لکھا تھا وہ تو ہو چکا ہے اتنے میں پنکی کمرے بھاگتی بھاگتی آئی اور بولی زویا دی آپ کو وہ کمرے مین نئے والے انکل بلا رہے ہیں ارے بھئی کون نئے والے انکل وہی جو کل دلہا بنے تھے دونوں مسکرا پڑی پھر زویا اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی جہاں اس کا پہلے سے ویٹ کر رہا تھا۔

***

شادی کی دوسری رات بھی آبان ماہم کو وارننگ دے کر گیا کہ اگر اس نے کسی کو بتایا کہ وہ رات کو جاتا ہے تو تمہاری خیر نہیں ماہم نے آبان کے جانے کے بعد خدا کا شکر ادا کیا کہ آج آبان نے اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا ماہی نے ٹائم دیکھا تو رات کے 10 بج رہے تھے سب اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لیے جا چکے تھے ماہی نے پوچھا کیوں نہ بڑی امی کے پاس چلی جاؤں پھر اس کے ذہن میں خیال آیا کہ بڑی امی پوچھیں گی کہ رات کو اس وقت تو کیا جواب دوں گی پھر اس نے سوچا کہ کہہ دوں گی کہ آبان سو چکا یہاں اکیلے بیٹھنے سے تو اچھا ہے کہ جھوٹ ہی بول دوں ماہی نے بڑی امی کا دروازہ آہستہ سے نوک کیا عالیہ بیگم نے اندر آنے کو کہا جیسے ہی عالیہ بیگم نے ماہم کو دیکھا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی آؤ ماہی تم سوئی نہیں ابھی تک نہیں بڑی امی نیند نہیں آرہی تھی تو آپ کے پاس چلی آئی ہاں یہ تو بہت اچھا کیا تم نے پر آبان تم آبان کو اکیلے چھوڑ کر آ گئی وہ کیا سوچے گا نہیں بڑی امی وہ سو رہے ہیں اور اگر انہیں جاگ آ گئی تو نہیں بڑی وہ نہیں جاگیں گے اچھا تو پھر میری گڑیا کو نیند کیوں نہیں آرہی تھی عالیہ بیگم نے ماہی کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا بڑی امی بس آپ کی یاد آرہی تھی اور گھر کی یاد آرہی تھی بڑی امی ہم گھر کب جائیں گے کب سے گھر ماہی اب تمہارا گھر، تمہارا اصل گھر تمہارا سسرال ہے تمہیں آبان کے گھر رہنا ہے تو کیا بڑی امی کبھی بھی اپنے گھر نہیں آسکتی کیوں بیٹا جب جی چاہے آسکتی ہو مگر آبان کی اجازت سے اور بڑی امی اگر آبان نے اجازت نہ دی تو کیوں ماہی ایسا کیوں بول رہی ہو بھلا آبان ایسا کیوں کرے گا ماہی ایک بات پوچھوں ہاں پوچھئے بڑی امی ماہی کیا تم آبان کے ساتھ میں خوش ہو ناں آبان تمہیں پسند تو ہے ناں کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ماہی بولی ہاں بڑی امی میں بہت خوش ہوں آبان کے ساتھ لیکن بیٹا مجھے لگتا ہے شاید میں نے تمہارے ساتھ زبردستی کی ہے نہیں بڑی امی آپ نے میرے ساتھ زبردستی نہیں کی ہے میں نے اپنی خوشی کے لیے اس رشتے کیلئے ہاں کی تھی اور میں بہت خوش ہوں آبان نے مجھے بہت خوش رکھا ہے ماہی نے دھیرے سے اپنے آنسو صاف کیے اچھا بڑی امی اب میں چلتی ہوں کہیں آبان جاگ نہ جائے کیونکہ ماہی کے لیے اپنے آنسوؤں پر کنٹرول کرنا ناممکن ہو رہا تھا وہ اپنے کمرے میں آ گئی آبان ابھی تک نہیں آیا تھا رات کے دوسرے پہر اس کے کانوں میں کسی کے بولنے کی آواز آئی آبان اس کے سر پر کھڑا گرج رہا تھا کہ اٹھ میرے بستر سے مجھے سونا ہے ماہی جو آبان کے بستر پر بیٹھی تھی اور بیٹھے بیٹھے نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی اور اب آبان کے اتنی زور سے بولنے پر اس کی آنکھ کھلی تو وہ ڈر کے مارے فوراً اٹھ کر کھڑی ہوئی آج پھر آبان شراب پیئے ہوئے تھا اور بستر پر لیٹتے ہی بیہوش ہو گیا ماہی اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گئی اور اپنی قسمت پر آنسو بہاتے بہاتے اسے نجانے کب نیند آ گئی......

عاشر کی فلائٹ جب امریکہ ایئر پورٹ لینڈ ہوئی اور عاشر نے جہاز سے باہر قدم رکھا تو سامنے اس کا دوست منتظر تھا عاشر نے اسے دیکھ کر ہاتھ ہلایا تو عمی دوڑ کر اس کے پاس آیا دونوں ایک دوسرے کے گلے ملے اور سناؤ عاشر یار کیسے ہو تم تو پاکستان کیا گئے اپنے دوست کو تو بھول ہی گئے ارے یار نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے اگر میں تم کو بھولا ہوتا تو تمہیں یہاں آنے سے پہلے اطلاع کیوں دیتا اچھا عاشر خیریت تو ہے نام تم یوں اچانک پھر سے واپس آ گئے جہاں تک مجھے یاد ہے تم تو اپنی سٹڈی کمپلیٹ کر کے ہمیشہ کیلئے پاکستان چلے گئے تھے ہاں یار گیا تو ہمیشہ کیلئے تھا مگر یار پاکستان میں حالات ہی کچھ ایسے پیدا ہو گئے کہ دوبارہ واپس آنا پڑا اچھا ایسی بھی کیا مشکل آ پڑی کہ تم اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر دوبارہ واپس آنا پڑا اور مجھے دیکھ لو مجھے یہاں تین سال ہو گئے ہیں میرا یہاں دل نہیں لگتا دل چاہتا ہے کہ اڑ کر پاکستان چلا جاؤں یار اگر ہمارے حالات ٹھیک ہوتے تو میں کبھی بھی اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر یہاں نہ آتا مگر تم کیسے آ گئے یہ تم ہی جانو پھر عمیر نے عاشر کو کھوئے ہوئے دیکھ کر پوچھا اب کیا سوچ رہے ہو اب گھر نہیں چلنا کیا۔ ہاں عمیر یار وہی تو سوچ رہا تھا کہ کہاں جاؤں پہلے تو یونیورسٹی کے ہوسٹل میں رہتا تھا لیکن اب کہاں جاؤں گا تو تم ٹینشن کیوں لے رہے ہو اپنا اپارٹمنٹ ہے ناں تم میرے ساتھ چلو تم نے دیکھا ہی ہوگا کہ میرا اپارٹمنٹ دو کمروں کا ہے ہم دونوں آرام سے رہ سکتے ہیں پھر دونوں نے گاڑی میں سامان کھا اور گاڑی امریکہ کی سڑک پر ڈال دی عمیر عاشر کا دوست تھا عاشر کی ملاقات سال پہلے عمیر سے ایک کیفے بار مین ہوئی تھی عمیر اور عاشر نے پہلی بار ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر چائے پی تھی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بہت خوش ہوئے تھے کیونکہ دونوں پاکستانی تھے عمیر نے عاشر کو بتایا کہ پہلے تو ان کے حالات پاکستان میں ٹھیک تھے اس نے اچھی تعلیم حاصل کی پھر زندگی نے ایسا رخ بدلا کہ سب کچھ بدل گیا پھر اسے کسی جاننے والے کی مدد سے یہاں کا ویزا مل گیا اور وہ یہاں آ گیا پہلے تو اسے یہاں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا پھر اسے ایک کمپنی میں جوب مل گئی کمپنی کا بوس نیک اور خدا ترس تھا خاص کر پاکستانیوں کے لیے اسے کمپنی کی طرف سے رہنے کے لیے اپارٹمنٹ بھی مل گیا اور اس کی تنخواہ بھی اچھی تھی کہ وہ گھر والوں کو بھیج سکتا اور پھر اس کا گزارہ آسانی سے ہو جاتا اب اسے آئے تین سال ہو گئے تھے اس کے ماں باپ بہن بھائی سب اسے بلا رہے تھے مگر اس کا کہنا تھا کہ وہ کونٹیکٹ کے مطابق پورے 5 سال پورے ہونے کے بعد ہی آسکے گا راستے میں عاشر نے عمیر کو اپنے آنے کی ساری تفصیل بتائی تو عمیر بولا تو تمہارے امریکہ واپس آنے کی یہ وجہ ہے میں تو سمجھا تھا کہ تم کسی اور کام سے آئے ہو ہاں یار تم جوب کرنے تو آ نہیں سکتے کیونکہ تمہارا اپنا بزنس تھا پاکستان نیں تم تو اپنی سٹڈی کمپلیٹ کر کے جا چکے تھے بلکہ باقاعدہ ڈگری بھی لے چکے تھے پھر کیوں تم یہاں بنا برسات کے ٹپک پڑے اور تم تو یہاں آ کر اپنے آنے کی وجہ عشق میں ناکامی بتا رہے ہو برخوردار تم پاکستان گئے اور عشق کر کے واپس بھی آ گئے اور ایک ہم ہیں ابھی تک سنگل پھر رہے ہیں عمیر پلیز مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی میں پہلے ہی بہت ڈسٹرب ہوں اتنے میں عمیر کا گھر آ گیا اور دونوں گھر میں داخل ہو گئے اچھا کیا پیؤ گے عمیر نے فریج کھولتے ہوئے کہا کچھ بھی دے دو اور اپنا موبائل بھی دو میں پاکستان کال کر کے بتا دوں کہ میں بالکل ٹھیک ٹھاک پہنچ گیا ہوں اچھا آج ہم ڈنر کے لیے باہر جائیں گے جیسے تمہاری مرضی عمیر مگر فی الحال تو میں آرام کرنا چاہتا ہوں بہت تھک گیا ہوں اچھا تم آرام کر لو اور میں کچھ کلیمنٹ کر لوں...... رات کو دونوں

ڈنر کرنے کے بعد ایک کیفے بار میں بیٹھے کوفی پی رہے تھے اب تمہارے چہرے پر 12 کیوں بج رہے ہیں عمیر نے عاشر کو کھوئے ہوئے دیکھ کر کہا عمیر سوچ رہا تھا کہ یہاں تو آ گیا ہوں مگر کروں گا کیا گھر پر تو جھوٹ بول آیا ہوں مگر اب کیا کروں گا تو یہ دوست کب کام آئے گا عمیر نے خود کو داد دیتے اور اپنے کالر کو اچکاتے ہوئے کہا یار تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں اپنے بوس سے بات کروں گا میں نے تمہیں بتایا تھا ناں کہ میرے بوس پاکستانی کی بہت عزت کرتے ہیں کیونکہ میری والدہ پاکستانی تھی اور یہ انہی کی مہربانی ہے جو مجھے یہاں جوب مل گئی ورنہ یہاں اس ملک میں کوئی کسی کو نہیں پوچھتا سالوں سال دھکے کھانے پڑتے ہیں پھر جا کر جوب ملتی ہے وہ بھی کہیں صفائی کرنے کی یا کسی ہوٹل میں ملنے کی برتن مانجھنے کی عمیر تم نے تو میری پریشانی دور کر دی پلیز صبح کو اپنے بوس سے میری بات ضرور کرنا او کے بابا ضرور کروں گا اچھا چلو اب گھر چلتے ہیں بہت رات ہو گئی ہے اور صبح آفس کے لیے بھی جلدی جاگنا ہے صبح کو عمیر آفس چلا گیا عاشر پہلے تو گھر بیٹھا بیٹھا بور ہو رہا تھا اس نے پھ سوچا کیوں نہ اپنے یونیورسٹی کے دوستوں سے مل آؤں یہ سوچ کر وہ دوستوں سے ملنے چلا گیا شام کو جب عمیر گھر آیا تو اس نے عاشر کو خوشخبری سنائی کہ اس نے بوس سے بات کی ہے اور کل کو بوس نے اسے آفس بلایا ہے اور مجھے امید ہے کہ تمہاری جوب پکی ہے کیونکہ میں نے تمہاری تعریف ہی بوس سے اتنی کی ہے پھر دوسرے دن عاشر عمیر کے ساتھ آفس گیا عاشر کے کمپنی کے مالک کو اپنی ڈگری دکھائی تو وہ بہت ایمپریس ہوا اس نے عاشر کا انٹرویو کیا اور عاشر سے کچھ سوالات پوچھے جن کے جوابات عاشر نے بخوبی دیئے پھر بوس عاشر کی ذہانت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا اور اسے جوب مل گئی اور ساتھ ہی اسے رہنے کے لیے علیحدہ گھر اور گاڑی بھی جو صرف پاکستانی ورکر کو ملتی تھی عاشر نے گاڑی تو لے لی مگر گھر لینے سے انکار کر دیا اس نے کہا کہ وہ اپنے دوست کے ساتھ ہی رہنا چاہتا ہے اگلے دن سے عاشر جوب پر جانے لگا پھر اس نے اپنے ممی اور پاپا کو بھی کال کر کے یہ خوشخبری سنائی کہ اس کی جوب لگ گئی ہے پھر عاشر نے رانیہ کو کال کی رانیہ نے جب عاشر کا امریکہ کا نمبر دیکھا تو اس نے جلدی سے کال ریسیو کر کے بولی آپ پہنچ گئے خیریت سے اس وقت ماہم بھی پاس ہی تھی رانیہ کے اسے بھی پتہ چل گیا کہ عاشر کا فون آیا ہے اس کا دل تو چاہا عاشر سے بات کرنے کو مگر اس نے خود کو روک لیا اس کا دھیان دوسری طرف تھا مگر اس کے کان رانیہ کی طرف تھے رانیہ بولی ہاں بھائی یہاں سب ٹھیک ہے جس کا مطلب بھائی یہاں پر ہر کوئی ٹھیک ہے رانیہ جان بوجھ کر یہ سب کہہ رہی تھی تا کہ عاشر جان لے کہ ماہم بھی ٹھیک ہے اور بھائی میں سب کو بتا دوں گی کہ آپ خیریت سے پہنچ گئے ہیں اور آپ کی جوب بھی پکی ہو گئی ہے ماہم کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ اسے انتظار تھا کہ کب عاشر کی کوئی خبر آئے اچھا رانیہ سب کو میرا اسلام کہنا میں پھر فون کروں گا۔

ارے بھئی جس محبت کیلئے تم اپنے ماں باپ کو چھوڑ آئے ہو اس کے بارے میں تو تم نے پوچھا ہی نہیں میں نے تمہاری ساری باتیں سنی ہیں تو عاشر بولا پوچھنا چاہتا تھا یار مگر پوچھ نہیں پایا ہو سکتا ہے رانیہ کے پاس کوئی ہوتا تو وہ سن لیتا میں اسے رسوا نہیں کرنا چاہتا ارے وہ تم رسوا نہیں کرنا چاہتے اپنی محبت کو مجھے تو لگتا ہے مجھے تم سے کسال لینی چاہیے محبت کی، کیونکہ جب ہمیں بھی کسی سے محبت ہو تو ہم نبھا سکیں عمیر نے عاشر کو چھیڑتے ہوئے کہا عاشر نے عمیر کو کشن دے مارا عمیر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا عاشر تم سے ایک بات پوچھوں ہاں پوچھو کل ساری رات جاگتے رہے ہو ناں نہیں یار میں کیوں جاگوں گا ساری رات جھوٹ مت

بولو میں نے کل دیکھا ساری رات تمہارے کمرے کی لائٹ آن رہی بہت محبت کرتے ہو اس سے پھر عمیر بولا یار تم صرف مجھے ماہم کے بارے میں بتا ہی رہے ہو ذرا ہمیں بھی تو دکھاؤ کہ وہ دیکھنے میں کیسی ہے اور کیا ہے اس میں ایسا کہ ہمارے دوست کو دیوانہ کر دیا عاشر نے اپنا موبائل نکالا اور عمیر کے سامنے کر دیا تو عمیر بھی ماہم کو دیکھ کر اس کی تعریف کیے بنا نہ رہ سکا۔

***

شادی کو ایک ماہ ہو گیا تھا اور اب تک سارے لوگ گاؤں میں ہی تھے اس ایک ماہ میں ماہم نے ہر رات روتے ہوئے گزاری تھی ماہم کو پتہ چل گیا کہ رانیہ کو اس پر شک ہو گیا ہے تو اس نے سب کے ساتھ ہنسنا مسکرانا شروع کر دیا تا کہ کسی کو شک نہ ہو اس نے اپنے آنسوؤں کو اپنی تنہائی تک ہی محدود کر لیا اور آبان کا سب کے ساتھ بی ہیو اچھا تھا سو کسی کو شک کرنے کی گنجائش نہ رہی۔ آبان تنہائی میں اسے ٹارچر کرتا مگر ماہم ہونٹوں تک آف نہ لاتی ہر وقت خوش خوش رہتی تو پھر رانیہ کا شک بھی دور ہو گیا آج شاذل اور شرمین آئے ہوئے تھے ماہم سے ملنے گھر پر سب بہت خوش تھے بڑی امی آپ کب آ رہی ہیں اپنے گھر، اب کیا ساری عمر یہاں ہی رہنے کا ارادہ ہے پلیز بڑی امی آ جایئے نہ گھر اب بہت سونا لگتا ہے گھر آپ کے بنا شرمین نے عالیہ بیگم سے لپٹتے ہوئے کہا ہاں شرمین بس تھوڑے دنوں میں آنے کا سوچ رہے ہیں پھر نثار احمد نے بھی کہا تو سب خوش ہو گئے کیونکہ سب بہت مس کر رہے تھے شہر کو، ماہم بھی بہت خوش ہوئی مگر اس کی ساری خوشی تب غائب ہو گئی جب آبان نے اپنا فیصلہ بڑوں کے سامنے رکھا آبان بولا دادا ابو آپ لوگ جایئے میں کچھ دن اور رہنا چاہوں گا حویلی میں ماہم کے ساتھ مگر بیٹا تم اور ماہم یہاں اکیلے رہو گے تو آبان بولا دادا ابو یہ میرا نہیں یہ ماہم کا ہی تو فیصلہ ہے کیوں ماہم بتاؤ سب کو یہ تمہارا ہی فیصلہ ہے ماہم کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے آبان پھر بولا بتاؤ نہ ماہم سوچ کیا رہی ہو سب انتظار کر رہے ہیں تمہارے جواب کا تا کہ پھر وہ کوئی فیصلہ کر پائیں تو ماہم نے کہا ہاں میں رہنا چاہتی ہوں کچھ دن اور یہاں پھر سب نے اجازت دے دی کہ ماہم اور آبان کچھ دن اور حویلی میں رہ سکتے ہیں۔

ماہم تم یہاں اکیلے کیسے رہو گی زویا ماہم کو سمجھا رہی تھی ہاں زویا ہم بھی بہت حیران ہوئی جب ماہم نے اپنا فیصلہ سنایا رانیہ اور شرمین نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا آپ لوگ بس یونہی پریشان ہو رہی ہیں میں رہ لوں گی اور میں اکیلی تھوڑی ہوں گی آبان بھی تو ساتھ ہیں ناں تو مجھے کس بات کا ڈر میں سب مینج کر لوں گی مگر ماہی تم سمجھ نہیں رہی ہو شرمین نے ماہم کو بازو سے پکڑتے ہوئے کہا تم یہاں اکیلے کھانا وغیرہ کیسے بناؤ گی اور گھر کے دوسرے کام کیسے کرو گی ڈونٹ وری دی آپ ٹینشن مت لیں میں سب کر لوں گی اب اتنے دن رہتے ہوئے اتنا تو سیکھ ہی گئی ہوں کھانا بنا سکوں اور گھر کے دوسرے کام کر سکوں میں نے کونسا ہمیشہ یہاں رہنا ہے بس تھوڑے دنوں کی تو بات ہے اچھا دی میں باتھ روم سے ہو کر آتی ہوں اتنا کہہ کر ماہم باتھ روم میں گھس گئی پھر وہ تھی اس کی تنہائی اور ساتھ اس کے آنسو بہا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کیا اور پھر ہاتھ منہ دھو کر واش روم سے باہر آ گئی......

***

کیا ماہم اور آبان آپس میں رہ پاتے ہیں یا نہیں؟ ماہم کے ساتھ کیا گزری؟ آئندہ قسط میں ضرور پڑھیں

عشق محبت ہار گئے ہم

☑.....تحریر: انتظار حسین ساقی، تاندلیانوالہ، فیصل آباد 0300-6012594

سلام عرض کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے آج میں جو سٹوری آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں یہ ایک لڑکی کی ہے ادارے کی پالیسی کے مطابق نام اور مقام تبدیل کر دیئے ہیں۔ امید ہے آپ سب لوگوں کو پسند آئے گی میری طرف سے ریاض احمد لاہور، محمد اشرف زخمی دل، ملک عاشق حسین ساجد، ریاض حسین شاہد، خالد فاروق آسی، ایم مجاہد چاند، عتیق الرحمٰن، اشفاق بٹ، مجید احمد جائی، منیر رضا، عامر وکیل جٹ، عاصم بوٹا، منظور اکبر تبسم، رمضان پریمی، رخسانہ ملک، قراۃ العین عینی، فوزیہ اٹک، سائبرہ اٹک کو محبت بھرا اسلام قبول ہو۔

چہرے ٹیڑے رہ جاتے ہیں
ٹوٹ کے شیشے جب ملتے ہیں

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

آ جا کے ابھی [illegible] کا موسم نہیں گزرا
آ جا کے ابھی پہاڑوں پہ برف جمی ہے
خوشبو کے جزیروں سے ستاروں کی حدوں تک
اس شہر میں سب کچھ ہے بس اک تیری کمی ہے

اس بات سے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر محبت کا ہونا ضروری نہیں بلکہ سچی محبت کا ہونا لازم ہے مگر اس دور میں سچی بے لوث محبت کہاں ہے اگر ہم سچی محبت تلاش کرنے نکل پڑیں تو شاید سچی محبت ہمیں کہیں بھی نہ ملے اور ہم تلاش کرتے کرتے اپنے آپ کو ختم کر دیں آج کل کی محبت ہوس ہے جسموں کی محبت ہے، پیسے کی محبت ہے ان کی محبت ہے ہر شخص محبت تو کرتا ہے مگر خود کبھی اس نے نہیں سوچا ہوتا کہ وہ خود کتنی پاکیزہ محبت کا قائل ہے پر دور میں محبت میں لوگ گرفتار ہوتے آئے ہیں ہوتے رہیں گے مگر محبت اور عشق بھی مقدر والوں کو نصیب ہوتا ہے کسی کو گھر سے نکلتے ہی منزل مل جاتی ہے اور کوئی زندگی بھر در بدر کی ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے کسی کو حاصل کر لینا محبت نہیں ہے بلکہ بچھڑ کر کسی کے ہو کے رہنا محبت ہے زندگی میں بہت سے لوگ آتے ہیں بچھڑ جاتے ہیں مگر کچھ

چہرے زندگی بھر نہیں بھولتے اور خاص کر وہ چہرے جن سے وعدے کیے ہوں قسمیں اٹھائی ہوں۔ زندگی میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو آتے ہیں تو زندگی ساتھ لے جاتے ہیں۔ محبت پربتوں سے پھٹنے والوں چشموں کی طرح ہے جو دلوں میں اپنا گھر اور راستہ خود بنا لیتی ہے کچھ محبتیں درگاہوں پہ تقسیم ہونے والی نیاز کی طرح ہوتی ہیں جنہیں خالی ہاتھوں سے اپنے قدموں سے خود چل کر حاصل کرنا پڑتا ہے کوئی آپ کے دامن میں ڈالے یا نہ ڈالے یہ قسمت کی بات ہے محبتیں چھینی یا وصول نہیں کی جاتی بلکہ رویوں سے کشید کی جاتی ہیں۔

مجھے اسلام آباد میں کچھ کام تھا۔ راستے میں سفر بور گزرتا ہے اس لیے میں نے ساتھ اپنا لیپ ٹاپ رکھ لیا اور جیسے ہی گاڑی نے فیصل آباد کی سرزمین کو چھوڑا میں اپنی سیٹ پہ اپنا لیپ ٹاپ اوپن کیا اور میں نے چند غزلیں اور گیت سننے شروع کیے ساتھ میں بیٹھی ایک دوشیزہ نے پوچھ ہی لیا سر آپ کیا کرتے ہیں میں نے اس کو بتایا کہ میں صحافی ہوں، شاعر ہوں رائٹر ہوں، وہ بہت خوش ہوئی اور اس نے کہا سر آپ میری سٹوری بھی لکھ دیں میں نے کہا ضرور لکھوں گا پھر میں نے اپنا لیپ ٹاپ بند کر دیا اور اس کی سٹوری سننے لگا آئیے جی آپ کو بھی بتائیں کہ وہ کون تھی اور اس کی داستان کیسی ہے۔

روز ڈھلتا ہوا سورج مجھ سے کہتا ہے فراز
آج اس کو بے وفا ہوئے ایک اور دن گزر گیا

میرا نام ماریہ شمائل ہے میں اسلام آباد میں رہتی ہوں میرے دو بھائی اس ملک سے باہر ہوتے ہیں امی ابو گھر میں ہوتے ہیں اور میں گھر فارغ ہوتی ہوں وقت نہیں گزرتا اس لیے ساتھ ایک سکول ہے اس میں وقت گزارنے کیلئے پڑھاتی ہوں وقت اچھا گزر جاتا ہے میں جب سکول جاتی تھی تو ایک رکشہ والا جو میرے بھائی کا دوست تھا وہ روزانہ مجھے گھر سے لے جاتا تھا اور پھر واپس چھوڑ جاتا تھا میں اکیلی نہیں ساتھ میں اور بھی لڑکیاں ہوتی تھیں میں تو ابھی میٹرک کی سٹوڈنٹ تھی مجھے عشق، محبت دوستی کسی کا کچھ بھی معلوم نہ تھا اور نہ ابھی میری ان کاموں میں پڑنے کی عمر تھی مگر ہوا کچھ یوں کہ وہ رکشہ والا کچھ دنوں سے میں نے محسوس کیا کہ بڑی توجہ کے ساتھ میری طرف دیکھتا تھا اور اکثر شیشے میں بھی مجھے دیکھتا تھا اور پھر ایک دن اس نے مجھے کہہ دیا کہ ماریہ شمائل تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو میں تم سے پیار کرنے لگا ہوں میں آپ کے بغیر رہ نہیں سکتا بس اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنا پرپوزل آپ کے گھر بھیج دوں۔ مجھے تو بہت عجیب سا لگا کہ میں نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے ان فضول کاموں سے کوئی غرض نہیں اور دوسرا میرے گھر والے کبھی بھی اس رشتہ سے راضی نہیں ہوں گے اس نے کہا نہیں میں آپ کے گھر والوں کو راضی کر لوں گا۔ مگر میں نہ مانی اور پھر اس نے سگریٹ پینا شروع کر دی اور اپنے جسم پر زخم لگانے لگا اور پھر ایک دن اس نے مجھے کہہ دیا اگر آپ نے میرے پیار کا جواب نہ دیا تو میں خودکشی کر لوں گا مجھے بہت ترس آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سچ مچ خودکشی کر لے اور میری وجہ سے وہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے میں نے اس کی ضد کے آگے ہار مان لی اور اس نے ہمارے گھر رشتہ بھیج دیا گھر والوں نے انکار کر دیا پھر میں نے اس کو سمجھایا کہ پہلے کوئی جاب کرو پھر رشتہ کی بات کرنا اس نے کافی کوشش کی مگر اس کو سرکاری جاب نہ مل سکی اور پھر اس نے باہر کسی کمپنی میں اپلائی کیا اور اس کو جاب مل گئی اور یوں وہ باہر چلا گیا اس نے بہت محنت کی محنت سے پیسہ کمایا اس کے پاس بہت سی دولت آ گئی دنیا کی ہر چیز اس کے پاس آ گئی جس کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے پھر اس نے رشتہ بھیجا اور میری اور اس کی گھر والوں کی مرضی سے اور خاص کر

اس کی مرضی سے منگنی ہو گئی مگر گھر والوں نے کہا کہ شادی ہم تین چار سال کے بعد کریں گے بلکہ میں اس وقت تک اپنی تعلیم مکمل کر لوں وقت گزرتا گیا میری اور میرے منگیتر کی روز فون پر بات ہوتی تھی کسی نے اس کو کہہ دیا کہ ماریہ شمائل آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی اس نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا لوگوں کی باتوں پہ اعتبار نہ کیا کرو خاص کر میری بھابی کی باتوں پہ کیونکہ وہ اپنے بھائی کے لیے مجھے مانگنا چاہتی تھی مگر ایسا نہ ہو سکا اس لیے۔ مگر وہ باز نہ آیا میرے ان دنوں پیپرز تھے میں اس کو ٹائم نہ دے پائی مگر وہ کہتا تم بدل گئی ہو میں نے اس کو بہت یقین دلایا کہ ایسی بات نہیں ہے وہ باز نہ آیا اور اس نے ہمارے گھر کے فون پہ بھائی کو تنگ کرنا شروع کر دیا میں نے لاکھ اس کو روکا مگر اس پہ میری کسی بات کا اثر نہ ہوا۔ اور پھر ایک دن بھابی کو پتہ چل گیا کہ کون ہے جوان کو تنگ کرتا ہے اس نے گھر سب کو بتا دیا اور یوں مجھے اس سے نفرت سی ہو گئی اور میں نے اس سے منگنی تو نہ توڑی مگر بات کرنا چھوڑ دیا۔ میں نے اس سے رابطہ ہی ختم کر دیا اس کی حرکتوں کی وجہ سے پھر وہ روز ہمارے گھر کے سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا میں کالج جاتی تو رستے میں آ جاتا۔ وہ بہت ہی خوبصورت تھا اور اس کے پاس اب سب کچھ تھا دولت، حسن ہاں مگر نجانے مجھے وہ کیوں پسند نہیں تھا شاید اس لیے کہ میں اس کی پسند تھی وہ میری نہیں۔

وہ جن میں چمکتے تھے وفا کے موتی
یقین مانو وہ آنکھیں بے وفا نکلیں
اس نے دل کا شہر اجاڑ دیا ہے
میں سمجھا تھا بخت سنوارتا جاتا ہے

یہاں سے زندگی نے اک نیا موڑ لیا میں اب پوری جوان ہو چکی تھی کیونکہ اب میں کالج کی سٹوڈنٹ تھی اور مجھے بھی محبت عشق کی باتیں اچھی لگنے لگی تھیں میرے دل میں بھی محبت کے جذبات ابھرنے لگے تھے میں بھی اپنی آنکھوں میں نجانے کتنے خواب سجانے لگی تھی۔ میں اپنا تعلق اپنے منگیتر سے ختم کر چکی تھی کیونکہ اس کی حرکتیں مجھے اچھی نہیں لگتی تھی ہمارے پڑوس میں میرے کزن کی شادی تھی سارے گھر والے اس شادی میں شریک تھے اور میں بھی چلی گئی وہاں پر بہت خوبصورت ماحول تھا ہر طرف رنگ برنگی روشنیاں تھیں لوگوں نے بڑے خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے تھے ایک طرف لڑکیاں بیٹھی تھیں اور دوسری طرف لڑکے گیتوں کا مقابلہ ہو رہا تھا ساری لڑکیاں اور لڑکے خوبصورت گیت ڈھولکی کی تھاپ پر گا رہے تھے وہاں پر ایک لڑکا بھی بیٹھا تھا وہ ہمارا رشتہ دار نہیں تھا مگر ہمارے جس رشتہ دار کی شادی ہو رہی تھی وہ اس کا دوست تھا وہ بھی لڑکوں میں بیٹھا تھا اور بڑی حیرانی کے ساتھ اور بڑے غور سے میری طرف دیکھ رہا تھا میں اس سے نظریں چرا بھی لیتی تھی مگر وہ تو آنکھوں کے تیر میری طرف ہی کیے ہوئے تھا۔ میری باری آئی تو میں نے اپنی آواز میں یہ گیت سنایا۔

ذرا ڈھولکی بجاؤ گوریو،
کوئی گیت ایسا گاؤ گوریو
یہ گھڑی ہے ملن کی ایک سجن سے سجن کی

ساری لڑکیوں نے تالیاں بجا کر مجھے حوصلہ دیا پھر دوسری طرف سے اس لڑکے نے گیت گایا۔

ڈولی سجا کے رکھنا مہندی لگا کے رکھنا وہ گا بھی رہا تھا۔ مگر نظروں کے اشارے میری طرف ہی تھے جیسے مجھے ہی کہہ رہا ہو۔ رات کافی گزر گئی تھی پھر ہم واپس اپنے گھر آ گئے میرے کزن کے ساتھ وہ ہم سب گھر والوں کو ہمارے گھر تک چھوڑنے آیا تھا۔

دوسرے دن ہمارے گھر وہ پھول لینے آ گیا اس لڑکے کی امی اور میری امی دوست تھیں اور اس کی ایک سسٹر بھی میری دوست تھی شادی میں

دوسرے دن ہم اکٹھی بیٹھی تھیں اور اس کے بھائی نے میری تصویر بنالی اس کا نام سہیل تھا اس کی آواز مجھے بہت پسند آئی تھی اس کی باتیں بہت خوبصورت تھیں اس کی حرکتیں بہت اچھی تھیں وہ میرے منگیتر سے ہر طرح سے اچھا تھا اخلاقی طور پر بھی اور ذہنی طور پر بھی بہت اچھا تھا نجانے کیوں اس کی باتوں پہ یقین کرنے کو دل کرتا تھا اور میں کرتی گئی بلکہ یوں کہنا بجا ہوگا کہ مجھے یوں لگا جیسے مجھے اس سے محبت ہوگئی تھی اور محبت اس کو بھی ہوگئی تھی مگر وہ ابھی اظہار نہیں کررہا تھا۔ اور جب میرے منگیتر کو پتہ چلا تو اس نے میرے لیے ایک کوٹھی بنوائی اور جیسے میں چاہتی تھی اس نے ویسا کیا کیا۔ میرے لیے گھر بنوایا، گاڑی لی میرے لیے سونے کا تاج بنوایا بہت سارا زیور تیار کروایا اور میرے گھر والے اور اس کے گھر والے شادی کی تیاریاں کرنے لگے۔ میرے منگیتر نوید نے اپنی حرکتیں بھی ٹھیک کرلی تھیں وہ اب کافی بدل گیا تھا وہ بہت خوبصورت تھا اس کے لیے لڑکیوں کی کوئی کمی نہ تھی مگر وہ مجھ سے محبت کرتا تھا اس لیے اس نے میرے لیے سب کچھ کیا شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں نوید سے بھی میری بات ہوجاتی تھی مگر سہیل سے میری بات روز ہوتی تھی۔ سہیل کی باتیں میرے دل میں اترتی جارہی تھیں وہ باتیں بہت دلکش کرتا تھا ابھی تک ہم دونوں ایک دوسرے کے دوست تھے ہمارے درمیان کوئی محبت، چاہت، عشق کی بات نہیں ہوئی تھی۔

خطا تو جب ہو کہ ہم حال دل کسی سے کہیں
کسی کو چاہتے رہنا کوئی خطا تو نہیں

مجھے معلوم نہ تھا کہ سہیل مجھے چاہتا ہے اور چاہنے لگا ہے اس بات کا پتہ تو اس دن چلا جب رات کے 2 بجے اس کی کال آگئی اور اس نے کہا ماریہ شمائل مجھے نیند نہیں آرہی تھی مجھے ایک بات کرنی ہے آپ سے۔ میں نے کہا جی کریں اس نے کہا کہ ماریا شمائل مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے میں دن رات آپ کے ہی خواب دیکھتا ہوں میں نے جب سے آپ کو شادی پہ دیکھا تھا اس دن سے آپ کو دل دے چکا ہوا میری زندگی کا اور کوئی مقصد نہیں ہے صرف اور صرف آپ کی محبت ہے پلیز میری زندگی میں کوئی بھی چیز نہیں ہے کوئی خوشی نہیں ہے صرف اور صرف آپ کی محبت ہے اور اگر آپ نے انکار کردیا تو میرا دل ٹوٹ جائے گا اور میں آپ کے بغیر اب رہنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کی منگنی بھی ہوچکی ہے آپ کا منگیتر مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت بھی ہے دولت مند بھی ہے پلیز میری محبت اور میرے سچے جذبات کا بھرم رکھنا اور میری محبت کی لاج رکھنا، سہیل نے اتنے خوبصورت انداز میں اظہار محبت کیا کہ دل چاہا کہ میں بھی کہہ دوں کہ میں تمہاری محبت کو قبول کرتی ہوں۔ میں بھی تم سے اتنی محبت کرتی ہوں جتنی تم کرتے ہو مگر میں تو کسی اور کی ہوچکی تھی کسی اور کی امانت تھی کسی کی عزت تھی۔ کسی کی محبت تھی کسی کی ہمسفر بننے والی تھی میں نے کہا میں آپ کو صبح بتاؤں گی۔

زندگی کسی موڑ پہ لے آئی تھی ایک طرف مجھے چاہنے والا نوید تھا جس سے میری شادی ہونے والی تھی اور دوسری طرف سہیل کی محبت تھی جو مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھی میں نے صبح سہیل سے کہہ دیا کہ میں آپ کی محبت اور جذبات کی قدر کرتی ہوں اور احترام کرتی ہوں مگر میں اب نوید کو چھوڑ نہیں سکتی کیونکہ میری اس سے شادی ہونے والی ہے اور میں گھر والوں کو نوید کو اور نوید کے گھر والوں کو دکھ نہیں دینا چاہتی اس لیے میں آپ کو ایک اچھا دوست مان لیتی ہوں مگر آپ سے شادی اور محبت ناممکن ہے اس لیے میں آپ سے بات کرتی رہوں

گی اور ہم ہمیشہ اچھے دوستوں کی طرح رہیں گے۔ میری باتوں کو غور سے سننے کے بعد اس نے کہا ماریہ شمائل آپ کا منگیتر ٹھیک آدمی نہیں ہے اس کا اور آپ کا گزر بہت مشکل ہوگا کیونکہ میں اس سے مل چکا ہوں وہ آپ کے مزاج کے مطابق نہیں ہے تم اس کے ساتھ خوش و خرم زندگی نہیں گزار سکوگی۔ وہ آپ کی طرح مخلص نہیں ہے وہ صرف آپ کی صورت سے پیار کرتا ہے میں تو آپ کی روح سے پیار کرتا ہوں۔ میری اور سہیل کی باتیں روز ہوتی تھیں سہیل مجھے ہر وقت یہی بات کرتا کہ میں ہر نماز کے بعد صرف اور صرف آپ کی محبت کی دعا کرتا ہوں ادھر نوید کو کسی نے کہہ دیا کہ ماریہ شمائل کسی سے بات کرتی ہے ادھر سہیل ساری رات فون کرتا رہتا ادھر نوید کو شک ہونے لگا کہ نوید مجھے بات بات پہ شک کرنے لگا ادھر سہیل نے اپنی باتوں سے اور محبت سے مجھے اپنے شیشے میں اتار لیا اور نوید کے لیے میرے دل میں اور دماغ میں نفرت بھر دی اور یوں میں بھی سہیل سے محبت کرنے لگی روز ہماری گھنٹوں باتیں ہوتیں اور جب میں باہر کالج جاتی تو پھر بھی ہماری باتیں ہونے لگیں۔

محبتوں میں ہر اک لمحہ وصال ہوگا یہ طے ہوا تھا
بچھڑ کر بھی ایک دوسرے کا خیال ہوگا یہ طے ہوا تھا
وہی ہوا ناں بدلتے موسم میں تم نے ہم کو بھلا دیا
کوئی بھی موسم ہو نا چاہتوں کو زوال ہوگا یہ طے ہوا
تھا

ادھر ہماری محبت پروان چڑھ رہی تھی ادھر نوید کی محبت شادی کے لیے تیار ہورہی تھی۔

نوید کو بھی معلوم ہوگیا تھا کہ میں کسی اور کو چاہنے لگی ہوں پھر نوید نے مجھے کہا ماریہ شمائل تم میری محبت ہو اور میں نے آپ کے لیے اپنے گھر والوں کو اور آپ کے گھر والوں کو بڑی مشکل سے راضی کیا تھا میں نے تیرے لیے ملک سے باہر جا کر محنت کی پیسہ کمایا اور آپ کے لیے گھر بنوایا آپ کی پسند کے مطابق اور اب تم مجھے چھوڑ رہی ہو یہ کیسی محبت ہے تمہاری پلیز تم غلط راستہ اختیار کررہی ہو واپس آجاؤ۔ نوید نے بہت باتیں کیں مگر میرے دل و دماغ پر تو سہیل کی محبت سوار تھی مجھے کچھ نظر نہیں آرہا تھا مجھے اب صرف اور صرف سہیل اور اس کی محبت نظر آتی تھی وہ باتیں اور چاہت بھرے انداز سے پیش آیا تھا کہ اس کی محبت کے آگے مجھے ساری دنیا چھوٹی نظر آنے لگی وہ سچ ہی کہتے ہیں کہ محبت اندھی ہوتی ہے اور شاید میری محبت بھی اندھی ہوچکی تھی مجھے بھی کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا میری زندگی اور صرف اور صرف سہیل تھا۔

پلیز میں تمہاری زندگی کو برباد ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا کیونکہ تم اس سے شادی کرکے خوش نہیں رہ سکوگی میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور میں آپ کو زندگی کی ساری خوشیاں دے سکتا ہوں میرے دل میں آپ کی محبت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

سہیل کی باتوں میں وہ جادو تھا جس کے سحر میں گرفتار ہوگئی اور یوں میں نے نوید سے کہہ دیا کہ مجھے تم سے شادی نہیں کرنی کیونکہ میں نے آپ کو کبھی دل سے چاہا ہی نہیں ہے میری زندگی میں کوئی اور ہے جس کو میں دل و جان سے چاہتی ہوں نوید تو دیوانوں کی طرح باتیں کرنے لگا اور تو اور جب میں نے اس سے شادی سے انکار کردیا تو اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور وہ اکثر راتوں کو گھر سے باہر رہتا اس نے شراب پینا شروع کردی، سگریٹ نوشی شروع کردی نوید کے گھر والے بہت پریشان ہوئے نوید کے گھر والے ہمارے گھر آئے اور اپنے بیٹے کے لیے جھولی پھیلا دی مگر میں نے سب کے سامنے آکر انکار کردیا مجھے اس سے شادی نہیں کرنی

میرے گھر والے بھی بہت پریشان ہوئے کہ ماریہ شمائل کو کیا ہو گیا ہے کیونکہ شادی سے انکار کر دیا ہے سب گھر والوں نے مجھے بہت ڈانٹا اور میرا گھر سے باہر جانا بند کر دیا اور میرا کالج جانا بھی بند کر دیا فون بھی چھین لیا گھر والے مجھ سے بات نہیں کرتے تھے میری زندگی بہت مشکل ہو گئی تھی گھر سے باہر نہیں جا سکتی تھی کالج بند، فون بند، کسی سے کوئی رابطہ نہیں تھا بس دیواروں سے باتیں کرتی رہتی تھی۔ گھر والے بھی مجھ سے ناراض تھے کوئی بات نہیں کرتا تھا پھر میرے بھائیوں نے کہا اگر ماریہ تم نے نوید سے شادی نہ کی تو بہت برا ہو گا۔ مرتی کیا نہ کرتی میں نے شادی کے لیے حامی بھر لی اور پھر سے میں کالج جانے لگی میرا پھر سے سہیل سے رابطہ ہو گیا ہم روز ملتے تھے اور پھر فون پر بھی بات ہو جاتی تھی ایک دن سہیل نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے نوید سے شادی کر لی تو میں زندہ نہیں رہ پاؤں گا مر جاؤں گا پلیز تم انکار کر دو میں آپ کے گھر والوں کو راضی کر لوں گا جیسے مرضی مجھے راضی کرنے پڑیں میں آپ کے لیے اور اپنی محبت کے لیے ہر امتحان سے گزر جاؤں گا اس رات سہیل کے باپ کا انتقال ہو گیا اس کے ابو کی لاش گھر پڑی تھی اور وہ رات بھر روتا بھی رہا اور مجھ سے بات بھی کرتا رہا۔

مجھے اس رات یقین ہو گیا تھا کہ وہ کتنا پیار کرتا ہے مجھ سے ورنہ بھلا کون ایسا کرتا ہے جس کے گھر میں ماتم ہو وہ کیسے کسی سے محبت بھری باتیں کرے گا۔ دوسرے دن میں اور میری امی ہم سہیل کے گھر گئے افسوس کرنے سہیل نے مجھے کہا دیکھو ماریہ شمائل میں اب بہت اکیلا ہو گیا ہوں پلیز اب تم مجھے اکیلا مت کر دینا میں نے دوسرے دن نوید کو فون کیا اور کہا کہ مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ وہ آ گیا میں نے کہا تم مجھ سے اگر محبت کرتے ہو تو پلیز میری اک بات مان لو۔ تم میرے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دو اور سارا الزام اپنے سر لے لو نوید نے کہا اگر تمہاری خوشی اسی میں ہے تو ٹھیک ہے اور یوں نوید نے سب گھر والوں کو کہہ دیا کہ مجھے ماریہ سے شادی نہیں کرنی اور اس نے انکار کے بعد فوراً شادی کر لی اور میں بہت خوش تھی کہ نوید سے شادی والا مسئلہ تو حل ہو گیا انہوں نے منگنی ختم کر دی اور سب گھر والوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں نے کس وجہ سے اور کس کے لیے شادی سے انکار کر دیا تھا۔ اور اب نوید نے بھی انکار کر دیا۔

تمہارے ساتھ یہ موسم گلابوں جیسا ہے
تمہارے بعد یہ موسم بہت ستائے گا
ہمارے بعد ضرور کوئی تمہیں چاہتوں سے دیکھے گا
مگر وہ میری آنکھیں کہاں سے لائے گا

میں نے نوید سے اپنے گھر والوں سے نوید کے گھر والوں سب سے ناراضگی مول لے لی صرف اور صرف سہیل کی محبت کی خاطر اپنی محبت کی خاطر سہیل نے مجھے اتنی محبت دی کہ میں ساری دنیا کے سب غم بھول گئی میری دن رات سہیل سے بات ہوتی تھی اور ہم دن کو بھی اکثر مل لیتے تھے سہیل کی ایک سسٹر راولپنڈی میں رہتی تھی میں کالج سے نکلتی اور سہیل کے ساتھ کبھی راول ڈیم تو کبھی فیصل مسجد کبھی کسی جگہ اور پھر کالج ٹائم میں ہی واپس آ جاتے ہماری محبت دن بدن عروج کی طرح گامزن تھی ہم نے بہت سارے عہد و پیمان کیے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں۔ مستقبل کے خواب دیکھے ایک دوسرے کو بہت سارے گفٹ دیئے سہیل نے مجھے بہت ساری چوڑیاں بھی پہنائیں تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ زندگی اسی روش پہ چل رہی تھی۔

میں کالج سے فارغ ہو گئی اور گھر میں بھائی بھی آ گئے اس لیے سہیل سے بات نہیں ہوتی تھی مگر میں پھر بھی جب سارے سو جاتے تھے تو بات کرتی

تھی بھائی کچھ دن ادھر رہے اور پھر وہ چلے گئے عید قریب تھی ہم کو ایک دوسرے کو ملے کافی عرصہ ہو چکا تھا اس لیے ہم نے پروگرام بنایا کہ چاند رات کو ہم ملیں گے بھابی جان اپنے گاؤں چلی گئی اور میں نے سہیل سے کہہ دیا کہ وہ رات کو ہمارے گھر آ جائے کیونکہ گھر میں میں اور امی ابو ہوں گے اور وہ بھی اپنے اپنے کمروں میں اس نے کہا ٹھیک ہے میں نے رات کو اپنی امی اور ابو کو نیند کی گولیاں دے دیں اور وہ سو گئے اور سہیل میرے گھر آ گیا وہ میرے بیڈ روم میں تھا امی اور ابو کو میں نیند کی گولیاں دے چکی تھی پھر اس رات میں نے خوبصورت سے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے کھلے بالوں کے ساتھ بہت ہی سندر سی خوشبو لگائی تھی اور پھر میں سہیل کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گئی سہیل نے مجھے عید گفٹ دیئے جو بہت ہی خوبصورت تھے ایک بہت ہی خوبصورت لاکٹ جو اس نے اپنے ہاتھوں سے میرے گلے میں ڈال دیا۔ سہیل نے پیار سے مجھے اپنی بانہوں میں لے لیا ایسا لگا جیسے میرا دل میری مٹھی میں بند ہو گیا ہو سانس بے ترتیب سی ہونے لگی دل یہی چاہ رہا تھا کہ یہ وقت تھم جائے یہ وقت رک جائے یہ لمحے رک جائیں یہ ساعتیں اور یہ گھڑیاں رک جائیں کیونکہ میں اپنے محبوب کی بانہوں میں تھی پھر سہیل بیڈ پر بیٹھ گیا اور میں اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی اور ہم پیار بھری باتیں کرنے لگے۔

دل کی کتاب میں گلاب ان کا تھا
رات کی نیند میں خواب ان کا تھا
کتنا پیار کرتے ہو جب ہم نے پوچھا
مر جائیں گے تیرے بن جواب ان کا تھا

ہم پیار بھری باتیں کرنے لگے وقت نجانے کیوں تیزی سے گزر رہا تھا وقت دوڑ رہا تھا رات کے خاموش لمحے ہماری پیاری باتوں کو سن رہے تھے ہر طرف خاموشی ہی خاموشی تھی صرف اور صرف ہماری دل کی دھڑکنوں کا شور تھا سہیل نے کہا ماریہ شمائل ہماری بہت جلد شادی ہو گی ہماری اک چھوٹی سی دنیا ہو گی ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی ہماری اک بیٹی ہو گی جس کا نام ہم ردا زینب رکھیں گے اور ہمارا اک بیٹا ہو گا جس کا نام ہم وفا عباس رکھیں گے۔ مستقبل کے خواب دیکھتے دیکھتے رات گزر گئی اور پتہ بھی نہ چلا پھر ہماری اکثر ملاقات ایسی ہی ہوتی تھیں میں گھر امی ابو کو نیند کی گولیاں دے دیتی اور وہ آ جاتا۔ ہم رات کو اکیلے ہوتے تھے مگر کبھی ایسی حرکت نہ کی تھی جس کی وجہ سے ہم کو شرمندگی ہو روز فون پر باتیں ہوتیں ملاقاتیں ہوتیں میں نے کہا اب گھر والوں کو راضی کر لو اور میں چاہتی ہوں اب ہماری شادی ہو جائے آخر کب تک ہم یوں چھپ چھپ کر ملتے رہیں گے سہیل نے کہا ابھی انتظار کرو کیونکہ ابھی میرے پاس سرکاری جاب نہیں ہے پھر میں نے دن رات دعا کی اور سہیل کو سرکاری جاب مل گئی ہماری ملاقاتوں کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک دن میں گھر سے باہر مارکیٹ گئی اور موبائل گھر بھول گئی اور بھابی نے سہیل کے سارے ایس ایم ایس اور کالز کو دیکھ لیا اور اس نے سارے گھر والوں کو بتا دیا اور گھر والوں نے میری بہت بے عزتی کی اور اب ان کو معلوم ہو چکا تھا کہ میں نے نوید سے شادی سے انکار کیوں کیا تھا امی نے کہا ہم کبھی بھی سہیل سے آپ کی شادی نہیں کریں گے کیونکہ ان کے خاندان میں دو دو شادیوں کی رسم بہت عام تھی اور دوسرا گھر والوں کو سہیل پسند بھی نہیں تھا اور نہ سہیل کے خاندان والے میرے گھر والوں کو پسند تھے۔ گھر والوں نے ایک بار مجھ سے فون چھین لیا اور میرے باہر جانے پر بھی پابندی لگا دی سہیل نے کسی لڑکی کے ذریعے مجھے ایک فون بھیجا اور روز ایک بیٹری چارج کر کے ہمارے گھر کے باہر رکھ جاتا اور میں اٹھا لیتی اور

رات کو غسل خانے میں فون پہ بات کرتی اس طرح مجھے بات کرتے ایک ماہ گزر گیا۔ پھر ایک دن اس بات کا بھی بھابی کو پتہ چل گیا۔ مجھے بہت ڈانٹ پڑی اور گھر کے لوگوں کی نظر میں میری عزت بہت خراب ہوئی۔

لیکن سہیل نے مجھے تسلی دی کہ تم پریشان مت ہونا میں بہت جلد اپنے گھر والوں کو آپ کے گھر بھیج رہا ہوں اس بات کو دو سال گزر گئے ہم چھپ چھپ کر ملتے اور فون کرتے دو سالوں میں سہیل نے کچھ بھی ایسا نہ کیا جو ہمارے گھر رشتہ کی بات ہوتی بس اتنا کہتا کہ میں آپ کے گھر والوں کو چاہے مجھے پاؤں پکڑنے بھی پڑے تو منا لوں گا مگر وہ ایسا نہ کر سکا پھر اچانک اس کی محبت اور چاہت میں کمی آنے لگی اس کا رویہ بھی بدلہ بدلہ سا لگنے لگا وہ نہ تو میرا فون سنتا اور نہ کال کرتا نہ ایس ایم ایس کرتا اگر میں پوچھتی تو کہتا کہ بس جاب میں مصروف ہوتا ہوں وہ بیٹری چارج کر کے گھر کے باہر رکھ جاتا تھا اس نے وہ بھی کرنا چھوڑ دی رات کو اس کا فون ساری ساری رات بزی ہوتی میں پوچھتی تو کہتا میرا فون تو خراب ہے بھابی رات کو اپنے گھر والوں سے بات کرتی ہے بھلا بھابی ساری ساری رات کسی سے بات کیسے کر سکتی تھی وہ جیسے کہتا میں اس کی بات پہ اعتبار کر لیتی اور آنکھیں بند کر کے اعتبار کر لیتی میں اس کی بات پہ تو اعتبار کرتی تھی اس کی اور میری کافی دنوں سے بات نہیں ہو رہی تھی میں بہت بے چین تھی اس سے بات کرنے کو اس کی صورت کو دیکھنے کو۔

میں نے سہیل سے کہا تم مجھے فون بھی نہیں کرتے بات بھی نہیں کرتے اور ایس ایم ایس بھی نہیں کرتے اس نے کہا ماریہ میں بہت بیمار ہوں مجھے بخار ہو گیا ہے اس لیے آپ کو ایس ایم ایس بھی نہیں کر سکا اور نہ فون کر سکا ہوں اور نہ بیٹری دینے آ سکا ہوں کیونکہ میری طبیعت بہت خراب ہے میں نے کہا ٹھیک ہے اگر تم نہیں آ سکتے تو میں آ جاؤں گی سہیل نے کہا کہ شاید میں مذاق کر رہی ہوں پھر میں نے رات کو اپنی امی ابو کو نیند کی گولیاں دیں رات 12 بجے میں گھر سے نکل پڑی ہر طرف خاموشی ہی خاموشی تھی ساری دنیا سو رہی تھی سردی اپنے پورے عروج پر تھی میں چلتی چلتی سہیل کے گھر کے پاس گئی تو میں نے ایس ایم ایس کیا سہیل مجھے آ کر لے جاؤ میں آپ کے گھر کے باہر کھڑی ہوں وہ جلدی سے جلدی آیا اور مجھے میرے بازو سے پکڑ کر اپنے گھر کے اندر لے گیا میں نے شکر ادا کیا کہ کسی نے دیکھا نہیں ہے میں نے جب سہیل کو دیکھا تو مجھے محسوس ہوا سہیل کو بخار نہیں تھا مگر میں نے اس کی باتوں پہ اعتبار کیا پھر سہیل نے مجھے کہا شادی کے بعد آپ کا یہ گھر ہو گا کیسا ہے میرا اور آپ کا گھر۔ میں نے کہا سہیل اگر تم مجھے ایک جھونپڑی میں بھی رکھو گے تو میں زندگی گزار دوں گی آپ سے دوری مجھ سے برداشت نہیں ہوتی اس لیے میں خود اپنے گھر سے اتنی دور آپ سے ملنے چلی آئی ہوں پلیز سہیل تم اب میرے گھر والوں کو راضی کرو تاکہ جلدی سے جلدی شادی ہو جائے اور ہم ایک ہو جائیں۔

میں تجھ کو چاہ کے کیسے کسی کی چاہ کروں
تجھے نباہ کے کیوں کر کوئی نباہ کروں
تو زندگی ہی نہیں میری بندگی بھی ہے
کسی کو سوچ کے کیسے کوئی گناہ کروں

وقت گزرتا رہا اور سہیل کی محبت اور رویے میں کمی آنے لگی ہفتہ ہفتہ فون نہیں کرتا تھا ایس ایم ایس نہیں کرتا تھا پھر ایک دن میں نے اس سے کہہ دیا سہیل آخر کب تم میرے گھر والوں کو رشتہ کے لیے کہو گے ماریہ شائل میں نے کافی سوچ و بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کے گھر والے کبھی بھی

میرے رشتے کے لیے تیار نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ مجھے برداشت کریں گے اس ڈر اور خوف سے میری ہمت نہیں ہو رہی کہ میں رشتہ کی بات کروں میں نے کہا سہیل تم نے تو کہا تھا کہ میں آپ کے گھر والوں کو راضی کر لوں گا اب کرو راضی نہیں ماریہ وہ میری بات نہیں مانیں گے کبھی بھی آپ کے خاندان والے مجھے آپ کا رشتہ نہیں دیں گے۔

مجھے بہت افسوس ہوا کہ پہلے کتنے یقین کے ساتھ کہتا تھا میں راضی کر لوں گا اور ساتھ ہی ریت کی دیوار کی طرح گر گیا ہے پھر سہیل نے مجھے اپنی بانہوں میں لے کر کہا ماریہ شائل تم میری زندگی ہو اور تمہارے بن میں نہیں رہ سکتا وں گھر والے کبھی آپ کا رشتہ مجھے نہیں دیں گے مگر ہماری محبت کا ایک راستہ ہے میں نے کافی سوچا ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے وہ کیا ہے سہیل میں نے کہا۔ تو اس نے کہا کہ ہم دونوں کورٹ میرج کر لیں میری تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ یہ کیسی بات کر رہا ہے۔ میرے واسطے سارے زمانے سے ٹکرانے والا شخص مجھے ایک بہت ہی غلط کام کا کہہ رہا تھا مجھے بہت افسوس ہوا مجھے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ سہیل نے مجھ سے ایسی بات کی ہے وہ تو ایسی بات کر ہی نہیں سکتا تھا آج جیسے دل ٹوٹ سا گیا تھا اعتبار اور اعتماد ٹوٹ سا گیا تھا دنیا اجاڑ سی لگ رہی تھی۔

میں نے سہیل کو دوسرے دن کہا میں نے آپ کے لیے منگنی توڑ دی آپ کے لیے نوید کو چھوڑ دیا اپنے گھر والوں سے بغاوت کی اپنے آئے ہوئے اچھے اچھے رشتے ٹھکرائے زمانے میں معاشرے میں خاندان میں میری رسوائی ہوئی صرف اور صرف آپ کی خاطر اور آپ آج مجھے کورٹ میرج جیسی لعنت کی بات کر رہے ہیں۔ کیا کمال کی محبت ہے جناب آپ کی سہیل میں کبھی بھی کسی بھی قیمت پر تم سے کورٹ میرج نہیں کروں گی کیونکہ میں اپنے گھر والوں کو اپنے امی ابو کی عزت کو مزید خاک میں نہیں رولنا چاہتی میں نے تمہارے لیے کیا کچھ نہیں کیا اپنی دنیا اور ماں باپ کی نیند کی گولیاں دیں صرف اور صرف آپ کے لیے میں نے کتنے جرم اور گناہ کیلئے آپ کی محبت کے لیے اور آپ مجھے کورٹ میرج کہہ رہے ہیں سہیل میں مر تو سکتی ہوں مگر اپنے بوڑھے والدین کو زندہ درگور نہیں کر سکتی اس لیے مجھے افسوس ہے آپ پر بھی اور آپ کی سوچ پر بھی مجھ پہ ایسی کوئی توقع نہ کرنا کوئی امید نہ رکھنا کہ میں آپ کا ساتھ دوں گی۔ میں ٹوٹ سی گئی تھی میں اپنے کمرے میں گئی الماری سے ڈائری نکالی اور پھر مجھے وہ نظم یاد آئی تو مجھے اس کی محبت کا ہر لمحہ یاد آیا کہ وہ کیسا دلفریب شخص تھا میرے سامنے اس کی یہ باتیں مجھے مار رہی تھیں۔

اے چاندسی لڑکی
سنو! اے چاندسی لڑکی
ابھی تم کہہ رہی تھیں ناں
تمہیں مجھ سے محبت ہو نہیں سکتی
چلو مانا کہ یہ سچ ہے
مگر اے چاندسی لڑکی مجھے بس یہ تو بتاؤ تم
کہ جب موسم بدلتے ہیں
گلوں میں رنگ بھرتے ہیں
تو پھر کیوں مضطرب ہو کر
اکیلے پن سے گھبرا کر
ہوا کو راز دیتی ہو مجھے آواز دیتی ہو
سنو اے چاندسی لڑکی
تمہارے سامنے جب کوئی میرا نام لیتا ہے
تو پھر کیوں چونک جاتی ہو
چلو مانا کہ تم کو مجھ سے محبت نہیں ہو سکتی
مگر اتنا سمجھ لو تم جہاں چاہت نہیں ہوتی
وہاں الفت کے ہونے کا امکان نہیں ہوتا

میرا دعویٰ ہے چاہت میں
صلہ نفرت نہیں ہوتی
یہاں اکثر یہ دیکھا ہے
اگر کچھ وقت کٹ جائے
وقت کی دھول چھا جائے
تو نفرت بھاگ جاتی ہے
محبت جاگ جاتی ہے
محبت جاگ جاتی ہے

میں سہیل کی یہ محبت بھری شاعری اور جذبات پڑھ بھی رہی تھی اور ساتھ میری آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری تھی کہ جس شخص کی دن رات پوجا کی پرستش کی جس کی محبت کے گیت گائے۔ جس کے لیے ساری دنیا کو ٹھکرایا جس کے لیے سب پیار کرنے والوں کو محبت کرنے والوں کو ناراض کیا جس نے میرے ساتھ میرے گھر والوں کو راضی کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ اچانک اتنا بزدل ہو جائے گا میں نے سوچا نہ تھا بس دل ٹوٹ سا گیا تھا کوئی بھی چیز اچھی نہیں لگتی تھی اب مجھے احساس ہوا کہ میں نے کتنا غلط کیا سب سے پہلے نوید کے ساتھ پھر اپنے گھر والوں کو اپنے آنے والے پرپوزل کے ساتھ اور سب سے بڑا گناہ یہ کیا کہ میں اپنے والدین کو نیند کی گولیاں دیتی رہی صرف اس شخص کے لیے جو صرف باتوں سے مجھے سبز باغ دکھاتا رہا اور وقت آنے پر بھاگ گیا۔ میں نے سہیل سے بات کرنا چھوڑ دی کیونکہ وہ مجھے اچھا نہیں لگتا تھا کیونکہ میں نے اس سے محبت کی تھی عشق کیا تھا مگر میں اپنی محبت عشق دونوں ہار چکی تھی کیونکہ جس شخص کے لیے میں نے سب کچھ چھوڑ دیا تھا اس نے مجھے چھوڑ دیا تھا میں اکثر سوچتی تھی کہاں گئی اس کی تڑپ کہاں گئی اس کی محبت کہاں گئی اس کی پیار بھری باتیں کہاں گئی اس کی چاہتیں وہ جو میرے لیے سارا سارا دن کھڑا رہتا تھا مجھے کیسے بھول گیا۔ وہ جس نے میرے ساتھ امام بارگاہ میں قسمیں اٹھائی تھیں وعدے کیے تھے عہد و پیمان تھے لوگ یوں بدل جاتے ہیں کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

یوں ہی موسم کی ادا دیکھ کر یاد آیا
کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انسان جاناں
ہم سے بدل گیا وہ نگاہیں تو کیا ہوا
زندہ ہیں کتنے لوگ محبت کیے بغیر

میں بہت ٹوٹ چکی تھی کیونکہ گھر والوں کو وہ راضی کر نہیں سکتا تھا اور کورٹ میرج میں کرنا نہیں چاہتی وقت گزرتا گیا اک دن ایک اور قیامت مجھ پر ٹوٹی...... گھر والے میری شادی کرنا چاہتے تھے مگر مجھے کسی پہ اعتبار نہیں رہا تھا کسی کی باتیں اچھی نہیں لگتی تھیں کافی عرصہ ہو گیا میں نے سہیل سے کوئی رابطہ نہ کیا اور نہ اس نے مجھ سے کیا۔ پھر میں نے وقت گزارنے کے لیے ایک سکول میں بچوں کو پڑھنا شروع کر دیا تا کہ دل کا کچھ بوجھ تو ہلکا ہو۔ کچھ تو میں بھی اپنے آپ کو سنبھال لوں۔ بہت اچھے دن گزر رہے تھے مجھے اب سہیل کی یاد آتی تو تھی مگر سارا دن بچوں کے ساتھ گزر جاتا تھا پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔ پھر جو اس سکول میں ایک عورت کام کرتی تھی وہ بھی سہیل کو جانتی تھی پھر اس نے مجھے بتایا کہ سہیل کی منگنی ہو گئی ہے اور اس کی منگنی کو تقریباً ایک سال ہو گیا ہے اور وہ بہت جلدی شادی کرنے والے ہیں پہلے تو مجھے اس کی بات پر یقین ہی نہیں آیا لیکن پھر میں نے سہیل کو فون کیا اور کہا کہ تمہاری منگنی ہو گئی ہے مبارک ہو۔ وہ بہت پریشان ہوا اور کہا کہ آپ کو کس نے بتایا کہ میری منگنی ہو گئی ہے پھر میں نے اس کو بتایا کہ آپ کی منگیتر کا نام سندس ہے اور وہ آپ کی کزن ہے آپ کی اور اس کی دوستی تین سال سے چل رہی ہے اور ایک سال ہو گیا ہے آپ کی منگنی کو اگر یہ جھوٹ ہے تو بتاؤ۔ سہیل اک جھوٹا انسان تھا اس کے پاس

میری کسی بات کا کوئی جواب نہیں تھا میں نے کہا اگر آپ نے میرے ساتھ ایسا سلوک کرنا تھا تو میرے ساتھ جھوٹ کیوں بولا میرے ساتھ میرے سچے جذبات کو مجروح کیوں کیا۔ سہیل نے کہا جب مجھے احساس ہوا کہ تمہارے گھر والے مجھے رشتہ نہیں دیں گے تو تب میں نے اپنی کزن سے منگنی کر لی کیونکہ وہ مجھے بہت چاہتی ہے اور میں بہت جلدی شادی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ گھر میں امی بھی نہیں ابو بھی نہیں اور بھابیاں کھانا تک نہیں بنا کر دیتیں سہیل جو مرضی جھوٹ بولو، اب مجھے تمہاری کسی بات پر کوئی یقین نہیں ہے کیونکہ تم اک دھوکے باز اور ڈرپوک انسان ہو دل میں تمہارے کچھ تھا اور زبان پر کچھ تھا تم نے میرے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی ہے میں کبھی آپ کو معاف نہیں کروں گی۔ وقت گزرتا گیا مگر مجھ سے سہیل کی جدائی برداشت نہیں ہو رہی تھی میں نے ایسے ہی کہہ دیا کہ سہیل میں تم سے کورٹ میرج کرتی ہوں تیار ہوں تم اپنی منگنی توڑ دو سہیل نے کہا نہیں ماریہ شمائل میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ اب میری منگنی ہو چکی ہے اور میں اب اپنی کزن کا دل نہیں توڑنا چاہتا میں نے کہا میں نے بھی تو آپ کی خاطر اپنے منگیتر کو چھوڑ دیا تھا منگنی توڑ دی تھی تو تم کیوں نہیں توڑ سکتے؟ سہیل نے انکار کر دیا اور کہا ماریہ میں نے اپنی کزن سے بات کی ہے شادی کے بعد بھی ہماری دوستی محبت قائم رہے گی۔ میری کزن میری منگیتر راضی ہے ہمارے رشتے سے میں نے کہا سہیل تم کتنے کم ظرف انسان ہو کس منہ سے میرے ساتھ جھوٹا ڈرامہ کرتے رہو گے کب تک میرے جذبات سے کھیلتے رہو گے پلیز کچھ تو شرم کرو محبت کو یوں بدنام نہ کرو کیا یوں بھی محبت ہوتی ہے ایسی محبت سے تو بندہ ڈوب کے مر جائے تو اچھا ہے اب وہ شادی کر رہا ہے اور مجھے فون کر کے کہہ رہا ہے ماریہ شمائل میں نے اپنی بیگم کے لیے شاپنگ کرنی ہے مجھے کچھ پیسے چاہیں میں آپ کو لوٹا دوں گا کیسا انسان ہے مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے میں نے نوید کے ساتھ زیادتی کی اس جرم کی سزا مجھے ملی یا پھر میں نے جو اپنے والدین کے لیے جو گولیاں دیں ان کی سزا مجھے ملی ہے اب تو دل سے ایک ہی آواز آتی ہے۔

دل دیتا ہے رو رو دہائی کسی سے کوی پیار نہ کرے
بڑی مہنگی پڑے گی یہ جدائی کسی سے کوئی پیار نہ کرے

میں نے اچھا کیا برا کیا مجھے اس کی سزا مل رہی ہے مگر میں اپنی تمام بہنوں سے اک التماس کرنا چاہتی ہوں اور تمام بھائیوں سے گزارش کرنا چاہتی ہوں پلیز خدا کے لیے کسی سے جھوٹ مت بولیں کسی کے ساتھ دھوکا مت کریں اور کسی پہ اعتبار مت کریں اور اپنے خاندان اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال کریں اس کو نیلام نہ ہونے دیں کیونکہ جو لوگ اپنے والدین کو دکھ دیتے ہیں وہ زندگی بھر کبھی سکون نہیں پاتے بدنامی معاشرے کی ٹھوکریں اور ناکامی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ میں اب بھی سکول میں پڑھاتی ہوں مگر میری منزل کوئی نہیں آپ تمام قارئین سے التماس ہے کہ مجھے بتائیں میں کیا کروں میں B-A کرنے کے بعد اب M-A کر رہی ہوں امید ہے آپ لوگ ضرور مجھے اپنے مشورے دیں گے آپ کی شدت رائے کی منتظر رہوں گی جی قارئین یہ تھی گاڑی میں سوار اس لڑکی کی داستان غم آپ لوگوں کو کیسی لگی اپنی رائے ضرور دینا آپ کی رائے ضرور اس تک پہنچے گی یہ میرا وعدہ ہے اس شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

چہرے اجنبی ہو بھی جائیں تو کوئی بات نہیں
رویے اجنبی ہو جائیں تو بڑی تکلیف ہوتی ہے

انوکھے روپ

تحریر: مجید احمد جائی، ملتان 0301-7472712

مزاج گرامی!

بعد از سلام حسب وعدہ اپنے اک پیارے دوست کی داستان لیکر حاضر ہوا ہوں جس کا نام انوکھے روپ رکھا ہے امید ہے قریبی اشاعت میں شامل کر کے حوصلہ افزائی کریں گے۔ کوئی اس طرح پیا کی راہوں میں دھوکے کھاتا ہے کوئی چند روپوں کی خاطر اپنا سب کچھ اجاڑ دیتا ہے کیسا دور ہے؟ کیوں لوگ دھوکے بازی، مکر و فریب میں غرق ہیں کیا سب کچھ پیسہ ہی ہے؟ اس کہانی میں کچھ ایسا ہی آپ کو ملے گا باقی اپنے دوستوں جن میں عاشق حسین ساجد ہیڈ بکائنی محمد عارف لغاری، جام پور، عمر دراز فیصل آباد، جبرائیل آفریدی، جمیل فدا خیر پوری، زوہیب بلوچ، احمد نجمی، اللہ دتہ بے درد، جناب بہت مصروف رہتے ہیں خالد فاروق آسی کو بھی رابطہ کرنے پر گھبرانا نہیں چاہیے۔ آمنہ سحر اسلم گجرات، کیسی ہیں ایمان احمد پیار نگر آپنے بہت سہارا دیا اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے آصف سانول، سیف الرحمٰن گجرات، عبدالرحمٰن گجر منڈی بہاؤالدین، آپ لوگوں کی محبتیں ہمیشہ یاد رہیں گی رابطہ جاری رکھنا محمد کامران اٹلی سے بھائی آپ کیسے ہیں دیار غیر میں وطن کی یاد تو آتی ہوگی دعاؤں میں یاد رکھنا خالد محمود سانول مروت پیارے کہاں ہو۔ کوئی پیغام نہیں ہے۔ اس طرح نہیں کرتے۔ آخر میں محمد رمضان ڈیرہ اسماعیل خان ٹانک وال، بھائی یہ ہیں آپ کی مہمان نوازی مرتے دم تک یاد رہے گی آپ کی محبتیں چاہتیں مجھے جینے کا سہارا دیتی ہیں آپ جواب عرض کے پرانے قاری ہیں لیکن جلوہ گر نہیں ہوتے آپ سے رابطہ محض اتفاقیہ تھا لیکن مجھے ایک اچھا دوست مل گیا زندگی نے ساتھ دیا تو وفا نبھاتے رہیں گے آپ کی چاہتوں کو سلام دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ جو دوست تنقید کرتے ہیں میرے لیے اصلاح ہوتی ہے امید ہے آپ اصلاح کرتے رہیں گے کہانی کیسی ہے اس میں کیا خامیاں ہیں میں یہ آپ کی آراء سے معلوم ہوگا باقی جواب عرض کی پالیسی کے مطابق سبھی نام واقعات محض فرضی ہیں کسی سے مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کا ادارہ ذمہ دار نہیں ہوگا زندگی رہی تو داستان کے ساتھ حاضر خدمت ہوں گا اس وقت کے لیے اللہ حافظ۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

عورت کیا ہے؟ اس کے کئی رنگ ہیں آج تک عورت ذات کو کوئی بھی پہچان نہیں سکا محبت کرنے پر آ جائے تو اس جیسا کوئی چاہت و محبت کرنے والا کوئی نہیں ہے ماں کے روپ میں آ جائے تو اپنی اولاد کی خاطر اپنا تن من دھن نچھاور کر دیتی ہے اور اسی لیے رب العزت نے فرما دیا جنت ماں کے قدموں تلے ہے ماں کی ہستی عظیم ہے۔ بہن کے روپ میں آ جائے تو اپنی ساری خوشیاں اپنے بھائیوں پر وار دیتی ہے ساتھی کے روپ میں آ جائے تو جان قربان کر دیتی ہے عورت محبت کا عظیم شاہکار ہے یہی عورت اگر انتقام پر اتر آئے تو اس سے بڑھ کر انتقام لینے والا کوئی نہیں ہے یہ کالی ناگن کی طرح ڈستی ہے جس سے زندگی کا اختتام ہو جاتا ہے یہی عورت زمانے سے ٹکرا بھی جاتی ہے اور اپنا حق چھین بھی لیتی ہے لیکن یہ

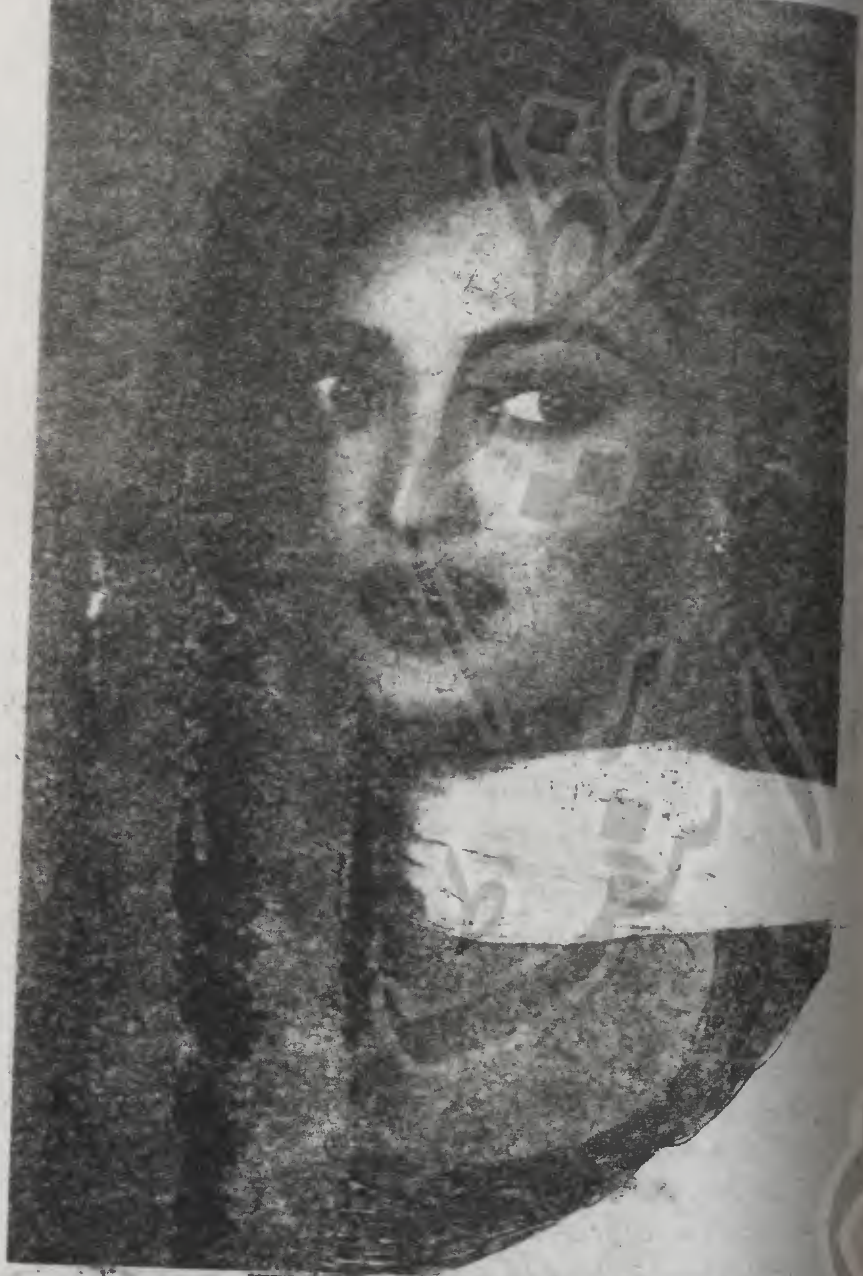

بھی سچ ہے کہ عورت کو وہ مقام وہ عزت نہیں دی گئی جس کی حقدار ہے کبھی اس کو وراثت سے دربدر کیا جاتا ہے کبھی اس سے اولاد نہ ہونے کا الزام لگا کر زندگی ویران کر دی جاتی ہے عورت مظلوم ہے لیکن جس طرح تالاب کی ایک گندی مچھلی پورے تالاب کو گندا کر دیتی ہے اسی طرح کچھ ہم منصب عورت کو ذات کو بدنام کر رہی ہیں ان کا مقصد صرف اور صرف دولت حاصل کرنا ہے فرضی خوشیاں حاصل کرنا ہوتی ہیں وہ مختلف روپ میں ڈھل کر وار کرتی ہیں۔ کبھی جسم کی نمائش کر کے لوٹتی ہے کبھی مظلوم بن کر مگرمچھ کے آنسو بہا کر لوگوں کے دل موم کر کے سب کچھ لوٹ جاتی ہے کبھی نہ چاہتے ہوئے بھی ایسا کر گزرتی ہے جن کا انہوں نے خوابوں میں بھی تصور نہیں کیا ہوتا لیکن زمانے کے بے رحم لوگوں کے ظلم وستم سہتے سہتے انتقام پر اتر آتی ہے اتنی تمہید باندھنے کا مقصد یہ ہے کہ عورت کے ہزاروں روپ ہوتے ہیں اور ہر روپ نرالا اور مختلف ہوتا ہے عورت کے پاس مکر وفریب بھی ہے عورت کے پاس چاہت ومحبت کے جذبات بھی ہیں ہزاروں دانشوروں نے ہزاروں کتابیں لکھی ہیں لیکن عورت ذات کو پھر بھی نہیں سمجھ سکے میں تو صرف یہی کہوں گا عورت محبت وچاہت پیار کا نام ہے عورت کے بغیر مرد کمزور اور لاچار ہے عورت کے بغیر زندگی بے رنگ بے رونق ہے اسی لیے حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں رہتے ہوئے بھی ساتھی مانگا تھا مرد عورت کے بغیر ادھورا اور نامکمل ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ کامیاب مرد کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے مرد کو برباد کرنے اور آباد کرنے والی بھی عورت ہی ہے عورت کمزور ہوتے ہوئے بھی طاقتور ہے اس کے پاس اتنی طاقت ہے کہ زمانے کا ہر ستم کا عمدگی سے مقابلہ کر سکتی ہے اور کمزور اتنی ہے ہوا کے جھونکے سے بھی ٹوٹ کر بکھر جاتی ہے لیکن عورت کو قصوروار ٹھہرانا بھی بیوقوفی ہے میری نظروں میں مرد ہی دھوکہ دیتا ہے عورت کبھی بے وفا نہیں ہوتی مجبوریاں اس کو بے وفائی کا لقب دیتی ہیں میں مرد ہوں زندگی کی پچیس بہاریں دیکھ چکا ہوں میں نے یہی دیکھا ہے عورت ظلم سہتی آئی ہے اور ظلم سہتے سہتے اپنی زندگی قربان کر دیتی ہے عورت قربانیاں دیتی آئی ہے اور شاید دیتی رہے گی کبھی اولاد کی خاطر جان دیتی ہے کبھی بھائی پر قربان ہو جائے گی تو کبھی والدین کی عزت وآبرو کا بھرم رکھے گی ایسی عورت کو میں داد دوں گا لیکن میری کہانی عورت کے ایک انوکھے روپ میں ہے جس میں اتفاق نہیں کروں گا میرا مقصد عورت کو بدنام یا دھوکے باز کہنا نہیں ہے عورت آج بھی عظیم ہے اور عظیم رہے گی لیکن اس داستان میں انوکھا روپ ہے جو کہ بالکل سچ ہے آئیے کہانی کی طرف چلتے ہیں۔

ستمبر آدھا گزر چکا تھا میں رات بھر فائلوں کی جنگ لڑتا رہا صبح صادق ہونے کو تھی آسمان پر تارے روشنی سے جگمگا رہے تھے چاند بھی اپنے محبوب کی یاد میں تنہا تڑپ رہا تھا فضا میں ٹھنڈک تھی ہر طرف سناٹا ہی سناٹا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں انسانوں کی نگری سے نکل کر دور جنگل میں جا بسا ہوں آفس میں اکیلا تھا چار بجے کام سے فراغت پا کر آفس کو الوداع کیا اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے آرام گاہ میں جا پہنچا۔ کچھ دیر خیالات کی نگری آباد کی پرانے درد، پرانے زخم تازہ ہوئے نمکین پانی سے نہایا خیالات کی نگری آباد کی پرانے درد، پرانے زخم تازہ ہوئے نمکین پانی سے نہایا کچھ چہرے آنکھوں کی سکرین پر گردش کرتے رہے انہی سے باتیں کرتے کرتے شکوے گلے کرتے کرتے آنکھیں موندھ لی، اسی دوران نیند نے ویلکم کیا اور مجھے اپنی آغوش میں لے لیا اور جلد ہی میں نیند کی وادیوں میں سیر کرنے لگا۔ کام کی تھکن اور پھر تنہا زندگی آخر نیند کو بھی کرنا تھا وہ جو کافی دنوں سے خفا خفا تھی آج میں نے اس سے معذرت کرتے ہوئے راضی آئندہ ناراض نہ کرنے کا وعدہ نبھانے کا عہد کرتے ہوئے اس سے ہاتھ ملا لیے یوں نیند نے مجھے اپنی گود میں جگہ دی اور میں اس کے خیالوں میں گم ہو گیا نیند کی پیاری وادی میں ایسا کھویا کہ معلوم بھی نہ ہوا کہ سورج کی کرنیں کب سے گڈ مورننگ کا پیغام دیتے رہی تھی آنکھ اس وقت کھلی جب میرا موبائل سر پکڑ کر رو رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا زندگی کی تلاش میں ہم موت کے کتنے قریب آ گئے میں نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے سینے سے لگایا اور اوکے کا بٹن دبا دیا۔ السلام علیکم کی آواز میرے کانوں میں سنائی دی وعلیکم السلام مجید بھائی میں برباد ہو گیا میں ٹوٹ گیا۔ میں بکھر گیا میری زندگی برباد ہو گئی جس پہ اعتبار کیا اسی نے دھوکہ دیا اس نے میرے آنگن میں انگارے بھر دیئے ہیں روہانسی آواز میں فریاد علی جٹ محو گفتگو تھا صبح صبح خدا خیر کرے بھائی کیا ہوا اس نے بجائے جواب دینے کے فرمایا کہ بھائی جان فری میں میں نے سو رہا تھا جواب میں فریاد علی جٹ نے کہا بھائی جان آپ آرام کریں میں دو گھنٹے کے بعد کال کروں گا اوکے کا لفظ ادا کرتے ہوئے میں نے خدا حافظ کہا اور سو گیا لیکن ذہن میں خیالات گردش کر رہے تھے ایسا کیا ہو گیا ہے اس کے ساتھ جو صبح صبح اداسی پریشانی اس کا طواف کر رہی ہے فریاد علی جٹ جو ملتان میں جاب کرتا تھا ننکانہ صاحب کا رہائشی تھا اور پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے ملتان جاب کرتا تھا اس سے رابطہ ماہ اگست میں ہوا جب میں کہانی کڑوے بادام شائع ہوئی تھی بہت سے دوستوں کی کالز موصول ہو رہی تھیں اور مبارکباد کے پھول نچھاور کیے جا رہے تھے ان میں ایک فریاد علی جٹ بھی تھا اتنا زیادہ رابطہ نہیں تھا کبھی کبھار کال کر لیتا تھا ایک دن اس نے کال کی کہ بھائی جان میں ایک لڑکی سے محبت کرنے لگا ہوں اور وہ بھی مجھ پہ جان نچھاور کرتی ہے میں نے تفصیل نہ پوچھی اور نہ ہی میری عادت تھی دعائیں دیں چند دنوں کے ساتھ رابطہ منقطع ہو گیا اس دن کے بعد اب اس کی کال آئی تھی اب اجڑے جواری کی طرح اس کی کنڈیشن تھی مسکراہٹ کے پھول نچھاور کرنے والا غموں کی دنیا آباد کر چکا تھا آنکھیں سرخ، بال اجڑے ہوئے بے سہارا ٹوٹے دل کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہوا سانسوں کی ڈوری کو نبھا رہا تھا۔

خیر دو گھنٹے کے وعدہ کرتے ہوئے دو دن گزر گئے میں نے بھی رابطہ نہ کیا۔ کام کی مصروفیات میں اتنا گم ہوا کہ کچھ خیال نہ رہا اور اس دوران طبیعت نے بغاوت کا جھنڈا لہرا دیا بخار نے خوب آؤ بھگت کی اور مجھے آم کی طرح چوس چوس کے مزے لیے ابھی بستر کے رحم وکرم پر تھا کہ فریاد علی جٹ کی کال آ گئی اور اس دوران اس نے شروع سے آخر تک اپنی تمام داستان میری سماعتوں کی نذر کی آئیے اس کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام فریاد علی جٹ ہے گھر میں سب سے بڑا ہوں میری پیدائش متوسط گھرانے میں ہوئی پہلی پہلی خوشی تھی سو گھر والوں نے خوب جشن منائے مٹھائیاں تقسیم کیں پارٹیاں ہوئیں ہوش سنبھالا تو ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں بکھری تھیں۔ ماں باپ کی آنکھوں کا تارا تھا رشتے دار، برادری والے بہت پیار کرتے تھے بچپن شرارتیں کرتے ہنستے ہنساتے کھیل کود میں گزر گیا بچپن کی کشتی جوانی کی وادیوں میں داخل ہو چکی تھی اس عرصے میں میٹرک کر چکا تھا گھر میں دوسرے بہن بھائیوں کی آمد ہو چکی تھی گھر خوشیوں کا گہوارہ بنا ہوا تھا میں ہنس مکھ، مسکراہٹیں بکھیرنے والا محبت کرنے والا ثابت ہوا تھا دوستوں کی کمپنی والدین کے پیار نے مجھے بہت سہارا دیا تھا والد صاحب اب بوڑھے ہو چکے تھے ان کے کمزور کندھے مزید بوجھ برداشت نہیں کر سکتے تھے باقی بہن بھائی چھوٹے تھے گھریلو اخراجات ان کی تعلیم کے اخراجات آج کے دور میں اک آدمی کے بس میں کہاں تھے آج تو دس کمائے اور ایک کھائے پھر بھی کم پڑ جائیں خیر میں گھر کی خوشیاں بحال رکھنا چاہتا تھا

میں نے تعلیم کو خیر باد کہنے کا فیصلہ کیا ابو نے دبے لفظوں میں منع کیا لیکن اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ بھی نہیں تھا میں نے ابو کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر دیا اور آرمی میں جاب کر لی دولت کمانے کے چکروں میں انسان اپنوں کو بھول جاتا ہے مجھے گھر سے دور رہنا تھا دل پہ پتھر رکھ کر بھی اذیتیں، تکلیفیں برداشت کیں، تاکہ گھر کا چولہا جلتا رہے بہن بھائی اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں انہی مجبوریوں کے زیر اثر ماں باپ بہن بھائیوں سے دور ننکانہ صاحب سے ملتان جانا پڑا۔ آرمی جوائن کرنے پر میرے ساتھ کیا ہوتا رہا بتانا شروع کر دوں تو کہانی بڑھ جائے گی میں اپنی بربادی کی طرف آتا ہوں جاب کے دوران میں جب تنہا ہوتا تھا ڈائجسٹ میگزین پڑھتا تھا اسی طرح جواب عرض سے ملاقات ہوئی اور یہ میرا ساتھی بن گیا اسے پا کر سارے درد و غم بھول گیا تھا دکھی نگری کے باسیوں سے ملاقات کر کے اپنے غم حقیر نظر آتے تھے میں نے بھی اس میں لکھنا شروع کر دیا پھر یہ سلسلہ چل نکلا چھوٹی تحریریں اور کہانی بھی شائع ہوئی بہت سے لوگوں نے رابطہ کیا ایک دن میرے نمبر پر کال آئی سلام و دعا کے بعد اس نے کہا میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں میں نے بھی ویلکم کیا پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔

پہلے چند منٹوں کی کال، پھر گھنٹوں پر محیط ہونے لگی دوستی محبت میں بدل گئی۔ ساتھ جینے مرنے کے وعدے عہد و پیمان ہونے لگے اس نے اپنی شیریں باتوں سے میرا دل جیت لیا تھا مجھے بھی ایک ساتھی چاہیے تھا جو خوشیاں دے پیار دے میرے دکھ درد بانٹیں رب کریم نے میری دعائیں قبول کر لی تھیں ایک شام اس مہ جبیں نے کال کی کہ ڈنیر میں تم سے ملنا چاہتی ہوں اب مزید دوریاں برداشت نہیں ہوتیں مجھے اپنا لو میں ٹوٹ چکی ہوں بکھر گئی ہوں مجھے اپنی بانہوں میں لے لو میں تمہاری گود میں مرنا چاہتی ہوں ایسی بات نہ کرو میری جان میری جان چلی جائے تمہیں کچھ نہ ہو ایک دوسرے سے پیار و محبت کی باتیں کرتے کرتے صبح ہو جاتی۔ میں نے ملاقات کے لیے ہاں کر دی وہ بہت خوش ہو رہی تھی کہاں ملنا ہے میں نے اس سے پوچھا ہم نے پلان تیار کیا اور دوسری صبح چھٹی لیکر اپنے محبوب کے دیدار کے لیے چل پڑا اس کا مسکن میرے جاب اور گھر کے درمیانی راستے میں تھا یعنی میلسی کے ایک چک میں رہتی تھی میں نے اس کے لیے تحائف خریدے اور کھانے پینے کی چیزیں بھی۔

کچھ دیر کی مسافت کے بعد میں اس کے بتائے ہوئے ایڈریس کے قریب پہنچ گیا۔ میں کال میں اس نے ایک نہر کا بتایا جو اس کے گھر کے ساتھ گزرتی تھی میں وہاں پہنچا اتنے میں میرا محبوب صنم آ گیا۔ قربان جاؤں اتنا حسن و جمال خوبصورتی میں اس کی کوئی مثال نہیں تھی کالے لباس میں قیامت برپا کر رہی تھی زلفیں کھلی چھوڑ رکھی تھیں کبھی کبھار وہ آوارہ زلفیں چہرے پر آ جاتی تو مجھے ناگوار گزرتا کاش میں اپنے محبوب کا پراندہ ہوتا اس کے بالوں کو سنوارتا اس کے چہرے کا طواف کرتا اس کے گالوں کو چھوتا وہ مجھے بڑے پیار سے ہاتھوں میں لے کر گھوماتی رہتی میٹھی سی ترنم آواز میری سماعتوں سے ٹکرائی جان کہاں کھو گئے ہو کیا میں آپ کو پسند نہیں آئی؟ نہیں میری دل ربا ایسی بات نہیں میں تو تیرا جلوہ دیکھ کر بے ہوش سا ہو گیا ہوں تیری کوئل سی بولی تو میں پہلے سن چکا تھا لیکن تیرا دیدار قدرت نے فرصت میں بنایا ہو گا خوبصورت ٹماٹر جیسے گال نشیلی آنکھیں چمکتے ہاتھ کالی سیاہ زلفیں شرابی ہونٹ تیرے حسن کا کیا جواب دوں میرے راج کمار تم بھی کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہے۔ بند سمارٹ اور پینٹ شرٹ آنکھوں پر لگا چشمہ، آنکھوں کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا ہے میں تو اپنی قسمت پر ناز کر رہی ہوں کہ مجھے اتنا خوبصورت نوجوان

چاہتا ہے لڑکیاں کیسے کیسے خواب سجاتی ہیں آج میرے خواب بھی سچ ہونے کو ہیں میرے بھی سپنے تھے تمہیں پا کر میں مکمل سی ہو گئی ہوں ہم کچھ دیر پیدل چلنے کے بعد اک پارک میں جا کر بیٹھ گئے ہاتھوں میں ہاتھ لیکر ساتھ جینے مرنے کی قسمیں زمانے سے مقابلہ کرنے کے عہد و پیمان کرتے رہے فریاد کبھی تم مجھے چھوڑ تو نہ دو گے کیسی باتیں شروع کر دی ہیں میری جان نہیں ایسا نہیں ہو سکتا جن کو من مندر میں سجایا جاتا ہے ان کو چھوڑنے کے لیے کب دل میں جگہ دیتے ہیں ایسی باتیں نہ کرو۔ فریاد مجھے ڈر لگتا ہے زمانے والوں سے زمانے میں بسنے والوں سے زمانے کے رسم و رواجوں سے نہیں میری شہزادی میں ہر حالات میں تمہارے ساتھ رہوں گا دنیا کی کوئی طاقت ہمیں جدا نہیں کر سکتی تمہارا ساتھ ہو تو میں ہر طوفان سے لڑ سکتا ہوں اسی طرح ہم عہد و پیمان کے پہاڑ کھڑے کرتے رہے پارک میں بیٹھے ہوئے کافی ٹائم ہو گیا تھا۔

میری شہزادی نے اپنا سر میرے کندھوں پر رکھ دیا تھا اور پیار بھری نظروں سے میرے چہرے کو تکتی رہی تھی شام کے سائے ڈھلنے لگے تھے ہم نے پارک کو الوداع کیا اور ایک ہوٹل میں چلے گئے وہاں اپنے محبوب کے ساتھ کھانا کھایا پھر کولڈ ڈرنگ پیئے بغیر میں نے اجازت طلب کی نہیں فریاد آج کی شام میرے نام کر دو کیسی باتیں کرتی ہو؟ کہاں رہوں گا؟ تم پریشان نہ ہو میں نے سبھی انتظامات کر لیے ہیں تم صرف ہاں کر دو صبح چلے جانا۔ میں گھبراتے ہوئے بھی ہتھیار ڈال ہی دیئے کھانا کھانے کے بعد بازار چلے گئے کچھ شاپنگ کی اور گھر کی طرف چل پڑے شہر سے گاڑی میں بیٹھے اور محبوب کے آشیانہ جا پہنچے سرسبز و شاداب کھیتوں کے درمیان چند گھروں پر مشتمل گاؤں تھا میری واقفیت تو نہیں تھی میرے صنم نے نجانے ان کو میرے بارے میں کیا کہا کسی نے کوئی بات نہ کی بعد میں مجھے بتایا کہ ان لوگوں کو میں نے کہا ہے کہ یہ میرے دور کے کزن ہیں۔ کراچی میں رہتے ہیں نجانے کیا کیا جھوٹ بولے تھے۔ خیر انہوں نے اچھی آؤ بھگت کی خوب گپ شپ ہوئی اور رات گئے ہم سو گئے محبوب کے تصور میں سویا معلوم بھی نہ ہوا کہ کب سویر ہو گئی مجھے تو میرے صنم نے جگایا تھا اٹھ کر فریش ہوا اور ناشتہ کرنے کے بعد میں نے رخصت مانگی میری شہزادی نے مجھے پھر ملنے کا وعدہ لے کر مجھے رخصت کر دیا۔ ہم ایک دوسرے سے کب جدا ہونا چاہتے تھے وقت کا تقاضا تھا ملن کے لیے جدا تو ہونا پڑتا ہے سو ہم ایک دوسرے کو آنکھوں سے الوداع کیا اور میں ملتان کی طرف جاب پر لوٹ آیا محبوب سے ملنے کے بعد زندگی پھولوں کے نگر میں ناچنے لگی سبھی درد و غم بھول گیا زندگی حسین خوبصورت چڑیا بن گئی ہر طرف بہار ہی بہار۔ پھول کھلتے نظر آنے لگے کہتے ہیں دل کا موسم خوبصورت ہو تو باہر کی خزاں بھی بہار بن جاتی ہے محبوب کی قربت کیا ملی۔ زندگی سنوارنے لگی شازیہ کا ساتھ کیا ملا زندگی کھلکھلا اٹھی بیتے لمحوں کی حسین یادیں لے کر میں جاب پر آ گیا چہرے پر مسکراہٹ کے پھول عیاں تھے دوست پوچھنے لگے فریاد کیا بات ہے بڑے خوش ہو ہاں یار جب زندگی میں کوئی غم بانٹنے والا مل جائے تو زندگی حسین بن جاتی ہے کون ہے ایسا ہمیں بھی بتا دو میں ٹال گیا۔ یونہی شازیہ کے خوابوں خیالوں میں دن گزرنے لگے ہر دن عید اور ہر رات شب برات کی طرح گزرنے لگی ہم پیار کی راہوں میں بہت آگے نکل گئے ہمارے راستے میں کوئی دیوار نہیں تھی جس کا ہمیں کوئی خوف و خطرہ ہوتا اگر کوئی ہوتا بھی تو ہم اسے کانٹے کی طرح نکال باہر پھینکتے۔

شازیہ نے کہا میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں سچی، شازیہ میں نے جواب دیا ہاں فریاد اب تیرے

بغیر میں نہیں رہ سکتی مجھے لوگوں نے بہت ستایا ہے مجھے تیرا ساتھ چاہیے کیا تم شادی نہیں کرنا چاہیے؟ نہیں ایسی بات نہیں زمانے سے ڈر تو لگتا ہے ناں زمانے والے ہمیشہ پیار کے دشمن رہے ہیں کبھی دو دلوں کو ملنے نہیں دیتے فریاد، ہم کورٹ میرج کرلیں گے مجھ پہ بھی پیار کا بھوت سوار تھا میں شازیہ کے پیار میں اندھا ہو چکا تھا میں نے ہاں کردی ایک لمحے کے لیے بھی نہ سوچا کہ میرے والدین کیا چاہتے ہیں ان کے بھی کچھ خواب ہوں گے ان کی بھی کوئی تمنا ہوگی پھر شازیہ نے پلان بنایا اور ٹھیک دس دنوں کے بعد میں اسے رات کی تاریکی میں گھر سے لے آیا۔ اور کورٹ میرج کرلی۔

میں نے شازیہ کو بہنوئی کے گھر رکھا اسے ایسی کہانی سنائی کہ وہ بھی روہانسی ہوگیا پہلے تو کہنے لگا ان کے والدین کے حوالے کردیتے ہیں لیکن میں نے جواب دیا ذرا سوچو جن لوگوں نے عذاب کی دلدل میں دھکیل دیا ہو وہ خوشیاں کیا دیں گے میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں سو انہوں نے میری ضد کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور دوسری صبح ہم نے کورٹ میرج کرلی بہنوئی اور بہن ہمارے ساتھ تھے شازیہ میری دلہن بن چکی تھی پھر اپنے گھر والوں کو اطلاع کی پہلے تو ناراض ہوئے لیکن بڑا بیٹا تھا ساری ذمہ داریاں میں نبھا رہا تھا ان کو میری خوشیاں عزیز تھیں سو انہوں نے ویلکم کیا اور مجھے سینے سے لگالیا مجھے کہنے لگے ہم اپنی بہو کو ایسے نہیں لائیں گے مکمل تیاری کے ساتھ باراتیوں کے ہمراہ لے کر آئیں گے پھر بڑی دھوم دھام سے میرے گھر والے شازیہ کو میرے بہنوئی کے گھر سے لے آئے شادی کے جوڑے میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی سبھی لوگ تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے پھر زندگی روٹین پر آگئی میں جاب پر آگیا میرے گھر والے شازیہ کا بڑا خیال رکھتے تھے اسے کوئی تکلیف کوئی مصیبت پریشانی ہوتی تو وہ تڑپ اٹھتے فوراً سے پہلے اس کی دوائی وغیرہ لے آتے حالانکہ ایک دن میری بہن، ٹانگ کے درد سے چیخ رہی تھی لیکن ابو نے دوائی نہ لا کر دی شام کو شازیہ کو ہلکا سا سر درد کیا ہوا میرے ابو ڈاکٹر کے پاس جا پہنچے شازیہ کے دل میں چور تھا جو جلدی ظاہر بھی ہوگیا۔ محبتوں کے دعوے کرنے والی پل بھر میں بدل چکی تھی محبتوں کے نام پر سیاہ دھبہ تھی میں اس کے اندر کے انسان کو نہ پہچان سکا وہ تو مطلب پرست تھی مجھے کیا معلوم تھا جس کے لیے میں اپنی زندگی تک وار رہا ہوں وہی میری جڑیں کاٹ رہی ہے وہی مجھے برباد کرنا چاہتی ہے کیوں؟ ایسا ہوتا ہے جھوٹی محبت کا احساس دلا کر لوگ بدل کیوں جاتے ہیں؟ میری زندگی کیسے کھل اٹھی تھی لیکن مجھے کیا معلوم تھا جس کے لیے میں دل و جان وار رہا ہوں اس کے اندر چور ہے وہ دولت کی بھوکی ہے وہ نوٹوں کی پجاری تھی موقع ملتے ہی سب کچھ لوٹ کر عذاب میں مبتلا کر کے چھوڑ جائے گی۔

ابھی جاب پر آئے ہوئے پندرہ دن بھی نہیں ہوئے تھے کہ گھر سے کال آئی کال کیا تھی قیامت تھی میرے پاؤں سے زمین نکل گئی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا مجھے کچھ ہوش نہ رہا میرا سب کچھ بکھر گیا تبھی سپنے ٹوٹ گئے اونچے اونچے وعدے ریت کی دیوار ثابت ہوئے شازیہ نے اپنے گھر والوں سے رابطہ کرلیا تھا راستے کا وہ اکثر گھر سے نکل کر معلوم کرتی رہی تھی حالانکہ اس کے ایک اشارے سے سب کچھ حاضر ہو جاتا تھا اچانک لوگوں کو گھر کے دروازے پر دیکھ کر والد صاحب پریشان ہوگئے فریاد علی جٹ کا گھر یہی ہے ہاں جی یہی ہے پر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ ہمیں گھر کی تلاشی لینی ہے اتنے بچے بھی نہ بنو۔ لڑکیاں اغوا کرتے ہو اور پھر پوچھتے ہو کیا ہوا؟ فریاد علی جٹ نے لڑکی اغوا کی ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ ایسا نہیں ہے ایسا نہیں ہوسکتا پھر کیا تھا شازیہ تو پہلے منتظر تھی گھر والوں کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا مجھے بچالو مجھے بچالو یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے لوگوں نے میرے والد صاحب کو پکڑ لیا شازیہ اپنے گھر والوں کے ساتھ چلی گئی میری امی کی سونے کی چوڑیاں پڑی تھیں جو دو دن پہلے بنوائی تھی وہ اس نے چرالیں اور 20 ہزار نقدی جو میں نے ایک دن پہلے گھر بھجوائی تھی اس نے اٹھالی تھی لوگ میرا پوچھ رہے تھے میرے والد صاحب نے کچھ نہیں بتایا شازیہ کو معلوم نہیں تھا اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ ملتان میں جاب ہے مجھے اطلاع کردی گئی ادھر مت آنا وہ لوگ تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں اور تمہارے اوپر بے شمار الزامات لگا رہے ہیں لوگ تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں میری کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کروں؟ ذہن ماؤف ہو چکا تھا اتنا بڑا دھوکہ وہ بھی انوکھے روپ میں اگر ان لوگوں کے ہاتھ لگ جاتا تو آج پتہ نہیں کہاں ہوتا میں نے اپنے علاقے کے چیئرمین سے رابطہ کیا اس نے ہمارا ساتھ دیا خدا تعالیٰ انہیں لمبی عمر عطا کرے اگر وہ نیک آدمی میری ہیلپ نہ کرتا تو میرے گھر کی ویرانی بڑھ جاتی گھر کا چولہا ٹھنڈا ہو جاتا اس نے ان لوگوں کے ساتھ معاملات طے کر کے باہر باہر ہی معاملہ ختم کرادیا۔

ڈیڑھ لاکھ کی رقم لیکر انہوں نے جان چھوڑی نکاح میں جو چیزیں لکھی تھیں وہ لے اڑے اتنی بڑی رقم کا بندوست میرے لیے بہت مشکل تھا چیئرمین نے کہا میں ادا کردیتا ہوں تم بعد میں دے دینا مجبوراً ہم ہار ہی گئے اگر نکاح کے دوران کچھ کاغذات پر دستخط باقی تھے اگر وہ ہو جاتے تو میں بچ جاتا لیکن وہ نہیں ہو پائے تھے اسی لیے میرے اوپر اغواء کے الزمات تھے اگر وہ کاغذات مکمل ہو جاتے تو وہ لوگ میرا کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے میں نے اپنے کرنل سے رقم مانگی اور داستان غم سنائی اس نے ہمدردی کرنے کی بجائے مجھے نوکری سے برخواست کر دیا میں کہاں جاتا؟ کس سے قرض لیتا کوئی بھی نہیں تھا جو میری ہیلپ کرتا شازیہ مجھے تباہ و برباد کر کے چلی گئی تھی میرے آنگن کو اجاڑ کر اسے کیا ملا میری نوکری چلی گئی میں روپے روپے کا محتاج ہوگیا چیئرمین کی مہربانی سے معاملہ باہر باہر حل ہوگیا ورنہ آج میں پتہ نہیں کس مصیبت میں پڑا ہوتا لیکن شازیہ سے صرف یہ پوچھوں گا کہ تمہیں کیا ملا اگر تمہیں دولت کی پیاس تھی تو مجھے بتادیتی میں تمہیں لا کر دے دیتا مگر اس طرح رسوا و بدنام کر کے تمہیں کیا ملا میری برادری میں کتنی عزت تھی اب لوگ مجھے ناکام عاشق کے طعنے دیتے ہیں تو میری عزت و آبرو خاک میں ملادی۔ اب دل خون کے آنسو روتا ہے اعتبار اٹھ گیا ہے عورت ذات سے نفرت ہونے لگی ہے بتاتا چلوں مجید بھائی یہ سب کچھ صرف اور صرف ایک ماہ کے اندر اندر ہوا میری قارئین سے گزارش ہے کہ ایسے دھوکے باز لوگوں سے بچو جو بھی فیصلہ کرو سوچ سمجھ کر کرو ورنہ میری طرح تباہ و برباد ہو جاؤ گے اگر شازیہ نام کی لڑکی آپ سے رابطہ کرے تو پلیز بچنا ایسے لوگ صرف اور صرف دوست کے بھوکے ہوتے ہیں دوسروں کی زندگیوں میں زہر بھر کر مزے لیتے ہیں شازیہ کے گلے میں سوراخ تھا جو پانی پیتی تھی پانی کے قطرے باہر نکلتے تھے مجھے برباد کرنے والی خدا تعالیٰ تمہیں سدا خوش رکھے ہاں مگر میرے ساتھ جو کیا سو کیا کسی اور کی زندگی برباد مت کرنا۔

ہاں قارئین یہ تھی فریاد علی جٹ کی داستان غم جو آپ کے گوش گزار ہوئی اپنی تنقیدی اور تعریفی آراء سے ضرور آگاہ کرنا۔ زندگی کے لمحات میسر آئے تو کسی اور کہانی کے ساتھ حاضری دوں گا اس وقت کے لیے اللہ حافظ۔

انتظار مسیحا

☑......تحریر: ریاض حسین شاہد، قبولہ شریف 0301-7253345

مزاج گرامی!
بعد از سلام حسب وعدہ اپنے اک پیارے دوست کی داستان لیکر حاضر ہوا ہوں جس کا نام انتظار مسیحا رکھا ہے امید ہے قریبی اشاعت میں شامل کر کے حوصلہ افزائی کریں گے۔

جب برا زمانہ آتا ہے سایہ بھی جدا ہو جاتا ہے۔ بہاروں کے بعد خزاؤں کا آنا فطری عمل ہے۔ جو لوگ جتنے زیادہ قہقہے لگا کر زندگی گزارتے ہیں ایک وقت آتا ہے ان لوگوں کو اتنا ہی دردناک واقعات میں چیختے چلاتے ہوئے رونا پڑتا ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ کم آواز میں کم ہنسا کرو کیونکہ کم ہنسنے والوں کو زندگی میں کم رونا پڑتا ہے۔ کبھی کبھی ہنستے ہوئے بھی آنسو چھلک آیا کرتے ہیں۔ دولت کی ریل پیل میں عیش و عشرت کی زندگی گزارنے والے دلی طور پر کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔ وہ اندر ہی اندر کسی نہ کسی بیماری یا کسی کرب ناک واقعے کی زد میں زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ یا پھر ان پر کوئی قیامت ٹوٹتی ہے جو سب کچھ برباد کر دیتی ہے۔

میرا جواب عرض کے دفتر میں اسی وقت بطور کاتب کام کرنے والے شخص سعید احمد ساجد سے اسی دفتر میں ہی تعارف ہوا تھا۔ 1980ء کی پوری دہائی میں ہمارا نام جواب عرض کی ہر ماہ نہیں تو دوسرے تیسرے ماہ ضرور کہانی کے ساتھ سرفہرست ہوا کرتا تھا سید امتیاز حسین شاہ، محمد سلیم اختر، حاجی محمد انور لانگ، عبدالرزاق رضوی، مسعود قریشی، آصف الحق، ایم شفیع کو بک اور محمد افضل بٹ ناز یہ وہ نام تھے جو قارئین کے دلوں پر راج کرتے تھے۔ مجھے بھی شفیع بھائی کے ساتھ یہ اعزاز حاصل رہا کہ ہم جواب عرض کے پہلے شمارے جو جون 77ء میں منظر عام پر آیا چھوٹے سائز میں 260 صفحات پر مشتمل جواب عرض کی پہلی کاپی دو روپے پچیس پیسے میں مارکیٹ میں متعارف ہوئی تھی۔ جس میں ہماری تحریریں شامل تھیں تب سے جواب عرض کے دفتر میں آنا جانا شروع ہوا اسی آفس میں کام کرنے والے سبھی لوگوں سے گہری شناسائی ہو گئی میری زیادہ تر دوستی کاتب سعید احمد ساجد سے رہی۔ میری دعوت پر وہ بھابھی عذرا ساجد کو میرے گھر لے آئے۔ یوں گھریلو مراسم بہت قربت میں بدل گئے پھر ایک وقت بھی آیا جب سعید ساجد نے جواب عرض کی ملازمت چھوڑ کر اپنا شمارہ بنام بدلتے

رنگ ایبٹ روڈ سے شروع کیا۔ تمام پرانے لکھاریوں نے سعید صاحب کا بھرپور ساتھ دیا اور ہر ماہ قلمی تعاون سے بدلتے رنگ کو نوازتے رہے مگر مقدر نے ساتھ نہ دیا۔ چھ سات ماہ بعد ہی یہ شمارہ وسائل میں کمی کے باعث پہلے التواء کا شکار ہوا اور پھر گمنامی کے جزیرے میں چلا گیا۔ سعید صاحب روزنامہ جنگ میں بطور کمپوزر کام کرنے لگے میرے ساتھ ان کے مراسم تمام تر حالات میں رواں رہے۔ اس کا ایک ہی بیٹا محمد احمد عرف چاند تھا جس سے وہ دونوں میاں بیوی بہت محبت کرتے تھے وہ بچہ میرے بچوں سے بھی بہت گھل مل گیا تھا یاد رہے کہ میرے صرف دو بیٹے ہیں جن میں چھوٹا عمران جو LRBT میں ملازم تھا۔ دو ہزار دس، پندرہ جنوری کو اچانک ہارٹ اٹیک میں چل بسا ستائیس برس کے جوان بیٹے کو کندھا دے کر رخصت کیا۔ تو ریاض حسین شاہد تھوڑے عرصے میں ہی کچھ بوڑھا بوڑھا سا دکھائی دینے لگا مجھے دیکھنے والے سبھی کہتے ہیں کہ میں بابا بن گیا ہوں حالانکہ میں اب بھی خود کو ویسا ہی محسوس کرتا ہوں جیسا پچیس تیس سال پہلے تھا اس سے پہلے اکلوتا بھائی فیاض نظامی جو بہت بڑا آرٹسٹ اور کمپوزر تھا دو ہزار پانچ میں اچانک ہی ساتھ چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ پھر ایک سال بعد والد صاحب تنہا چھوڑ گئے۔

آزاد فضاؤں میں اپنی من مانیاں کرنے والے ریاض شاہد کے جب پر کٹے تو وہ حواس باختہ سا شاخ حیات پر زخم خوردہ سا ہو کر آ بیٹھا۔ جواب عرض اور دوسرے بے شمار رسائل میں ہر ماہ کہانیاں لکھنا، ریڈیو پاکستان لاہور کے پروگرام جمہوری آواز میں ہفتہ وار رپورٹ پنڈاں دی ریتل لکھ کر خود پیش کرنا۔ سیر و سیاحت اور دوستوں لکھاریوں کو اپنے قارئین سے میل ملاقات کرنے والا ریاض حسین شاہد جن کے بازوؤں پر مان کر کے آسمان کی بلندیوں پر رہتا تھا جب مان دینے والے چند سالوں میں ہی ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑ کر چلے گئے تو آنکھ کھلی کہ ہائیں...... کہ یہ سب کچھ میرے ساتھ ہو چکا ہے اب میں بے بال و پر ہوں۔ اب پر کٹے پرندے کی طرح اپنے پنجرے میں ہی زندگی گزارنا ہے۔ تو وقت نے بھی مجھ سے آنکھیں پھیر لیں لکھنا لکھنا میل ملاقاتیں، تمام قلمی رابطے سب کچھ ختم ہو گیا۔

دو ہزار آٹھ میں لاہور سے ایک دوست ایم ایاز صاحب نے بہت عرصے بعد پی ٹی سی ایل نمبر پر کال کر کے بتایا کہ ایک افسوس ناک خبر ہے حیرت سے پوچھا...... کیا ہوا؟

بتایا گیا کہ تمہارا دوست سعید احمد ساجد جو جنگ اخبار میں ملازمت کرتا تھا اس کا انتقال ہو چکا ہے آج اس کی رسم قل ہے۔ جنگ میں خبر چھپی ہے گھر کا ایڈریس بھی درج ہے۔ چلیے آؤ کہ ہم مل کر عذرا بھابھی سے تعزیت کرنے چلیں گے مجھے بہت دکھ ہوا کہ میں اتنے پیارے دوست سے دس سال تک دور رہا وہ میرے اور میں اس کے حالات سے بے خبر رہا۔ اپنے نامساعد حالات کو پس پشت ڈال کر میں اگلے ہی روز لاہور پہنچا۔ ایاز صاحب مجھے اپنی گاڑی میں لینے بس اسٹینڈ پہنچ چکے تھے۔ بہت عرصے بعد ملاقات ہوئی تو دونوں کے بالوں میں سفیدی زور پکڑ چکی تھی اور دیکھ کر لگتا تھا کہ بہت سا وقت ہماری زندگی کو دھکیل کر موت کے قریب تر لے آیا ہے کیونکہ ہر انسان لحظہ بہ لحظہ اپنی موت کی طرف قدم بڑھا رہا ہے مگر جانتا نہیں۔ وہ سمجھ رہا ہے میں زندگی گزار رہا ہوں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ زندگی ہمیں گزار رہی ہے۔

ہم لاری اڈہ سے سیدھے گڑھی شاہو کے علاقے میں پہنچے جہاں کا ایڈریس اخبار میں رسم قل خوانی کے لیے درج کیا گیا تھا۔ مکان نمبر درج نا تھا ایک دکاندار سے معلومات حاصل کر کے مطلوبہ دراز ے پر کال بیل دی۔ دل کی دھڑکن عجیب ہو رہی تھی۔ عذرا باجی مجھے اپنا سگا بھائی سمجھتی تھی کیونکہ اس کا

کوئی سگا بھائی نہیں تھا وہ چھ بہنیں تھیں میں سوچ رہا تھا کہ آج اتنے عرصے بعد آمنا سامنا ہو گا تو وہ کیا کہے گی کہ آج تمہیں میری یاد کیسے آ گئی۔

پھر جب دروازہ کھلا وہ عذرا باجی تھی۔ مگر وہ عذرا باجی ہو کر بھی عذرا بہن نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ سفید بالوں کی لٹیں اس کے غم زدہ چہرے پر بکھری تھیں دکھتی ہوئی پرنم آنکھیں دھیرے دھیرے جھپک رہی تھیں۔ بھیا...... اس نے مجھے حیرانی سے دیکھا اور پہچانتے ہی وہیں چوکھٹ میں کھڑے کھڑے میرے کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھے اور دھاڑ کر میری چھاتی میں سر دبا کر شدت غم سے سسک دی۔ بڑا کربناک لمحہ تھا میں خود بہت حساس اور جذباتی ہوں۔ باجی سے زیادہ شاید میں خود زخم خوردہ تھا اور مجھے خود کسی مہربان کندھے کی ضرورت تھی جس پر سر ٹیک کر میں ذرا رو لوں پھر بھی میں اس کا سر اور کمر تھپتھپا کر اسے ڈھارس دے رہا تھا اور میں نہیں جانتا تھا کہ میری آنکھیں اس سے کہیں زیادہ آنسوؤں سے جل تھل ہیں۔ جس مکان میں وہ کرایہ دار تھی وہ عورت کہیں سے نمودار ہوئی اور بمشکل باجی کو سہارا دے کر مجھ سے الگ کیا۔

باجی یہ میرا بھائی ریاض ہے جو قبولہ شریف سے آیا ہے اور جس کا ذکر میں اکثر تم سے کرتی رہتی تھی آج جب ایک بہن پوری طرح اجڑ چکی ہے تو یہ میری خبر گیری کرنے آیا ہے اس نے شاید گلہ کیا تھا جو جز بز بھی تھا باجی کی ٹانگوں میں تکلیف تھی اس سے چلا نہیں جا رہا تھا وہ اپنی مکان مالکن کی بانہوں کا سہارا لے کر سیڑھیاں اوپر چڑھ رہی تھی میں اور ایاز آہستہ آہستہ ان کے تعاقب میں دوسری منزل پر پہنچے۔

باجی عذرا نے دس سالوں کی کہانی کچھ اس طرح بیان کی۔ کہ جب بدلتے رنگ رسالہ ختم ہو گیا تو ہم مالی طور پر نا صرف بہت کمزور ہو گئے بلکہ عزیز دوستوں کے قرض دار بھی ہو گئے پھر تمہارے بھائی نے جنگ میں نوکری تلاش کر لی جس سے گھر کا نظام چلنے لگا چاند بیٹے کو اچھے سے سکول میں داخل کروا دیا اور کمیٹیاں ڈال کر آہستہ آہستہ چار پانچ سالوں میں قرض اتارا ہماری خواہش تھی کہ احمد بیٹے کو ایم اے اور بی ایڈ کی ڈگریاں دلائیں گے مگر اس کی بدقسمتی کہ وہ پڑھنے کی طرف مائل نہ ہو سکا اس نے باہر جانے کی ضد کر لی ہمیں اس کی ہر خواہش عزیز ہوتی تھی گو وہ ہمارا سگا بیٹا نہیں ہے عذرا باجی نے بتایا تو میں چونک پڑا۔

کیا......؟ چاند تمہارا سگا بیٹا نہیں ہے۔

نہیں بھیا...... ہم بے اولاد ہیں۔ یہ میرا بھانجا ہے جسے میں نے گود لے کر ماں بن کے پالا ہے اس کے والدین نے کبھی آج تک ہماری خبر ہی نہیں لی کہ ہم کس حال میں ہیں۔ ہم چھ بہنیں ہیں اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ اس وقت ہم ساری بہنیں بیوہ ہو چکی ہیں۔ باجی نے عجیب سے انداز میں بتایا تو میں سر تھام کر رہ گیا...... اوہ مائی گارڈ......

ہم نے بہت چاہا کہ وہ میٹرک ہی کر لے مگر وہ نا مانا اور دوران میٹرک سکول چھوڑ دیا۔ لہٰذا ہم نے اس کی خوشی کی خاطر اپنا کوٹ عبدالمالک سے ذرا آگے واقع رچنا ٹاؤن میں اپنا ذاتی گھر فروخت کر دیا اور ایک ایجنٹ سے بات طے کر کے اسے دبئی بھیج دیا۔ جہاں سے دو ماہ بعد ہی وہ چھٹی آ گیا۔ ہمیں بڑی حیرت ہوئی کہ تم اتنی جلدی چھٹی کیسے آ گئے۔ تو اس نے بتایا کہ کمپنی کا مالک میرا بڑا گہرا دوست بن گیا ہے اس نے مجھے ذاتی کام کے سلسلے میں لاہور بھیجا ہے۔ دو دن بعد وہ واپس چلا گیا۔ ہماری چھٹی حس نے ہمیں کسی خطرے سے آگاہ تو کر دیا تھا مگر پھر بھی ہم نے اس کی بات مان لی اگلے ماہ وہ پھر آ گیا اور کوئی ہفتہ بھر ادھر رہا پھر چلا گیا پھر چھ ماہ کے عرصے میں ہم نے اس کی شادی بھی کر دی۔ وہ چند روز کے لیے آتا قیمتی سوٹ گلے میں گولڈ لاکٹ انتہائی قیمتی موبائل

فون اس کے پاس موجود رہتا مگر ہمیں اس نے کچھ نہیں دیا ہم اسے بہت سمجھاتے بیٹا تم پردیس میں ہو محنت مزدوری کرو رزق حلال کماؤ بہت عجیب وغریب واقعات ہو رہے ہیں کسی پر اعتماد نہیں کرنا۔ اپنے کام سے کام رکھنا کمپنی مالک کے زیادہ منہ نہیں لگنا۔ یہ بڑے لوگ کسی غریب کے دوست نہیں ہوا کرتے۔ اپنی کسی غرض کے لیے دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں پھر مطلب حل ہو جانے کے بعد طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔

نہیں امی جان ایسا کچھ بھی نہیں ہے وہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے خرچ کرنے کو بہت رقم دیتا ہے میں کئی ملکوں میں اس کے کام کی خاطر آتا جاتا رہتا ہوں آپ بے فکر رہیں بہت جلد ہماری تقدیر بدلنے والی ہے...... اور پھر تقدیر ایسی بدلی کہ وہ پکڑا گیا اس پر نا جانے کیا کیا سنگین جرائم عائد کر دیئے گئے اب وہ لاہور میں ہے پھر اس کے ہاں بچی پیدا ہوئی ہم نے اس پر بہت رقم برباد کی بہت سفارشیں لگوائیں مگر کچھ بھی نہیں ہو رہا اس کا کمپنی مالک خود ہمارے بیٹے پر کتنے ہی گھناؤنے الزام لگا چکا ہے پچھلے سال میری بہو میری پوتی کو لے کر میکے چلی گئی پھر ایک دن وہ بچی کو میرے پاس چھوڑ گئی کہ اسے خود ہی سنبھالو تمہارا بیٹا کبھی نہیں آئے گا اس لیے اب میں بھی یہاں کبھی نہیں آؤں گی میں نے بچی کو سنبھال لیا بہو کی بہت منت سماجت کی کہ تم عزت سے گھر رہو ہم تمہارے تمام اخراجات برداشت کریں گے مگر اس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں بیوہ بن کر تمہارے گھر میں زندگی نہیں گزار سکتی۔ اب کبھی کبھار وہ بچی سے ملنے آ جاتی ہے کبھی کبھی ساتھ بھی لے جاتی ہے اور ایک دو دن بعد واپس چھوڑ جاتی ہے۔

ان جانکسل اور کڑے واقعات نے تمہارے بھائی کو بیمار کر دیا وہ کئی کئی روز دفتر نا جاتے۔ گھر میں تنگدستی چھانے لگی اور پھر اس بھری پڑی دنیا میں میرا غم خوار مجھے تنہا سلگنے اور سسک سسک کر زندگی گزارنے کے لیے چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ محلے کے چند درد مند لوگوں نے اس کے کفن دفن میں میری معاونت کی اور مالک مکان کے تعلقات کی بنا پر میرے بیٹے محمد احمد کو اپنے باپ کا آخری دیدار کرنے کی صرف اتنی سی اجازت ملی کہ جنازے کے بعد میت کو گاڑی میں اس کے پاس لے جایا گیا اور باپ کی میت پر چیخ کر گرا اور ایک ہی بات کہتا رہا مجھے معاف کر دینا ابو...... میں نے آپ کو دکھ کے سوا کچھ نہیں دیا کچھ بھی تو نہیں پانچ منٹ کی اس چیخ و پکار بھری ملاقات کے بعد اسے اندر لے جایا گیا اور باپ کا جنازہ غیروں کے کندھوں پر میانی صاحب قبرستان کے ایک گوشے میں پہنچایا گیا جہاں اسے سپرد خاک کر دیا گیا۔

میری بدنصیبی یہ تھی کہ میری سگی پانچ بہنوں میں سے کوئی ایک بھی دکھ کے ان کربناک لمحوں میں میرا دکھ بانٹنا تو درکنار غیروں کی طرح میری دل جوئی کو بھی نہ آئی۔ مجھے جوڑوں اور پنڈلیوں کا درد دو گام بھی چلنے نہیں دیتا۔ زندگی بوجھ بن کر رہ گئی ہے بھائی اب تو بس دعا کرو کہ میں بھی چلی جاؤں...... نہیں زندہ رہا جاتا اب مجھ سے...... عذرا باجی نے گلوگیر آواز میں کہا تو میری اور ایاز کی پلکیں بے اختیار بھیگ گئیں۔

ایسا نہ کہو باجی...... مرنے والوں کے ساتھ آج تک کوئی نہیں مرا۔ سب کو اپنا جیون گزارنا پڑتا ہے آپ کا بیٹا بھی آ جائے گا۔ اس طرح یہ زندگی بھی گزارنا ہی پڑے گی۔ بھئی میرے لیے تو یہ زندگی بھی گزارنا بہت مشکل ہے اس کمرے میں جہاں ہر سو اس کی یادیں ہیں اس کی چیزیں بکھری پڑی ہیں احمد بیٹے کی چیزیں پڑی ہیں بہو اور پوتی کی یاد دلانے والے کپڑے کھلونے ایک ایک چیز دن بھر اور رات بھر مجھے اندر سے چھری کی طرح کاٹتی رہتی ہے پل پل مرتی ہوں پل پل جیتی ہوں آخر میں کہاں بھاگ

کر چلی جاؤں احمد کسی نہ کسی طرح موبائل پر بات کر لیتا ہے پہلے تو میں اس کے پاس چلی جاتی تھی اب تو وہاں جانا بھی دوبھر ہو لگتا ہے۔ وہ دردناک باتیں کر رہی تھی اس کی معصوم سی پوتی سو رہی تھی۔

اب میں آپ کی کیا خدمت کروں، مجھے تو یاد ہی نہیں رہا کہ آپ کے ساتھ ایاز بھائی آئے ہیں وہ کیا سوچیں گے کہ پانی تک نہیں پوچھا۔

نہیں نہیں باجی ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ یہ ہمارے موبائل نمبرز رکھ لو جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہو کال کر دینا میں پہنچا دیا کروں گا۔ ایاز بھائی نے کہا پھر ہم نے ان کے موبائل میں نمبرز فیڈ کر دیئے۔ اپنی اپنی بساط کے مطابق جو ہو سکا۔ باجی کو نقدی کی صورت پیش کیا۔ ہمارا خلوص، ہماری ہمدردی اور اپنایت کے اظہار نے اسے اور رلا دیا۔

بھیا آپ میرے پاس چلے آئے میرے لیے تو یہی کافی ہے اگر آپ نا آتے تو میں کیا کر لیتی میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں۔

نہیں نہیں شکریے کی کوئی بات نہیں۔ بہنیں کبھی اپنے بھائیوں کا شکریہ ادا نہیں کیا کرتیں بلکہ حکم کیا کرتی ہیں آپ بھی ہم پر حکم کیا کریں اور ہاں آپ میرے پاس قبولہ چلی آئیں زندگی کے باقی ایام اپنے بھائی کے پاس گزارو مجھے آپ کی خدمت کر کے دلی اطمینان ہو گا اور آپ کی زندگی آسان ہو جائے گی۔ میں نے پیشکش خلوص نیت سے پیش کی۔

نہیں بھائی احمد کا مسئلہ چل رہا ہے اہل محلہ میری مدد کرتے ہیں میں ہر ملاقات پر احمد کو کچھ نہ کچھ خرچ دے آتی ہوں۔ مقدر میں ہوا تو ملنے آؤں گی تب ہم نے اجازت چاہی۔

پھر کسی اہل درد نے ترس کھایا ارو پچھلے سال باجی عذرا کو عمرہ کی سعادت کیلئے اپنے خرچ پر بھیجا یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ باجی کے صبر اور اللہ کی رضا کو مان لینے پر اللہ نے اسے انعام سے نوازا ہے جو اللہ اپنا اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کے در کی حاضری گنبد خضریٰ کا دیدار عطا فرمایا۔

محمد احمد کا مسئلہ التوا کا شکار ہے بلکہ عذرا باجی آج بھی اس امید سے ہے کہ میرا بیٹا جلد گھر آئے گا اور اگر وہ میرے لیے اور کچھ نہ کر سکا تو کم از کم میری میت کو کندھا تو دے سکے گا ناں اپنوں سے تو اب مجھے اس بات کی بھی امید نہیں رہی۔

تو قارئین عذرا باجی کا اکاؤنٹ نمبر لکھ رہا ہوں۔ شناختی کارڈ کا نمبر بھی درج کر رہا ہوں چیک، ڈرافٹ یا ایزی پیسہ سے جو درد مند اس بیوہ اور بے سہارا عورت کی مدد کرنا چاہے وہ ضرور اس کار خیر میں حصہ ڈال کر دکھی انسانیت کی خدمت کرے مجھے کال کر کے ان کا فون نمبر بھی لیا جا سکتا ہے۔

عذرا بی بی بیوہ سعید احمد ساجد۔

شناختی کارڈ نمبر 35401-17598284

اکاؤنٹ نمبر عذرا سعید 6-6276-010 یو بی ایل گڑھی شاہو مغلپور روڈ لاہور۔ مجھ سے رابطہ کے لیے ریاض حسین شاہد سلطان مارکیٹ قبولہ شریف۔

ستمبر 2011ء میں شہزادہ عالمگیر کی المناک وفات پہ فیصل آباد کے جواب عرض قلم قبیلہ نے عالمگیر کے نام ایک شام منانے کا اہتمام کیا جس میں مجھے بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ خالد فاروق آسی صاحب نے پہلے مجھے کال کی پھر دعوت نامہ بھیجوایا میں سر کے بل فیصل آباد پہنچا میں جانتا تھا کہ سب نئے لکھنے والے شاعر اور قلمکار جمع ہوں گے چلو ان سے بالمشافہ تعارف ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کوئی میرے عہد کا دوست آ جائے تو ملاقات ہو جائے گی مگر جب وہاں پہنچا تو میرے لیے سبھی چہرے ناآشنا تھے نسیم جاوید چوہدری فیصل آباد کا نام میرے لیے بہت جانا پہچانا تھا انتظار حسین ساقی تاندلیانوالہ کا نام اس وقت میری نظر سے گزرا تھا جب میں جواب عرض سے ناطہ

توڑ بیٹھا تھا صدا حسین صدا کیلا سکے کا نام بھی میرے دماغ میں کہیں کھٹکتا تھا باقی خالد فاروق آسی، مجاہد چاند، مجید جائی، اللہ دتہ بے درد، ذیشان ریاض اور فرزند علی صدیقی میرے لیے قطعی اجنبی تھے۔ رات پر تکلف ضیافت سے معلوم ہوا کہ فیصل آباد والے نا صاف خوش اخلاق ملن سار ہیں بلکہ مہمان نواز بھی جی بھر کے ہیں۔

وہ سب آپس میں خوش گپیاں لگا رہے تھے بس ان سب میں سفید بالوں والا ایک میں ہی بابا تھا جو چپکے سے ایک طرف اپنے دور کی حسین یادوں میں گم تھا رات دس بجے تقریب کا آغاز ہوا انتظار حسین ساقی شاعر بزم ساندر باد سٹیج سیکرٹری کے فرائض سنبھالے ہوئے تھے سب کو سٹیج پر بلایا جا رہا تھا میں ہر بار خود کو تیار کرتا کہ اب شاید مجھے بلایا جائے مگر ہر بار شاید مجھے نظر انداز کیا جا رہا تھا پھر جب سب سے آخر میں مجھے دعوت سخن دی جا رہی تھی تو میری کیفیت کا یہ عالم تھا کہ بدن میں ہلکی سی کپکپی سانسوں میں طلاطم آنکھوں میں نمی اور پورے سراپے کی دھڑکنوں میں ہیجان طاری تھا۔

سابق صاحب نے میری عزت افزائی میں جو تمہید باندھی جن خوبصورت لفظوں کا استعمال کیا وہ میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہ تھا۔ آخری فقرہ آج بھی یاد ہے ساقی بھائی نے کہا تھا کہ میں تمام دوستوں سے ریکویسٹ کروں گا کہ وہ کھڑے ہو کر نہایت پرتپاک انداز میں ہمارے اس مجلس کے صاحب صدر اور جواب عرض کے ماتھے پہ اپنے عہد میں دمکتے چاند کا اس طرح استقبال کریں کہ ریاض حسین شاہد کے لیے یہ لمحات امر ہو جائیں۔ پھر جب سبھی دوستوں نے اٹھ کر پر جوش انداز میں تالیاں بجاتے ہوئے میرا سواگت کیا اور وہ قدم جو مجھے سٹیج تک جانے میں طے کرنا پڑے میرے لیے یادگار بن گئے میں نمناک اس لیے تھا کہ میری شخصیت سے بڑھ کر مجھے نوازا جا رہا تھا جانے کیوں ان کا خلوص ان کی محبت ان کا جذبہ دیکھ کر مجھے اپنا آپ بہت چھوٹا دکھائی دے رہا تھا پر میری باتوں کو جو پذیرائی عطا کی گئی وہ ہمیشہ مجھے یاد رہے گی۔ مجھے پھر سے حوصلہ ہوا میں نے نئے سرے سے قلم سنبھالا جس کو مارچ دو ہزار میں خیر باد کہہ دیا تھا نومبر اور دسمبر 2011ء میں میری دو تحریریں یکے بعد دیگرے جواب عرض کی زینت بنیں۔

اس تقریب میں مجید جائی نے ایک بار تو جب میں اٹھ رہا تھا جھک کر میرا جوتا سیدھا کر کے میرے سامنے رکھا تو بے ساختہ اس کے لیے دل سے دعا نکلی کہ بیٹا تم نے ہمیں عزت سے نوازا اللہ تمہیں لکھنے کے میدان میں عزت و وقار سے نوازے بھی دوستوں نے مجھے بے حد محبت اور عزت افزائی سے نوازا انتظار حسین ساقی نے اپنا غزلوں اور نظموں کا مجموعہ محبتیں بکھرنے نہ دینا سب دوستوں کو گفٹ کیا اور باقاعدہ میرے ہاتھ سے سبھی ساتھیوں میں تقسیم کیا گیا۔

سب لوگوں کو ایک ہی شکوہ رہا کہ جتنے دوستوں کو دعوت نامے ارسال کیے گئے تھے ان میں بہت کم لوگ آئے جو میزبانوں کے لیے تکلیف دہ بات تھی۔ کہ انہوں نے ضیافت کا مکمل اہتمام کر رکھا تھا اور سب نے آنے کا وعدہ کر رکھا تھا کچھ دوستوں نے بروقت کال کر کے معذرت کی جن میں ملک عاشق حسین ساجد ہیڈ بکائنی سرفہرست تھے پیرس فرانس سے فضل حسنین صوفی نے لمبی کال کر کے اس تقریب میں شرکت کی جو جواب عرض کے رائٹر ہیں اور گجرات کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بے شک وہ ایک یادگار تقریب تھی جو شامل ہونے والے سبھی دوستوں کے دلوں پر ہمیشہ نقش رہے گی۔ آئندہ سال پھر بزم جواب عرض سجائے جانے کا فیصلہ ہوا تھا اگر زندگی نے وفا کی تو ضرور شامل محفل ہوں گا۔

راہ تکوں گی تیری ہمیشہ میرے چاند
اگر کبھی میری یاد آئے تو بتانا
(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

غزل

سنا نسبت ہجر غم کے ماروں سے
بات کی تھی جو چاند تاروں سے
چاندنی رات میں رہے بے تاب
جل بجھے آتشیں نظاروں سے
ان کی محفل میں بات کر نہ سکے
راز دل کہہ دیا اشاروں سے
اشک بہتے ہیں روشنی ہی سے
میری پلکوں پہ ان شراروں سے
ان کی نظروں میں ہو گے کم تر
بڑھ گئے درد میں ہزاروں سے
کیوں اڑا لے گئی خزاں جاوید
پھول مانگے تھے جو بہاروں سے
(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

یہ دل

دھڑکتا ہے یہ دل میرا
تڑپتا ہے یہ من میرا
بنا تیرے چین نہیں آتا
یہ دل کہیں بھی نہیں لگتا
تیری یاد ہم کو ستاتی ہے
آنکھیں بھی روتی ہیں
نہ جگتی ہیں نہ سوتی ہیں
پل پل تنہائی ڈستی ہے
نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
سنو تم سے یہ کہتے ہیں
ہمیں اپنا بنا لو تم
دل میں اپنے بسا لو تم
(میرا ایہ ریادرکھنا)

ہمی کو ہم سے چرا لو تم
تم سے دور اب نہ رہ پائیں گے
یہ درد جدائی نہ سہہ پائیں گے
اس قدر ٹوٹ کر چاہیں تمہیں
کہ دل و جان بھی تیرے نام کر جائیں
سنو تم اپنا بنا لو ہمیں
(گلشن ناز ٹھٹھہ قریشی)

غزل

وصال یار ہو جاتا اگر ساون کے موسم میں
دلوں کے پھول کھل جاتے یونہی ساون کے موسم میں
ابھی تو ہجر کے موسم کا اختتام بھی لا پتہ ہے
تو کیسے ہو جاتا وصال یونہی ساون کے موسم میں
گزار دیتے ساری زندگی وصال یار میں ہم
اک پل کبھی مل جاتا اگر ساون کے موسم میں
اک گھڑی بھی نہ گزرے بن پیار کے
کیسے دل کو سمجھاؤں یونہی ساون کے موسم میں
تڑپتی ہوں میں تو وہ بھی تڑپتا ہے
مار گئی مجبوریاں ہمیں ساون کے موسم میں
نہ دن کو سکون ہے نہ چین ہے رات کو
یہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں ساون کے موسم میں
بہت تڑپاتی ہے یہ دوریاں ہمیں چاند
کہیں مر ہی نہ جائیں یونہی ساون کے موسم میں
(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

محبت اور حسن

کہتے ہیں ہزاروں سال پہلے محبت اور حسن دوست تھے ایک رات دونوں ساتھ تھے کہ چاند نکل آیا محبت نے چاند کی تعریف شروع کر دی یہ بات حسن کو بری لگی اس نے محبت کی آنکھیں نوچ لیں بس اسی دن سے محبت اندھی اور حسن ظالم ہو گیا۔
(ملک علی رضا، فیصل آباد)

میرا پیار یاد رکھنا

☑......تحریر: حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری فیصل آباد 0345-5453286

پیارے بھائی جان شہزادہ التمش صاحب!

سلام عقیدت، آپ کی صحت اور سلامتی کے لیے دعا گو ہیں شہزادہ .جی اس بار ایک درد بھری کہانی میرا پیار یاد رکھنا لے کر دکھی بزم میں حاضر ہوں اس امید کے ساتھ کہ کسی قریبی شاعت میں جگہ دیں گے یہ کہانی مجھے جواب عرض کے ایک پرانے قاری عبدالرشید نورانی نے ہیڈ راجکاں بہاولپور سے ارسال کی ہے نام و مقامات فرضی ہیں کسی قسم کی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔

شہزادہ .جی محبت میں یہ لازمی نہیں ہوتا کہ ہر محبت کرنے والا اپنی منزل پالے محبت تو کسی کی یاد میں جلنے کا نام ہے۔

ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لیے

واقعی یہ زندگی صرف ایک دھوکہ ہے نوحہ غم ہے ایک تلخ جام ہے ایک طرف آنسو دوسری طرف آہیں انسان ہر لمحہ سکون اور خوشی کا متلاشی ہے جو اسے نہیں ملتی۔

باغ آزاد کشمیر سے سید جاوید حسین شاہ ارجہ آزاد کشمیر سے ڈاکٹر عبدالحلیم خان مری سے رشیدہ بہن، شاہ کوٹ سے شکیلہ بہن، لاہور سے حافظ محمد ندیم، ملتان سے گلناز کنول، فورٹ عباس سے طارق جاوید شہناز طارق، فیصل آباد سے محمد شہروز جاوید محمد باسط جاوید، رمشا جاوید، عبداللہ پور سے محمد شفیق بلی دعاؤں میں یاد رکھنے کا شکریہ آخر میں پرچے کی مزید ترقی کیلئے دعا گو ہوں تمام سٹاف کو پر خلوص سلام اور دعائیں اجازت آپ کا بھائی۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

کتنے شقی القلب ہیں وہ لوگ جو زندگی کی پرسکون جھیل میں غموں کے کربناک پتھر پھینک کر دکھوں کے دائرے وسیع کر دیتے ہیں بارود برساتے ہیں تو جانیں جل اٹھتی ہیں گولے پھینکتے ہیں تو لاکھوں جانیں تپتی ریت میں دفن ہو جاتی ہیں زندگی کی جھیل سے زہر آلود پانی ابلتا ہے تو لاکھوں جاندار صفحہ ہستی سے مٹ جاتے ہیں زندگی کی پرسکون وادی میں یہ درندے ...... یہ خون خار بھیڑیے. کہاں سے گھس آئے ہیں انہوں نے زندگی کی ہنستی بستی، بستیوں پر کیوں شب خون مارا ہے ان سفاک شیطانوں کو کس نے اجازت دی ہے کہ وہ چمن زیست کی کیاریوں میں مسکراتے پھولوں کو نوچ ڈالیں پتیاں بکھیر دیں کلیاں مسل کر رکھ دیں آج میں ارمانوں کا قلم توڑ دینا چاہتا ہوں حسرتوں کی دوات انڈیل دینا چاہتا ہوں خوشیوں کا قرطاس چیر پھاڑ کر پرزہ پرزہ کر دینا چاہتا ہوں میں نہیں لکھنا چاہتا جن ماؤں کی گود خالی ہوگئی جن بہنوں کے ہنستے مسکراتے بھائی بارود کے دھوئیں میں چھپ گئے ہیں ان ماؤں، ان بہنوں کے بین ان کی سسکیاں ان کے نوحوں کا شور مجھے کچھ لکھنے

نہیں دیتا کربلا کے اس شور میں مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا کچھ سنائی نہیں دیتا میں پاگل ہو جاؤں گا قیامت کے اس شور میں کیا سنوں اور کیا لکھوں کیا قدرت نے میرے ہاتھ میں قلم اس لیے تھمایا تھا کہ میں آہوں اور سسکیوں کا شور رقم کرتا رہوں مگر نہیں میں اس قلم سے ان شیطانوں کو نشانہ بناؤں گا ان ظالم دلوں پر نفرت کے نشتر چلاؤں گا جو تقدس کے لبادے اوڑھ کر مسکراتی زندگیوں کو دکھوں کے سانچے میں ڈھال رہے ہیں میں دنیا والوں پر ان بھیڑیوں کی درندگی ظاہر کروں گا میرا قلم ان ظالموں کو بے نقاب کرے گا میرا قلم تاریخ کے صفحات پر ان کی کرتوتوں ان کے سفید چمڑی والے چہرے مسخ کر دے گا داغدار کر دے گا یاد رکھئے گا تاریخ کبھی کسی کو معاف نہیں کرتی مجرم ضمیروں کے چہرے اپنے سینے میں محفوظ کر لیتی ہے کیا ہوا اگر آج نہیں تو کل میرے قلم کی سچائی ضرور دنیا والوں پر آشکار ہو جائے گی کہ یہ درندے کون ہیں جو زندگی کی جھیل میں غموں کے پتھر پھینک رہے ہیں یہ کون ہیں میرے اپنے ہیں واقعی جب ہمیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ ہمارا ماضی کتنا تلخ ہے تو ہماری روح تک لرز اٹھتی ہے اور گزرے ہوئے ماضی کی انمٹ حقیقت ایک تصویر بن کر ہماری آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگتی ہے اور اس تصویر سے ہزاروں رنگ ابھرتے ہیں ہر رنگ میں ہمیں ہمارا تلخ اور کڑوا ماضی دکھائی دیتا ہے جسے دیکھ کر ہمیں اپنے آپ سے بھی نفرت سی ہونے لگتی ہے ہر طرف ایک سناٹا سا محسوس ہوتا ہے یوں لگتا ہے کہ جیسے زمین آسمان خاموش ہیں وقت ٹھہر گیا ہے ہر چیز اپنی اپنی جگہ ساکت ہو گئی ہے اُف میرے خدایا کتنی گھٹن محسوس ہونے لگتی ہے جب ماضی یاد آتا ہے تو ایک ایک آنسو دریا بن جاتا ہے ارو جب یہ آنسو پلکیں توڑ کر ہمارا زخمی دامن بھگوتے ہیں تو ہماری سسکیاں اور آہیں اندر ہی اندر گھٹ کر دم توڑ دیتی ہیں غم کے بادل اندر ہی اندر برس کر تھم جاتے ہیں یادوں کی آندھیاں خوفناک صورت اختیار کر کے اندر ہی اندر ہماری امنگوں، آرزوؤں، تمناؤں اور خوشیوں کا خون کر کے ختم ہو جاتی ہیں کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ بعض انسانوں کے مقدر ازل سے ہی تاریک کیوں ہوتے ہیں ایسے انسان جو کچھ سوچتے ہیں وہ کبھی نہیں ہوتا بلکہ سب کچھ اس کے برعکس ہوتا ہے رب کائنات کا دستور بھی کتنا عجیب ہے جسے چاہے مسرتوں بھری زندگی عطا کر دے اور جسے چاہے دکھوں تکلیفوں، غموں، آنسوؤں اور آہوں بھری زندگی بخش دے اور ایسے حالات میں تو اپنے بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں کوئی یہ بھی نہیں سوچتا کہ کسی بدنصیب کی زندگی کا چراغ کیسے سلگ سلگ کر تنہا جل جل کر کب گل ہو جائے گا اور پھر جب واقعی تنہا اور سلگتی زندگی کا بے نور چراغ گل ہو جائے گا تو کوئی اس مٹھی بھر راکھ کو اٹھا کر رب کائنات کی اس وسیع و عریض زمین میں دفنانے کے لیے بھی تیار نہیں ہوگا کاش ہر انسان کے مقدر ایک جیسے ہوں ہر کسی کا ماضی اتنا تلخ نہ ہو مگر یہ ہمارے بس میں نہیں یہ تو اس ذات پاک کے ہاتھ میں ہے جو پتھر میں بھی کیڑے کو روزی دیتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں وہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے آج مجھے بھی میرا تلخ ماضی بہت یاد آ رہا ہے بھولا بھٹکا ماضی کی سنسان راہوں پر چل رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ میری بکھری حیات نے مجھے ماضی بھی کتنا کربناک دیا ہے جو آج میں نا چاہتے ہوئے بھی صفحہ قرطاس پر بکھیر رہا ہوں۔

میں نے ایک چھوٹے سے گاؤں میں آنکھ کھولی جب میں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والد صاحب کو کھیتی باڑی کا کام کرتے ہوئے پایا میں

شروع ہی سے اس کام کے خلاف تھا اور آج بھی ہوں میرے بڑا ہونے کی میرے ابو جی کو ذرا بھی خوشی نہ ہوئی کیونکہ مجھے جب بھی کام کرنے کو کہا گیا میں ہمیشہ انکار کرتا رہا اور یہی کہتا کہ زمین ٹھیکے پر دے دو اور کوئی کاروبار کرو اس سے بچے بھی تعلیم کو تکمل کر لیں گے اور گزارہ اچھا خاصا چلے گا پھر ابو جی کہنے لگے جیسے تمہاری مرضی ہے کر لیتے ہیں اس سے پہلے میں مڈل پاس کر چکا تھا باقی سب بچے پڑھتے تھے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ چلو ابو جی نے میری بات تو مانی ہے پھر میں نے ٹیل والا سے آ کر ہیڈ راجکاں میں پلاسٹک کے لفافوں کا کام شروع کر دیا اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور میں نے بھی دل لگا کر خوب محنت کی اور ترقی کی منازل طے کرنے لگا۔ ہیڈ راجکاں سے ٹیل والا آنے جانے میں بہت وقت ضائع ہو جاتا تھا کیونکہ لوکل روٹ تھا میں نے سوچا کہ ادھر ہی کرائے پر کوئی مکان تلاش کیا جائے میری تھوڑی سی کوشش سے مجھے مکان مل گیا اب میرا زیادہ وقت کاروباری مصروفیات میں گزرنے لگا کبھی کبھی مجھے تھوڑی سی بوریت محسوس ہوتی کیونکہ یہاں میرا کوئی دوست نہ تھا میں نے کئی بار سوچا کہ کسی اچھے انسان سے دوستی کر لی جائے مگر کوئی اچھا اور مخلص دوست نہ مل سکا اور پھر آجکل کی دوستی دوستی نہیں بلکہ ایک کھیل ہے جب تک کسی کو کھلاتے پلاتے رہو وہ تمہارا دوست ہے جب نہ کھلاؤ تو وہ دشمن بن جاتا ہے یہی دل میں سوچ کر میں نے کسی سے دوستی نہ کی۔ اسی طرح دو سال کا عرصہ گزر گیا ہمارے حالات بہت اچھے ہو گئے تھے کاروبار بھی عروج پر تھا میں نے اللہ تعالیٰ پھر بھروسہ کر کے کاروبار میں دلچسپی رکھی اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے میں نے بہت ترقی کر لی خوبصورت مکان بنائے کرائے کی دکان کی جگہ اپنی دکان خرید لی حالات بھی بڑے اچھے ہو گئے تھے ادھر میرے کاروبار کو دیکھ کر میرے کچھ شریک جلنے لگے اور حسد کرنے لگے کہ شاہد نے اتنی ترقی کیسے کر لی مجھ پر یہ سب اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی تھی میں اللہ تعالیٰ پر شاکر ہوں وہ بڑا غفور و رحیم ہے عزت و ذلت اسی کے ہاتھ میں ہے خیر اسی طرح وقت کا بے لگام گھوڑا اپنی دھن میں مگن چلتا رہا اور میں اپنے کاروبار میں مصروف رہا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے میرا کاروبار پورے ضلع بہاولپور میں پھیل گیا ادھر میں نے اپنے والدین کو بھی ٹیل والا سے ہیڈ راجکاں بلا لیا کیونکہ میں اپنا مکان بنوا چکا تھا ہم مستقل طور پر ہی ہیڈ راجکاں سیٹل ہو گئے کیونکہ ہمارے کچھ رشتہ دار وغیرہ ادھر رہتے تھے ہمارے ساتھ والا مکان عرصہ سے خالی تھا وہاں چند دن پہلے ہی ایک فیملی آ کر رہائش پذیر ہوئی میں ایک دوپہر کو کھانا کھانے گھر گیا تو چند عورتیں میری والدہ سے بیٹھی باتیں کر رہی تھیں میں نے جا کر سلام کیا اور اپنے کمرے میں چلا گیا میری چھوٹی بہن نے مجھے کھانا دیا میں کھانے سے فارغ ہوا تو میری والدہ نے آواز دی شاہد بیٹے ادھر آؤ میں گیا اور کہا جی امی جی کیا بات ہے بیٹے یہ تمہاری خالہ ہیں اور یہ ان کی والدہ اور یہ ان کی بیٹی شازیہ ہے پرسوں ہی ہمارے ساتھ والے مکان میں شفٹ ہوئے ہیں میں نے ان کو سلام کیا جب میں آنے لگا تو شازیہ نے مجھے بڑی گہری نظروں سے دیکھا وہ پہلی ہی نظر میں مجھے بھی بڑی اچھی لگی تھی کیونکہ وہ بہت ہی حسین اور خوبصورت تھی میں نے اسے آنکھ بھر کر دیکھنا چاہا بھی تو ایسا نہ کر سکا نجانے وہ کون سا کمزور لمحہ تھا جب وہ میرے دل میں میرے دل کے زنگ آلود دروازے کو کھول کر اس میں داخل ہو گئی اور میرے سرمایہ حیات پر اس نے قبضہ کر لیا میں لاکھ کوشش کے باوجود بھی اسے مخاطب نہ کر سکا لیکن دل ہی دل میں اس سے دنیا

جہاں کی ہر بات کی اسے دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا کہ یہ وہی ہے جس کی مجھے تلاش تھی جس ہستی کے لیے میں نے مدتوں ریاضت کی یہ وہی ہے جو میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں بیٹھی میرے ساتھ میری روح کے ساتھ اٹھکیلیاں کرتی رہی پھر ایک دن میں اپنی دھن میں مست جا رہا تھا کہ اچانک شازیہ نے مجھے آواز دی شاہد جی ایک منٹ میری بات سننا میں شرماتا ہوا اس کے پاس چلا گیا اس نے بڑی دلیری سے ایک لفافہ مجھے تھما دیا میں نے دیکھا تو اس پر میرا نام لکھا تھا میں لفافہ لے کر سیدھا گھر چلا آیا اور اپنے کمرے میں بیٹھ کر پڑھنے لگا لکھا تھا۔

میرے پیارے ساجن شاہد جی!

سلام محبت۔ شاہد جی کئی دنوں سے لکھنا چاہ رہی تھی قلم پتہ نہیں کیوں رک جاتا تھا اور تم اتنے سنگدل ہو کہ نظروں کا پیغام اور خاموشی کی زبان بھی نہیں سمجھتے حالانکہ پہل تمہاری طرف سے ہونی چاہیے تھی مگر شاید تم ان جذبوں سے نا آشنا ہو جس میں میں جل رہی ہوں ہاں شاہد مجھے کہنے دو کہ شازیہ تم سے محبت کرتی ہے مجھے بے شرم نہ جانو مجھے تمہاری بے رخی نے مجبور کر دیا ہے ورنہ شازیہ ایسا تو نہیں تھی تم بھی میری طرف تکتے ہو اور شاید تم مجھے پسند بھی کرتے ہو مگر اظہار کیوں نہیں کرتے آخر کیا وجہ ہے شاہد میری محبت میرے جذبات کو ٹھکرا نہ دینا اور میرا پیار یاد رکھنا شاہد یاد رکھنا اور اپنے دل میں بھی جگہ ضرور دینا۔ ہاں اب جو تم ادھر سے گزرو تو صرف مسکرا دینا میں سمجھ جاؤں گی کہ تم نے میری محبت کو قبول کر لیا ہے ورنہ شازیہ ساری زندگی خوشیوں کو ترستی رہے گی میں تمہارے جواب کی بھی منتظر رہوں گی۔

فقط تمہاری اپنی شازیہ

پھر میں نے شازیہ کو خط کا جواب دیا تحریر کچھ یوں تھی۔

جان سے عزیز شازیہ

تمہارا خط ملا پڑھ کر دل کی مرجھائی ہوئی کلی کھل اٹھی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو دوسرے کے دل پر قدرت رکھتے ہیں شازیہ تمہارا خط پڑھ کر محبت کی قندیلیں روشن ہو گئی ہیں میں اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت لڑکا سمجھنے لگا ہوں کائنات کی تمام خوشیاں اور رنگینیاں میری جھولی میں ایک ساتھ آ گری ہیں شازیہ میں نے جب سے تم کو دیکھا ہے تمہارا ہی تصور رہتا ہے اب میں تم سے ایک پل بھی جدا نہیں رہ سکتا میں تمہارے سامنے اپنا دل ہار بیٹھا ہوں اور میں نے تم کو اپنا پہلا اور آخری مان لیا ہے تمہارے بغیر میں ادھورا ہوں پلیز مجھے راستے میں نہ چھوڑ دینا فقط والسلام تمہارا اپنا شاہد میں نے خط لکھ کر شازیہ کو دے دیا چوتھے دن شازیہ نے جواب دیا تحریر یوں تھی۔

پیارے ساجن شاہد جی!

سلام محبت! شاہد تمہارا خط پڑھ کر دلی مسرت ہوئی ہے اور مجھے دنیا و جہاں کی تمام خوشیاں مل گئی ہیں تم نے جس طرح میرے جذبوں کا احترام کیا ہے اس کے لیے مجھے شکریہ کے لیے الفاظ نہیں مل رہے شاہد جی یہ میرا وعدہ ہے جو مرتے دم تک قائم رہے گا کہ تمہارے جذبوں کو مجروح کرنا خود میری اپنی محبت کی موت ہو گی یہ کون چاہتا ہے کہ اس کی محبت مر جائے شاہد جی میری سوچوں کے قدم بھی بھی نہ ڈگمگائیں گے یہ میرا وعدہ ہے ہاں کل سارے گھر والے گاؤں جا رہے ہیں اور میں دو پہر بارہ بجے گھر پر تمہارا انتظار کروں گی فقط والسلام تمہاری اپنی شازیہ۔

دوسرے دن میں مقررہ وقت پر شازیہ کے گھر موجود تھا پھر شازیہ نے چائے بنائی ہم دونوں نے مل کر پی اور خوب جی بھر کر جینے مرنے کی

قسمیں کھائیں اسی طرح ملاقاتیں ہونے لگیں ہم پیار کی راہوں پر گامزن بہت دور نکل گئے کہتے ہیں ناں کہ عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے ہمارے محلے میں عندلیب ماچھن رہتی تھی جب اس کو ہمارے پیار کا علم ہوا تو اس ذلیل نے شازیہ کے گھر والوں کے کان بھر دیئے شازیہ پر پابندیاں لگ گئیں ہم دونوں اپنی اپنی جگہ تڑپتے رہے اور پھر یہ بات پوری گلی بلکہ پورے گاؤں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ شاہد اور شازیہ آپس میں ملتے ہیں اس طرح ہمارے بھی عشق کے چرچے ہر بچے اور ہر بوڑھے کی زبان پر تھے ہائے کیسا یہ زمانہ آ گیا ہے کہ جوان لڑکا اور لڑکی چھپ کر آپس میں ملتے ہیں اور عشق لڑاتے پھر رہے ہیں اور اپنی چڑھتی ہوئی جوانی کو سنبھال نہیں سکتے جتنے منہ اتنی باتیں ہونے لگیں پھر ہمارے محلے کے شرارتی لڑکوں نے ہمارے نام دیواروں پر لکھ دیئے شاہد اینڈ شازیہ زندہ باد نئی جوڑی زندہ باد، ہم ظالم سماج کی نظروں میں آ گئے اور ہم پر کڑی نظر رکھی جانے لگی دو پیار کرنے والے دلوں پر پہرے لگ گئے۔

واقعی انسان کس طرح اور کس قدر بے بس اور مجبور ہوتا ہے وہ حالات کی دیوار ڈھا نہیں سکتا جو پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے انسان ان کو کاٹ نہیں سکتا حالات کی تلخیاں اور مجبوریاں انسان کو کمزور بنا دیتی ہیں روح کو ہر وقت پریشان رکھتی ہیں لیکن انسان کو ان سے گھبرانا نہیں چاہیے کیونکہ یہی وہ زندگی کی ایسی دل آویزیاں ہیں جو انسان کو مرنے نہیں دیتی دراصل کچھ پا لینا ہی زندگی نہیں ہے کچھ حاصل کر لینا ہی زندگی نہیں ہے بلکہ کچھ کھو دینا ہی زندگی ہے زندگی کی مختلف راہیں ہیں کوئی دور نکل جاتا ہے اور زندگی کا حقیقی اور سچا سراغ لگا لیتا ہے دوسروں کی خاطر زندہ رہنا دراصل یہی زندگی ہے اور یہی حسن ہے زندگی کا عشق کی شورشیں ہر جگہ یکساں ہیں ہر بندہ کسی نہ کسی شکل میں در محبت کا اسیر ہے لیکن محبت کی کٹھن راہوں کی منزل کا راستہ مختلف اور جدا ہوتا ہے محبت کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ کسی کو حاصل کر لیا جائے لیکن میرا نظریہ اس سے ذرا مختلف ہے میری سوچ کا زاویہ الگ ہے کہ محبت قربانی مانگ لیا کرتی ہے اور اس میں کچھ نہ کچھ کھونا بھی پڑتا ہے خود کو مٹانا پڑتا ہے تب جا کر تکمیل محبت ہوتی ہے ادھر میں اپنی سوچوں میں مگن بیٹھا تھا کہ اچانک شازیہ آ گئی اور آتے ہی میرے گلے لگ کر رونے لگی میں نے پریشان ہو کر پوچھا شازیہ کیا بات ہے پگلی کیوں رو رہی ہے شاید آج ہمارے گھر میں میری شادی کی بات ہو رہی تھی گھر والے بہت جلد میری شادی کرنا چاہتے ہیں پلیز کچھ کرو شاہد ورنہ تمہاری شازیہ جیتے جی مر جائے گی مر جائے گی شاہد۔ پلیز کچھ کرو تمہارے بغیر میں جی نہ سکوں گی شازیہ پاگل مت بنو ابھی تو شادی کی بات کر رہے ہیں کونسی تمہاری شادی ہو گئی ہے جو پاگل بن کر رو رہی ہو۔ ہمت سے کام لو حوصلہ کرو کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے جو میری شازیہ کو مجھ سے چھین سکے پھر میں نے اپنے رومال سے اس کے آنسو صاف کیے اور پیار سے گلے لگایا شازیہ بھی بے خود ہو کر مجھ سے چمٹ گئی پھر جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا طوفان اٹھا اور ہم دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا پھر ہم یک جان دو قالب ہو گئے جذبات کی تیز آندھیاں کتنی ہی دیر تک چلتی رہیں پھر جب ہم ہوش میں آئے تو وہ سب کچھ ہو چکا تھا جو نہیں ہونا چاہیے تھا بہر حال دونوں جوان تھے بہک گئے تھے پھر میں نے شازیہ کو تسلی دی اور کہا جان من تم فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ نے اگر ہماری جوڑی بنائی ہے تو ہمیں کوئی جدا نہیں کر سکتا پھر ہم کتنی ہی دیر تک ایک دوسرے کو گلے لگا کر پیار کی باتیں کرتے رہے

جذبات مچلتے رہے طوفان اٹھتا رہا ہم اپنی ہی دنیا میں مگن رہے آج ہم نے پیار کی تمام حدیں توڑ دیں وہ سب کچھ کرلیا جہاں پیار پیار نہیں بلکہ......

پھر میں نے شازیہ کو کہا کہ تم ہر حال میں مجھے اپنے گھر کے تمام حالات سے آگاہ رکھنا شازیہ چلی گئی اور مجھے پیار کی ایک عجیب کسک بے چین کرنے لگی پھر شازیہ پندرہ دن کے بعد مجھے ملنے اور کہنے لگی شاہد میری منگنی ہوگئی ہے لڑکا ڈاکٹر ہے اور میرا خالہ زاد کزن ہے شاہد پلیز مجھے اس سے شدید نفرت ہے بتاؤ میں کیا کروں میں نے شازیہ کو کہا کہ میں کل کسی پیر سے بات کروں گا اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا پھر میں نے اپنے دوست صدیق ساگر سے بات کی اس نے مجھے ایک پیر کا بتایا اس کا نام سید ملوک تھا ہمارے آدھا محلہ اس کا مرید تھا میں بھی دوست کے بتائے ہوئے پتہ پر چل پڑا پورا دس کلو میٹر پیدل سفر تھا کوئی سواری کا بندوبست نہ تھا میں نے پیدل دس کلو میٹر سفر کیا اور پیر سید ملوک کے ڈیرے پر پہنچا دیکھا تو پیر صاحب بڑے رعب اور دبدبے والے نظر آئے مگر دوسرے ہی لمحے میں نے نوٹ کیا کہ یہ پرلے درجے کا دھوکے باز ہے خیر مجھے اپنے کام سے غرض تھی میں اپنی شازیہ کو ہر صورت میں حاصل کرنا چاہتا تھا میں اپنے مقصد کو سامنے رکھ کر پیر صاحب کے سامنے حاضر ہوا تو پیر صاحب مجھے دیکھ کر مسکرائے اور کہنے لگے بیٹا ہم جانتے ہیں کہ تم کس مقصد کے لیے آئے ہو محبت کے مارے ہو عشق کے ستائے ہو میں یہ سب کچھ سن کر پیر صاحب کا گرویدہ ہو گیا اور اپنا سارا حال بتا دیا پیر صاحب کہنے لگے بیٹا تمہارا کام ہو جائے گا شازیہ تمہاری ہے تمہاری ہی رہے گی تم فکر نہ کرو مجھے حوصلہ ہوا پھر پیر صاحب نے کہا بیٹا کل منگل ہے ہم پڑھائی کریں گے اور اس کا کچھ ہدیہ لگے گا میں نے کہا بابا جی میں شازیہ کے لیے ہر چیز قربان کرنے کو تیار ہوں بیٹا ہم فقیر لوگ ہیں صرف ہدیہ لیتے ہیں تم ایسا کرو کل صبح آنا اور پندرہ میٹر سفید کپڑا ایک کالا مرغا اور دو ہزار روپے لے آنا انشاء اللہ تعالیٰ چوبیس گھنٹے کے اندر شازیہ تمہاری دلہن بن کر تمہارے آنگن میں آ بسے گی۔ میں بڑا خوش ہوا اور دوسرے دن میں تمام چیزیں لے کر پیر صاحب کے پاس پہنچ گیا پیر صاحب مجھے دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور بڑی دیدہ دلیری سے تمام چیزیں مجھ سے لے لیں اور دو تعویز مجھے دیتے ہوئے کہا بیٹا یہ ایک تعویذ شازیہ کے دروازے کی دہلیز میں دبا دینا اور دوسرا تعویذ قبرستان میں کسی متقی اور پرہیزگار کی قبر میں دبا دینا پھر دیکھنا شازیہ تمہاری دلہن بن کر آتی ہے یا نہیں ہاں بیٹا تعویز دبانے کا وقت ہے کہ تم کو آتے اور جاتے وقت کوئی نہ دیکھے خیر میں پیر صاحب سے ہدایات اور تعویذ لے کر واپس آ گیا دسمبر کی یخ بستہ سرد رات بھی سردی بھی پورے عروج پر تھی اندھیری گھپ رات تھی میں اٹھا باہر نکلا دیکھا تو کوئی بندہ بشر باہر نظر نہ آیا مجھ میں بھی اتنی ہمت نہ جانے کہاں سے آ گی تھی کہ مجھے جاتے وقت نہ تو سردی لگی اور نہ ہی ڈر لگا میں دو کلو میٹر دور قبرستان پہنچا اور تعویذ دبا دیا اور دوسرا شازیہ کی دہلیز پر حالانکہ رات کو قبرستان جانا کسی خطرے سے کم نہیں ہوتا بڑے بڑے ہمت والے ڈر جاتے ہیں ایک میں تھا کہ عشق میں اندھا سب کچھ کر رہا تھا ادھر مکان سے مال ختم ہو گیا اور میں مال لینے کے لیے ملتان چلا گیا ملتان سے لاہور جانا پڑ گیا مال خرید کر جب میں گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں گلی میں ٹینٹ لگے ہوئے تھے اور خوب چہل پہل تھی امی جی نے بتایا کہ آج نندی پور سے شازیہ کی بارات آئی ہے یہ سننا تھا کہ میرے اندر آگ سی لگ گئی خیر میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور دکان پہ چلا گیا رات کو میں نے پیر صاحب کو

ٹھکانے لگانے کا سوچ لیا میں نے بازار سے نقلی پستول اور پیر صاحب کے ڈیرے کی جانب چل پڑا ڈیرے پر پہنچا تو دیکھا پیر صاحب بڑے مزے سے سو رہے تھے ایک میں تھا کہ جس کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں پیر صاحب کو دیکھ کر مجھے طیش آ گیا اور میں نے اس کو گریبان سے پکڑ کر ایک فائر کر دیا اور کہا ذلیل کمینے کتے دھوکے باز، فراڈیئے تم نے لوگوں کو لوٹنے کا اچھا طریقہ اپنا رکھا ہے آج میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا پیر صاحب ڈر گئے اور میرے قدموں میں گر پڑے اور میرا تمام سامان لا کر میرے سامنے رکھ دیا اور مزید پندرہ ہزار روپے دینے کو بھی کہا مجھے حد سے زیادہ غصہ تھا میں نے پیر صاحب کا تمام سامان سمیٹا اور اس جعلی پیر کو دھکے دے کر وہاں سے بھگا دیا اس کا آج تک کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہے ادھر مجھے شازیہ کا خط ملا تحریر کچھ یوں تھی۔

پیارے جانی شاہد جی!

السلام علیکم خدا تجھ کو سدا اسلامت رکھے آمین شاہد جی خدا کو شاید ہمارا ملاپ منظور نہیں تھا مگر میں تم کو کبھی بھول نہ پاؤں گی شاہد جی ابو کے سامنے میں نے انکار کر دیا تھا مگر امی جی نے اپنا دودھ نہ بخشنے کی بددعا دے دی تھی پھر میں نے سوچا کہ محبت قربانی مانگتی ہے سو میں نے اپنے والدین کی عزت کی خاطر اپنی محبت قربان کر دی کیونکہ والدین کی شفاف پیشانی پر رسوائی کا داغ لگا کر جینا میرے ضمیر نے گوارہ نہ کیا شاہد مجھے معاف کر دینا اور ایک خواب سمجھ کر مجھے بھول جانا۔ میں سدا تمہاری خوشیوں کے لیے دعا گو رہوں گی۔

فقط والسلام جو کبھی تمہاری تھی شازیہ

شازیہ کا خط پڑھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ واقعی شازیہ بہت عظیم ہے اس نے والدین کی عزت اور ان کے وقار کو خاک میں ملانے کی بجائے اپنی محبت قربان کر دی اور کتنی ہمت سے ان کے فیصلے کو تسلیم کر لیا شازیہ اب ایک بچے کی ماں ہے بچے کا نام عمران شاہد ہ بہت پیارا بچہ ہے شازیہ میں تم کو اس عظیم قربانی کے صلے میں دعائیں ہی دوں گا اللہ تعالیٰ تم کو زندگی کے ہر پل ہر لمحہ ہزاروں خوشیاں نصیب کرے اور تمہارا گلشن سدا شاد و آباد رہے ہم بھی تمہاری یادوں کے سہارے جی رہے ہیں اس لیے بار بار یہی دعا دل سے نکلتی ہے کہ تم جہاں بھی رہو خوش رہو شاد رہو آباد رہو۔

واقعی شازیہ کہ

دل کے رشتے عجیب ہوتے ہیں
دور رہ کر قریب ہوتے ہیں
میری بربادیوں کا غم نہ کر
یہ اپنے اپنے نصیب ہوتے ہیں

شاہد سے رابطہ کرنے کے لیے میری معرفت خط لکھ سکتے ہیں میں تمام خطوط اس تک پہنچا دوں گا۔

❀❀❀

غزل

مانا کہ جہاں میں بہت ہیں چاہنے والے تیرے
کوئی پیار کی طرح پیار نبھائے تو بتانا
ہم نے تو تیرے لیے وقف کر دی زندگی
کوئی اس طرح سے تم پہ مرے تو بتانا
ہر گھڑی ہر موڑ پر مل تو جاتے ہیں بہت
کوئی اس طرح سے وفا نبھائے تو بتانا
بھول تک سکتے نہیں تم میری وفائیں
گر کسی موڑ پہ بھول جاؤ تو بتانا
میں ساتھ رہوں گی تیرے ہر پل جاناں
اگر کبھی دل نہ لگے تو بتانا
میں تیرے ہی لیے دعا گو رہوں گی ہمیشہ
اگر کبھی جو مشکل آئے تو بتانا

چولستانی محبت

☑......تحریر: آصف سانول، بہاولنگر

جناب شہزادالتمش صاحب!

سلام عرض کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے آج میں ایک سٹوری آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں ادارے کی پالیسی کے مطابق نام اور مقام تبدیل کر دیئے ہیں۔ امید ہے آپ سب لوگوں کو پسند آئے گی میری طرف سے ریاض احمد لاہور، محمد اشرف زخمی دل، ملک عاشق حسین ساجد، ریاض حسین شاہد، خالد فاروق آسی، ایم مجاہد چاند، عتیق الرحمٰن، اشفاق بٹ، مجید احمد جائی، منیر رضا، عامر وکیل جٹ، عاصم بوٹا، کو محبت بھرا سلام قبول ہو۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

واہ جو پیار کیتوئی رول دتوئی، وچ روہی
واہ وے سجن تیرے وعدے
کوڑے پانی او تیرے وعدے

20 جنوری 2013 کو مجھے مروت سٹی جانے کا اتفاق ہوا مروت سٹی میں اکثر آتا جاتا رہتا تھا کیونکہ مروت سٹی سے چند کلومیٹر دور ہماری زمینیں تھیں ہماری زمینوں پر ملازم کام کرتے تھے کبھی بڑا بھائی چکر وغیرہ لگا لیتا کبھی مجھے بھیج دیتا اور ایک بات اور بتا دوں کہ جہاں ہماری زمینیں ہیں اس گاؤں میں میرے دو چچا اور کافی رشتے دار رہتے ہیں جبکہ میری ایک سسٹر کی شادی بھی اسی گاؤں میں ہوئی ہے تو جب میں 20 جنوری کو مروت سٹی گیا تو اپنے بہنوئی کو کال کی کہ بائیک لے کر آؤ اور مجھے لے جاؤ میرے بہنوئی کا نام طیب ہے خیر طیب دس منٹ بعد بائیک لیکر آ گیا ہم بائیک پر بیٹھے اور گاؤں چلے گئے سسٹر سے سلام دعا کے بعد طیب کی بائیک پر ہی اپنی زمینوں کا چکر لگایا ملازموں سے حساب کتاب، ان کو لینا دینا کلیر کیا اور واپس بہنوئی طیب کے گھر آ گیا کھانا وغیرہ کھا کر باتوں کا دور چلا باتوں باتوں میں چولستان کا ذکر شروع ہو گیا قارئین فورٹ عباس سے لیکر کراچی تک سارا

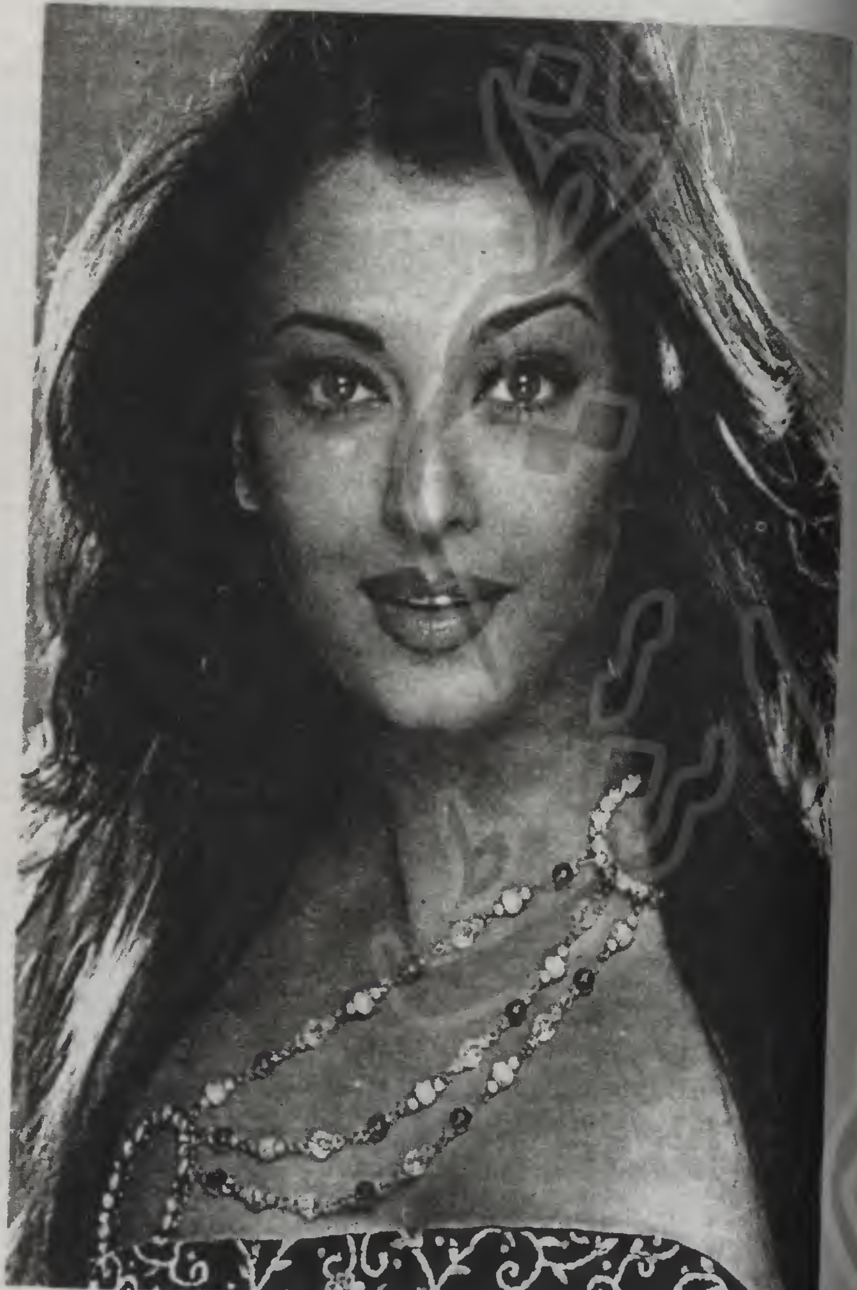

ریگستان ہے جسے یہاں کہ لوگ چولستان کے نام سے پکارتے ہیں چولستان میں جگہ جگہ پانی کے تالاب بنے ہوئے ہیں جب بارشیں ہوتی ہیں تو تالاب پانی سے بھر جاتے ہیں۔ اردگرد کے لوگ پھر مال مویشی لے کر چولستان میں چلے جاتے ہیں یہاں پر ہری ہری گھاس جاتی ہے لیکن یہ سب بارشیں ہوں تو خوشحالی بنتی ہے یہ تھا مختصر سا تعارف چولستان کا میں نے اپنے بھائی کو کال کی اور کہا سب حساب کتاب کلیئر کر دیا ہے اور میں دو چار دن نہیں آؤں گا بھائی نے کہا اوکے میں نے اپنے بہنوئی کو چلو بھائی ذرا چولستان کی سیر ہی کر آئیں میرے بہنوئی کے پاس بائیک ون ٹو فائیو تھا ون ٹو فائیو ریگستان کا شہزادہ ہے سو ہم چولستان کی طرف بائیک دوڑا دی چولستان مروت سٹی سے پانچ کلومیٹر جنوب کی طرف شروع ہو جاتا ہے مروت سٹی سے قلعہ مروت آٹھ کلومیٹر جنوب کی طرف چولستان میں واقع ہے بہت قدیم قلعہ ہے قلعہ مروت سو فٹ اونچائی پر ہے اور قلعے کے اوپر ایک مزار بنا ہوا ہے جس کے بارے مشہور ہے کہ اس مزار میں حضرت علی کرم اللہ وجہ شیر خدا کا ہاتھ کا نشان تھا لگا ہوا تھا پتھر پہ جو شخص بھی یہاں آ کر منت مانتا تھا اس کی منت پوری ہو جاتی تھی بعد میں حکومت کو پتہ چلا تو انہوں نے وہ پتھر اپنے قبضے میں لے لیا لیکن وہ مزار آج بھی موجود ہے ہر عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن اس قلعے پر بہت بڑا میلہ لگتا ہے دور دراز سے لوگ آتے ہیں ون ٹو فائیو بائیک سو فٹ اونچائی پر چڑھاتے ہیں جو کہ بہت دشوار راستہ ہے میں نے بھی چار پانچ بار ون ٹو فائیو قلعے کی بلندی پر چڑھایا ہے۔

قارئین میں تو کدھر نکل گیا جب ہم مروت سٹی سے نکلے تو ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی خیر ہم بیس منٹ میں قلعہ مروت پر پہنچ گئے قلعہ سنسان پڑا تھا ہم قلعے کے پاس سے گزر گئے آگے ریگستان تھا ڈرائیوری میں کر رہا تھا میرے بہنوئی نے کہا وہ سامنے درختوں کے جھنڈ میں تالاب ہے وہاں میرے دوست رہتے ہیں ان کے پاس چلتے ہیں میں نے بائیک ادھر موڑ لی جا کر ملے ان لوگوں نے بہت خاطر مدارت کی سرائیکی لوگ تھے بیاباں میں ان کو کوئی ملنے آیا تھا وہ بہت خوش تھے جن کو ہم ملنے گئے تھے اس کا نام اللہ وسایا تھا اس کے دو بیٹے تھے اقبال اور بلال جبکہ دو بیٹیاں تھیں جن کے نام میں نے معلوم نہیں کیے اللہ وسایا نے اپنے بیٹے اقبال کو کہا اقبال بیٹے وہ دیسی مرغا پکڑو ذبح کرو اور مہمان کیلئے کھانا بناؤ اقبال نے مرغا ذبح کیا کھانا بنایا شام ہو گئی کھانا کھایا میں نے اپنے بہنوئی کو کہا چلیں اس نے کہا تیرا دماغ خراب ہے رات ہو رہی ہے بیاباں ہے اٹھارہ کلو میٹر کا سفر ہے رات یہیں قیام کرتے ہیں صبح چلیں گے رات کو ہمارے بستر کر دیئے گئے میں نے اللہ وسایا کے چھوٹے بیٹے بلال کو کہا بھئی ہم رفع حاجت کیلئے جا رہے ہیں اس نے کہا چلو میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں ہم باتیں کرتے گئے بلال نے کہا تم طیب کے کیا لگتے ہو میں نے کہا طیب میرا بہنوئی ہے ہمارا گھر بہاولنگر میں ہے زمینیں ادھر مروت سٹی میں ہیں ہم باتیں کرتے کرتے بہت دور نکل آئے رفع حاجت سے فراغت پانے کے بعد واپس آ گئے میں نے بلال کو کہا ہم اپنی چارپائیاں ان لوگوں سے دور لگائیں گے تاکہ گپیں لگا سکیں بلال نے کہا ٹھیک ہے ہم نے چارپائیاں دوسرے لوگوں سے ذرا ہٹ کے لگالیں باتیں کرنے لگے میں نے پوچھا بلال کوئی سونگ ہی سنا دو بلال نے مجھے سرائیکی کا ایک سونگ سنایا۔

داہ جو پیار کیتوئی رول ڈتوئی، وچ روہی

داہ وے سجن تیرے وعدے
کوڑے پانی اور تیرے وعدے

بلال نے اس قدر غمگین آواز میں سونگ سنایا کہ میں ایک وقت کیلئے تو سکتے میں آ گیا میں نے پوچھا بلال اتنا درد کیوں ہے آواز میں بلال نے کہا چھوڑو یار پوچھ کر کیا کرو گے میں نے کہا بتاؤ تو سہی اس نے کہا میری داستان بہت دکھی ہے سانول بھائی میں نے کہا سناؤ تو سہی یار میں رائیٹر ہوں آپ کی داستان لکھ کر دنیا ادب میں پیش کر دوں گا آپ کی سٹوری پانچ کروڑ لوگوں کی نظروں سے گزرے گی بھلا وہ آپ کی سٹوری پڑھ کر بے چین نہ ہوں گے بلال نے کہا سانول بھائی یہ رائیٹر کیا ہوتا ہے میں نے کہا دودھ میں ڈال کر پیا جاتا ہے۔

بلال نے قہقہہ لگایا میں نے کہا جو اخبار وغیرہ میں خبریں لکھتے ہیں یہ بھی ان کی نسل ہوتی ہے فرق یہ ہوتا ہے وہ اخبار میں لکھتے ہیں ہم ڈائجسٹ میں جب ساری تفصیل بلال کو سنائی تو اس نے اپنی داستان کچھ یوں بیان کی۔

میرا نام بلال ہے ہم دو بھائی دو بہنیں ہیں والدین حیات ہیں مجھ سے بڑا ایک بھائی ہے جس کا نام اقبال ہے جبکہ بہنیں مجھ سے چھوٹی ہیں ذریعہ معاش یہ ہے ہمارا چالیس مویشی (گائے بھینسیں) وغیرہ ہیں جن کا دودھ اور مکھن فروخت کرتے ہیں باقی مروت سٹی کے ساتھ چار ایکڑ زمین بھی ہے ہمارا گھر بھی مروت سٹی کے ساتھ ایک گاؤں میں ہے جب ساون میں بارشیں ہوتی ہیں تو ہم بلکہ پورے خاندان والے یہاں چولستان میں آ جاتے ہیں اور چھ ماہ تک یہاں چراگاہیں رہتی ہیں پھر اجڑ جاتی ہیں سانول بھائی پچھلے سال بھی بہت ساون برسا تھا بہت گھاس اگا تھا تالاب بھی پانی سے بھر گئے تھے بزرگ کہتے تھے کہ آٹھ ماہ تک چولستان کا کچھ بھی نہیں بگڑے گا اتنا پانی اور گھاس ہے ہم نے اور رشتے داروں نے سامان وغیرہ لوڈ کیا اور چولستان میں آ گئے ہمارے رشتے داروں کے تقریباً دس گیارہ گھر تھے جن میں میرے دو چچا ایک ماموں بھی تھا چچا تو بس میرے والد سے جھگڑتے رہتے تھے جبکہ میرے ماموں میرے والد صاحب سے اچھے رہتے تھے میرے ماموں کی دو بیٹیاں تھیں جن کے نام غلاماں اور شبانہ تھے شبانہ چھوٹی تھی جب گاؤں میں تھے تو غلاماں شبانہ وغیرہ سے بات بہت کم ہوتی تھی کیونکہ میرے ماموں بہت سخت مزاج تھے بیٹیوں پر کڑی نظر رکھتے تھے لیکن جب چولستان میں آئے تو کھلا ماحول تھا نہ کوئی اوٹ نہ کوئی پردہ بس جھونپڑیاں کھلے آسمان تلے سونا ہوتا تھا سب لڑکیاں پانی لینے تالاب پر جاتی تھیں ایک تالاب مویشیوں کیلئے تھا جبکہ ایک تالاب گہرا اور حفاظتی دیوار والا اپنے پینے کیلئے تھا سب لڑکیاں صبح صبح پانی لینے تالاب پہ جایا کرتی تھیں میں ہر روز صبح گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کو نکلتا تھا تقریباً چار کلو میٹر دور تک جاتا تھا پھر واپس آ جاتا تھا جب میں گھوڑا نکالتا تو میدان میں گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز دور دور تک جاتی تھی سبھی لڑکیاں میری طرف متوجہ ہو جاتی تھیں خاص کر میرے ماموں کی بیٹی غلاماں مجھ سے بہت متاثر تھی۔

دن گزرتے گئے اچانک گاؤں سے پیغام ملا کہ گاؤں میں میرے ابا کے کزن کی وفات ہو گئی ہے سبھی مرد بزرگ حتیٰ کہ میرے ماموں یعنی غلاماں اور شبانہ کے ابو بھی چلے گئے صرف چند لڑکے میرے جیسے باقی رہ گئے تھے میرے ممانی تھوڑی موٹے عقل کی تھی یعنی شاطر چالاک نہیں تھی جب سبھی چلے گئے تو میں اپنی جھونپڑی سے

نکلا اور ماموں کی جھونپڑی میں جا پہنچا غلاماں شبانہ اور ممانی بیٹھی ہوئی تھیں ماموں کا ایک بیٹا تھا بارہ سالہ دلنور وہ مویشیوں کے پیچھے چراگاہ میں تھا میں نے جاتے ممانی کو سلام کیا ممانی نے اچھے طریقے سے جواب دیا چند منٹ مرحوم پہ بات ہوتی رہی پھر میں نے موضوع بدلا ممانی جی چولستان میں دل خوش ہے کہ نہیں ممانی نے کہا یہاں تو بہت دل لگتا ہے ہر طرف ہریالی ہریالی ہے کتنا پرفضا مقام ہے پھر ممانی نے پوچھا بلال جب سے یہاں چولستان میں آئے ہیں تم آج ہمارے ڈیرے (گھر) پہ آئے ہو میں نے کہا ممانی جی مجھے ماموں سے ڈر لگتا ہے کرک دماغ ہے کہیں کوئی بات نہ کہے کیونکہ گھر میں دو لڑکیاں جوان ہیں اور ویسے بھی میں گھڑ سواری کرتا ہوں لوگوں کی نظر میں اوباش لوفر سا ہوں لوگ مجھے شریف نہیں سمجھتے ممانی بولی آگ لگاؤ لوگوں کو جب انسان خود ٹھیک ہو تو اوباش کچھ نہیں کر سکتا اس کا اشارہ اپنی بیٹیوں کی طرف تھا میں نے ممانی سے کہا ممانی جی آج مدت بعد میں آپ کے ڈیرے (گھر) پہ آیا ہوں مجھے چائے بھی نہیں پلاؤ گی کیوں نہیں کیوں نہیں اٹھو غلاماں اپنے معملیر سوری پھپھیر کو چائے بنا کر دو۔ (قارئین پھپھیر پھوپھی کے بیٹے کو کہتے ہیں یعنی کزن کو) غلاماں اٹھی اور چائے بنانے چلی گئی باہر ابھی وہ چائے بنا رہی تھی ان کے مویشی یعنی گائے وغیرہ واپس لوٹ آئیں جبکہ دلنور ساتھ نہیں تھا غلاماں نے آواز لگائی (نیں اماں گائیں آ گیاں) امی مویشی آگئے ممانی اور شبانہ جلدی جلدی اٹھیں اور باہر نکل آئیں مویشیوں کو سنبھالنے لگ گئیں جبکہ غلاماں نے چائے کی پیالی اٹھائی اور مجھے اندر دینے آگئی جب میں نے نظریں اوپر اٹھائیں تو غلاماں نے جب ترچھی نظر سے دیکھا اف اللہ کیسا

پرخطر لمحہ تھا میں آج غلاماں کو غور سے دیکھ رہا تھا اور غلاماں بھی بدستور مجھے دیکھ رہی تھی غلاماں ایک اٹھارہ برس کی پرکشش اور حسین دوشیزہ تھی مگر کم میں بھی نہیں تھا جوڑ برابر کا تھا آخر غلاماں بولی بالی صاحب کن سوچوں میں ڈوب گئے ہو۔

قارئین مجھے بھی لوگ بلال کے بجائے لاڈ سے بالی کہتے ہیں میں نے کہا سوچ رہا ہوں اس خدا کی قدرت کو جس نے تجھے اتنا حسن دیا ہے غلاماں بولی تو کیا خدا نے آپ کو حسن نہیں دیا آپ بھی تو سبھی لڑکیوں کی جان ہو، ہاں...... میرے تو کان ہی کھڑے ہو گئے غلاماں دوبارہ کہنا غلاماں نے کہا جب تالاب سے پانی لینے جاتی ہیں تو سبھی لڑکیوں کی زبان پہ تیرا تذکرہ ہوتا ہے غلاماں میں آپ کو کیسا لگتا ہوں غلاماں سوچ میں ڈوبی پھر تھوڑی سی مسکرائی اور بولی جان سے بھی عزیز میں نے کہا واقعی غلاماں نے کہا ہاں میں نے کہا غلاماں میں بھی آپ کو چاہنے لگا ہوں۔

جن کو چاہت مل جائی جہاں میں سانول
وہ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں

بلال نے داستان جاری رکھی سانول بھائی غلاماں کی آنکھوں میں عجب خمار بھر آیا تھا غلاماں میرے پاس ہی چارپائی پر بیٹھ گئی میں نے کہا غلاماں تجھے قسم دو مجھے چھوڑو گی تو نہیں ہر مشکل وقت میں میرا ساتھ دو گی غلاماں نے کہا بلال مجھے قسم پیر خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے کی قسم میں آپ سے وفا کروں گی اور مجھے یقین آگیا کہ واقعی غلاماں کو مجھ سے پیار ہے میں نے غلاماں کا ہاتھ پکڑا بانہوں میں رنگ برنگی چوڑیاں چھنک رہی تھیں غلاماں کے نرم ملائم ہاتھ بہت خوبصورت لگ رہے تھے میں نے بے اختیار غلاماں کے ہاتھ کو چومنا چاہا یکا یک ممانی نے آواز دی ارے غلاماں باہر آ مویشی نہیں

...لے جا رہے غلاماں نے یکا یک اپنی کلائی ...ی اور بھاگ کر باہر نکل گئی میں نے چائے ...طرف دیکھا تو پیالی میں دو تین مکھیاں گری ...تھیں میں نے چائے اٹھا کر ایک کونے میں ...دی اور باہر نکل آیا باہر ممانی اور شبانہ ...وغیرہ نے مویشی قابو کر لیے تھے ممانی نے ...بلال چائے پی لی ہے میں نے کہا پی لی لیکن ...کیا کہتا غلاماں نے نظروں سے جام پلا دیئے ...چائے کہاں مزہ دیتی پھر اپنے ڈیرہ پہ آگیا ...مویشیوں کی سینگ وغیرہ کر کے تالاب پہ نہانے ...چلا گیا نہا کر واپس آیا تو پھر غلاماں کے ڈیرے ...(گھر) پر چلا گیا ممانی کو ادھر ادھر کی سنانے لگا ...یکا یک شبانہ نے ایک طنزیہ بات کی۔

بلال آج تو تم بھی جنگل کے شیر بنے ...پھرتے ہو میں نے کہا کیا مطلب اس نے کہا پہلے تو اپنے ڈیرے سے بھی نہیں نکلتے تھے آج کبھی ...ادھر جا رہے ہو کبھی کدھر میں نے نوٹ کیا کہ یہ ...تفتیش کرتی ہے کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ میں ...اور غلاماں دونوں جھونپڑی میں کافی دیر بیٹھے ...رہے تھے پھر مویشیوں کا دودھ نکالنے کا وقت ہو ...گیا ممانی نے کہا آپ کے مویشی تو آپ کا بھائی ...اقبال کور کرے گا آپ غلاماں شبانہ کی ہیلپ کرو ...مویشیوں کا دودھ نکالنے میں مجھے بھلا کیا ...اعتراض تھا میں تو چاہتا بھی یہی تھا خیر مویشیوں ...کے دودھ کو نکالنے کا کام شروع ہو گیا میں نے ...شبانہ کو کہا آپ اکیلی ایک گائے کا دودھ نکالو گی ...میں اور غلاماں دونوں ایک ہی گائے کا دودھ ...نکالیں ...ے شبانہ نے کہا چلو ٹھیک ہے شبانہ اکیلی ...دودھ نکالنے لگی جبکہ میں اور غلاماں ایک ہی کا ...کا دودھ نکالنے لگے میں جان بوجھ کر دودھ ...کی دھار غلاماں کے چہرے پہ مار دیتا غلاماں کہتی ...بالی ایسا نہ کرو میں مذاق سے کہتا ایسا نہ کروں تو

پھر کیسا کروں غلاماں کہتی جو دل چاہے کرو مگر یہ دودھ نور خدا ہے اسے زمین پر نہ گرنے دو میں نے موقع مناسب دیکھتے ہوئے غلاماں کو کہا غلاماں آج رات مجھے ملو گی غلاماں نے کہا مل کر کیا کرو گے میں نے کہا بس ایسے ہی پیار و محبت کی باتیں کریں گے کھلا ماحول ہوگا غلاماں نے کہا ٹھیک ہے ملوں گی پھر میں مویشیوں کا دودھ نکالنے کے بعد اپنے ڈیرے پہ آگیا رات کا انتظار کرنے لگا آخرکار رات ہو گئی میں نے غلاماں کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ میں فلاں جگہ پر چارپائی ڈالوں گا خیر غلاماں رات گیارہ بجے آ گئی ساری رات پیار کی باتیں کرتے رہے دور کہیں تہجد کی آذان سنائی دی تو غلاماں چلی گئی میں سو گیا ابھی دو گھنٹے ہی سویا ہوں گا کہ بھائی نے اٹھایا اٹھو بالی مویشیوں کا دودھ نکالتے ہیں میں آنکھیں ملتا ہوا اٹھ گیا ابھی دو مویشیوں کا دودھ نکالا تھا کہ ممانی آ گئی کہنے لگی تم دونوں میں سے ایک ہمارے گھر چلے مویشیوں کا دودھ نکلوائے اقبال بھائی نے کہا ممانی آپ کی دو ہٹی کٹی برچھیاں (لڑکیاں) ہیں ان کو کیا ہے ممانی نے کہا غلاماں کو تو بہت سخت بخار ہے اور شبانہ ایک بیچاری کیا کرے اقبال بھائی نے کہا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں میں نے کہا بھائی ان کے مویشی ذرا کرک دماغ کے ہیں مجھے جانے دو بھائی نے کہا تم چلے جاؤ پھر میں ممانی کے ساتھ چلا گیا مویشیوں کا دودھ نکالا پھر فری ہو کر جھونپڑ میں آ گیا ممانی بھی بیٹھی تھی میں نے انجان بنتے ہوئے کہا اس میم صاحبہ کو کیا ہو گیا ہے ممانی نے کہا ذرا رخسار پہ ہاتھ لگا کر دیکھو تو سہی کتنا تیز بخار ہے میں نے رخسار پہ ہاتھ لگایا تو واقعی غلاماں کو بہت تیز بخار تھا میں جان بوجھ کر غلاماں کے رخسار پہ ناخن مار دیا غلاماں نے فوراً بند آنکھیں

کھولیں میں نے پوچھا غلاماں تمہیں تو بہت تیز بخار ہے کل شام تو تم چنگی بھگی تھیں غلاماں نے مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ کہا جو مجھے سمجھ نہ آیا۔ اس بات کی آج محترم آصف سانول نے تشریح کی ہے کہ غلاماں نے آنکھوں سے تجھے یہ کہا ہوگا۔

تانگے دیاں گدیاں نیں
تے مار کے پچھنا ایں ستاں کتھے کتھے لگیاں
نیں

میں نے ممانی سے پوچھا آپ کے پاس کوئی دوا وغیرہ نہیں ہے ممانی نے کہا ٹیبلٹ تھیں دے دی ہیں آج تمہارا ماموں آجائے گا تو اسے کہوں گی غلاماں کو ساتھ لیکر مروت سٹی جائے اور اچھے سے ڈاکٹر سے دوا وغیرہ لائے میں نے کہا ممانی جی آپ بہت ہی بھولی ہو ماموں آ کر غلاماں کو لے جائے گا اٹھارہ کلومیٹر کا فاصلہ وہ بھی ریگستان کا ماموں تو پہلے ہی تھک ہار کر آئے گا پھر وہ غلاماں کو واپس کیسے لے جائے گا ممانی نے کہا تو پھر اسے کال کر دو کہ غلاماں کی دوا لیتا آئے میں نے کہا ممانی یہاں تو جاز کے سگنل نہیں آتے البتہ اقبال بھائی کے پاس ٹیلی نار کی سم ہے اس سے جا کر فون کرنا پڑے گا۔ تم باتیں کرو ممانی نے کہا میں ابھی جا کر کرتی ہوں ممانی اٹھی اور چلی گئی جبکہ شبانہ باہر تھی جھونپڑی میں میں اور غلاماں دونوں تھے میں آ کر غلاماں کے پاس بیٹھ گیا جان کیا حال ہے طبیعت کیسی ہے۔

غلاماں نے دھیمی سی آواز میں کہا ٹھیک ہوں...... میں نے کہا غلاماں میں تمہارے ساتھ اتنا برا تو نہیں کیا کہ آپ بیمار ہو جاؤ غلاماں نے کہا تم نے اچھا بھی تو نہیں کیا میں نے کہا جان اتنا کچھ تو پیار میں ہو ہی جاتا ہے تم جلد ٹھیک ہو جاؤ گی میں نے دلاسہ دیتے ہوئے کہا ہاں ٹھیک تو میں ہو ہی جاؤں گی میں نے غلاماں کا ہاتھ پکڑ کتنا نرم ملائم ہے یہ ہاتھ دل کرتا ہے چوم لوں غلاماں نے ناکام مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا رات بھر چوم چوم کر نہیں دل بھرا تو ایک بار چومنے سے کیا ہوگا میں نے کہا موقع کی مناسبت سے ہر کام اچھا لگتا ہے ابھی غلاماں کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا کہ میں کچھ کرتا یکایک شبانہ اندر جھونپڑی میں داخل ہوئی میں بوکھلا گیا مگر خود پہ کنٹرول رکھا یکایک موضوع بدل دیا غلاماں کل تو آپ کے ہاتھ میں بہت سی چوڑیاں تھیں اور آج تو بالکل ہی کم ہیں کیا رات کو خوابوں میں تو نہیں کوئی توڑ گیا اس سے پہلے کہ غلاماں کوئی جواب دیتی فوراً شبانہ بول اٹھی رات کو کسی نے خوابوں میں نہیں حقیقت میں پاس بلا کر توڑی ہیں اور اس نے توڑی ہیں جو پوچھ رہا ہے میں تو ہکا بکا رہ گیا میں نے کہا شبانہ اس بات کا کیا مطلب ہے شبانہ نے کہا مجھے سارا علم ہے زیادہ ہوشیار چالاک بننے کی کوشش نہ کرو جب غلاماں اٹھ کر رات کو آپ کے پاس گئی ہے تو میں جاگ رہی تھی میں نے غلاماں کا پیچھا کیا تھا جب غلاماں آپ کے ڈیرے پر آ جا کر رکی تو میں سمجھ گئی کہ بالی کو ملنے آئی ہے میرا دل تو کرتا تھا کہ امی کو جگا دوں مگر پھر اپنی بہن کی عزت آپ کی عزت گھر والوں کی عزت کا خیال آ گیا کہ کہیں امی کوئی شور شرابہ نہ کرے اس لیے دل پہ پتھر ڈال کر سو گئی میں غلاماں کے پاس سے اٹھا اور شبانہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا شبانہ کو ورغلایا کہ شبانہ تم میری بہن ہو تو کسی کو نہ بتانا ہماری عزت کا سوال ہے شبانہ نے کہا اگر میں بتانا ہوتا تو رات کو ہی امی کو بتا دیتی شبانہ کو ورغلا پھسلا کر میں اپنے ڈیرے پہ آ گیا غلاماں کی امی بھائی کے سیل سے ماموں کو کال کر رہی تھی غلاماں کی دوا وغیرہ اور سودا سلف

کہہ رہی تھی خیر ماموں اور دوسرے لوگ واپس آ گئے ماموں دوا لے آیا تھا غلاماں نے دوا کھائی ٹھیک ہوگئی۔

دن گزرتے گئے خشک سالی آ گئی مویشی بھوکے مرنے لگے تو سبھی نے مشورہ کیا کہ واپس چلے جائیں خیر دوسرے دن آبادی سے ٹریکٹر ٹرالی منگوایا گیا سبھی نے سامان لوڈ کیا اور واپس مروت سٹی کے نواحی گاؤں میں آ گئے دن گزرتے گئے غلاماں سے ملاقات بہت مشکل تھی کیونکہ ماموں گھر میں ہی رہتا تھا میں غلاماں کے ہجر میں جلنے لگا ایک دن میں نے کسی لڑکی کو پیغام دے کر بھیجا کہ غلاماں کو کہنا کہ مجھے ملے جب اس لڑکی نے آ کر جواب دیا کہ بالی جی وہ تو کانوں کو ہاتھ لگاتی تھی کہ توبہ توبہ میں ایک بار ملی تھی اس کی سزا ابھی تک بھگت رہی ہوں مجھے بہت غصہ آیا کہ اسے مجھے ملنا چاہیے تھا اتنے دن جو ہو گئے کیا اسے پیار نہیں مجھ سے اگر چلو فرض کرو ایک بار جو کچھ ہوا سب اس کی مرضی سے ہوا زبردستی تو نہیں ہوا پھر اس کا مجرم میں ہی کیوں دن گزرتے گئے مجھے کچھ اچھا نہ لگتا تھا میں گم سم رہتا میرے دوستوں نے کہا یار بالی سیون شریف گاڑیاں جا رہی ہیں تم بھی چلو میں سیون شریف چلا گیا واپس آیا تو معلوم ہوا کہ غلاماں اور شبانہ دونوں کی شادی طے کر دی گئی ہے اپنے چچا کے بیٹوں سے مجھے کچھ ہوش نہ رہا میں دنیا مافیا سے بے خبر پھرتا رہا غلاماں کی شادی ہو گئی میں نہ دلہے کے گھر گیا نہ دلہن کے گھر دن گزرتے گئے اب پھر ساون کی بارشیں ہوئی ہیں ہریالی ہو گئی ہے ہم سب لوگ دوبارہ آ گئے ہیں مگر غلاماں وغیرہ نہیں ہیں یہ ہے سانول بھائی میری داستان اب تم بتاؤ کہ غلاماں نے ایسا کیوں کیا مجھے عشق کے سمندر میں اچھال کر خود کنارے پہ کھڑی مسکراتی رہی اس محبت کو کیا نام دوں میں نے مسکرا کر کہا یہ چولستانی محبت ہے چولستانی لوگوں کو کیا پتہ محبت کیا ہوتی ہے کیسے کی جاتی ہے کیسے نبھائی جاتی ہے میں نے کہا چلو سو جاؤ رات کافی بیت گئی ہے صبح ان لوگوں نے ہماری خوب خاطر مدارت کی ہم نے بائیک کو کک ماری اور مروت سٹی آ گئے طیب سے اجازت لی اور گاڑی میں بیٹھ گیا گاڑی میں بھی وہی سونگ آن تھا جو بالی نے سنایا تھا۔

واہ جو پیار کیتوئی رول دتوئی وچ روہی دے
واہ دے سجن تیرے وعدے

ایک بجے میں چشتیاں آ گیا آتے ہی سٹوری کمپلیٹ کی اور آپ کے قارئین کی عدالت میں پیش کر دی۔ آپ کی رائے کا منتظر۔

❀❀❀

غزل

آج پھر کوئی ٹوٹ کے یاد آ رہا ہے
ہے وہ اپنا پھر کیوں یوں ستا رہا ہے
اسے کہہ دو کہ نہیں رہ سکتے بن اس کے
کیوں ہمیں وہ جیتے جی مار رہا ہے
وہ جانتا ہے کہ اس کے بن نہیں ہے گزارا
پھر کیوں وہ مجھے ہمیشہ کی طرح آزما رہا ہے
اب تو ہر طرف سے ہی ہار بیٹھی ہوں
کیوں وہ محبت میں بھی ہرا رہا ہے
خدا بھی جانتا ہے مانگا ہے ہر گھڑی اسے ہی
پھر بھی وہ کیوں الٹی چال چلا رہا ہے
میرے ساتھ خوش نہیں رہ سکتا خدا جانتا ہے
پھر کیوں وہ مجھ سے ہی بار بار پوچھ رہا ہے
محبت بھی کرتا ہے مجھے وہ مجھ سے بھی زیادہ
پھر وہ کیوں مجھے میری سوچ بدلنے پر مجبور کر رہا ہے
جی نہیں سکتی میں تو رہ وہ بھی نہیں سکتا چاند
پھر کیوں وہ مجھے ہماری ہی محبت میں آزما رہا ہے
(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

جس تن لاگے سوتن جانے

☑......تحریر: صدا حسین صدا، کیلا سکے 0345-4044778

محترم التمش عالمگیر صاحب!

آداب!

امید کرتا ہوں مزاج گرامی ٹھیک ہوں گے اس بار ایک نئی کاوش لے کر آپ کی بزم میں حاضر ہوا ہوں یہ ایک بہت ہی دکھی لڑکی کی سٹوری ہے میں نے اس سٹوری کا نام ''جس تن لاگے سوتن جانے'' رکھا ہے امید کرتا ہوں کہ میری اس کاوش کو قارئین ضرور پسند کریں گے اور مجھے اپنے مفید مشورے تنقیدی آراء سے ضرور آگاہ کریں گے۔

اس سٹوری کے تمام کردار فرضی ہیں اس سٹوری کی نوک پلک سنوارنے میں ہماری بہت ہی پیاری رائٹر آسیہ چغتائی نے بہت محنت سے میرا ساتھ دیا ہے جس کی وجہ سے میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کو ہمیشہ خوش رکھے آخر میں ادارے کیلئے نیک خواہشات کہ اللہ جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

معزز قارئین ایک طویل عرصے کی غیر حاضری کے بعد آپ کا اپنا صدا دوبارہ آپ کی بزم میں حاضر ہونے کی جسارت کر رہا ہے آپ یقین جانیں اتنا عرصہ آپ سے دور رہنے کے باوجود آپ لوگوں کو آپ کی محبت کو میں نے بہت مس کیا یہ آپ کی محبت ہے جو مجھے کہیں جانے نہیں دیتی اور اگر کسی نئی کاوش یا نئی سٹوری آنے میں تھوڑی دیر ہو جائے میں کیسے بھول پاؤں گا آپ کے وہ لیٹرز جو محبت سے لبریز ہوتے ہیں آپ کی وہ فون کالز یہ سب کچھ کیسے بھول پاؤں گا میں کبھی نہیں بھول سکتا کبھی بھی نہیں!

پیارے قارئین چند دن پہلے کی بات مجھے ایک فون کال آئی کہ آپ صدا جی بول ر ہیں میں نے کہا جی بات کر رہا ہوں تو دوبارہ پھر گویا ہوئی کہ سر میرا نام تبسم ہے اور میں آپ اپنی سٹوری لکھوانا چاہتی ہوں میں نے کہا فون پر اتنی لمبی بات کرنا یا سٹوری لکھنا میرے ممکن نہیں ہے اس پر وہ بولی کہ سر میں آج بہاولپور ہاسپٹل سے لوٹی ہوں ڈاکٹرز نے جواب دے دیا ہے میری زندگی کا کوئی بھروسہ قارئین جب میں نے تبسم کی یہ سب باتیں رضامندی کا اظہار کر دیا اس میں تبسم نے میری

سب سے بڑی ہیلپ کی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنی تمام آپ بیتی مجھے میسج کی شکل میں سینڈ کر دی اس طرح میرا بہت سارا وقت سیو ہو گیا قارئین تبسم کو محبت کرنے کی بڑی کڑی سزا ملی ہے اس نے جس کو سب سے زیادہ چاہا اسی نے اسے قدم قدم پر دھوکہ دیا اس کی بے لوث اور معصوم محبت کو پامال کرنے کی کوشش کی جس پر تبسم کو سب سے زیادہ مان تھا اسی نے اس بیچاری کا مان توڑا پتہ نہیں یہ محبت بھی کیا چیز ہے جس سے ہو جاتی ہے اس کی کوئی بات بری نہیں لگتی اس کی جفائیں بھی ادائیں لگتی ہیں اس کی بیوفائی بھی ادا سمجھ کر بھول جانے کو دل چاہتا ہے اس کی بیوفائی کے زخم سہہ کر بھی دل اسی کے سنگ جینا چاہتا ہے اس کا ہر جھوٹ سچ لگتا ہے اپنے محبوب کے اس مکروہ فریب کے ساتھ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ سچا پیار کرنے والے اپنی زندگی کی بازی ہار جاتے ہیں مگر ان کی زبان پر پھر بھی کوئی شکوہ یا کوئی شکایت نہیں ہوتی آخری وقت بھی وہ اپنے محبوب کو دعائیں دے رہے ہوتے ہیں وقت نزع بھی آخری ہچکی سے یہ صدا نکل رہی ہوتی ہے کہ یا اللہ میرے پیار کو ہمیشہ خوش رکھنا اس دنیا میں کوئی دکھ یا غم نہ دینا اس کے حصے کے تمام غم تمام دکھ میری جھولی میں ڈال دینا اور میرے حصے کی تمام خوشیاں اسے دے دینا قارئین شاید اسے ہی محبت کہتے ہیں شاید یہی محبت کی شان بے نیازی ہے کہ یہ جب چاہے جہاں چاہے دبے پاؤں خاموشی سے ہو جاتی ہے پتہ تب چلتا ہے جب تبسم جیسی کئی لڑکیاں یا پھر کسی دوسرے کی بیوفائی کا شکار ہونے والے بہت سے لوگ اپنی زندگی کی بازی ہار جاتے ہیں۔

پلیز قارئین کسی سے بیوفائی کرنے سے پہلے ایک لمحہ صرف یہ ضرور سوچئے گا کہ ہماری بے وفائی کسی دوسرے کی جان لے سکتی ہے اور آپ سب یہ خوب جانتے ہو کہ کسی کی جان لینا کتنا بڑا گناہ ہے کیونکہ ایک انسان کا قتل گویا انسانیت کا قتل ہے پلیز اپنے آپ کو اس گھناؤنے جرم سے بچانا چاہیے ہمیں جان لینے والا نہیں بلکہ قربانی کے جذبے سے سرشار ہو کر جان فدا کرنے والا بن جانا چاہیے تبھی ہم محبت کی معراج کو پہنچ سکتے ہیں لیکن پتہ نہیں ایسا کیوں نہیں ہوتا ہمارا جب دل چاہتا ہے سب سے زیادہ خیال رکھنے اور سب سے زیادہ پیار کرنے والے کا ٹرسٹ بریک کرتے ہیں اسی کو ہی دکھ دیتے ہیں جو ہمیں دل کا اتھاہ گہرائیوں سے چاہتا ہے اسی کا ہی اعتبار توڑتے ہیں جو ہم پر سب سے زیادہ اعتبار بھروسہ اور یقین کرتا ہے یہاں ایک غزل کے چند اشعار آپ لوگوں سے شیئر کرنا چاہوں گا۔

جب بھی جی چاہے نئی دنیا بسا لیتے ہیں لوگ
اک چہرے پہ کئی چہرے لگا لیتے ہیں لوگ
یاد رہتا ہے کسے گزرے زمانے کا چلن
سرد پڑ جاتی ہے چاہت ہار جاتی ہے لگن
اب محبت بھی ہے کیا اک تجارت کے سوا
ہم بھی ناداں تھے جو اوڑھا بیتی یادوں کا کفن
ورنہ جینے کیلئے سب کچھ بھلا دیتے ہیں لوگ
اک چہرے پہ کئی چہرے لگا لیتے ہیں لوگ
جب بھی جی چاہے نئی دنیا بسا لیتے ہیں لوگ
جانے وہ کیا لوگ تھے جن کو وفا کا پاس تھا
دوسرے کے دل پہ کیا گزرے گی یہ احساس تھا
اب ہیں پتھر کے صنم جن کو احساس نہ غم
وہ زمانہ اب کہاں جو اہل دل کو راس تھا
اب تو مطلب کیلئے نام وفا لیتے ہیں لوگ
اک چہرے پہ کئی چہرے لگا لیتے ہیں لوگ
جب بھی جی چاہے نئی دنیا بسا لیتے ہیں لوگ
اک چہرے پہ کئی چہرے لگا لیتے ہیں لوگ

جی ہاں قارئین اب وفا نام کی رہ گئی ہے اب

صرف کتابوں میں رہ گئی ہے جب تک کسی سے مطلب ہوتا ہے تب تک وفا کرتے ہیں جب تک مطلب ہوتا ہے تب تک ہم وفا کا نام لیتے ہیں اور مطلب نکلنے کے بعد سب کچھ بھول جاتے ہیں وہ زمانہ تھا جب مکان کچے مگر مکین سچے ہوا کرتے تھے اب تو لوگوں نے دھوکہ دینا اپنا پسندیدہ مشغلہ بنا لیا ہے۔

یقین کریں قارئین پتہ نہیں ہماری جنریشن کو کیا ہوتا جا رہا ہے یہ لوگ کس سمت جا رہے ہیں اب تو یہ حال ہے کہ ایک کلاس میں Desk پر بیٹھی ہوئی دو لڑکیاں At a Time کسی ایک لڑکے کے عشق میں مبتلا ہوتی ہیں اور وہ محترم عاشق بھی بڑی خوبصورتی سے ان دونوں سے فلرٹ کر رہا ہوتا ہے ایک ہی وقت میں دونوں سے Chate کر رہا ہوتا ہے اسی طرح ایک لڑکی ایک وقت میں کئی لڑکوں سے یہ کہہ رہی ہوتی ہے کہ میں صرف تمہاری ہوں آپ میری زندگی میں آنے والے پہلے اور آخری لڑکے ہو پتہ نہیں ہم نے محبت کو اتنا برا بنا دیا ہے جس میں صرف جھوٹ ہی جھوٹ ہے ہماری اس ینگ جنریشن کا کیا بنے گا یہی جنریشن ہمارا فیوچر ہے ہمارے اس فیوچر کا چہرہ اتنا بھیانک اور ڈراؤنا کیوں ہے بس ان سب کو اتنا کہوں گا کہ محبت ایک پاکیزہ جذبہ ہے جس کو آج تک پامال کیا جا رہا ہے پلیز ایسا نہ کریں کسی ایک سے ہی محبت کریں اپنے آپ کو صرف ایک ذات تک محدود کر لیں جس سے بھی پیار کریں سچی لگن سچے جذبے سے کریں کیونکہ اگر آپ صرف ایک ہستی کو ہی اپنا سب کچھ سمجھ کر اسی کے پیچھے ہی نماز محبت کی نیت کر لیں گے تو تبھی آپ محبت کی منزل کو پا سکتے ہو یہاں پر محبت کرنے والے کے نام ایک غزل کروں گا۔

مکمل دو ہی دانوں پر یہ تسبیح محبت ہے
جو آئے تیسرا دانہ یہ ڈوری ٹوٹ جاتی ہے
مقرر وقت ہوتا ہے محبت کی نمازوں کا
ادا جن کی نکل جائے قضا بھی چھوٹ جاتی ہے
محبت کی نمازوں میں امانت ایک کو سونپو
اسے تکنے اُسے تکنے سے نیت ٹوٹ جاتی ہے
محبت دل کا سجدہ ہے جو ہے توحید پر قائم
نظر کے شرک والوں سے محبت روٹھ جاتی ہے

اور میں ہر اس پیار کرنے والے کو سیلوٹ کرتا ہوں جو صرف محبت میں صرف ایک محبوب کی نماز کی نیت کرتا ہے اور صرف اسی ایک محبوب کی امامت میں اپنی محبت کی نماز کی تکمیل کرتا ہے آیئے قارئین اب اصل سٹوری کی جانب چلتے ہیں محبت کے دیوتا جام تماچی کے شہر میں اسی مٹی سے جس سے وفا کی خوشبو آتی ہے وہ جام تماچی جس نے نوری کیلئے اپنا تخت و تاج ٹھکرا دیا تھا اپنا سب کچھ چھوڑ کر ایک مچھیرن (مچھلیاں پکڑنے والی) نوری کے عشق میں پاگل ہو گیا تھا اور اپنی محبت کو ایک مثال بنا دیا تھا آج بھی لوگ اس کو یاد کرتے ہیں آج بھی نوری جام تماچی کے عشق کی مثالیں دی جاتی ہیں میں آج سوچتا ہوں کہ اسی مٹی سے اسی خمیر سے جنم لینے والا جاوید اتنا بے رحم اور بیوفا کیوں بن گیا اس نے ایک معصوم لڑکی کی زندگی اتنی اجیرن کیوں بنا دی وہ وفا کی دیوی تبسم جس نے اس کے ساتھ قدم قدم پر وفا کی پھر اسی تبسم کو جاوید نے بیوفائی کے زخم کیوں دیئے۔

دل کی دنیا کچھ اس طرح سے اجڑی تبسم
اس نے درد کا عادی بنا کے پھر درد دینا چھوڑ دیا

آیئے تبسم کی کہانی تبسم کی زبانی ہی سنتے ہیں

میرا نام تبسم ہے جب میں پیدا ہوئی تو گھر میں خوب خوشیاں منائی گئیں میں سب گھر والوں کی مرکز نگاہ تھی ہر کوئی مجھے خوب پیار کرتا جھولے سے پاؤں پاؤں چلنے اور پھر بچپن سے لڑکپن اور لڑکپن

سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہر قسم کے غم سے آزاد زندگی خوشیوں سے لبریز بہت ہی اچھی گزر رہی تھی میرے چاروں طرف خوشیاں ہی خوشیاں رقصاں تھیں یا پھر یوں کہہ لیں کہ

مجھے کوئی غم نہیں تھا غم عاشقی سے پہلے

انہی خوشیوں کے سنگ چلتے چلتے میں نے میٹرک پاس کیا ہمارے گھر میں اللہ کا دیا سب کچھ ہے میں گھر میں سب کی لاڈلی تھی اور میں بالکل خاموش طبیعت کی مالک ہوں میرے پورے خاندان میں لوگ میری معصومیت کی تعریف کرتے تھے میری بربادی کے دن تب شروع ہوئے جب ہمارے گھر کے سامنے والی دکان پر ایک نیا لڑکا آیا دیکھنے میں بہت ہی پیارا تھا معصوم سا اس کی آنکھیں بڑی خوبصورت اور گہری تھیں المختصر کہ وہ بہت ہی پیارا لڑکا تھا ایک دن کی بات ہے کہ میں کپڑے دھونے کے بعد دھوپ میں ڈالنے کیلئے بالکونی میں گئی تو اچانک وہ مجھے دیکھ کر زور سے ہنسا میں نے اک دم نیچے دیکھا اور اندر آ گئی دل تیزی سے دھڑکنے لگا اب اسی طرح میں جب بھی بالکونی میں جاتی وہ مجھے دیکھ کر ہنستا مجھے بہت عجیب لگتا لیکن دل ہی دل میں وہ مجھے اچھا لگنے لگا تھا وہ آہستہ آہستہ میرے دل پر قابض ہوتا جا رہا تھا وہ میرے وہم وگمان پر آہستہ آہستہ اپنا اثر چھوڑ رہا تھا۔

رفتہ رفتہ وہ میری ہستی کا ساماں ہو گئے
پہلے جاں پھر جان جاں پھر جان جاناں ہو گئے

وہی میری سوچوں کا محور تھا پتہ نہیں کہاں سے آ کر وہ میرے لاشعور میں آ بسا تھا میری راتوں کی نیند دن کا سکون اور دل کا چین چھن گیا میرا دل ہر وقت اسے دیکھنے کیلئے بے قرار رہتا میں جب تک اسے دیکھ نہ لیتی دل کو چین نہیں آتا تھا میں بہت پریشان تھی کہ!

اے دل بے قرار تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس مرض کی دوا کیا ہے

ان دنوں میں اسی پریشانی میں مبتلا تھی کہ ایک دن میری دوست مہوش مجھے ملنے ہمارے گھر آئی مجھے پریشان دیکھا تو کہنے لگی کہ تبسم تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے تو میں اس کے گلے لگ کر رونے لگی اس نے بڑی مشکل سے مجھے چپ کرایا اور بولی کہ تبسم کوچھ بتاؤ گی تو پتہ چلے گا نہ کہ آپ کی پریشانی کیا ہے اور وہ کون سی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے تم اتنی پریشان ہو۔ پھر میں نے مہوش کو سارا کچھ بتا دیا کہ میں اس لڑکے کو پیار کرنے لگی ہوں اس کے پیار نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں پر کیسے کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا پلیز مہوش میری کسی طرح اس لڑکے سے بات کروا دو پلیز اگر میری اس سے بات نہ ہوئی تو میں مر جاؤں گی۔ مہوش نے مجھے حوصلہ دیا میری ہمت بندھائی اور بولی اب تم یہ رونا دھونا ختم کرو مجھے کچھ سوچنے کا موقع دو میں پھر کچھ کرتی ہوں اور اب میں اپنے گھر جا رہی ہوں کل پھر آؤں گی آپ بالکل پریشان نہ ہونا کچھ نہ کچھ ضرور کروں گی بس اب تم اپنے آپ کو ٹھیک کرو اور میرا کل تک انتظار کرو او کے اللہ حافظ اور وہ اپنے گھر چلی گئی مہوش تو اپنے گھر چلی گئی لیکن مجھے انتظار کی سولی پر لٹکا گئی آپ تو جانتے ہیں ناں انتظار کی گھڑیاں کتنی طویل ہوتی ہیں اور جن آنکھوں کو انتظار کے لمحات سونپے ہوں ان میں پھر نیند کب آتی ہے میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا میں نے وہ رات بڑی مشکل سے گزاری۔

کاٹے نہ کٹیں رے رتیا سیاں انتظار میں
میں تو مر گئی بے دردی تیرے پیار میں

صبح ہوئی تو مہوش کا انتظار کرنے لگی جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا میری بے چینی بڑھ رہی تھی مہوش کا انتظار کرتے کرتے میں تھک گئی وہ نہ آئی تو بالآخر اپنے بھانجے کو بھیجا اس کے گھر بلانے کیلئے تو وہ آ ہی گئی اس کو دیکھ کر دل کھل اٹھا پھر مہوش نے مجھے اس کا نمبر لا کر دیا تھا میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا مجھے ایک نمبر نہیں جیسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو اور اس خوشی میں میں اس سے یہ پوچھنا بھول ہی گئی کہ آپ کے پاس اس کا نمبر کہاں سے اور کیسے آ گیا خیر اسی وقت ایک JAZZ کی نئی سم لی اس کو ایکٹو کیا اور اس نمبر پر مس کال دی میں بالکونی میں کھڑی دیکھ رہی تھی کہ میری مس کال کے بعد اس نے جیب سے اپنا موبائل فون نکالا نمبر دیکھا اور پھر کسی سوچ میں پڑ گیا نیا نمبر دیکھ کر ہر کوئی سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ یہ کس کا ہو گا کچھ سوچنے کے بعد اس نے ریٹرن کال کی تو میں اک دم گھبرا گئی کہ اب اس کو کیا بولوں میں نے کال ریسیو کی تو وہ ہیلو ہیلو بولنے لگا تو میں کچھ نہیں بولی خاموش رہی کیونکہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا بولوں اور کیا نہ بولوں میں نے گھبراہٹ میں کال کاٹ دی تھوڑی دیر بعد پھر اس نے کال کی تب تک میں اپنے اعصاب پر قابو پا چکی تھی میں نے کال ریسیو کی اور انجان بن کر پوچھا جی کون؟ جی کون بول رہے ہیں؟ تو وہ بولا کہ میں جاوید بات کر رہا ہوں آپ کے نمبر سے بار بار مس کالز آ رہی ہیں تو میں نے جھوٹ بول دیا کہ میں نے تو نہیں دی شاید میری کزن نے نہ دی ہو میں اس سے پوچھ کے بتاتی ہوں اور کال ڈراپ کر دی پھر اس کے بعد وہ پوری رات کال کرتا رہا میں نے ریسیو نہیں کی پھر دوسرے دن شام کو میں نے اسے کال کی اور اسے کہا کہ غلطی سے میری کزن سے آپ کا نمبر ڈائل ہو گیا تھا اس کی طرف سے میں سوری کرتی ہوں اس نے کہا اٹس او کے۔ ویسے آپ کی آواز بہت پیاری ہے کیا میں آپ کا نام جان سکتا ہوں تو میں نے اسے اپنا نام بتا دیا کہ میرا نام تبسم ہے اور میں موبی لنک جاز کمپنی میں ملازمت کرتی ہوں یہ سن کر وہ مجھ میں اور دلچسپی لینے لگا اور جاز سم اور پیکجز کے متعلق معلومات حاصل کرنے لگا مجھے بھی جو تھوڑی بہت انفارمیشن تھی وہ اس کو بتا دی اب اسی طرح ہماری روزانہ تھوڑی بہت بات ہوتی اور ہماری فرینڈ شپ ہو گئی اور پھر اسی طرح ہماری فرینڈ شپ بڑھتی گئی ابھی تک میں نے اسے سچ نہیں بتایا تھا میں اسے جب بھی کام میں مصروف دیکھتی اسے لمبی مس کال دیتی وہ جیسے ہی فون اٹھاتا میں کاٹ دیتی اور بہت ہنستی وہ حیران ہوتا کہ یہ کیا چکر ہے اسے پتہ کیسے چلتا ہے کہ میں فون اٹینڈ کرنے لگا ہوں اسی طرح تقریباً چھ ماہ گزر گئے۔ میں اپنی ہر بات اپنی دوست مہوش کو بتاتی تھی میں نے مہوش سے کئی بار کہا کہ میں اسے سچ بتا دیتی ہوں تو وہ مجھے ہر بار منع کر دیتی کہ کوئی ضرورت نہیں سچ بولنے کی کیونکہ لڑکے بدل جاتے ہیں اسی ڈر سے میں چپ رہی کہ کہیں سچ بتانے سے میں اسے کھو نہ دوں وقت کا پنچھی اڑتا رہا اور اسی طرح پورا ایک سال بیت گیا ایک دن میں اسے چھپ کے دیکھ رہی تھی تو اس نے مجھے دیکھ لیا اسے اب مجھ پر شک ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی بار بار کیوں دیکھتی ہے اور تو اور میرا فون کون ڈائل کرتا ہے اور جب میں فون اٹھاتا ہوں تب ہی بند ہو جاتا ہے آخر کیوں آخر یہ سارا چکر کیا ہے کون ہے جو میرے ساتھ ایسا مذاق کر رہا ہے اس نے مجھ پر نظر رکھنی شروع کر دی اگلے دن میں جب امی کے ساتھ مارکیٹ گئی تو میرا فون بجنے لگا میں نے جب دیکھا تو جاوید کی کال تھی پھر ایک دم میرے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی جی میں نے اسے اپنے بالکل قریب سے گزرتے دیکھا او میرے خدا اسے پتہ چل گیا تھا کہ وہ فون والی لڑکی میں ہی ہوں میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اب کیا

ہوگا میں نے گھر جاتے ہی اسے کال کی اور کہا کہ جاوید مجھے غلط مت سمجھنا پلیز جاوید میں مجبور تھی مجھ سے غلطی ہوگئی ہے میں نے آپ سے جھوٹ بولا ہے یہ سب کچھ سن کے وہ ہنسنے لگا اور بولا تم صفائی کیوں دے رہی ہو میں نے تم سے کچھ کہا ہے مجھے تو پہلے ہی سے شک تھا کہ وہ تم ہی ہو کیوں کہ اور کوئی مجھے اتنے پیار سے دیکھتا ہی نہیں جتنے پیار سے آپ مجھے دیکھا کرتی ہو میری جان میں آپ سے ناراض نہیں ہوں بلکہ میں تو آپ سے کب سے کچھ کہنا چاہتا ہوں آپ نے کبھی غور سے سنا ہی نہیں میں نے پوچھا بولو کیا کہنا چاہتے ہو اور دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی کہ کاش جو میرا دل سننا چاہتا ہے وہ بولے شاید یہ قبولیت کی گھڑی تھی تب ہی میرے کانوں نے یہ تینلفظ سنے آئی لو یو میں تو یہ لفظ سننے کو کب سے ترس رہی تھی جب یہ لفظ میرے کانوں سے ٹکرائے تو ان کو سن کر تو میں آسمان میں اڑنے لگی اس وقت میری کیا حالت تھی یہ قارئین خوب سمجھتے ہوں آج میں خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی سمجھ رہی تھی کیونکہ مجھ کو میرا پیار مل گیا تھا جس کو میں چاہتی تھی آج اسی نے مجھ سے اظہار محبت کر دیا یہی تو میں سننا چاہتی تھی میں نے جاوید کو کہا کہ میں بھی کب سے آپ سے یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ میں بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہوں آئی لو یو ٹو جان میری زبان سے یہ الفاظ سن کر جاوید بھی بہت خوش ہوا اور پھر اس طرح ہمارے پیار کا سلسلہ شروع ہوگیا وہ جب بھی کہتا کہ دیدار تو کروا دو تو میں بالکونی میں چلی جاتی اور ہم دونوں اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا لیتے وقت اسی طرح گزر رہا تھا کہ ایک دن اس نے ملنے کی بات چھیڑ دی تو میں گھبرا گئی کیونکہ آج تک میں اسے باہر کبھی نہیں ملی تھی اس نے مجھے اپنی قسم دی تو نجانے مجھ میں کہاں سے اتنی ہمت آگئی کہ میں نے اس کو ملنے کی حامی بھر لی پھر دوسرے دن گھر سے کچھ دور ایک آئس کریم شاپ پر ملنے چلی گئی جب وہاں پہنچی تو وہ وہاں پہلے سے موجود تھا میں نے نقاب کیا ہوا تھا اور اپنے بھانجے کو اپنے ساتھ لائی تھی پھر اس نے چاٹ اور آئس کریم کا آرڈر دیا تقریباً ہم آدھا گھنٹہ وہاں بیٹھے رہے اور باتیں کرتے رہے جب ہم واپسی کیلئے آئس کریم پارلر سے اٹھنے لگے تو اس نے میرے ہاتھ پر کس کی اور مجھے تھینک بولا گھر واپس آکر میں بہت خوش تھی اور اپنے ہاتھ کو بار بار پیار سے چوم رہی تھی۔

اسی طرح وقت کا پہیہ چلتا رہا اور دن گزرتے گئے ہمارے پیار میں کمی نہ آئی ہمارا پیار اور بھی مضبوط ہوگیا اسی دوران اس نے میری بات اپنی بڑی بہن سے بھی کروائی تو اس نے مجھے کہا کہ کب آئیں ہم رشتہ مانگنے تو میں شرما گئی اور کہا کہ ابھی نہیں جب میں کہوں گی تب آپ لوگ آ جائیے گا بلکہ آج میں نے سوچ لیا تھا کہ امی کو بتا دوں گی شام کو میں امی کے پاس گئی اور کہا امی وہ میری اک دوست ہے اس کی امی آپ سے ملنا چاہتی ہیں تو امی نے پوچھا کیوں کس لیے ملنا چاہتی ہیں تو میں نے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کا رشتہ اتنا ہی کہنا تھا کہ امی غصے سے بھڑک اٹھیں اور غصے میں بولیں تبسم تم پاگل تو نہیں ہوگئی ہو تمہیں پتہ ہے ہمارے ہاں خاندان سے باہر شادی نہیں کرتے پھر تم نے سوچا بھی کیسے تمہارے ابو کو پتہ چلا تو تیرا گلا دبا کر تجھے مار ڈالیں گے لیکن امی میری بات تو سنئے امی پھر بولیں کچھ نہیں سننا مجھے خبردار آئندہ اس ٹاپک پر بات نہ کرنا مجھ سے امی بہت غصے میں تھیں میں چپ ہوگئی یہ سوچ کر کہ منا لوں گی اسی طرح دن گزر رہے تھے کہ ایک رات میں سوئی ہوئی تھی کہ میرے موبائل پر انجان نمبر سے کال آئی میں نے او کے کیا تو دوسری طرف سے کوئی لڑکا تھا بولا تبسم

میں تمہارے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں تمہارا جاوید کے ساتھ چکر چل رہا ہے تم اسے ملنے بھی گئی تھیں یہ سن کر تو میری نیند ہی اڑ گئی اور میں نے فون کاٹ دیا اب وہ روز فون کر کے مجھے دھمکیاں دیتا میں نے بات جاوید کو بتائی تو اس نے نمبر بند کرنے کا کہہ دیا تو میں نے اپنا نمبر بند کر دیا اور ایک نئی سم لے لی اور وہ نمبر جاوید کو دے دیا لیکن کچھ دن گزرنے کے بعد پھر وہی ہونے لگا اب ایک یا دو نہیں بلکہ کئی کئی نمبرز سے کالز اور میسج آنے لگے ہر کوئی مجھے جاوید کے حوالے سے دھمکاتا ڈر کے مارے میرا برا حال ہو جاتا ہر وقت اسی خوف میں مبتلا رہتی کہ ابھی کوئی آئے گا ڈور بیل دے کر اندر آ جائے گا اور اگر باہر جاتی تو لگتا کہ کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے اور ابھی مجھے اغوا کر لے گا میں خود کو محفوظ نہیں سمجھتی تھی اس خوف نے میرا سکون برباد کر دیا تھا میری راتوں کی نیند برباد ہوگئی تھی میں اسے کہتی تو وہ کہتا کہ نمبر تبدیل کر لو میں اس کے کہنے پر کئی نمبرز تبدیل کیے پر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

ایک رات جاوید کی کال آئی وہ عجیب عجیب اور بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا ایسا لگتا تھا جیسے وہ شراب میں دھت ہو وہ نشے سے چور تھا اس نے مجھے ایسی ایسی باتیں کیں کہ شرم سے میری آنکھیں جھک گئیں اور میری دوست کے بارے میں بھی طرح طرح کی باتیں کیں میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ لڑکیوں کے بارے میں اتنی گھٹیا سوچ رکھتا ہے شراب کے نشے میں پتہ نہیں اس نے کیا کیا کہہ ڈالا دوسرے دن اس نے مجھ سے سوری کی تو پتہ نہیں کیوں میں نے اسے معاف کر دیا وہ غلطی پہ غلطی کرتا رہا اور میں اسے معاف کرتی رہی۔

دھیرے دھیرے اس کے راز کھلنے لگے اس نے میرے علاوہ اور بھی کئی لڑکیوں سے دوستی رکھی ہوئی تھی مجھے سب لوگ کہتے کہ تبسم یہ اچھا لڑکا نہیں ہے چھوڑ دو اس کو پر میں کسی کی نہیں سنتی تھی کیونکہ میں نے تو اس سے محبت کی تھی اس کی محبت نے مجھے اندھا کر دیا تھا مجھے اس کی کوئی خامی نظر ہی نہیں آتی تھی اس کی ہر جفا بھی میں ادا سمجھ کر سہہ جاتی اس کی ہر برائی مجھے اچھائی لگتی۔

پھر یوں ہوا کہ میرے رشتے آنے لگے تو میں پریشان ہوگئی میں نے اسے بتایا تو اس نے میری امی کو کال کی کہ آپ تبسم کی شادی کہیں اور نہ کریں تو میری امی نے غصے سے فون بند کر دیا پھر میری جو خبر لی بتا نہیں سکتی میں اس کے لیے دن رات تڑپنے لگی پھر اک دن وہ وہاں سے چلا گیا میں نے بہت تلاش کیا وہ نہیں ملا رو رو کر میری حالت غیر ہوگئی اب میں اکثر بیمار رہنے لگی چار مہینے بعد وہ مجھے دکھائی دیا تو میں نے اسے کال کی اور اسے پوچھا کہ تم مجھے تنہا چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے تم بن میں بہت ویران اور اداس ہوگئی ہوں آپ کو تو پتہ ہے ناں میں تم بن رہ نہیں سکتی آپ کے بغیر میں جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تم ہی تو میری زندگی ہو تم ہی سے تو میری سانسوں کی ڈور وابستہ ہے۔

تم بن جیا جائے کیسے
کیسے جیا جائے تم بن
صدیوں سے لمبی راتیں
صدیوں سے لمبے ہوئے دن
آ جاؤ لوٹ کر تم
یہ دل کہہ رہا ہے
تم بن جیا جائے کیسے
کیسے جیا جائے تم بن

اس پر وہ بولا کہ تمہاری دوست مہوش نے شکایت لگائی تھی کہ میں ہر وقت اوپر گھر کی طرف دیکھتا رہتا ہوں مجھے مہوش پر بہت غصہ آیا میں سیدھی مہوش کے گھر گئی اور اس سے لڑ پڑی تو وہ بہت حیران ہوئی اور بولی تبسم تم مجھ سے ایک لڑکے

کیلئے لڑ رہی ہو تو سنو وہ بار بار مجھے دیکھتا تھا تو بھائی نے یہ بات نوٹ کر لی اور جا کر دکان کے مالک سے کہا تو مالک نے اس کی چھٹی کروادی میں نے مہوش کی بات پر یقین نہ کیا اس نے مجھے بہت سمجھایا کہ تبسم وہ اچھا لڑکا نہیں ہے اپنے آپ کو سنبھالو اور اسے چھوڑ دو لیکن میں نے مہوش کی ایک نہ سنی اور اس سے ناراض ہو کر واپس اپنے گھر آ گئی اور یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو گئی کہ آخر سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

پوچھا جو میں نے کسی اور کے ہونے لگے ہو کیا؟
وہ مسکرا کے بولا پہلے تمہارا تھا ہی کب میں

پھر جب بھی اس کا نمبر ملاتی ویٹنگ پر یا پھر بزی ملتا مجھے بہت غصہ آتا آخر اک دن میں نے پوچھا جاوید تمہیں ہمارے پیار کی قسم سچ بتاؤ تمہارے دل میں کیا ہے اس نے میری بات کاٹ دی اور بولا کہ یہ ایک نمبر لو اور بات کرو میں نے پوچھا کس کا نمبر ہے میری دوست ہے بس اور کچھ نہیں جاوید کی اس دوست کا نام فرزانہ تھا میں نے سے کال کی اور کہا کہ جاوید نے آپ کا نمبر دیا تھا تو فرزانہ نے مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں تو میں نے کال ڈراپ کر دی دھیرے دھیرے وہ مجھے نظر انداز کرنے لگا میں اس کی بے رخی سے تنگ آ گئی ایک دن میرے نمبر پر کسی لڑکے کی کال آئی سلام کے بعد وہ بولا تبسم تم ایک شریف خاندان کی شریف لڑکی ہو جاوید تمہیں بدنام کر رہا ہے اسے چھوڑ دو پھر اس لڑکے نے مجھے وہ ساری باتیں بتائیں جو میرے اور جاوید کے درمیان ہوتی تھیں اس سے پہلے بھی اک جاوید کے دوست نے مجھے کہا تھا لیکن میں نہیں مانی تھی عبدالرحمان کے بتانے کے بعد تو مجھے یقین ہونے لگا کہ واقعی جاوید مجھے دھوکہ دے رہا ہے پھر میں نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تم کون ہو تو وہ بولا میں عبدالرحمن ہوں آپ کی سکول فرینڈ ثناء کا بھائی یہ سن کر تو میرے ہوش اڑ گئے اف میں کتنا گر گئی ہوں سب کی نظروں میں تب میں نے کہا میں نے تو اس سے سچا پیار کیا ہے تو وہ بولا ٹھیک ہے آپ کو میری بات پر یقین نہیں میں اس کے پاس جا رہا ہوں اور آپ کو کال کر دوں گا پھر جو باتیں ہوں گی تم خود اپنے کانوں سے سن لینا وہاں جا کر اس نے مجھے کال کی اور جاوید سے باتیں کرنے لگا جو جو باتیں جاوید کرتا جا رہا تھا میرے پیروں سے زمین سرک رہی تھی او میرے خدا اس نے میرے ساتھ کتنا بڑا کھیل کھیلا ہے اس نے صرف میرے ساتھ ٹائم پاس کیا اور میں تین سال اس سے محبت کرتی رہی آج اس کی نظر میں میں ایک گھٹیا قسم کی لڑکی ہوں آج وہ مجھے دو نمبر کی لڑکی کا خطاب دے چکا تھا مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اس وقت میری کیا حالت ہوئی ہو گی قارئین آپ خوب سمجھ سکتے ہیں۔

قارئین یہ سارا کچھ سننے کے بعد میں نے جاوید سے آخری ملاقات کا فیصلہ کر لیا اور اسے فون کیا کہ جاوید پلیز مجھ سے ملو وہ فوراً راضی ہو گیا اور مجھے ایک گھر کا پتہ دیا کہ فلاں گھر فلاں وقت آ جانا خیر مقررہ وقت پر میں اکیلی وہاں چلی گئی وہ وہاں پہلے سے موجود تھے نجانے کیوں اسے سامنے دیکھ کر میں سب کچھ بھول گئی اس نے مجھے گلے لگا لیا اور میں چپ چاپ اس کے گلے لگ گئی وہ میرے قریب سے قریب تر آتا گیا اور میں اس کے پیار میں مدہوش ہوتی جا رہی تھی جب وہ میرے بہت ہی قریب تر آ گیا تو میرا ضمیر مجھے ملامت کرنے اور سمجھانے لگا کہ کچھ غلط ہو رہا ہے پھر اک دم سے مجھے ہوش آ گیا میرا ضمیر جاگ اٹھا میں نے خود کو چھڑرانے کی کوشش کی لیکن اس نے مجھے نہیں چھوڑا تو میں نے رونا شروع کر دیا مجھے روتا دیکھ کر وہ مجھے چپ کرانے لگا اور میں نے یہ موقع غنیمت جانا اور

وہاں سے بھاگ آئی اور آتے ہوئے اسے کہہ آئی کہ میں اس لیے نہیں آئی تھی میں گھر آ کر بہت روئی اور خدا کا شکر ادا کیا کہ میری عزت بچ گئی تب میں نے خود کو سمجھا لیا اور موبائل توڑ کر پھینک دیا تب سے لیکر اب تک میں نے موبائل نہیں رکھا آج اس بات کو چھ سال ہو گئے ہیں میں نے اسے نہیں دیکھا وہ کبھی کبھی میرے خواب میں آتا ہے تو میں بہت روتی ہوں اور میں اب اکثر سوچتی ہوں!

بہت سوچا بہت سمجھا بہت ہی دیر تک پرکھا
کہ تنہا ہو کے جی لینا محبت سے تو بہتر ہے

جب بھی نماز پڑھتی ہوں خدائے بزرگ و برتر سے دعا کرتی ہوں کہ اے تمام جہانوں کو خوشیاں دینے والے اس بیوفا کو ہمیشہ خوش رکھنا اسے کبھی غم نہ دینا اسے بلندی اور شہرت عطا فرما آج مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ سرائیکی کا بہت بڑا سنگر بن گیا ہے اور بہت اچھی اور خوش و خرم زندگی بسر کر رہا ہے۔

اپنی یادیں اپنی باتیں لے کر جانا بھول گیا
جانے والا جلدی میں تھا مل کر جانا بھول گیا
مڑ مڑ کر جو دیکھا اس نے جاتے جاتے رستے میں
جیسے اس نے کہنا تھا کچھ جو وہ کہنا بھول گیا
وقت رخصت میرے آنسو پونچھ رہا تھا آنچل سے
اس کو غم تھا اتنا زیادہ خود وہ رونا بھول گیا
وقت کے بہتے دھارے میں یہ کیسی غفلت ہم سے ہوئی
میں بھی کہنا بھول گیا اور وہ بھی رکنا بھول گیا

اس کی زندگی میں بہت سی لڑکیاں آئیں میں بھی ان میں سے ایک ہوں نجانے وہ مجھے یاد بھی کرتا ہو گا کہ نہیں میں تو اسے آج تک ایک پل کیلئے بھی بھول نہیں پائی کیونکہ اس کی یاد ہی تو میری زندگی ہے اور میں آج تک یہ بھی سمجھ نہیں پائی کہ جاوید نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا میرا نمبر اپنے دوستوں میں بانٹ کر مجھے دو نمبر لڑکی کہہ کر مجھے زمانے میں رسوا کر کے اسے کیا ملا کیوں میرے پیار کو سچے پیار کو اپنی ہوس کی بھینٹ چڑھانے کی کوشش کی کیوں میری والدین کی نظروں میں مجھے گرانے کی کوشش کی کیوں میری بہنوں جیسی دوست مہوش کو مجھ سے دور کرنا چاہا آخر کیوں جاوید کیوں کیا آپ نے ایسا اگر زندگی میں کبھی اتفاق سے مل گئے تو ضرور پوچھوں گی آپ سے آخر میں اس بیوفا کے نام ایک غزل کے چند اشعار کہنا چاہوں گی۔

اگر بے وفا تجھ کو پہچان جاتے
خدا کی قسم ہم محبت نہ کرتے
جو معلوم ہوتا یہ انجام الفت
تو دل کو لگانے کی جرات نہ کرتے
جسے پھول سمجھا وہی خار نکلا
تیری طرح جھوٹا تیرا پیار نکلا
جو ہٹ جاتے پہلے ہی آنکھوں سے پردے
تو دل کو لگانے کی جرات نہ کرتے
اگر بیوفا تم کو پہچان جاتے
خدا کی قسم ہم محبت نہ کرتے

معزز قارئین یہ تھی تبسم کی دکھ بھری داستان قارئین تبسم کو پیار کرنے کی بہت بڑی قیمت چکانی پڑی ہے تبسم نے اپنے اس پیار کو دل کا روگ بنا لیا ہے آج وہ اپنی زندگی کی آخری سٹیج پر ہے جہاں ڈاکٹرز نے اس کو جواب دے دیا ہوا ہے اور کہا ہے کہ آپ کو اب دوا کی نہیں دعا کی ضرورت ہے تو پیارے قارئین میری آپ سب سے التماس ہے کہ میری اس بہن کیلئے اپنا فرض سمجھ کر دعا کیجئے گا کہ اللہ کریم اس کی مشکلات پریشانیاں اور دکھ درد دور فرما کر اسے ایک نئی صبح عطا فرمائے آمین۔

قارئین جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا ناں کہ انسان کے خمیر کو گوندھو جب انسانی خمیر تیار

ہو گیا تو اللہ کریم نے اس پر 39 دنوں تک غموں کی بارش برسائی اور پھر 40 ویں دن اس پر خوشیوں کی بارش برسائی اللہ کریم بتانا چاہتے تھے کہ انسان کی زندگی دکھوں دکھوں دکھوں اور پھر سکھوں کا حسین سنگم ہے بہت سارے دکھ ملنے کے بعد بھی اگر کہیں سے خوشی کی ایک لہر آ جائے تو انسان سارے غم دکھ درد بھول کر خوشیوں میں کھو جاتا ہے اے کاش تبسم کی زندگی میں بھی کوی خوشی کی لہر آ جائے اور وہ جینے کی تمنا کرے مجھے امید کامل ہے اگر وہ جینے کا پختہ ارادہ کر لے تو اپنی اس بیماری کو مات دے سکتی ہے اور اب آخر میں کچھ صرف جن کی محبت نے مجھے رائٹر بنا دیا جن کی آرزو ہے کہ میں لکھتا رہوں اور میں اس کی آرزو کی تکمیل کو اپنا فرض سمجھتا ہوں اور جب تک یہ سانسوں کی ڈور چلتی رہے گی میں اپنے فرائض میں کوتاہی نہ کروں گا آپ سے کیا ہوا وعدہ ہمیشہ نبھاؤں گا جان صدا تجھے خوش دیکھا میرے فرائض میں شامل ہے اپنی جان اپنی محبت کے نام ایک غزل کرتا ہوں۔

بے تاب دل کی تمنا یہی ہے
تجھے چاہیں گے تمہیں پوجیں گے
تمہیں اپنا خدا بنائیں گے
بیتاب دل کی تمنا یہی ہے
سونے سونے خوابوں میں
جب تک تم نہ آئے تھے
خوشیاں تھیں سب اوروں کی
غم بھی سارے پرائے تھے
اپنے سے بھی چھپائی تھی
دھڑکن اپنے سینے کی
ہم کو جینا پڑتا تھا
خواہش کب تھی جینے کی
اب جو آ کے تو نے ہمیں جینا سکھا دیا ہے
چلو دنیا نئی بسائیں گے
بیتاب دل کی تمنا یہی ہے
بھیگی بھیگی پلکوں پر
سپنے اتنے سجائے ہیں
دل میں جینا اندھیرا تھا
اتنے اجالے آئے ہیں
تم بھی ہم کو جگانا نہ
بانہوں میں جو سو جائیں
جیسے خوشبو پھولوں میں
غم میں ہم ایسے کھو جائیں
کیسے کیسے ارماں ہیں
میلا جیسے بہاروں کا
وعدے بھی ہیں قسمیں بھی
بیتا وقت اشاروں کا
سارا گلشن دے ڈالا
کلیاں اور کھلاؤ ناں
ہنستے رو دیں ہم
اتنا بھی تو ہنساؤ ناں
دل میں تمہی بسے ہو
میرا دامن جو بھر چکا ہے
کہاں اتنی خوشی چھپائیں گے
بیتاب دل کی تمنا یہی ہے
تمہیں چاہیں گے تمہیں پوجیں گے
تمہیں اپنا خدا بنائیں گے
بیتاب دل کی تمنا یہی ہے
بیتاب دل کی تمنا یہی ہے
بس میرے دل کی تمنا یہی ہے

جی قارئین یہ تھی تبسم کی دکھ بھری داستان جو میں نے آپ لوگوں کے ساتھ شیئر کی میں اس سٹوری کے ساتھ کہاں تک انصاف کر پایا لکھنے میں کہاں تک کامیاب رہا آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا اب اجازت چاہتا ہوں۔ والسلام

غزل

وہ روٹھ جاتا ہے اکثر شکوہ کیے بغیر
ہم بھی تو سہہ لیتے ہیں شکایت کیے بغیر
ہم سوچتے رہے محبت بے لوث ہوتی ہے
یہ یونہی ہو جاتی ہے عنایت کیے بغیر
تو کتنا نادان ہے اتنا تو سوچ لے
جنت کب ملتی ہے عبادت کیے بغیر
قصور ان کا نہیں قصور ہمارا ہے وسیم
ہم نے بھی محبت کی ان کی اجازت لیے بغیر
(وسیم اینڈ ابرام احمد، گگومنڈی)

غزل

نہ گلہ کیا نہ خفا ہوا
یہی راستے میں جدا ہوا
نا وہ بے وفا نا میں بے وفا
جو گزر گیا سو گزر گیا
وہ غزل کی اک کتاب تھی
وہ گلشن میں اک گلاب تھی
ذرا دیر کا کوئی خواب تھا
جو گزر گیا سو اداس دھوپ
سمیٹ کر کہاں وادیوں میں اتر گیا
اسے اب نا دے میرے دل کی سدا
سو گزر گیا یہ سفر بھی کتنا تاویل تھا
یوں وقت کتنا قاتل ہے
کہاں لوٹ کر کوئی آئے گا
جو گزر گیا سو گزر گیا
(عبدالرحیم لاسی، آدم پیر)

غزل

میں سر شام چراغوں کو بجھا لیتا ہوں
ساتھ اپنے تیری یادوں کو بھی سلا لیتا ہوں
بند آنکھوں میں تنہائی کا تصور لے کر
صرف خیالوں میں تمہیں دلہن بنا لیتا ہوں
بند کمرے میں رات کے اس پہر میں لیٹا
میں تاروں سے تیری سیج سجا لیتا ہوں
تو میرے ساتھ ہو چاہے خیالوں میں سہی
ایسے لمحات میں دنیا کو بھلا لیتا ہوں
میں گناہ گار اپنی بخشش کے لیے
نام پہ تیرے غیروں کی دعا لیتا ہوں
رات کی تنہائی میں دیکھئے نہ تجھے کوئی اور میرے سوا
تمہیں دل نہا خانوں میں چھپا لیتا ہوں
جب ہو جائے احساس تمنا میں اکیلا ہوں
عائشہ پھر رو رو کے اشکوں میں مزا لیتا ہوں
(سید عارف شاہ، جہلم شہر)

غزل

وہ شخص جو مجھے زندگی سے پیارا ہے
جس کے بغیر لگتا ویران جہاں سارا ہے
وہ ایسا شخص جس کی ذات ہے
میری نظروں میں چمکتا وہ محبت کا ستارہ ہے
نہیں ملتا تو دل کی حالت عجیب ہوتی ہے
اس میں میرا نہیں دل کا قصور سارا ہے
جب وہ محبت بھری باتیں کرتا ہے غفور
پتہ چلتا ہے وہ محبوب ہمارا ہے
(مولانا عبدالغفور نقشبندی گیلانی، حافظ آباد)

غزل

زندگی درد کے شعلوں سے ہوا دیتی ہے
محبت انسان کو پاگل بنا دیتی ہے
بن محبت کے کوئی جی نہیں سکتا
نفرت بشر کو اندر سے جلا دیتی ہے
کیوں ڈرتے ہیں لوگ بدعاؤں سے
بد دعا مظلوم کی آسمان ہلا دیتی ہے
محبت تیرے بس کی بات نہیں ہے تبسم
میدان عشق میں کانٹوں پہ بچھا دیتی ہے
(منظور اکبر تبسم، جھنگ)

مقام کیسا اور کام کیسا

تحریر: نیلم۔ پتوکی

محترم التمش عالمگیر صاحب!

آداب!

قارئین کافی عرصے بعد ایک مرتبہ پھر حاضر خدمت ہوں آپنی دوست نورین کی کہانی لکھ رہی ہوں کہانی کا نام ہے ''مقام کیسا اور کام کیسا'' امید ہے قارئین اسے پسند کریں گے۔

نورین کی کہانی آپ نے اس کی زبانی ہی سنیں وہ کہانی سناتے ہوئے بہت ہی زیادہ رو رہی تھی میں نے اسے حوصلہ دیا تو وہ اگلے دن چلی گئی میں نیلم چوہدری آپ کی رائے کی منتظر رہوں گی کیسی لگی میری یہ کہانی اجازت چاہتی ہوں آپ کی دعاؤں کی طلب گار۔

آخر میں جواب عرض کے تمام سٹاف کو میری طرف سے بہت سی دعائیں اللہ کریم سب کو خوش رکھے اور قائم رکھے۔ آمین

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

معزز قارئین سب سے پہلے میں نیلم آپ سب کی خدمت میں بڑے ہی ادب سے سلام پیش کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ جواب عرض کے تمام قارئین اور تمام رائٹرز کو اللہ رب العزت سدا خوش اور آباد رکھے آمین۔

قارئین ایک دن میں اپنے گھر کے آنگن میں بیٹھی کسی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی کہ اچانک دروازے پر کسی نے دستک دی اور میں چونک کر دروازہ کھولا سامنے کیا دیکھتی ہوں دو لڑکیاں کھڑی تھیں جن کو دیکھ کر میں فوراً پہچان گئی ایک تو میری جاننے والی نورین اور اس کے ساتھ اس کی ایک کزن تھی اور ساتھ ان کی امی بھی آئی تھی کیونکہ وہ فیصل آباد سے آئی تھیں میں ان سے مل کر بہت خوش ہوئی جلدی سے چائے پانی کا انتظام کیا اور پھر کھانا وغیرہ بنانے میں مصروف ہوگئی اتنے میں نورین میرے پاس کچن میں آگئی کچن میں آکر اس نے دیکھا کہ ایک شلف پر جواب عرض رکھا تھا اس نے مجھ سے پوچھا جواب عرض کون پڑتا ہے تو میں نے بتایا کہ میں پڑھتی ہوں تو اس نے پوچھا آپ کہاں سے لیتی ہو تو میں نے بتایا کہ میں بہت ہی اچھی پیاری اور دل کو بہا جانے والی رائیٹر کشور کرن سے لیتی ہوں تو وہ حیران ہوگئی اور کہنے لگی کہ نیلم تم تو بڑی معصوم لگتی ہو تو پھر یہ رائیٹروں سے تیرا رابطہ کیسے ہوگیا میں نے اسے بتایا کہ آپی

کشور میری بہت اچھی دوست ہے تو وہ کہنے لگی پھر میری بھی ایک کہانی شائع کروادو میں نے کہا آپ ابھی آرام کرو کھانے کے بعد اس موقع پر بات کریں گے تو وہ مسکرانے لگی اس کی مسکراہٹ اس کے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہی تھی لگتا تھا کہ وہ بہت ہی دکھی ہے اس کے اندر کوئی بڑا دکھ ہے میں نے ادھر ادھر کی باتوں سے اس کا دل بہلایا اتنے میں کھانا بن گیا سب نے مل کر کھانا کھایا میں نے جلدی سے چائے بنائی سب کو چائے پلائی جلدی سے برتن وغیرہ سمیٹ کر اپنے کمرے میں چلی گئی نورین بھی میرے کمرے میں آ گئی اور اپنی کہانی سنانے کے لیے اصرار کرنے لگی میں نے بھی مجبوراً قلم کاغذ اٹھایا اور لکھنے بیٹھ گئی آیئے نورین کی کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام نورین ہے میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئی جس گاؤں میں میں پیدا ہوئی اس گاؤں میں بہت ہی جہالت تھی نہ تو کوئی سکول تھا اور نہ ہی کوئی تعلیم کا ذریعہ تھا میں نے جب سے بچپن سے آنکھ کھولی تو مجھے پڑنے کا بہت شوق تھا اس شوق کو پورا کرنے کے لیے میں اپنے گاؤں سے تین کلومیٹر دور دوسرے گاؤں سکول پڑھنے جایا کرتی تھی صبح اٹھتے ہی چلی جاتی اور چھٹی کے بعد گھر آتے آتے شام ہونے کو آ جاتی اس طرح اول سے دوم کلاس میں آ گئی ایکدن میں سکول سے گھر آئی تو کیا دیکھتی ہوں میرے گھر میں کچھ مہمان آئے ہوئے تھے مہمان کون ہیں وہ میری پھوپھی جان اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں آئی تھیں میں نے کپڑے بدلے اور ان سب کو سلام کیا اور اپنے کمرے میں چلی گئی اور اپنے سکول کا کام کرنے لگی تھوڑی دیر بعد میری امی جان نے مجھے آواز دی نورین بیٹی کھانا کھالو میں جلدی سے اٹھی اور امی جان کے حکم کے مطابق کھانا کھایا اور کھانا کھانے کے دوران میری پھوپھو کی بیٹی میرے پاس آئی اور کہنے لگی نورین آپ ہمارے آنے سے خوش نہیں ہو کیا ہم آپ کو اچھی نہیں لگتی؟؟ تو میں نے کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں آپ بہت اچھی ہو تو وہ کہنے لگی تو پھر آؤ ہمارے ساتھ کھیلو تو میں ان کے ساتھ کھیلنے لگی کھیل کے دوران باتیں ہونے لگیں تو میری کزنیں مجھے کہنے لگی آپ کون سے سکول میں پڑھتی ہو تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور ان کو بتانے لگی کہ ہمارے گاؤں میں تو کوئی سکول نہیں میں دوسرے گاؤں میں پڑھنے جاتی ہوں آتے جاتے تھک جاتی ہوں تو وہ کہنے لگی تو پھر آپ سکول چھوڑ دو تو میں نے کہا کہ پھر میں تعلیم کیسے حاصل کروں گی میری خواہش ہے کہ پڑھ لکھ کر اپنے والدین کا نام روشن کروں تو میری ایک کزن کہنے لگی تم ہمارے ساتھ چلو ہم اکٹھے سکول جایا کریں گی میں بتاتی چلوں میری کزنیں میری عمر کی تھیں اور ان کی باتیں سن سن کر میرے دل میں بھی ان کے ساتھ جانے کی آگ بھڑک اٹھی اور میں نے اور میری کزنوں نے مل کر میرے ابو سے بات کی کہ ہم فیصل آباد میں اکٹھی پڑھنا چاہتی ہیں میں اپنے ابو سے اصرار کرنے لگی کہ میں پھوپھو کے ساتھ جاؤں گی اور ادھر ہی پڑھوں گی میرے ابو جان جو مجھ سے بہت پیار کرتے تھے وہ مان گئے اس طرح میں اپنی پھوپھو کے ساتھ فیصل آباد جانے کے لیے تیار ہو گئی اگلے دن ہم صبح اٹھے اور ناشتے کے بعد جلدی سے تیار ہو گئے اور فیصل آباد کے لیے گاڑی میں بیٹھنے لگے تو میری امی جان مجھے گلے لگا کر رونے لگی اور میرے ابو بھی رونے لگے لیکن میں بہت ہی بہادر تھی میں نے دونوں کو حوصلہ دیا اور کہا کہ میں کون سا ہمیشہ کے لیے جا رہی ہوں کچھ سالوں کی بات ہی تو ہے ہم گاڑی پر سوار ہو گئے عصر کے وقت ہم گھر پہنچ گئے میں بہت تھک

بھی گئی کیونکہ میں نے پہلے کبھی بھی اتنا لمبا سفر نہیں کیا تھا پہلی بار یہاں آئی تھی گھر آتے ہی ہم نے کھانا کھایا اور میں تو جلد ہی سو گئی صبح جب جلدی اٹھی تو دیکھا کہ ابھی تک گھر میں صرف پھوپھو کے سوا سب لوگ سو رہے ہیں پھوپھو نماز پڑھ رہی تھی میں نے بھی وضو کیا اور نماز پڑھنے لگی نماز سے فارغ ہو کر پھوپھو کے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگی تقریباً سات بج کر 30 منٹ ہو گئے تھے کہ پھوپھو نے آواز دی کہ سب کو جگاؤ سب اٹھتے ہی سیدھے ناشتے پر آئے ناشتہ کرنے کے بعد سکول کی تیاری کرنے لگیں یہاں میں بتاتی چلوں میری پھوپھو کی تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں بیٹے بڑے ہیں اور بیٹیاں چھوٹی ہیں بیٹے اپنے ابا جان کے ساتھ کھیتوں کا کام کرتے تھے اور بڑی بیٹی بھی اپنی ماں کے ساتھ گھر کا کام کرتی اور دو سکول جاتی تھیں ایک اول کلا میں پڑھتی اور دوسری بیٹی تیسری کلاس میں پڑھتی تھی لیکن میں تو دوسری جماعت میں پڑھتی تھی اس طرح کچھ دن گھر میں ہی اپنی پھوپھو کے ساتھ گھر کے کام کرواتی رہی ایک دن میں نے اپنی پھوپھو سے کہا کہ میں سکول پڑھنے کے لیے یہاں آئی ہوں اور آپ کو کوئی فکر نہیں ہے میں بتاتی چلوں کہ میں شروع ہی سے سب کا کہنا مانتی تھی جو بھی مجھے کوئی کام کہتا میں کر دیتی تھی لیکن پھوپھو کی اولاد میں کوئی بھی کسی کا کہنا نہیں مانتا تھا نہ لڑکیاں نہ ہی لڑکے سب اپنی مرضی کے مالک تھے جس کی وجہ سے پھوپھو کے گھر میں ہر وقت لڑائی ہوتی رہتی تھی میں بہت پریشان ہوئی لیکن یہ سوچ کر ریلیکس ہو گئی کہ میں تو یہاں پڑھنے آئی ہوں مجھے کیا کوئی کیا کرتا ہے کیا نہیں کرتا۔

اگلے دن میں اپنی پھوپھو کے ساتھ سکول چلی گئی تو پھوپھو نے میرا نام درج کروا دیا اس طرح میں سکول جانے لگی میں ہر کام وقت پر کرتی اور وقت پر سکول جاتی سکول سے واپس آ کر گھر کے کاموں میں اپنی پھوپھو کا ہاتھ بٹاتی رہی جب رزلٹ آیا تو میں پوری کلاس میں اول آئی اور میری ایک کزن جو اول میں پڑھتی تھی وہ تو پاس ہو گئی لیکن جو تیسری جماعت میں پڑھتی تھی وہ فیل ہو گئی جس دن میرا رزلٹ آیا اس دن میری امی جان بھی میرے پاس آئی ہوئی تھی ہم ماں بیٹی بہت خوش تھیں لیکن پھوپھو کے گھر والوں کو تو جیسے بہت ہی دکھ ہوا ہو کسی نے بھی مجھے مبارکباد نہ دی اور نہ ہی کوئی اور بات کی اس طرح میں اگلی کلاس میں پڑھنے لگی میں دل لگا کر پڑھتی رہی میں نے پانچویں جماعت بھی پاس کر لی اور میں بہت خوش تھی لیکن میری کزنیں مجھ سے جیلس ہونے لگیں اور اپنی ماں سے کہنے لگیں کہ نورین کو واپس بھیج دو لیکن پھوپھو نے کہا کہ اس طرح اچھا نہیں لگتا میری بڑی کزن کہنے لگی یہ نورین اگر ہمارے گھر میں رہے گی تو اسے گھر کے کام کرنا پڑیں گے کام تو میں پہلے ہی کرتی تھی لیکن اس کے بعد پھوپھو کے کہنے پر میں بھینسوں کا گوبر اٹھانے بھی پھوپھو کے ساتھ جانا شروع ہو گئی اس طرح میں بہت خوش تھی میرا مقصد تعلیم حاصل کرنا تھا اس لیے سب کی باتیں خاموشی سے سنی ان سنی کر دیتی جب میری امی جان مجھے ملنے آتی تو وہ بہت روتی اور کہتی کہ نورین آپ اتنا کام کیوں کرتی ہو جب کہ اس گھر میں تین لڑکیاں اور ایک ان کی ماں ہے تمہیں کام کرنے کی کیا ضرورت ہے تو میں اپنی امی جان کو یہ کہہ کر خاموش کروا دیتی کہ میرا شوق پڑھنا ہے جب وہ پورا ہو رہا ہے تو آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں ویسے بھی کوئی اپنا ہو یا غیر مطلب کے بغیر کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اسی طرح مجھے بھی اس گھر میں رہنا ہے تو کام تو کرنا پڑے گا اس طرح دن گزرتے گئے تو میں نے مڈل کا امتحان بھی اچھے نمبروں سے

پاس کر لیا جب میں نے مڈل پاس کیا تو میری پھوپھو کی بڑی بیٹی کی شادی آ گئی تو میرے ابو اور امی بھی آئے ہوئے تھے تو میری پھوپھو نے پتہ نہیں کیا بات کر دی جس کی وجہ سے میرے ابو میری پھوپھو سے ناراض ہو گئے اور شادی سے اگلے دن ہی مجھے کہنے لگے نورین تیار ہو جاؤ تم بھی ہمارے ساتھ ہی جاؤ گی میں نے جب پوچھا تو میرے ابو کہنے لگے بیٹی یہ لوگ بہت ہی گھٹیا ہیں اور سوچتے بھی گھٹیا ہی ہیں اس لیے یہاں آپ کا رہنا اچھی بات نہیں ہے بہتر یہی ہے جلدی سے تیار ہو جاؤ ہم آج ہی جائیں گے میں چپ چاپ تیار ہو گئی اور ہم گھر آ گئے گھر آتے ہی میں نے اپنی بڑی بہن کے ساتھ کھانا وغیرہ بنایا اور کھانے کھانے کے بعد چائے پی اور میں تو جلد ہی سو گئی صبح جلدی اٹھی نماز پڑھی قرآن پاک کی تلاوت سے فارغ ہو کر اپنی آپی کے ساتھ گھر کے کام کروانے لگ گئی ہم دونوں بہنوں نے مل کر جلد ہی گھر کے سارے کام کر لیے ہم فارغ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں کہ امی کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی میں بتاتی چلوں کہ میری امی کو دل کا مرض ہے جب بھی کوئی بات ہوتی تو میری امی کی صحت خراب ہو جاتی کبھی کبھی تو دل کا دورہ بھی پڑ جاتا اس دن بھی ایسا ہی ہوا تو میرا بھائی جلدی سے گیا اور ڈاکٹر سے دوائی لے آیا تھوڑی دیر بعد امی کی طبیعت کچھ ٹھیک ہو گئی عصر کے وقت میں اپنی امی کو لے کر ڈاکٹر کے کلینک پر چلی گئی امی کی دوائی لینے کے بعد ہم واپس آنے لگے تو ڈاکٹر نے ہمیں روک لیا اور باتیں کرنے لگے ڈاکٹر نے میری امی سے پوچھا یہ لڑکی کون ہے تو میری امی نے بتایا کہ یہ میری بیٹی ہے تو وہ کہنے لگا پہلے تو اسے کبھی نہیں دیکھا تو امی کہنے لگی پہلے یہ اپنی پھوپھو کے پاس رہتی تھی کل ہی آئی ہے تو میں تو خاموش بیٹھی تھی تو وہ ڈاکٹر مجھے بڑی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا مجھے بڑا ہی عجیب لگ رہا تھا اتنے میں امی جان نے ڈاکٹر سے کہا کہ اب ہم چلتے ہیں شام ہونے والی ہے ہم وہاں سے آ گئیں امی کی طبیعت ٹھیک ہو گئی۔

کچھ دنوں بعد مجھے پھر سے دوسرے گاؤں سکول جانا پڑا میں اپنی چھوٹی بہن کے ساتھ جو چوتھی جماعت میں پڑھتی تھی ہم دونوں ایک پرائیویٹ سکول میں داخل ہو گئیں میں نے نویں جماعت پاس کر لی تو دسویں میں آ گئی دسویں میں آئے ہوئے مجھے دو مہینے ہوئے تھے کہ میری بڑی بہن کی شادی آ گئی پہلے تو منگنی کی رسم ادا کی گئی منگنی کے چار مہینے بعد شادی کی تاریخ رکھ دی گئی امتحان بھی قریب آ گئے اور شادی کے دن بھی قریب آ گئے شادی کی تیاری کی وجہ سے میرا دھیان پڑھائی سے ہٹ کر شادی کی تیاری کی طرف ہو گیا میں اپنی پڑھائی میں کمزور ہونے لگی امتحان سے ایک مہینہ پہلے شادی تھی میں زیادہ وقت کام میں گزارنے لگی آخر وہ دن بھی آ گیا جس دن کا انتظار تھا شادی کا دن تھا ہمارے گھر میں خوب رونق لگی تھی شادی خیر خیریت سے ہو گئی شادی اپنے اختتام کو پہنچ گئی اور میں اپنی کتابوں کی طرف آئی وقت بہت کم رہ گیا تھا امتحان میں میرا بہت سارا کام رہ گیا تھا نتیجہ یہ نکلا کہ میں دو کتابوں سے فیل ہو گئی جب رزلٹ آیا تو میری آنکھ کھلی میں بہت پریشان ہوئی لیکن میری امی جان نے مجھے حوصلہ دیا اور دوبارہ دل لگا کر پڑھنے کی تاکید کی اور اگلے دن مجھے ایک اکیڈمی میں ٹیوشن پڑھنے کے لیے چھوڑ آئی میں جب اکیڈمی میں داخل ہوئی تو سامنے پرنسپل کی کرسی پر بیٹھا ہوا شخص وہی ڈاکٹر تھا جس کے پاس میں اپنی امی جان کے ساتھ دو سال پہلے آئی تھی وہ ہمیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا ہم نے اسے سلام کیا اور اس نے ہمیں پاس پڑی کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود

اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا اور اپنی ایک سٹوڈنٹ کو آواز دے کر کہنے لگا چائے پانی کا انتظام کرو مہمان آئے ہیں اتنے میں امی جان کہنے لگی ماسٹر صاحب یہ میری بیٹی ہے اسے آپ تیاری کروائیں یہ دو مضامین میں فیل ہو گئی ہے تو وہ کہنے لگا آپ فکر نہ کریں میں تیاری کروا دوں گا تو امی جان پوچھنے لگیں اس کی فیس کتنی ہے تو وہ کہنے لگا جب رزلٹ آئے تو تو میں فیس بھی لے لوں گا آپ اسے چھوڑ جائیں میں بہت ہی اداس ہوئی کیونکہ میں اکیلی تھی کوئی بھی میرا واقف نہیں تھا اور نہ ہی میں کسی کو جانتی تھی خیر پہلا دن تو خاموش ہی رہی اگلے دن جب میں اکیڈمی گئی تو میری ایک کلاس فیلو بھی اس اکیڈمی میں آ گئی جو کہ میری طرح دو مضامین میں فیل ہو چکی تھی میں نے جب اسے دیکھا تو کچھ حوصلہ ہو گیا ہم اپنی کتابیں لے کر اپنی کلاس میں آ گئی اور جب سر کلاس میں آئے تو اس نے مجھے اشارہ کیا تو میں کھڑی ہو گئی تو اس نے میرا نام پوچھا تو میں نے نورین بتایا تو پھر اس نے پوچھا کہ کونسے مضامین پڑھنے ہیں آپ نے، تو میں نے بتایا بیالوجی اور میتھ تو اس نے میری حوصلہ افزائی کی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا میں بیٹھ گئی وہ ہمیں پڑھانے لگ گئے لیکن انداز اس طرح کا تھا کہ میں اس کی دیوانی ہونے لگی وہ جب بھی نظر اٹھا کر میری طرف دیکھتا تو میرے جسم میں ایسے جیسے کوئی کرنٹ لگ جاتا ہو میں بہت پریشان بھی تھی اور حیران بھی کہ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے جب میں گھر آتی تو میرا دل گھر میں بالکل بھی نہ لگتا تھا دل کرتا کہ اڑ کر اس کے پاس چلی جاؤں میری چاہت دن بدن بڑھتی گئی وہ بھی چور نظروں سے مجھے دیکھتا رہتا تھا میں کچھ دن تو چپ چپ سی رہی لیکن جلدی ہی سب کے ساتھ فری ہو گئی وہ مجھے بہت اچھا لگنے لگا بظاہر تو میرا استاد تھا لیکن اندر دل کی تختی پر اس کا نام لکھ لیا تھا میں خاموش محبت میں گرفتار ہو گئی اسی طرح دو مہینے گزر گئے ہم کبھی کبھار ایک دوسرے کو مذاق بھی کر لیا کرتے تھے لیکن صرف ایک استاد اور شاگرد کے حوالے سے میں اس کا بہت ہی احترام کرنے لگی اور وہ بھی مجھ پر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مہربان ہونے لگا میں دل سے تو بہت خوش تھی لیکن حیران بھی تھی کہ یہ سب کچھ کیوں کر رہا ہے وہ میری ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہر کام کرنے سے پہلے مجھ سے مشورہ ضرور کرتا میں تو اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنے لگی جب بھی اکیڈمی آنے لگتی تو اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتی اور اپنے آپ کو سجا کر گھر سے نکلتی اور جب اسے دیکھتی تو اسے لگتا جیسے وہ تو کسی آسمانی مخلوق سے آیا ہو وہ بہت ہی خوبصورت ہے اس کی آنکھیں اتنی خوبصورت ہیں کہ جس کو بھی ایک نظر ذرا گہری کر کے ڈالتا تو وہ اس کا دیوانہ ہو جاتا ایک دن ایسا ہوا کہ موسم کچھ خراب تھا تو میں نے اکیڈمی سے چھٹی کر لی دوسرے دن جب میں اکیڈمی گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ابھی تک کوئی لڑکی نہیں آئی تھی لیکن سر جی اکیڈمی میں موجود تھے تو میں نے پوچھا سر جی آج بچے کیوں نہیں آئے تو اس نے مجھے بتایا کہ آج تو چھٹی ہے اس لیے آج کوئی نہیں آیا تو میں واپس مڑنے لگی تو سر نے مجھے روک لیا کہ تھوڑی دیر رک جاؤ تو میں رک گئی تو اس نے مجھے دفتر میں بلا لیا اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا میں بیٹھ گئی میرا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا اتنے میں وہ مجھے کہنے لگا نورین آپ سے ایک بات کہوں تو میں نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ کہنے لگے نورین بولو بھی میری بات کا برا تو نہیں مناؤ گی تو میں نے کہا کہ نہیں مناؤں گی آپ بات کریں تو وہ کہنے لگا نورین آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہو میرا دل کہتا ہے کہ آپ میرے ساتھ دوستی کر لو تو میں

خاموش رہی تو وہ اٹھ کر میرے سامنے والی کرسی پر آ بیٹھا اور کہنے لگا جواب دو نورین میں تمہیں کیسا لگتا ہوں تو میں نے کوئی جواب نہ دیا اس نے دوبارہ پھر پوچھا تو آخر مجھے بولنا پڑا تو میں نے بھی اپنی چاہت کا اظہار کر دیا تو وہ بہت خوش ہوا میں نے اس سے اجازت مانگی کہ اب میں چلتی ہوں تو اس نے کہا کہ اب آپ کبھی بھی نہیں جا سکتی تو میں بہت پریشان ہو گئی تو وہ مسکرانے لگا کہ میرا مطلب ہے آپ میرے دل سے کبھی بھی نہیں جا سکتی اس طرح ہم دونوں پیار محبت کی باتیں کرتے رہے اچانک وہ کھڑا ہو گیا اور اپنی بانہیں کھول دیں اور کہنے لگا اگر مجھ سے محبت کرتی ہو تو آؤ میرے گلے لگ جاؤ محبت کا اقرار تو میں پہلے ہی کر چکی تھی دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی بانہوں میں آ گئی وہ مجھے سینے سے لگا کر بہت ہی خوش ہوا اس طرح ہم ایک دوسرے سے کافی دیر تک پیار کرتے رہے ہمارا دل نہیں کر رہا تھا کہ ہم ایک دوسرے سے دور ہو جائیں آخر نتیجہ یہ نکلا کہ ہم شرافت کی ساری حدیں پار کر گئے جب ہمیں ہوش آیا تو پتہ چلا کہ ہم شیطان کی گرفت میں آ کر بہت بڑی غلطی کر چکے ہیں تو میں رونے لگی تو سر نے مجھے حوصلہ دیا کچھ نہیں ہو گا میں سب کچھ سنبھال لوں گا یہاں میں بتاتی چلوں کہ سر جی کا چچا ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر تھے اور وہ کلینک بھی اس کے چچا جان کا تھا جس پر میں اپنی امی کے ساتھ دوائی لینے گئی تھی اس وقت سر جی کے چچا جان کسی کام سے گئے ہوئے تھے اور سر جی اس کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے تو میں سمجھی کہ یہی ڈاکٹر ہیں وہ تو مجھے بعد میں پتہ چلا کہ ڈاکٹر تو جلال صاحب ہیں یہ سر جی تو ایک ٹیچر ہیں میں چھٹی کے وقت اکیڈمی سے واپس آئی تو میں بہت ہی تھکی ہوئی تھی آتے ہی اپنے کمرے میں چلی گئی اور کپڑے بدل کر لیٹ گئی میری امی میرے کمرے میں آئی تو اس نے پوچھا کہ نورین کیا بات ہے تو میں نے سر درد کا بہانہ بنا دیا امی جان کہنے لگی کھانا کھا لو تو میں نے بھوک نہ ہونے کا کہہ کر کمبل میں منہ چھپا لیا اور بہت روئی میرا دماغ بیٹھا جا رہا تھا میرا ضمیر مجھے لعن طعن کر رہا تھا کہ یہ تعلیم اس لیے حاصل کر رہی ہو نورین بیگم؟ اگر شیطانی کام کرنے تھے تو کیا فائدہ علم حاصل کرنے کا میں بہت ہی ٹوٹ چکی تھی اندر سے بکھر گئی تھی میں اپنے کیے پر بہت ہی زیادہ پشیمان ہو رہی تھی نا جانے کب میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی رات بھر سوئی رہی صبح اٹھی جلدی سے غسل کیا اور نماز پڑھی اور رو رو کر اپنے رب سے معافی مانگنے لگی نماز سے فارغ ہو کر پھر اپنے کمرے میں چلی گئی اور لیٹ گئی امی میرے کمرے میں آئی تو مجھے پوچھنے لگی کہ آج اکیڈمی نہیں جاؤ گی کیا؟ تو میں نے امی سے کہا کہ میری طبیعت خراب ہے آج نہیں جاؤں گی تو امی جان جلدی سے میرے لیے چائے اور ساتھ میں ایک انڈا اور کچھ ڈبل روٹی کے پیس لے آئی اور مجھے ناشتہ کرانے لگی لیکن میرا دل نہیں چاہ رہا تھا کچھ بھی کھانے کو لیکن امی اصرار کرنے لگی تو میں نے مجبوراً ایک کپ چائے اور ایک پیس ڈبل روٹی کا لے لیا تو امی جان چلی گئی تھوڑی دیر بعد امی میرے کمرے میں آئی اور کہنے لگی چلو نورین تمہیں میں ڈاکٹر کے پاس لے چلوں تو میں نے انکار کر دیا کہ نہیں میں نہیں جاؤں گی ڈاکٹر کے پاس ایسے ہی ٹھیک ہو جاؤں گی لیکن امی ضد کرنے لگی مجھے مجبوراً جانا پڑا ڈاکٹر کے پاس جب میں اور امی ڈاکٹر کے پاس پہنچی تو ڈاکٹر نے مجھے چیک کیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ مسئلہ کیا ہے بیٹی تو میں نے کہہ دیا کہ میرے سر میں درد ہے تو ڈاکٹر نے دوائی لکھ کر دے دی امی مجھے کہنے لگی تم یہاں بیٹھو میں سٹور سے دوائی لے آؤں امی دوائی لینے چلی گئی تو ڈاکٹر مجھ سے پوچھنے

لگا بیٹی آپ کا نام نورین ہے تو میں نے نظریں اٹھا کر ڈاکٹر کی طرف دیکھا اور ساتھ ہی ہاں میں سر ہلا دیا تو وہ مجھے کہنے لگا کہ آپ وہی نورین ہیں جس سے کل عرفان صاحب نے بہت بدتمیزی کی تھی تو میں بہت حیران ہوئی تو وہ کہنے لگا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اصل میں میں عرفان کا انکل ہوں اور اس کا راز دار دوست بھی ہوں وہ جو بھی کرتا ہے مجھے ضرور بتاتا ہے میں اسے بہت منع کرتا ہوں لیکن وہ میری بات کو اس طرح ٹال دیتا ہے کہ زندگی انجوائے کرنے کا نام ہے اسے انجوائے کرو جس طرح دل کہے کرو تو کرتے جاؤ ڈاکٹر کی باتیں سن کر میں بہت ہی حیران ہو رہی تھی کہ ایک ایسا شخص جو کہ لوگوں کی نظروں میں ایک عظیم ہستی کی حیثیت سے نظر آتا ہو اندر سے اتنا گھٹیا کیسے ہو سکتا ہے میں نے ڈاکٹر جلال سے پوچھا کہ آپ عرفان صاحب کے بارے میں کچھ سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں اس نے کہا کہ بیٹی پہلے آپ ایک وعدہ کرو کہ آپ عرفان صاحب کو میرے ساتھ ہونے والی کوئی بات نہیں بتاؤ گی تو میں نے جلدی سے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ وعدہ کر لیا کیونکہ میں جاننا چاہتی تھی کہ اصل میں یہ عرفان صاحب ہیں کیا چیز اوپر سے کیا ہیں اور اندر سے کیا ہیں اتنے میں میری امی دوائی لے کر آ گئی ڈاکٹر نے دوائی چیک کی اور مجھ سے کہنے لگا بیٹی یہ میرا فون نمبر ہے اگر کوئی ضرورت ہو تو مجھے فون کر لینا میں نے ڈاکٹر کا نمبر لیا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس آ گئی گھر آ کر میری امی کھانا بنانے لگ گئی میں بھی اپنی امی کے ساتھ تھوڑا بہت کام کروانے لگی کھانا کھانے کے بعد میں نے دوائی کھائی اور اپنے کمرے میں چلی گئی اتنے میں فون کی گھنٹی بجنے لگی میں نے فون اٹھایا تو آگے سے اسلام علیکم کی آواز آئی میں نے سلام کا جواب دیا میں نے پوچھا جی کون اور کس سے بات کرنی ہے تو آگے سے آواز آئی میں عرفان بول رہا ہوں اور نورین سے بات کرنی ہے تو میں نے کہا کہ میں نورین بول رہی ہوں جی کیا بات ہے تو عرفان صاحب کہنے لگے آج آپ اکیڈمی کیوں نہیں آئی تھیں کیا آپ ناراض ہو مجھ سے تو میں نے گلا صاف کرتے ہوئے بمشکل اتنا ہی جواب دے سکی کہ میں ناراض نہیں ہوں بس کل آؤں گی تو میں نے فون بند کر دیا اتنے میں شام ہونے لگی تھی کہ اچانک میری آنٹی کا فون آ گیا کہ اس کی طبیعت بہت خراب ہے تو امی کو وہاں جانا پڑا تو امی جاتے وقت مجھے کہنے لگی نورین بیٹی سالن میں نے بنا دیا ہے اور باقی کام بھی کر دیئے ہیں آپ رات کے لیے روٹیاں بنا لینا میں نے امی کو کہا کہ آپ بے فکر ہو کر جائیں میں سب کچھ کر لوں گی امی بھائی کے ساتھ چلی گئی یہاں میں بتاتی چلوں کہ میرے دو بھائی ہیں اور ہم تین بہنیں ہیں ایک مجھ سے بڑی بہن اور ایک مجھ سے چھوٹی اور میرے بھائی مجھ سے چھوٹے ہیں دونوں امی لوگ جب چلے گئے تو میں نے جلدی سے کام کیا کھانا وغیرہ کھایا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ میرے دل میں ایک ہی بات بار بار آ رہی تھی کہ عرفان صاحب تم اتنے گھٹیا ہو میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی میں نے سوچا کہ ڈاکٹر صاحب سے عرفان صاحب کے بارے میں انفارمیشن تو لینی چاہیے کہ عرفان صاحب کے کتنی لڑکیوں سے تعلق ہیں اور اس کا اصلی روپ کیا ہے میں نے رات کے تقریباً گیارہ بجے ڈاکٹر جلال کا نمبر ڈائل کر دیا ابھی بیل پہنچی ہی تھی کہ لائن ڈراپ ہو گئی ڈاکٹر صاحب آگے سے لگتا تھا کہ جاگ ہی رہے تھے اس نے بیک کال کر دی میں نے نمبر دیکھا اور کال اٹینڈ کی سلام دعا کے بعد ڈاکٹر صاحب مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ کون تو میں نے بتایا کہ میں

نورین بات کر رہی ہوں تو وہ کہنے لگے بیٹی اتنی رات کو خیر تو ہے میں نے کہا ہاں انکل سب ٹھیک ہے بس میں آپ سے عرفان صاحب کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے وہ سب باتیں بتا دیں جن کے بارے میں میں نہیں جانتی اور ہاں کہیں آپ مجھے عرفان سے دور کرنے کی کوئی چال تو نہیں چل رہے تو وہ فوراً بولے نہیں بیٹی ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ غلط سمجھ رہی ہو میں تو آپ کو اس کے جال سے نکالنا چاہتا ہوں ورنہ وہ عرفان تمہیں برباد کر دے گا ان لڑکیوں کی طرح جو پہلے عرفان کے ہاتھوں برباد ہو چکی ہیں تو میں نے پوچھا انکل یہ ساری باتیں مجھے بتا رہے ہو جبکہ آپ کہتے ہو کہ عرفان آپ کا دوست ہے تو آپ اپنے دوست سے غداری کر رہے ہو تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگا بیٹی میں آپ کا فائدہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ بہت ہی معصوم ہو یہ بات مجھے عرفان نے بتائی تھی جبکہ آج جب آپ کو دیکھا تو یقین بھی ہو گیا کہ آپ واقعی معصوم ہو ڈاکٹر کہنے لگا اب سنو سب سے پہلے عرفان نے اپنی ایک کزن کی زندگی برباد کی جو کہ عرفان سے بہت پیار کرتی تھی جب اس کی شادی ہو گئی تو عرفان نے دوسری لڑکی جو کہ اس عرفان کے سامنے والے گھر میں رہتی تھی اس نے پتہ نہیں اسے کیسے اپنے جال میں پھنسا لیا اور اسے پوری دنیا میں بدنام کر کے چھوڑا وہ بیچاری اب اس دنیا سے ہی چلی گئی ہے لیکن اس عرفان کی نیت نہیں بدلی اس کے بعد اس نے یہ اکیڈمی بنا لی ہے اس اکیڈمی میں آنے والی جو لڑکی بھی اسے اچھی لگتی ہے اسے اسی طرح استعمال کر کے چھوڑ دیتا ہے میں تو اسے بہت سمجھاتا ہوں لیکن میری تو ایک نہیں سنتا لیکن جب بھی کوئی مصیبت گلے پڑ جاتی ہے تو میرے پاس آ جاتا ہے کئی لڑکیوں کے ناجائز بچے

بھی میرے ہاتھوں ختم کروا چکا ہے اور اب تم نئی آئی ہو اب تیری باری ہے میں تو آپ کو ایک مشورہ دیتا ہوں کہ اکیڈمی چھوڑ دو ورنہ بدنام ہو جاؤ گی میں خاموشی سے ڈاکٹر کی باتیں سنتی رہی اور زار و قطار روتی رہی ڈاکٹر نے مجھے بہت حوصلہ دیا اور کہا کہ کل جاؤں اکیڈمی اور عرفان کو بتا دوں کہ میں یہ اکیڈمی چھوڑ رہی ہوں تو وہ تمہیں روکنے کی پوری کوشش کرے گا تو تم اسے صرف اتنا کہنا کہ تیرے لیے عائشہ اور مریم ہی کافی ہیں میں تیرے جال سے اب نکل چکی ہوں لحاظہ آپ میرا خیال اپنے دل سے نکال دو میں اس کی یہ باتیں سن کر فون بند کر دیا لیکن نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی میں نے ساری رات آنکھوں میں کاٹی صبح نماز پڑھی اور جلدی سے ناشتہ بنایا اور تیار ہو کر اکیڈمی کی تیاری کرنے لگی جلدی سے تیار ہو کر اپنے بھائی سے کہنے لگی بھائی مجھے اکیڈمی چھوڑ آؤ تو مجھے چھوڑ آیا میں جب اکیڈمی پہنچی تو اپنی کلاس میں بیٹھی تھی کہ ایک لڑکی نے آ کے آواز دی کہ نورین آپ کو سر عرفان صاحب نے بلایا ہے تو میں بوجھل قدموں سے اٹھی اور دفتر کی طرف چل پڑی جہاں عرفان صاحب میرا انتظار کر رہے تھے میں نے دروازے میں داخل ہوتے ہی اجازت مانگی سر کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟ اس نے اجازت دی بلکہ اپنی سیٹ سے کھڑا ہو گیا اور مجھ سے پوچھنے لگا نورید آپ کل اکیڈمی کیوں نہیں آئی آپ نے تو مجھے پریشان ہی کر دیا ہے کل انکل بتا رہے تھے کہ آپ کی طبیعت خراب ہے میں نے انجان بنتے ہوئے پوچھا کون انکل تو عرفان مجھے بتانے لگا کل جس کے پاس آپ اپنی امی کے ساتھ دوائی لینے گئی تھی وہ میرے انکل ہیں تو میں نے ایک سوال کیا کہ پھر تو ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بتایا ہو گا کہ مجھے کیا ہوا ہے تو وہ خاموش ہو گئے میں نے پھر

سوال کر ڈالا کہ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ ڈاکٹر جلال آپ کے انکل ہیں تو عرفان کہنے لگا بس کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی تھی تو میں نے جواب دیا کہ اب پھر کیوں بتا رہے ہو اب کیا ضرورت تھی بتانے کی تو وہ کہنے لگا وہ کل والا واقعہ مجھے بہت پریشان کر رہا تھا میں سوچ رہا تھا کہ کہیں اس واقع کی وجہ سے تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گیا تو میں تو جواب میں بس اتنا ہی کہہ سکی ہوا تو نہیں ہو سکتا ہے اپنے آپ کو ہر مشکل کے لیے تیار کر لو جو بھی ہوا آپ ہی ذمہ دار ہوں گے میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی اتنا کہہ کر میں جلدی سے دفتر سے باہر آ گئی اور اپنی کلاس میں چلی گئی اور آتے ہی اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اب میں کبھی بھی عرفان صاحب کا سامنا نہیں کروں گی آج کے بعد میں کبھی بھی اکیڈمی نہیں آؤں گی ویسے بھی میرے امتحان ہونے والے تھے میری رول نمبر سلپ عرفان صاحب کے پاس تھی جب عرفان صاحب کلاس میں آئے تو میں نے کھڑی ہو کر سب کے سامنے ہی کہہ دیا سر جی میری رول نمبر سلپ آپ کے پاس تھی وہ تو دے دیں تو اس وقت عرفان کے پاس کوئی جواب نہ رہا اور گیا میری رول نمبر سلپ لا کر مجھے دے دی سلپ لیتے ہی میں نے اعلان کر دیا کہ میں آج ابھی اسی وقت اکیڈمی چھوڑ رہی ہوں میری بات سنتے ہی سر عرفان حیران ہو کر میری طرف دیکھنے لگے اور میں نے اس پر ایک ایسی ہی دھماکہ خیز بات اور کر دی وہ یہ کہ عائشہ اور مریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ دیا کہ یہ اکیڈمی آپ دونوں کو مبارک ہو میں جا رہی ہوں میری یہ بات سن کر تو سر عرفان صاحب کی تو پیروں تلے سے زمین نکل گئی اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ کیوں ہمیں چھوڑ کر جا رہی ہو تو میں نے ذرا سرد لہجے میں کہا سر جی بس

میں نے جتنا پڑھنا تھا پڑھ لیا اتنا ہی کافی ہے میرے لیے اتنی بات کی اور اپنی کتابیں اٹھائیں اور گھر کی طرف چل پڑی راستے میں مجھے میرا بھائی مل گیا تو مجھ سے پوچھنے لگا آپی نورید آج آپ جلدی آ گئی تو میں نے کہا جی بھائی میرے سر میں درد تھا جس کی وجہ سے جلدی آ گئی ہوں تو اس طرح میں نے اکیڈمی چھوڑ دی گھر میں بیٹھ کر تیاری کرنے لگی چار پانچ دن بعد امتحان شروع ہو گئے امتحان کے دوران ایک بار میری ملاقات عرفان صاحب سے ہو گئی وہ مجھ سے ملنے کا اصرار کرنے لگے تو میں نے انکار کر دیا کہ میں آپ سے نہیں ملنا چاہتی تو اس نے ناں ملنے کی وجہ پوچھی تو میں نے صاف کہہ دیا کہ ایک شرط پر آپ سے مل سکتی ہوں تو وہ کہنے لگے بولو کیا شرط ہے مجھے تیری ہر شرط منظور ہے تو میں نے اسے کہا کہ میرے ساتھ شادی کر لو اس طرح میں آپ کو ہر روز ملا کروں گی تو وہ ذرا دھیمی آواز میں کہنے لگے نورین میں پہلے سے شادی شدہ ہوں تو میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں لوگ دو شادیاں بھی کرتے ہیں آپ بھی کر لو تو وہ کہنے لگا نہیں اس طرح میرے بچوں پر برا اثر پڑے گا تو میں نے آگے سے جواب دیا کہ اگر میں جا کر تیرے بچوں کو آپ کی ساری حقیقت بتا دوں تو پھر وہ کیا سوچیں گے آپ کے بارے میں ویسے بھی وہ بچہ بھی تو آپ ہی کا ہے جو میرے پیٹ میں ہے تو وہ پریشان ہو کر بولے آپ اسے ضائع کر دیں اس طرح کے بچے میں نے کئی دیکھے ہیں ایسے بچوں کو کوئی اپنا نام نہیں دیتا تو میں نے جواب میں کہا کہ آپ کا بچہ ہے اور نام بھی آپ ہی کا دوں گی میں، تو وہ کہنے لگا کس حیثیت سے میرا نام دو گی میں نے کہا جس حیثیت سے آپ نے یہ بچہ مجھے دیا ہے اسی طرح اسے تیرا نام میں اسے دوں گی اب تم نہیں بچ سکو گے میرے ہاتھوں سے میں گھر آ گئی

اور امتحان ختم ہو گئے ابھی رزلٹ آنے میں کافی دن پڑے تھے کہ میری طبیعت اچانک خراب ہوگئی تو میری امی بہت پریشان ہوگئی اور ڈاکٹر کو گھر میں ہی بلا لیا ڈاکٹر جلال جب دوائی دینے آئے تو عرفان صاحب بھی اس کے ساتھ ہی آئے جب مجھے بے ہوش دیکھا تو وہ دونوں سمجھ گئے اصل مسئلہ تو ڈاکٹر جلال نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا اور دوائیاں وغیرہ دیں تھوڑی دیر بعد مجھے ہوش آ گیا تو ڈاکٹر نے بتایا کہ آپ ماں بننے والی ہو تو میں بہت پریشان ہوئی لیکن ڈاکٹر نے حوصلہ دیا کہ آپ پریشان نہ ہوں میں سب سنبھال لوں گا اس طرح ڈاکٹر نے دوائیاں دیں کہ وہ بچہ ضائع ہو گیا اور میں باعزت بری ہوگئی لیکن اندر سے ٹوٹ پھوٹ گئی کہ یہ اتنا بڑا گناہ میں نے کیوں کیا آخر وقت گزرتا گیا رزلٹ آ گیا میں پاس ہوگئی سب بہت خوش ہوئے میری کامیابی پر سب مجھے مبارکباد دے رہے تھے لیکن مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی کیونکہ میں نے بہت بڑی قربانی دی تھی اس کامیابی کے لیے کچھ دن گزر گئے تو امی مجھ سے پوچھنے لگی بیٹی کیا آپ آگے نہیں پڑھو گی تو میں نے صاف انکار کر دیا کہ میں نہیں پڑھوں گی تو وہ خاموش ہو گئی کچھ دن گزرے میں کھوئی کھوئی سی رہنے لگی میرا دل نہیں لگتا تھا کسی بھی کام میں ایک دن امی نے مجھے کہا بیٹی تیار ہو جاؤ کل ہمارے گھر مہمان آ رہے ہیں تو میں نے امی سے پوچھا کہ کون لوگ آ رہے ہیں تو امی کہنے لگی بیٹی آپ کے رشتے کے لیے آ رہے ہیں تو میں خاموش ہوگئی اگلے دن مہمان آئے اور مجھے پسند کر کے چلے گئے امی ابو نے مجھ سے اجازت مانگی کہ نورین اگر آپ راضی ہو تو ہم آپ کے رشتے کی ہاں کر دیں گھرانہ بہت اچھا ہے تو میں نے امی ابو کی ہاں میں ہاں ملا دی اس طرح میری منگنی ہوگئی منگنی کے دو مہینے بعد لڑکے والوں نے شادی پر زور دیا کیونکہ لڑکا جس سے میری منگنی ہوئی تھی وہ فوجی تھا اس کی سالانہ مہینے کی چھٹی ہوئی تھی اور اس چھٹی کے دوران ہماری شادی کی ڈیٹ رکھ دی گئی اس طرح میں نے پڑھائی چھوڑ دی لیکن دل میں پڑھنے کا بہت شوق تھا وہ شوق جس کی خاطر میں نے چار سال کسی کے گھر میں ملازموں کی طرح کام کیا ماں باپ کی جدائی برداشت کی بہن بھائیوں کی محبت سے دور رہی لیکن وہ شوق بھی پورا نہ ہو سکا اس طرح 9 جنوری کو ہماری شادی ہوگئی شادی کی پہلی رات میں دلہن بن کر بہت ہی پیاری لگ رہی تھی لیکن پتہ نہیں کیوں میرے دل میں ایک خوف مجھے ڈرا رہا تھا لیکن میرے شوہر جس کا نام عدیل ہے اس نے مجھے بہت پیار کیا میرا وہ خوف بھی ختم ہو گیا لیکن پتہ نہیں کیوں میں اپنے اندر سے بکھر گئی تھی لیکن میرے عدیل نے مجھے کبھی بھی کسی چیز کا احساس نہیں ہونے دیا۔

قارئین آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں اپنی کہانی سنا کر آپ لوگوں کا ٹائم ضائع کر رہی ہوں لیکن قارئین کرام میں یہ کہانی اس لیے شائع کروانا چاہتی ہوں کیونکہ جن رشتوں کی اللہ تعالیٰ نے بڑی شان بتائی ہے معزز قارئین استاد کا دنیا میں بہت بڑا مقام ہے ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ استاد والدین کی جگہ ہوتا ہے ایک اور جگہ آپ نے حکم دیا ہے کہ استاد کا دنیا میں بہت بڑا مقام ہے استاد بہترین دوست بھی ہوتا ہے پھر قارئین آج ہمارے معاشرے میں ہر انسان اپنا مقام کیوں بھول گیا ہے انسان کو اپنی جگہ پر پروقار زندگی گزارنی چاہیے اور استاد کو بھی چاہیے کہ اپنے مقام کا خیال رکھیں اور شاگردوں کو بھی استادوں کا احترام کرنا چاہیے اپنی اپنی جگہ پر قائم رہیں اور میں آخر میں ان سب لڑکیوں کو پیغام دینا چاہتی

ہوں کہ پلیز میری رح اپنی زندگی برباد نہ کریں اور ایسے استادوں سے بچ کر رہیں جو استادوں کے روپ میں شیطان بنے ہوئے ہیں اور اپنا مقام دنیا میں بھی گوا بیٹھے ہیں اور آخرت میں بھی جہنم خریدتے ہیں آج میری شادی کو دو سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک کوئی بچہ نہیں ہوا میں سوچتی ہوں کہ شاید میری پہلی غلطی کی سزا اب مجھے مل رہی ہے معزز قارئین دعا کریں کہ میرا خدا مجھے معاف کر دے اور عرفان جیسے استاد کو بھی ہدایت دے کہ وہ اپنی اس عادت کو بدل کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے ورنہ میری طرح کئی نورین، عائشہ اور مریم جیسی اپنی زندگی کے تعلیم جیسے نیک مقصد میں ناکام ہو جائیں گی۔

قارئین یہ تھی نورین کی کہانی آپ نے اس کی زبانی ہی سنی وہ کہانی سناتے ہوئے بہت ہی زیادہ رو رہی تھی میں نے اسے حوصلہ دیا تو وہ اگلے دن چلی گئی میں نیلم چوہدری آپ کی رائے کی منتظر رہوں گی کیسی لگی میری یہ کہانی اجازت چاہتی ہوں آپ کی دعاؤں کی طلب گار۔

آخر میں جواب عرض کے تمام سٹاف کو میری طرف سے بہت سی دعائیں اللہ کریم سب کو خوش رکھے اور قائم رکھے۔ آمین

❀❀❀

غزل

جب وفائیں میری یاد کر کے رویا کرو گے تم
نہ نیند آئے گی نہ سویا کرو گے تم
اس وقت میری یاد تمہیں بہت ستائے گی
جب کسی سے آنکھ ملایا کرو گے تم
تڑپے دل اور آہ بھی نہ نکلے زبان سے
چپ چاپ آنسوؤں کو بہایا کرو گے تم
جذبات میں آ کر جلا دے میری ساری وفائیں
اب کس طرح جی کو بہلایا کرو گے تم
اب کس طرح جی کو بہلایا کرو گے تم
موت تو برحق ہے جدا کر کے ہی چھوڑے گی
وعدہ کرو میری قبر پہ آیا کرو گے تم
(ثناء کنول، چکوال)

غزل

اس کڑی دھوپ میں جلتے ہوئے پاؤں کی طرح
تم کسی اور کے آنگن میں ہو چھاؤں کی طرح
تم تو واقف ہو میرے جذبوں کی سچائی ہے
پھر کیوں خاموش ہو پتھر کے خداؤں کی طرح
میں تو خوشبو کی طرح ساتھ رہی ہوں تیرے
تم بھٹکتے رہے بے چین ہواؤں کی طرح
وہ جو برباد ہوئے وہی بدنام ہوئے ہیں
تم تو معصوم رہے اپنی اداؤں کی طرح
غم تو یہ ہے کہ ہمیں کوئی خوشی راس نہیں
زندگی کاٹ رہے ہیں سزاؤں کی طرح
(ثناء کنول، چکوال)

ولی اعوان گولڑوی کے نام

ہم سے الجھو گے تو زمانے میں جیو گے کیسے
ہم تو ظلم کرنے والے کو بھی دعا دیتے ہیں
نہ کرو انکار میرے پاس آنے سے ولی
خدا بھی روٹھ جاتا ہے کسی کا دل دکھانے سے
کاغذ کو بلیک کر دیا پین کی سیاہی نے
ولی مجھے غموں سے نڈھال کر دیا تیری جدائی نے
تو بولے یا نہ بول تیرے بولنے کا غم نہیں
تیرا ایک بار مسکرا کر دیکھنا تیرے بولنے سے کم نہیں
وہ ایک موقع تو مجھ کو دے بات کرنے کا ثناء
تو انہیں یہ بھی رولا دوں گی انہی کے ستم سنا کر
(ثناء ملک، وادی کلر کہار)

کیا میں مجرم ہوں

تحریر: راشد لطیف، صبرے والا

شہزادہ التمش صاحب

السلام علیکم! امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ یہ میری دوسری کہانی ہے میرا نام راشد لطیف ہے اس کہانی کا نام "کیا میں مجرم ہوں" رکھا ہے یہ میری اپنی کہانی ہے مجھے یقین ہے کہ آپ میرا دل نہیں توڑیں گے اور اسے ضرور شائع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔

میری طرف سے تمام قارئین کو سلام قبول ہو۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

انسان کے ساتھ کیا کچھ ہوتا ہے معلوم بھی نہیں ہوتا ایسا ہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا قارئین میں نے کبھی پیار نہیں کیا تھا۔

قارئین میں اپنا تعارف بھی کراتا چلوں میرا نام راشد لطیف ہے ہم چار بھائی اور چار بہنیں ہیں میں بھائیوں میں تیسرے نمبر پر ہوں دو بھائیوں کی شادی ہو چکی ہے اب میری شادی کی باتیں ہو رہی تھیں گھر میں میرے ماں باپ کو میری شادی کی بہت فکر تھی کافی رشتے آئے تھے اور بات نہ بنی قارئین میری شادی ہو چکی ہے۔

جہاں میری شادی ہوئی ہے پہلے ہم لوگوں نے انکار کیا تھا میری شادی کی باتیں ہونے لگیں تو میں نے شادی کرنے سے انکار کر دیا کہ میں نے شادی نہیں کرنی۔ ماہ رمضان کا مہمان مہینہ تھا لوگ عبادت میں مصروف تھے اور روزے رکھ رہے تھے میں بھی سب روزے رکھ رہا تھا میرے دوستوں نے کہا یار ہم اعتکاف میں بیٹھیں گے تم ہمارے ساتھ ضرور بیٹھنا وہ میرے بہت اچھے دوست تھے۔

ایک کا نام نسیم اور دوسرے کا نام مختار ہے میں نے گھر والوں سے اجازت لی اور مسجد میں اعتکاف بیٹھ گیا مسجد میں بارہ آدمی بیٹھے ہوئے تھے ان میں قاری صاحب جو ترجمہ وغیرہ پڑھاتے تھے وہ بھی بیٹھے ہوئے تھے ہم لوگ دن رات عبادت کرتے شام کو ایک ساتھ روزہ افطار کرتے اور قاری صاحب دعا وغیرہ کرواتے۔

ادھر میرے گھر میں مہمان آئے ہوئے تھے مجھے دیکھنے کے لیے میرے ابو عشاء کے بعد آئے مجھے دودھ دینے کیلئے ایک دن میرے ابو نے کہا راشد بیٹا تمہیں لڑکی والے دیکھنے آئے ہوئے ہیں ان کو مسجد لے آؤں میں نے منع کر دیا میرے ابو چلے گئے اور پھر اگلے روز پھر آئے عشاء کی نماز کے بعد ابو کہنے لگے لڑکی کے ماں باپ چلے گئے ہیں لیکن لڑکی نہیں گئی قارئین میں یہ بتانا بھول گیا

کہ جس لڑکی کا رشتہ میرے ساتھ کرنے والے تھے وہ لڑکی بھی ساتھ آئی ہوئی تھی اور ابو کہنے لگے کہ لڑکی کہتی ہے میں راشد کو دیکھ کر ہی جاؤں گی بیٹے میں کل عشاء کی نماز کے بعد لے آؤں گا میں نے ابو سے کہا کہ آپ نہ لے کر آنا میرے دوست دیکھیں گے تو باتیں بنائیں گے دوسرے دن رات گیارہ بجے کے بعد ہم قاری صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ہمیں وہ کچھ حدیثیں بتارہے تھے موسم سردیوں کا تھا کسی نے باہر سے آکر کہا راشد تمہارا ابو آیا ہوا ہے میں دروازہ کھول کر باہر گیا تو ابو کے ساتھ وہ لڑکی بھی کھڑی تھی ابو کہنے لگے راشد بیٹا ادھر آؤ میں ان کے قریب گیا تو ابو کہنے لگا یہ کوثر ہے، کوثر یہ میرا بیٹا ہے راشد اس نے سلام کیا مجھ سے شرما کر نظریں نیچے کر لیں وہ مجھے غور سے دیکھتی رہی پھر ابو نے اس سے کہا آؤ کوثر بیٹے گھر چلتے ہیں ان کے جانے کے بعد میں مسجد کے اندر چلا گیا میرے دوست سلیم اور مختار کو سب معلوم ہو گیا تھا وہ مجھے کہنے لگے تمہاری تو خدا نے سن لی ہماری کب سنے گا پھر چاند رات آگئی مسجد سے میں اپنے گھر آگیا تھا گھر میں یہی شور تھا راشد عید کے بعد تمہاری شادی ہے سب گھر والے مجھے اعتکاف اور روزوں کی مبارک باد دے رہے تھے اور میں. بھی ان کو مل رہا تھا میری چھوٹی بہن آئی اور کہنے لگی یہ خط کوثر آپ کے لیے چھوڑ کر گئی ہے اسے پڑھ لینا میں خط لے کر اپنے کمرے میں چلا گیا خط کو کھولا تو کچھ یوں لکھا ہوا تھا۔

میری جان راشد!

پہلے تو آپ کو میرا سلام ہو سب سے پہلے اعتکاف اور روزوں کی مبارک ہو میں آپ کو مسجد میں دیکھا تو اسی وقت آپ کو اپنا مان لیا تھا تیرے نام یہ غزل۔

میرے انتظار کی راحت ہو تم
میرے دل کی چاہت ہو تم
تم ہو تو یہ دنیا
میں کیا ہوں میرے لیے کیا ہو تم
چلو میں بتاؤں کیا ہو تم
چھو کر جو گزر جائے وہ ہوا ہو تم
میں نے جو مانگی وہ دعا ہو تم
کرے مجھ کو جو روشن وہ دیا ہو تم
فضا میں مہکتی اک شام ہو تم

صرف آپ کی کوثر

میں خط پڑھ کر کچھ دیر سوچتا رہا اس کے بارے میں پھر مجھے نیند آگئی میں صبح اٹھ کر نماز عید کی تیاری کرنے لگا پھر میں عید نماز پڑھنے کے بعد میں سیدھا اپنے گھر آیا گھر والے مجھے عید مبارک کہہ رہے تھے ان کو عید مبارک کہی عید کے دوسرے دن ہمارے گھر کچھ مہمان آئے سارا دن ہمارے گھر رہے شام کو وہ چلے گئے رات کو مجھے ابو نے بلایا راشد بیٹے ادھر آؤ میری بات سنو تمہاری شادی ہم نے پکی کر دی ہے کچھ دنوں کے بعد تمہاری شادی ہے میں نے ابو سے کہا کہ اتنی جلدی بھی کیا مجھے سوچنے بھی دو ابو نے کہا اب ہم نے بات پکی کر دی ہے۔

راشد سنو تمہاری شادی کوثر کے ساتھ نہیں کسی اور کے ساتھ ہو رہی ہے پہلے ہم ان لوگوں کو ہم نے انکار کیا تھا لیکن کچھ مجبوری تھی پھر اب ہم راضی ہو گئے ہیں اس رشتے کے لیے کسی دوست کو بلانا ہو شادی پر تو ان کو جلدی سے کہہ دو کیوں کہ کچھ دنوں کے بعد تمہاری شادی ہے اب تم جاؤ میں ابو کی بات سن کر بہت پریشان ہوا پتہ نہیں کون سی ایسی مجبوری تھی جو ابو نے یہ فیصلہ کیا ابو سے میں انکار بھی نہیں کر سکتا تھا مجھے کوثر کی یاد بھی آرہی تھی سوچ رہا تھا کہ کوثر کا اب کیا بنے گا پریشان تو میں بہت تھا لیکن میں اب کیا کر سکتا تھا کاش میں کوثر سے کوئی رابطہ کرتا۔

لاکھ کوشش کے بعد میرا کوثر سے رابطہ نہ ہو سکا میں نے خدا کی مرضی سمجھ کر قبول کر لیا میری شادی کا دن قریب آگیا پھر بھی کوثر کو یاد کرتا رہا آخر میری شادی ہو گئی میری بیوی بہت اچھی تھی اس نے مجھے اتنا پیار دیا کہ مجھے کوثر کی کوئی بات یاد نہ رہی زندگی بہت خوشی سے گزارنے لگے کچھ دن بعد کوثر کی امی ہمارے گھر آئی اور شکوے اور گلے کر کے چلی گئی میں شام کو جب گھر آیا تو میری بیوی نے مجھے بتایا کہ آج کوثر کی امی آئی تھی کوثر کون ہے وہ بہت بیمار ہے میں سن کر بہت پریشان ہوا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا پھر دن گزرنے لگے ہمارے گھر اللہ نے ایک چاند سا بیٹا دیا میں بہت خوش تھا پھر دو سال کے بعد ایک بچی ہوئی میں ایک فیکٹری میں کام کرتا ہوں میرے دوستوں نے کہا آپ موبائل لے لیں تو رابطہ تو رہے گا آپ سے میں نے ایک موبائل خرید لیا سب دوستوں نے میرا نمبر مجھ سے لے لیا اس طرح میرا ہر رشتے دار کے پاس نمبر پہنچ گیا کچھ دنوں کے بعد مجھے ایک اجنبی شہر سے میسج آیا کچھ اس طرح تھا۔

مر جاؤں تو دکھ نہ کرنا ایک قصہ سمجھ کر بھلا دینا
دیکھ کر میری میت اگر آنسو آ گئے تو خوشی سمجھ کر گرا دینا
دیکھ کر مجھے کفن میں غم نہ کرنا
یہ لباس محبت کی آخری نشانی سمجھ لینا
ڈالیں جو میرے اوپر مٹی اسے پھول سمجھ لینا
جدائی کا غم نہ کرنا قسمت کا کھیل سمجھ لینا

اس نمبر پر میں نے واپسی میسج کیا آپ کون ہو تھوڑی دیر کے بعد میسج آیا آپ نے مجھے بھلا دیا ہے راشد صاحب میں نے پھر واپسی میسج کیا آپ کون ہو پھر میسج آیا میں کوثر ہوں میرا دل دھڑکنے لگا میں بہت پریشان ہوا میں پھر اس نمبر پر فون کیا آگے ایک محرم سی آواز آئی رونے کی۔

میں نے کہا کوثر یہ تقدیر کی بات ہے اس میں میرا کوئی قصور نہیں اس نے کہا راشد تم میرے مجرم ہو میں نے تم سے پیار کیا تھا اب بھی تم سے پیار کرتی ہوں میں اب تک شادی نہیں کی میں نے آپ کو پہلی بار مسجد میں دیکھا تھا تو میں نے قسم کھائی تھی راشد کے بغیر کسی اور سے شادی نہیں کروں گی میں آج تک اس قسم پر قائم ہوں دیکھو کوثر میں نے بہت کوشش کی تھی کہ آپ سے رابطہ ہو لیکن بدنصیبی تھی جو آپ سے رابطہ نہ ہوا اب میرے بچے ہیں میں اپنی زندگی سے بہت خوش ہوں۔

میری بیوی بہت اچھی ہے اب مجھے خدا کے لیے معاف کر دو اور کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ کر شادی بھی کر لو میں نے تو کبھی آپ سے پیار کا اقرار نہیں کیا تھا تم نے کیسے سمجھ لیا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں کوثر نے کہا راشد میں نے تمہاری خاطر کتنے رشتے ٹھکرائے ہیں اور میں کتنے عرصے سے بیمار ہوں اور تم ہو کہتے ہو کہ شادی کر لو میں مر جاؤں گی پر شادی نہیں کروں گی ہاں میری ایک اور بات سن لو میری موت کے ذمہ دار تم ہو گے اور میں نے کہا کوثر ایسی باتیں نہیں کرتے پھر کوثر نے کہا راشد تم میرے مجرم ہو پھر بھی میں تمہیں دعا دیتی ہوں خدا تم کو سلامت رکھے اس شعر کے ساتھ فون بند کر دیا۔

ہر مشکل میں میری دعا تیرے ساتھ ہے
اس لیے وفا زمانے میں میر وفا تیرے ساتھ ہے
ہر کامیابی تیرے قدم چومے گی
کیوں کہ میرا خدا تیرے ساتھ ہے

میں نے کئی بار اس نمبر پر فون کرتا رہا فون بند رہا کچھ دن کے بعد معلوم ہوا کوثر نے خودکشی کر لی ہے میں نے کبھی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا اس کو تو قارئین کیا میں اس کا مجرم ہوں آپ مجھے ضرور بتانا خدا کوثر کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

پسندیدہ اشعار

دنیا کیا جانے میری محبت کی داستان کو ضیافت
ہم تو ان کو بھی دعا دیتے ہیں جو
ہمارے نام سے نفرت کرتے ہیں
(ضیافت علی.....کوٹلی)

وفا کا دامن تھام کر تجھے چاہا
تو لوگوں نے بدنام کر دیا صابر
تیرا احساس رہا ورنہ تیرا شہر ہی جلا دیتے
(وسیم صابر خٹک.....کرک)

دعوے مجھے دوستی کے نہیں آتے منظور
اک جان ہے جب دل چاہے مانگ لینا
(ولی اعوان گولڑوی، لاہور کینٹ)

اور نہیں اس سا منافق زمانے میں
کہ جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا
(محمد شعیب.....گنڈاکس)

ایسے جاتی ہے زندگی کی امید آکاش
جیسے پہلو سے یار اٹھتا ہے
(رائے اطہر مسعود آکاش، بہاولنگر)

ہر شام شام غم ہے ہر رات ہے اندھیری
اپنا نہیں ہے کوئی کیا زندگی ہے میری
(مصطفیٰ گل، لیاری کراچی)

آتے میں خیالوں میں خوابوں میں اطہر
پھر ہم سے کہتے ہیں کہ ہم پردہ نشین ہیں
(رائے اطہر مسعود آکاش، بہاولنگر)

ہمارے ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھر کے صنم
آج بت خانے میں بھگوان بنے بیٹھے ہیں
(ارشد حسن، صائم علی، حیدر علی، سرگودھا)

بڑی مدت ہوئی جیسے نگاہ سے اوجھل
ہم نے سنا ہے لوگ اسے عافیہ صدیقہ کہتے ہیں
(ریاض احمد.....صادق آباد)

اس طرح نکر نفرت. مجھ سے کہ میں برباد ہو جاؤں
اے ظالم کیا ملے گا تمہیں میری بربادی کا حال
(مصطفیٰ گل.....لیاری کراچی)

اے خدا زندگی میں میرا ایک امانت رکھنا
اگر میں مر گیا تو میرے دوست کو سلامت رکھنا
(مصطفیٰ گل.....لیاری کراچی)

چل رہی ہیں یوں ٹھنڈی ہوائیں
دے رہی ہیں یہ تجھے صدائیں
اک بر تو آ کے دیکھ بارش کی یہ
بوندیں ہیں تجھے بلائیں
(عابدہ رانی.....گوجرانوالہ)

انکار جیسا لذت اقرار میں کہاں
بڑھتا ہے شوق غالب اس کے نہیں نہیں سے
(سجاد خان.....بوزہ خیل بنوں)

جب وقت آیا تو وہ بک چکا تھا اے دوست
مجھ کو امیر ہونے میں ذرا دیر ہوگئی
(آصف وصال.....بنوں)

روتے رہے تڑپتے رہے اس کی یاد میں ایسے ہی چلتے رہے
دیوار بن کر کھڑے ہوئے اپن ہم
بے نشاں کی منزل کی طرف چلتے ہوئے
(عابدہ رانی.....گوجرانوالہ)

مسکراہٹ میں ہی چھپا رہنے دو زخم دل
تذکرہ غم کرنے سے زمانہ ہنسا کرتا ہے
.....(رانا نذر عباس زخمی، منڈی بہاؤالدین)

اگر تو بھی چھوڑ گیا تو محبت پھر سے
نہ کریں گے کسی سے ضیافت
تھوڑی سی تو عمر ہے کس کس کو آزماتے پھریں گے
(ضیافت علی.....آزاد کشمیر)

کرو بڑے شوق سے محبت اے چاہنے والو
مگر سوچ لینا کسی کام کے نہ ہو گے بچھڑنے کے بعد
(مجید احمد جائی ملتانی، مانگا منڈی)

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہ دل وار کرے کوئی
(پرنس عبدالرحمٰن گجر، منڈی بہاؤالدین)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں
(محمد افضل.....قاضی احمد)

اب دوبارہ نہ کبھی دل یہ دیوانہ ہوگا
آخری اپنی محبت کا فسانہ ہو گا
(محمد خادم.....ڈیرہ مراد جمالی)

بڑی عجیب ہیں اس نادان دل کی خواہشیں
اک شخص اس کا ہونا نہیں چاہتا اور
یہ اس کو کھونا نہیں چاہتا
(عبدالسلام چوہدری.....بہاولنگر)

سکھا دی بے رخی آخر تمہیں ظالم زمانے نے
کہ تم جو سیکھ لیتے ہو ہمی پہ ہی آزماتے ہو
(عبدالسلام چوہدری.....بہاولنگر)

نہ وہ سیرت رہی نہ صورت رہی
نہ دل جیتنے کی وہ صورت رہی
بھی ڈھونڈتے ہیں نئے سانول
لوگوں کو پرانوں کی ضرورت نہیں رہی
(آصف سانول.....بہاولنگر)

آج پھر اس بچھڑے ہوئے کو یاد کیا
اور رو پڑے
زخم جدائی کا سہا اور رو پڑے
وہ بے وفا نہیں مجبور تھا سانول
بس دل کو دلاسہ دیا اور رو پڑے
(آصف سانول، بہاولنگر)

اکیلی میں نہیں ذہین اور بھی تھے
الفت کے تشنے مہ جبیں اور بھی تھے
تو نے مجھے ہی کیوں چنا زندگی کیلئے
سانول دنیا میں حسین اور بھی تھے
(آصف سانول.....بہاولنگر)

اے باد صبا چپ چاپ گزر جا
دشت جنون ہے
دیوانے سو رہے ہیں شب غم گزارے

☆

ہر ایک سے کٹ کے رہ گیا ہوں ثاقب
تم کو چاہا تو زمانہ بے وفا ہو گیا

☆

وہ شخص تو مر گیا ہے جس کا پوچھتے ہو تم
اس کو کسی کی یاد نے زندہ جلا دیا

☆

روز معمورہ دنیا میں خرابی ہے ظفر
ایسی بتی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا
(ملک ثاقب شاد.....ایبٹ آباد)

رات کی تاریکیوں کا اجالا گواہ ناصر
تیرے بعد صبح کا تارا نہیں ڈوبا

☆

دو لفظوں کی کہانی تھی اس کے اور میرے درمیان ناصر
وہ بلندیوں کا عادی تھا میں پستیوں کا مسافر

☆

زندگی میں جن سے قسمت کے ستارے نہیں ملتے ناصر
نہ جانے مقدر ان کو ڈھونڈ لیتا ہے کہاں کہاں سے
(ناصر سلیم.....خانیوال)

ریت پہ نام لکھا نہیں کرتے
ریت پہ لکھے نام ٹکا نہیں کرتے
لوگ ہمیں پتھر دل کہتے ہیں ناز
لیکن پتھر پہ لکھے نام مٹا نہیں کرتے

☆

ہم بے بس ہم بے پرواہ نہیں
ہم اداس ہیں مگر خفا نہیں
قدر کرتے ہیں دل سے آپ کی ناز
ہم مجبور ہیں مگر بے وفا نہیں

☆

کتنی نفرت ہے اسے میری محبت سے ناز
اس نے اپنے ہاتھ جلا ڈالے میری
تقدیر مٹانے کے لیے
(فوزیہ ناز.....مری)

لہروں میں ڈوبتے رہے دریا نہیں ملا
اس سے بچھڑ کر پھر کوئی ویسا نہیں ملا
وہ بھی بہت اکیلا ہے شاید میری طرح
اس کو بھی کوئی چاہنے والا نہیں ملا

☆

کاش میں تیرے حسن وبال ہوتا

میرے الجھنے میں تو بھی بے حال ہوتا
میں تیری آنکھوں تیرے لبوں کو چوما کرتا
کاش کہ مجھ میں یہ کمال ہوتا

☆

اس کے شہر سے ہم دور جانے لگے
رخصت کرنے ہمیں وہ آخر آ ہی گیا
نہ ہوا حوصلہ اسے الوداع ہی کہہ دے
رویا اس قدر کہ مجھ کو رلا ہی گیا
(چوہدری الطاف حسین دکھی...... آزاد کشمیر)

روٹھ جانا ہم کو بھی آتا ہے دوستو
کاش اگر ہوتا ہم کو بھی منانے والا
(نعیم اداس......شانگلہ)

سفید لباس بہت پسند تھا انہیں
میرے جسم پر فراز
آج میں کفن میں لپٹی ہوں تو وہ
روتے ہیں کس لیے
(ثوبیہ حسین......کہوٹہ)

جتنی محبت ملی ساری بانٹ دی دنیا والوں کو فراز
جب ہم نے جھولی پھیلائی تو کسی
نے درد کے سوا کچھ نہ دیا
(ثوبیہ حسین......کہوٹہ)

شاید کہ ہو جائے کہیں گزر تیرا طاہر
اس خیال سے راہیں سجائے رکھتا ہوں
(عاشق حسین طاہر......منڈی نونا نوالی)

مانا کہ پر خطر ہیں محبت کی منزلیں
لیکن سکون دل بھی انہی منزلوں میں ہے
(اقصد علی.... کوٹلی مستانی)

نصیب مانگ حسن کیوں مانگتے ہو فراز
حسن والے اکثر نصیب والوں کو ملا کرتا ہے
(اقصد علی فراز......منڈی بہاؤالدین)

دل میں چھپالیا ہے تیرے غم کو اس لیے
یہ بھی بچھڑ نہ جائے تیرے پیار کی طرح
(محمد اسحاق انجم......کنگن پور)

تجھ سے کچھ ملتے ہی وہ بے باک ہو جانا میرا
اور تیرا دانتوں میں وہ انگلی دبانا یاد ہے
(ماسٹر محمد رفیع......احمد آباد)

وہی شام غم کا الم وہی منتظر نگاہیں
میں ازل سے تک رہا ہوں تیری واپسی کی راہیں
(محمد احمد......گاؤں لنڈے والا)

یوں تیرا اچانک مل جانا
میرے لیے خوشی تھی حادثہ کب تھا
(نزابت افشال......مہورہ)

اس لیے آنکھوں سے میری لالی نہیں جاتی
یادوں سے کوئی رات بھی میری خالی نہیں جاتی
تو تو میری ہر بات کو ٹال دیتی ہے
تیری تو کوئی بات بھی مجھ سے ٹالی نہیں
(مقصود احمد بلوچ......خانیوال)

محبت کو ہم نے کہا مانگو کیا مانگتی ہو ہم سے
بے رحم نے مانگا تو ضرور جدائی مانگ لی ہم سے
(عبدالمجید احمد، سنٹرل جیل فیصل آباد)

کسی نے ملنے کا وعدہ کیا تھا تنہا شام کو شاہد
ہر روز ترستے ہوئے سو جاتے ہیں
اگلی شام کی آس لیکر
(شاہد اقبال خٹک......مرکی خیل)

اب بیٹھے ہو نہ ہجوم خلقت میں تنہا
کہا تھا نہ کہ پیار کی سزا نرالی ہوتی ہے
(زاہد رسول......بھلوال)

ایک لمحے نے ایسا ڈبو دیا کہ اب
تک کنارہ نہ ملا
بھول جاؤں نا کہیں تجھ کو عبادت کے بعد فراز
بس یہی سوچ کے میں نے تیرا نام دعا لکھا ہے
(شاہد اقبال خٹک......مرکی خیل)

زندگی تو کب سے خاموش ہو چکی ہے
دل تو بس عادتاً ہی دھڑکتا ہے
(مقصود احمد بلوچ......میاں چنوں)

مسلسل روتے رہو گے تو بجھے گی آتش دل
اک دو آنسو تو اور آگ لگا دیتے

ہیں
(حماد ظفر ہادی......گوجرہ)

...ون آیا کون گیا سب بھول گئے ہم مستوئی
...شام سے گرتے ... کے دلدل میں یادوں
(سردار اقبال خان مستوئی، رحیم یار خان)

...یلے کاغذ کی طرح ٹھہری زندگی اپنی مستوئی
...وئی لکھتا بھی نہیں کوئی جلاتا بھی نہیں مستوئی
(سردار اقبال مستوئی، سردار گڑھ)

...خص کانٹوں سے ڈرتے ہیں
...کو پھولوں کی خوشبو بھی نہیں ملتی
(...شعیب......گاؤں گنڈاکس)

... تیرا انداز عاشقانہ ہم بھول پائے
...بچھڑنا تو قسمت ہی میں لکھا ہوتا مستوئی
(سردار اقبال خان، سردار گڑھ)

...سے راستے جدا کر چلے ہم
...خوش رہو ہم دعا کر چلے ہم
...تھا تم بن مر جائیں گے ہم
...وہ وعدہ وفا کر چلے ہم
(ملک عبدالمجید احمد، سنٹرل جیل فیصل آباد)

...تو اگر جان بھی ہنس کر تجھے دیں
...کوئی بات بھی ٹالی نہیں جاتی
...کوئی آ کر ہی تیرے درد کو سنبھالے

ہم سے تو یہ جاگیر سنبھالی نہیں جاتی
(پرنس مظفر شاہ......پشاور)

انہی پھولوں کے دیئے زخم لیے پھرتا ہوں
لوگ سمجھتے ہیں اس چیز کو شراب مستوئی
(سردار اقبال خان......رحیم یار خان)

تو ایسے میرے دل میں اتر گئی JIL
جسے تو جانتی تھی میرے دل کے راستے
(جاوید اقبال ساگر......سیالکوٹ)

منزل مقصود حاصل ہوتی کس طرح ہادی
راہ کی دشواریوں سے ہمسفر گھبرا گیا
(حماد ظفر ہادی......گوجرہ)

خالی ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہوتا
منزل بن کر منزل تک چلا ہوں میں
مجھے کھو کر اب چپ کیوں بیٹھے ہو
خلا سے اک بار مجھ کو مانگا ہوتا
(سید عارف شاہ......جہلم)

انیلہ کب ہم نے ملاقات کرنے کا وعدہ چاہا
دور رہ کے بھی تم کو زیادہ چاہا
(سید عارف شاہ، جہلم)

ہم تو آغاز محبت میں لٹ گئے عمران
لوگ کہتے ہیں انجام برا ہوتا ہے
(عمران بشیر گوندل......گوجرہ)

نہ کھول میرے مکاں کے اداس دروازے
ہوا کا شور میری الجھنیں بڑھا دے گا
(مریز بشیر گوندل......گوجرہ)

قبول جرم کرتے ہیں تمہارے
قدموں میں گر کے R
سزائے موت ہے منظور مگر تیری
جدائی نہیں
(قمر اعجاز گوندل......گوجرہ)

ہم تو ایسے بدنام ہو گئے اداس
کہ پانی بھی پئیں تو لوگ شراب کہتے ہیں
(آفتاب اداس......)

قلم کی نوک پہ آتا ہے تیرا نام
یارب مجھے معاف کرتا ہے تیرا کام

☆

آیا ہی تھا خیال تیرا آنسو نکل پڑے
آنسو تیری یاد کے کتنے قریب تھے

☆

جب سے بچھڑے ہوئے تم ہو نیند
آنکھوں میں آتی نہیں
تیرے خیال تیرے یادوں سے
جاتی نہیں

☆

ہر اک شب میری تازہ عذاب میں گزری
تمہارے بعد ہماری زندگی تیرے
خواب میں گزری

☆

میری یادوں سے بھلا دو کہاں جائے گا
ہو کے بے چین میرے پاس آئے گی
(نثار احمد......مراد)

تیرے سامنے تیرا گھر جلے تیرا بس
چلے تو بجھا نہ سکے

پھر لب پہ تیرے دعا ہو یہ گھر کسی کا
جدا نہ ہو سکے
(شاہد ندیم......مراد)

آج تم کو دیکھ کر دل پر قابو نہ رہا
جس کو میں چاہا وہ کبھی میرا نہ رہا
(اشفاق دکھی......وہاڑی)

ایک دوسرے کی یاد میں ہم اسے کھو گئے
زمانے کی خبر نہ رہی ہم دیوانے ہو گئے
(اشفاق دکھی......وہاڑی)

زندگی میں جب بھی کوئی مشکل مقام آیا
نہ اپنوں نے توجہ نہ ہی کوئی غیر کام آیا
(اشفاق دکھی......قصور)

میرے خاموش رہنے سے کہیں
ناراض نہ ہو جانا
ٹوٹے دل والے اکثر خاموش ہیں
(ایم عاصم......وہاڑی)

چلے آؤ کہ تم ہی تمہیں یاد کرتے ہیں
یہ وہ دعا ہے جو ہم یار یار کرتے ہیں
جدا ان نہ ہو تم آزما لینا کہ
ہم آپ سے کتنا پیار کرتے ہیں
(ثوبیہ حسین......کہوٹہ)

ان آنکھوں کی مستانیوں میں ہے
فریب بہت
یہ بناوٹ محبت کہیں اور جا کر کروں

☆

دل سے دعا ہے کہ تو مسکرائے عمر بھر
چاہے ہماری زندگی سے کچھ لمحے کم
ہو جائیں

☆

میری زندگی کا ہر لمحہ تیرے نام ہو جائے
میں یہ ہی دعا کرتا ہوں صبح و شام
(رانا آصف ظفر......ساہیوال)

لوٹ کر آیا تو سارا شہر ویران تھا نعیم
سب وہی چہرے تھے اپنی یاد کی
صورت نہ تھی
(نعیم اداس......شانگلہ)

محبت کیا ہے محبت روایات ہے
زمانے کی
یہ دستک ان ذہنوں کو جن کو عادت
ہے بھول جانے کی

☆

یہ دل کا رشتہ بھی عجیب ٹھہرا
جدائی چاہتوں کا نصیب ٹھہرا
فاصلہ درمیان ہے صدیوں کا مگر
دل کے آج بھی صائم قریب ٹھہرا
(ثوبیہ حسین......کہوٹہ)

ہم بے بس ہیں بے پرواہ نہیں
ہم اداس ہیں خفا نہیں
قدر کرتے ہیں دوستوں کی دل
سے
ہم مجبور ہو سکتے ہیں بے وفا نہیں

☆

زندگی کا دیا بجھا کر چلے
جو لکھا تھا سب کو سنا کر چلے
پھولوں سے کرتے ہیں محبت سبھی
ہم تو کانٹوں سے بھی نبھا کر چلے
محفل سے جب نکلے تو خالی ہاتھ
تھے
اک دل تھا وہ بھی لٹا کر چلے

☆

وہ پل ایسا تھا کہ ہم انکار نہ کر پائے
زمانے کے ڈر سے ہم اظہار نہ کر
پائے
نہ تھی جن کے بنا یہ زندگی ممکن
چھوڑ دیا انہوں نے اور ہم سوال نہ
کر پائے

☆

اپنی تنہائی میرے نام سے آداب
کرے
کون ہے جو مجھے اس طرح سے یاد
کرے
جس کے آنسوؤں سے میری روح
کانپ اٹھے
ہے کوئی ایسا جو مجھے پانے کی یوں
فریاد کرے
(نوید ملک......گولارچی)

ٹوٹ گیا دل تیرے آنے کی آس
میں
محبت پھر بھی کم نہ ہوئی تیرے
پانے کی پیاس میں

☆

انتظار یار میں ہم ایسے کھوئے کہ
صبح نہ ہوئی جسے ہم زندگی بنا کر جیتے
رہے وہ کسی اور کے نکلے

☆

آئے گا تجھے بھی خیال ہمارا صنم بے
وفا
جب اٹھے گا جنازہ میرا تیرے در
سے
(رانا آصف ظفر......ساہیوال)

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

ناہید اختر، گجرات

وقت کی یاری تو ہر کوئی کرتا ہے
یافت
مزا تو تب ہے کہ وقت بدل جائے
مگر یاد نہ بدلے
(ضیافت علی، آزاد کشمیر)

بے وفا کے نام، نامعلوم

اجڑے تو ہم اجڑے تمہیں کیا
بکھرے تو ہم بکھرے تمہیں کیا
تم نے تو چھوڑ دیا ہے سانول
ہم جییں یا مریں تمہیں کیا
(آصف سانول، بہاولنگر)

منظور اکبر تبسم، جھنگ

نصیب اچھا نہ ہو تو خوبصورتی کا
کوئی فائدہ نہیں
دلوں کے شہنشاہ اکثر فقیر ہوا کرتے
ہیں
(ولی اعوان گولڑوی، لاہور کینٹ)

سویٹ A کے نام، لاہور

میں تجھ پہ جان بھی دے دوں گا
میری وفا کو کبھی آزما کے دیکھنا
میری غزل پڑھ کر بھی تم پر اثر نہ ہو تو
لوگوں کو میری غزل سنا کر دیکھنا
(رائے اطہر مسعود آکاش، 214/9-R)

عمران کے نام، حب ڈیم

ان تنہائی راہوں میں کبھی اکیلا نہ
چھوڑنا دلبر
کہ جب تک میری موت آ جائے
تمہیں نہ ہو جائے خبر
(مصطفیٰ گل، لیاری)

زوار حکیم محمد ابصار، تلہ گنگ

تیرے عشق بیماریاں لائیاں
وتے مرضاں سمجھ نہ آئیاں
ابصار جی شعر تو آپ نے لکھا مگر یہ
شعر برچھی بن کر میرے سینے میں
لگ گیا ہے آپ کا شعر ہی آپ کے
لیے ہے میری طرف سے
(سعدیہ انور بلوچ......اسلام آباد)

صباء، کراچی

آج تک اس کی محبت کا نشہ طاری
ہے
پھول باقی بہن خوشبو کا سفر جاری
ہے
(ڈاکٹر زاہد جاوید، وہاڑی)

بے وفا H گل کے نام، مکران

اس وقت کی باتوں کو یاد کرتا ہوں
دل خون کے آنسو روتا ہے
کس قدر میں نے کیا تم سے محبت
نجانا تا کے تم کسی اور کیلئے ہوتا ہے
(مصطفیٰ گل، لیاری کراچی)

گل نازی کے نام، لکی پچگور

اب نہ فون کرتے ہو نہ میرا حال
پوچھتے ہو
بنا وجہ مجھ کو کیوں ترساتے ہو
میری محبت کو کر یقین گل نازی
میں تیرے بغیر جی نہیں سکتا
(مصطفیٰ گل، لیاری کراچی)

راج

روتے رہے تم بن ہم اکیلے ہیں تم
کہیں گم ہو گئے دنیا کے اس میلے
میں ہر آہ میں تجھے پکارا الفاظ ہمارے
بہہ نکلے آنسوؤں کے ریلے میں
(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

آصف وصال، بنوں

رات کو سینے میں تیری تصویر بنا ڈالی
دل کو کتنی اچھی لگی سینے سے لگا ڈالی
کسی کی نظر نہ لگ جائے میری جان
کو
اس لیے آنسوؤں سے مٹا ڈالی
(شائستہ......کراچی)

آصف وصال، بنوں

جھکی نظروں سے اقرار مت کرنا
نظر اٹھا کے انکار مت کرنا
خود رات بھر ترستے ہو کسی کی یاد میں
اور ہم سے کہتے ہو پیار مت کرنا
(شائستہ......کراچی)

ناہید اختر کے نام

میری ہر وفا پر تم بھی وفا کرنا

یہ کبھی دوستی میں تم دغا کرنا
اپنی دوستی کا سورج کبھی غروب نہ ہو
اے دوست خدا سے یہی دعا کرنا
(ضیافت علی، چوکی مونگ کوٹلی)

R کے نام

آنکھیں برس رہی ہیں
دھڑکنیں تڑپ رہی ہیں
ایک بار آ جا جینے کی امید دلا جا
تیری یاد میں یہ آنکھیں ترستی رہی ہیں
(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

ح کے نام، فیصل آباد

تیری دوستی سے لیکر تیرے الوداع کہنے تک
صرف تجھے چاہا تجھ سے کچھ نہیں چاہا
(رانا نذر عباس زخمی، منڈی بہاؤالدین)

فریحہ اینڈ فری، گجرات

پھر آئیں نہ آنکھیں تو اک بات کیوں
اب تم سے بچھڑنے کا امکان بہت ہے
(مجید احمد جائی ملتانی، ملتان)

محمد شعیب، گاؤں گنڈاکس

غم کی ہر حد سے گزر جائیں گے
ساحل کے سمندر میں اتر جائیں گے
(محمد شعیب، گاؤں گنڈاکس)

ڈاکٹر زاہد جاوید، وہاڑی

میں نے بارش میں بھی سامان سفر باندھ لیا
جانا لازم جو تو موسم نہیں دیکھا جاتا
(ڈاکٹر زاہد جاوید، وہاڑی)

سحر خان، ساہیوال

سلسلہ محبت کیوں ترک کیا تو نے
کیا ہم اس عشق سے ڈر گئے تھے
بات جو تھی بتا دیتے ہیں سانول
بھلا ہم کون سا مر گئے تھے
(آصف سانول، بہاولنگر)

ضیافت علی، مونگ کوٹلی

نبھجت نہ دوستی ہمیں کچھ راس نہیں آتا
ضیافت سب بدل جاتے ہیں
ہمارے دل میں جگہ بنانے کے بعد
(آزاد کشمیر)
ہمیں اپنی نظروں کے تقاضے نہ سمجھاؤ
ہم نے ہر دور میں کی قسم کھائی ہوئی ہے
(محمد قیصر مجید ایم، اوکاڑہ)

آسیہ سحر، وریام کے نام

کل رات میں نے خواب میں
دیکھا تھا آپ کو کل رات میرے
واسطے تو چاند رات تھی
(پرنس عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

ذوالفقار جنگ کے نام

نہ رہے گلہ کوئی اس قدر وفا دیں گے
تیری ایک خوشی کی خاطر آنسو تک بہا دیں گے
کبھی نہ بھلائیں گے تیری دوستی کو ہم
(محمد خادم جنگ، ڈیرہ مراد جمالی)

Z پیر محل کے نام

یہ دوریاں تو فقط ہوش کا تقاضا ہیں
میرے خیال کی دنیا میں میرے پاس ہو تم
(عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

انکل افضل سندھ، ٹنڈوالہیار

طوفان کے دوروں روک جاؤ
لے جاؤ نہ ہم کو احل پر
کشتی کی قسم موجود کی قسم
میرا وہاں کوئی نہیں ہے
(عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

ج کے نام

تم جو بھول کے مجھ کو قصور تمہارا نہیں
اگر میں یاد کے قابل ہوتی تو تم
ضرور یاد کرتے مجھے
(ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

ج اے کشمیر کے نام

خفا جب سے تمہاری نظر ہو گئی
ہماری دعا بھی اب بے اثر ہو گئی
(ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

محمد زوہیب مقصود، میاں چنوں

مجھ سے خواب میں ملنے کی تمنا کرو
ملاقات بات پہ پابندی ہے
(مقصود احمد، خانیوال)

نئے دوستوں کے نام

دشمنوں نے تو دشمنی کی ہے
دوستوں نے بھی کیا کمی کی ہے
(نزاہت انشال، اٹک)

زندگی جی، بھلوال

جی تو رہے ہیں تیرے بغیر بھی لیکن
سزائے موت کے مایوس قیدیوں کی طرح
(زاہد رسول، بھلوال)

اشرف محمود، ہانگ کانگ

اے دل کیا کہتا ہے تو انہیں ہم سلام لکھیں
کچھ ہمارا حال سنیں کچھ وہاں کے نظام لکھیں
(عبدالمجید احمد، سنٹرل جیل فیصل آباد)

A کے نام، ڈب دوڑ خیل کرک

نگاہوں میں ابھی تک دوسرا چہرہ نہیں آیا A
بھروسہ ہی کچھ اس طرح تمہارے لوٹ آنے کا
(وسیم سلطان صابر خٹک، ڈوب دوڑ خیل کرک)

حوالدار منور سعید، خانیوال

ہم بھی ہیں کسی اجڑے ہوئے شہر کی مثال
آنکھیں بتا رہی ہیں کہ ویران تم بھی ہو
(مقصود احمد بلوچ، میاں چنون)

پری چہرہ لوگ، منڈی بہاؤالدین

ہائے یہ پری چہرہ لوگ
ہائے یہ لوگ بھی مر جائیں گے
(حماد ظفر ہادی، منڈی بہاؤالدین)

سردار اطہر خان مرحوم، سردار گڑھ

میں تم کو کیسے بھول جاؤں
اطہر بھائی مجھے تو سکون نہیں ملتا تیرے بغیر
(سردار اقبال خان مستوئی، سردار گڑھ)

شہباز، راجن پور

تم ہمارے بنو نہ بنو ہے تم کو اختیار
لیکن تقدیر نے ہمیں تمہارا بنا دیا
(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

R بے وفا، گوجرہ

حسن والوں کی دیکھی یہ ادا یارو
ہوتے ہیں یہ بہت بے وفا یارو
انہیں کیا کسی کے دل ٹوٹنے کا
کر دیئے ہیں یہ ظلم کی انتہا یارو
(قمر اعجاز گوندل، گوجرہ)

R بے وفا کے نام، گوجرہ

ساری رات تکلیف دیتا رہا یہی اک سوال ہمیں
وفا کرنے والے ہمیشہ اکیلے کیوں رہ جاتے ہیں
(قمر اعجاز گوندل، گوجرہ)

اشفاق دکھی، ڈوکوٹہ

اپنی حسرت سے نہ دیکھ اسمان کو عاشق
وہ ستارہ ٹوٹ گیا جس کی تمہیں تلاش تھی
(استاد جی، قصور)

مجید احمد جائی، ملتان

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ذرا جھک کے ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ
(ایم عاصم شاکر، چوک میتلا)

صدف کے نام، مردان

روٹھ جانا ہم کو بھی آتا ہے دوستو
کاش اگر ہوتا ہم کو بھی منانے والا
(نعیم اداس.....شانگلہ)

R کے نام، عبدالحکیم

ایک بات کہوں اگر سنتے ہو
تم مجھ کو اچھے لگتے ہو
(محمد عبداللہ، عبدالحکیم)

نادیہ چکوال کے نام

ہزاروں منزلیں ہوں گی ہزاروں کارواں ہوں گے
نگاہیں ہم کو ڈھونڈیں گی نہ جانے ہم کہاں ہوں گے
(محمد صفدر دکھی، کراچی)

انتظار حسین ساقی، فیصل آباد

جینا مرنا کیا ہوتا ہے؟؟
تجھ سے ملنا اور بچھڑنا
(عشقیا، اٹک)

کرن گوجرانوالہ کے نام

تیری صورت کو جب سے دیکھا ہے دوست
میری آنکھوں پہ لوگ مرتے ہیں
(ایم وکیل عامر جٹ، ساہیوال)

آصف سانول، بہاولنگر

اے دل تم سمجھتے کیوں نہیں میری بات
جو بے وفا ہوں وہ بے رحم بھی ہوتے ہیں

(آصف سانول، بہاولنگر)

ایس اور ایس، گجرات

گراؤں پلکیں اور سب سے چھپالوں تجھ کو
اپنی آنکھوں میں اس طرح سے سالوں تجھ کو
وہ پاگلوں کی طرح خود کو مانگے مجھ سے
کچھ اس طرح سے تجھ ہی سے چرالوں تجھ کو

(مریز بشیر گوندل، گوجرہ موجدین کا)

R کے نام

سال ہا سال سے جیت کا جو دامن قائم تھا
تیری ذرا سی نادانی نے مجھے بدل دیا موسم کی طرح

(رانا محمد احمد، لنڈے والا)

ایس کے نام، ایبٹ آباد

وقت کے ساتھ بدلنا تو سب کو آتا ہے
مزا تو تب آئے وقت بدل جائے پر انسان نہ بدلے

(ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

منظور اکبر تبسم، جھنگ کے نام

اے دل کے ٹکڑے دل سے جدا نہ ہونا
ہو جائے کبھی خطا تو خفا نہ ہونا
وقت ملا تو یاد کرتا رہوں گا میرے تبسم
دنیا تو بے وفا ہے تم بے وفا نہ ہو جانا

(عبدالرشید صارم اوڈ، سعودی عرب)

مس صبا، کلر سیداں

تنہا رہنا تو محبت والوں کی اک رسم وفا ہے فنا
اگر پھول خوشی کے لیے ہوتے
تو جنازے پہ نہ ڈالتے لوگ

(عمران بلوچ، جنوبی بلوچستان)

ایس کے نام، پشاور

خوشیاں تو تم نے ہمیں نہ دی
کاش یہ غم بھی نہ دیا ہوتا
ہم نے تو تمہیں بہت یاد کیا کاش
تم نے بھی ہمیں یاد کیا ہوتا

(ثوبیہ حسین، ددکوٹہ)

آسیہ سحر، وریام

اس آخری نظر میں عجب درد تھا جانے کا
اس کے رنج مجھے عمر بھر رہا

(پرنس عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

شازیہ خان، سرگودھا

شازیہ خان پلیز اب مزید انتظار نہیں ہو سکتا
میری اندھیر نگری کو آباد کر دو

(ذوالفقار علی سانول، ملک دال)

محمد افضل اعوان، گوجرہ

یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے
قربان میں دل و جاں سے کیا شان تمہاری ہے
نقشہ تیرا دلکش ہے صورت تیری پیاری ہے
تم پاس نہیں میرے قسمت یہ ہماری ہے

(علی جان گوہر، گوجرہ)

مدھو جی، بہاولپور

تم اچھی تیرا نام اچھا تیرا پیار اچھا
تمہیں سلام عرض کرتا ہے ایم وائی سچا

(ایم وائی سچا، جدہ)

سلطان شہزاد کیف کے نام، الکویت

توڑ دے ہر آس کی ڈوری میں آہوں میں کیا رکھا ہے
عشق محبت سب باتیں ہیں باتوں میں کیا رکھا ہے
قسمت میں جو لکھا ہے وہ اکثر ہو کے رہتا ہے
چند لکیریں ہی ابھی سی ورنہ ہاتھوں میں کیا رکھا ہے

(محمد آفتاب شاد، ددکوٹہ)

فیصل رحمان، لاہور

(تمہاری یاد کے جب زخم بھرنے لگتے ہیں
کسی بہانے تمہیں یاد کرنے لگتے ہیں

(فنکار شیر زمان پشاوری، پشاور)

اللہ دتہ بے درد، مری کینٹ

ان اندھیوں سے کہہ دو
اپنی اوقات میں رہیں

(اللہ دتہ بے درد)

مس N، عارف والا

یادوں میں تیری یاد کیا یاد تھا یاد نہیں
تیری یاد میں سب بھلایا کیا بھولا یاد نہیں

بس یاد ہو تم صرف تمہیں یاد رکھتا ہوں
مجھے تم کیوں یاد آئے ہو یاد نہیں

(رانا بابر علی ناز، لاہور)

چوہدری اکرام الحق، ساہیوال

سن کر ہمارے دکھ جو رو دیا تھا اک
شخص زندہ رہے تو عمر بھر یاد کرے گئے

ایگل محسن علی جٹ، ایم اے ساگر ساہیوال)

ایس، مانگٹ

تیری یاد میں ہم بہت سے پیغام لکھتے ہیں
تیری یاد میں گزاری ہر شام لکھتے ہیں
وہ قلم بھی تیرا دیوانہ ہو جاتا ہے
جس قلم سے تیرا نام لکھتے ہیں

(قمر اعجاز گوندل، گوجرہ)

مدھو، جدہ

دل چاہا اتنا روؤں کہ مٹا دوں سب کچھ
بہا کر لے جاؤں مدھو کو سیلاب کی طرح

(ایم وائی سچا، جدہ)

رانا بابر علی ناز، لاہور

کوئی الزام لگا کر تو سزا دی ہوتی
پھر میری لاش سر عام جلا دی ہوتی
اگر نفرت ہے تو کیوں پیار دیا تھا اتنا
پہلے ہی میری اوقات بتا دی ہوتی

(صداقت علی، لاہور)

مس صباء، کلر سیداں

مانا کہ ابھی نہیں ہوئے تیرے پیار کے قابل جان
اپنا نہیں انجام سمجھ کر حال پوچھ لیا ہوتا

(عمران بلوچ، بلوچستان)

ارمان سنگم، فیصل آباد

نفی تم ہو نہیں سکتے جمع سے تم کو نفرت ہے
تمہیں تقسیم کرتا ہوں تو ضرب دل پر لگتی ہے

(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

صدف ناز، مردان کے نام

عجب انداز ہے میرے محبوب کی معصومیت کا فراز
تصویر میں کبھی دیکھوں تو پلکیں جھکا لیتا ہے

(نعیم احمد دکھی، شانگلہ)

مائی ویلش کے نام

مقدر میں کیا لکھا ہے کوئی کیا جانے کیف
پر اچھا سا لگا ہے تجھے دل و جان لکھنا

(شہزاد سلطان کیف، بھمبر AK)

ذ جی فیصل آباد کے نام

کاش یہ دل ہوتا اختیار میں
[illegible] تجھی نہ تیرے پیار میں
اس کے ساتھ آنکھیں بھی روتی ہیں
میرے صنم تیرے انتظار میں

(جبرائیل آفریدی)

ایک بے وفا کے نام

ملے تو ہزاروں لوگ زندگی میں اے ذوالفقار
وہ ان سب سے جدا تھا جو دل میں اتر گیا

(ذوالفقار پردیسی، کوٹلی)

کسی بے وفا کے نام

تیری شراب کا نشہ تو صرف ایک رات تک ہے ساقی
تو عمر بھر مدہوش ہو جائے گا اگر دیکھ لے میرے یار کی آنکھیں

(راشد لطیف، صبرے والا)

مہر شیر محمد (شہر خموشاں)

جو ہمت و شجاعت کا پیکر تھے
آخر کیوں ٹوٹ گئے
ہم ان سے محبت کرتے تھے
کیوں ہم سے وہ روٹھ گئے

(ایس انمول، بھابڑہ شریف)

ایس کے نام

اک عمر بیت چلی ہے تجھے چاہتے ہوئے
تو آج بھی بے خبر ہے کل کی طرح

(مظہر نظیر، کیوائی، بالاکوٹ)

ثاقب راولپنڈی کے نام

ساون بھی میرے تم ہو میری پیاس بھی تم ہو
صحرا کے بگولوں میں چھپی آس بھی تم ہو
تم یوں بہت دور بہت دور ہو مجھ سے
محسوس یہ ہوتا ہے میرے پاس بھی تم ہو

(ایم مظہر نظیر، کیوائی بالاکوٹ)

SR کے نام

دور ہو کر رولا نہ دینا
چپ رہے کر سزا نہ دینا
نہ دے سکو خوشی تو غم ہی سہی
بس ایک وعدہ کرو کہ زندگی میں ہمیں بھلا نہ دینا
(محمد سلیم پردیسی، میرپورخاص)

وکیل عامر ساہیوال کے نام
فرصت ہو اگر آنے کی اے جان تمنا
آجا کہ تجھے دل نے بہت یاد کیا ہے
(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

A بہاولنگر کے نام
ہمارا تعلق بھی مثل شمس قمر سا رہا
کہ رابطہ بھی مسلسل اور فاصلہ بھی مسلسل رہا
(عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

سحر کے نام، دریام
تو ہے ہر جائی تو اپنا بھی یہی طور
سہی تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی
(یونس عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

مس مانو جی گوجرانوالہ کے نام
جب خیال آیا تو تیرا آیا
آنکھیں بند کیں تو خواب تیرا آیا
سوچا یاد کر لوں خدا کو پل پل
دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا تو نام تیرا آیا
(ایم جبرائیل آفریدی، کمرمشانی ناصر آباد)

فیصل رحمان لاہور کے نام
زندگی شاید اسی کا نام ہے
دوریاں، مجبوریاں اور تنہائیاں
(فنکار شیر زمان پشاوری، پشاور شہر)

کنول 75/12-L
میری طرح شجر بھی باغیانہ مزاج ہیں کنول
جہاں سے کاٹیں گے وہاں سے ہی اگ آئے
میاں عمر زمان شاہین چک نمبر (75/12-L

A کے نام، پتوکی
میری تنہائی کو تمہاری ضرورت ہے

NA
اگر اجازت ہو تو یادوں میں بسا لوں تم کو
(نوید ملک، گولارچی بدین)

S کے نام فورٹ عباس
میں بیمار محبت ہوں
مجھے کیا غرض حکیموں سے
اگر میری شفا چاہو تو اطہر
میرا محبوب لے آؤ
(رائے اطہر مسعود آکاش، 214/9-R)

جمیلہ یونس، سیالکوٹ
محبت کی دنیا میں آ کر تو دیکھو
ذرا پیام محبت سنا کر تو دیکھو
جدائی کا ساگر ہے شہر موج صحرا
میری طرح جان کی بازی لگا کر تو دیکھو
(ایم افضل کھرل، ننکانہ صاحب)

ناصر آباد کے ایک بے وفا کے نام
میں عجیب زمانے کی وفا دیکھتا رہا
عمر بھر اپنا گھر تنہا دیکھتا رہا
جانے کیوں کتراتے ہیں لوگ مجھے ملنے سے
پانی مانگتے مانگتے میرے ہونٹ پتھر کے ہو گئے
کل شب دیر تک آئینہ دیکھتا رہا
اور وہ پکڑے مشکیزہ دیکھتا رہا
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ سٹی)

اک دل میں رہنے والے کے نام
سہانا موسم تھا ہوا میں نمی تھی
آنسوؤں کی بہتی ندی ابھی تھمی تھی
ملنا تو ہم بھی چاہتے تھے مگر آپ کے پاس
وقت اور ہمارے پاس سانسوں کی کمی تھی
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ فیصل آباد)

مجید احمد جائی اور منظور اکبر تبسم کے نام ملتان، جھنگ
لب پہ صدیوں کی پیاس رکھتا ہوں
آپ کے ملنے کی آس رکھتا ہوں
اپنی آنکھوں کے تپتے صحرا میں
سارے منظر اداس رکھتا ہوں
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

حماد ظفر ہادی، گوجرہ
ابھی تم طفل مکتب ہو سنبھالو اپنے جذبوں کو
یہ طوطے کچے پھلوں کا بہت نقصان کرتی ہیں
(رانا نذر عباس، منڈی بہاؤالدین)

A کے نام، پتوکی

نہیں چھوڑ سکتے ہم دوسروں کے ہاتھ میں تجھ کو
واپس لوٹ آؤ کہ ہم ابھی تک اکیلے ہیں
(نوید ملک، گولارچی)

مسز ایم کے نام، سرگودھا
تیری نظر کو ہی فرصت نہ تھی ورنہ
میرا مرض لاعلاج نہ تھا
ہم آئے تھے تیرے شہر میں محبت بانٹنے
پر تیرے شہر میں محبت کا رواج نہ تھا
(محمد رمضان چانڈیو، بستی کالیوالی پل نزد ماہی چوک)

وسیم تبسم، ضلع مانسہرہ
جسے طوفان سے الجھنے کی ہو عادت تبسم
اس کشتی کو سمندر بھی دعا دیتا ہے
(نوید جگنو، ہزارہ ضلع مانسہرہ)

مجاہد چاند، فیصل آباد
وہ مجھے بھول گیا ہو گا
اتنی مدت خفا نہیں رہتا
(ملک علی رضا، فیصل آباد)

محمد ریاض ساقی، جھنگ
ہم باوفا تھے اس لیے نظروں سے گر گئے
شاید تجھے تلاش کسی بے وفا کی تھی
(مقصود احمد، میاں چنوں)

کسی اپنے کے نام
وہ آئے ہمارے گھر کتنے انجان بن کر
دیکھے تو بیٹھے ہیں کتنے نادان بن کر
آنکیں نیچے کیے سر جھکائے بیٹھے ہیں
یہی تو ہیں جو ہمارا دل چرائے بیٹھے ہیں
(مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

G صدیقی، کراچی
اب خوش ہے نہ غم دلانے والا
ہم نے اپنا لیا ہر رنگ زمانے والا
اک مسافر کے سفر میں ہے سب کی دنیا
کوئی جلدی میں کوئی دیر سے جانیوالا
(خالد فاروق آسی، فیصل آباد)

اے آر راحیلہ جھمرہ، فیصل آباد
سدا خوش رکھنا میرے خدا اس کو
تیرے فرشتے بھی دیں دعا اس کو
دینا اس کو اس کی چاہت سے زیادہ
مانگے قطرہ تو ملے دریا اس کو
(خالد فاروق آسی، فیصل آباد)

کسی اپنے کے نام
ہم نے وقت سے بہت وفا کی
لیکن وقت ہم سے بے وفائی کر گیا
کچھ تو ہمارے نصیب برے تھے
کچھ لوگوں کا ہم سے جی بھر گیا
(ثناء کنول، چکوال)

N کراچی
سدا خوش رہو میرے دل کا خون پی کے
اب مدثر کیا کرے بن تمہارے جی کے
(مدثر احمد، ضلع نیلم)

مہران، کلر کہار
نہیں ہوتا کسی طبیب سے اس مرض کا علاج
عشق لاعلاج ہے بس احتیاط کیجئے
(عشقیا، اٹک)

شازیہ وقاص، ڈنگہ گجرات
تاثیر ہی ایسی ہے اخلاص کے امرت کی
جس کو پلاتا ہوں وہی زہر اگلتا ہے
(خالد فاروق آسی، فیصل آباد)

S، پیر محل
اپنوں کی چاہت میں ملاوٹ تھی اس قدر
ہم تنگ آ کر غیروں کو منانے نکل پڑے
(عبدالسلام آرائیں، بہاولنگر)

کسی انجانے کے نام
سوچا آج کچھ تیرے سوا سوچوں
ابھی تک سوچ رہا ہوں اور کیا سوچوں
(حماد ظفر ہادی، منڈی بہاؤالدین)

ارمان سنگم، فیصل آباد
نفی تم ہو نہیں سکتے جمع سے تم کو نفرت ہے
تمہیں تقسیم کرتا ہوں تو ضرب دل پر لگتی ہے
(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

این کے نام، ساہیوال سے
نہ جانے کیوں ان راہوں پہ ہم بیٹھ جاتے ہیں
جن راہوں پہ اس نے آنا ہی نہیں
بھول جانا چاہیے ہمیں بھی اسے
جب اس سے ہم کو اپنانا بھی نہیں
(عثمان غنی، قبولہ شریف)

کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں لیکن میرے ساتھ آج تک کسی نے وفا نہیں کی ہے کوئی ہمدرد جو مجھ سے وفا کرے۔ (غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

میں واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں بڑا مشکل ہے ایک دوست ہونا زمانہ بدل چکا ہے۔ (شہزاد سلطان کیف، الکویت)

میں واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں اچھا دوست ہونے کے لیے بہت سی خوبیوں کا ہونا ضروری ہے وہ شاید مجھ میں نہیں۔ (شہزاد سلطان کیف، الکویت)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں ان دوستوں کا جو دوستی کی قدر جانتے ہیں مگر آج کل زیادہ دھوکہ اور فریب کے سوا کچھ نہیں ہے میرا سلام ہے ان دوستوں کو جو دوستی کے معنی جانتے ہوں۔ (عاشق حسین طاہر، منڈی نوتانوالی)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں جو بھی دانشمند مجھ سے چند لمحوں کے لیے مل جل بیٹھتا ہے مجھ کو یاد کرتا رہتا ہے میرا ایک مخلص دوست ہے ایم ڈبلیو نام ہے۔ (نور حسن، ایبٹ آباد)

میں واقعی ایک اچھا دوست اچھا دوست وہ نہیں ہوتا جو شکل وصورت سے اچھا ہو بلکہ اچھا دوست تو وہ ہوتا ہے جو اخلاق میں اچھا ہو جو سیرت میں اچھا ہو جو دوستی کی قدر کرنا جانتا ہو۔ (عثمان غنی، قبولہ شریف)

میں واقعی ایک اچھا دوست کیسا دوست ہوں بس اتنا لکھوں گا یہ مت سوچنا کہ غافل ہو گئے ہیں تمہاری یاد سے بس تمہیں مصروف سمجھ کر تم سے بات نہیں کرتا۔ (عثمان غنی، قبولہ شریف)

میں واقعی ایک اچھا دوست زیادہ باتیں نہیں کرتا سمندر کی طرح خاموش ہوں دوستی کر کے کوئی بھی دیکھے جگری یار مانے گا مجھے۔ (حکیم محمد طفیل طوفی، کویت سٹی)

میں واقعی ایک اچھا دوست جی ہاں میں اس وقت تک اچھا ہوں جب تک کسی کے کام آتا رہوں گا اس کے بعد اللہ جانے دنیا بڑوں بڑوں کو بھول گئی میں کیا چیز ہوں۔ (ایم وائی سچا، جدہ السعودیہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست جی ہاں میں ایک اچھا دوست ہوں ارم مجھ کو بہت پسند کرتی ہے۔ ارم تم جہاں رہو خوشی سے زندگی گزار آئی مس ارم۔ (ریاض احمد، رحیم یار خان صادق آباد)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں اور میں اپنے دوستوں کے ساتھ ہی وقت اچھا رہتا ہوں اور میرے دوست بھی بولے گئے اچھا ہے دوست۔ (سردار اقبال خان مستوئی، سردار گڑھ)

میں واقعی ایک اچھا دوست میرا سب سے اچھا دوست میری ماں ہے ماں تجھے سلام۔ (غلام مصطفیٰ عرف موجو، کراچی)

میں واقعی ایک اچھا دوست میں اچھا دوست ہوں یا نہیں یہ تو میرے چاہنے والے قیمتی دوست بہتر بتا سکیں گے کہ میں اچھا دوست ہوں یا نہیں میں کوشش تو ہر ممکن کرتا ہوں کہ سب کو اچھے اخلاق سے پیش آؤں۔ (ولی محمد اعوان گولڑوی، صدر کینٹ لاہور)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں مگر میرے دوست اچھے نہیں ہیں بہت سے دوست وقت گزاری کرتے ہیں چند ہیں جو مخلص ہیں جو مخلص

ہیں ان کو دل سے سلام۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

میں واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں کیونکہ میرے دوستوں کو مجھ سے بہت شکایتیں ہیں کیونکہ میں ان کی بات نہیں مانتے لیکن میرے دوست دنیا کے سب سے اچھے دوست ہیں۔ (رائے اطہر مسعود آکاش)

میں واقعی ایک اچھا دوست شاید میں اچھی دوست ہوں لیکن یہ میری دوستیں بتا سکتی ہیں کیونکہ میں نے انہیں ہر موڑ پر اپنوں سے بڑھ کر اہمیت دی۔ (عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست میرا بہترین دوست ایس ہے میری جان کی یادیں اور اس کے ساتھ بیتے ہوئے لمحے ہیں کیونکہ وہ میری زندگی کے حسین تر لمحے ہیں۔ (محمد شعیب ایس ایس، گاؤں گنڈا کس)

میں واقعی ایک اچھا دوست وہ ہے جو ہر کسی کو خوشی دے محبت اس کا شیوہ ہو لوگوں کی عزت اس کی عزت ہو یوں تو ہر ہاتھ ملانے والا دوست نہیں ہوتا ہے الحمدللہ جواب عرض ہزاروں مخلص دوست دیئے ہیں اگر نام لکھنے بیٹھ جاؤں تو صفحات کم پڑ جائیں سبھی سدا خوش رہیں آمین۔ (مجید احمد جائی ملتانی، ملتان)

میں واقعی ایک اچھا دوست میرا دوست کے قبول میں ایک بہترین دوست ثابت ہوا ہوں وہ ایم فل کر چکا ہے اور ہر بات شیئر کرتا ہے۔ (عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں پہلے میرے دو دوست تھے طارق اور زاہد وہ تو میری تعریف کرتے ہیں اب جواب عرض سے کچھ دوست بنائے ہیں انشاء اللہ ان کو بھی شکایت نہ ہوگی۔ (آصف سانول، چشتیاں)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں لیکن بہت بے وفا ہوتے ہیں اب تو لوگوں میں وفا تو ہے ہی نہیں۔ (ایم عبدالوحید آرائیں، باندی)

میں واقعی ایک اچھا دوست میں خود کو اچھا نہیں کہتا اگر میرے دوست مجھے اچھا سمجھتے ہیں تو سیر یہ میری خلوص محبت ہے کیونکہ میں کبھی کسی دوست کو شکوہ کا موقع نہیں دیتا۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

میں واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں کیونکہ میں جس سے بھی دوستی کرتا ہوں وہی دغا دے کر چلا جاتا ہے کاش کوئی ایسا نہ کرے۔ (اقصد علی فراز، گاؤں کوٹلی مستانی)

میں واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں کیونکہ میرے ساتھ کوئی بھی اچھا نہیں رہا ہے۔ اور نہ میں کسی کی دوستی ہوں۔ (ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں یہ آپ میرے دوستوں سے پوچھ سکتے ہیں مریز بشیر گوندل آپ ہی بتا دیں رانا نذر زخمی سے پوچھ لیں۔ (حماد ظفر ہادی، منڈی بہاؤالدین)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں لیکن آج تک میں نے جس سے بھی دوستی کی ہے اس نے ہی میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے مجھے آج تک اس چیز کی سمجھ نہیں آئی کہ اس طرح کیوں ہوتا ہے۔ (مقصود احمد بلوچ، خانیوال)

میں واقعی ایک اچھا دوست یہ میں نہیں بتا سکتا کہ میرے دوست بتا سکتے ہیں کہ میں اچھا دوست ہوں یا۔ لیکن ہاں میں یہ ضرور بتا سکتا ہوں کہ میں ہر انسان کے ساتھ انسانیت سے ملتا ہوں۔ (شاہد اقبال خٹک، کرک جندری)

میں واقعی ایک اچھا دوست انشاء اللہ میں اپنے دوستوں میں ہی پورا دوستی میں ہی اترتا ہوں اور کسی دوست کو شکایت کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ (سردار اقبال خان مستوئی، سردار گڑھ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں میرے جو بھی دوست ہے وہ سب ہی میرے ساتھ مخلص اور اچھے دوست ہے اور ہر مشکل وقت میں میرا ساتھ دیتے ہیں۔ (سردار اقبال خان مستوئی، سردار گڑھ)

مختصر اشتہارات

Z کے نام

اے بے وفا تو نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ اگر آپ نے مجھ سے نہیں ملنا تھا تو پھر آپ نے مجھے بلایا کیوں تھا بولو نہ اب۔ (غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

آمنہ راولپنڈی کے نام

واہ آمنہ جی کیا خوب صلہ دیا ہے آپ نے میری وفاؤں کا یاد رکھنا، مجھے برباد کر کے تم بھی خوش نہیں رہو گی۔ (غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

سب کے نام

میں پاکستان پانچ ماہ رہا محمد بلال کھوفلی، ایم وائی سچا بھائی مسلسل رابطہ میں رہے کریم بگٹی سے ملاقات ہوئی الطاف حسین دکھی سے بہت بار ملاقات ہوئی، احسان جٹ ندیم جٹ ابرار بٹ کا بھی شکریہ۔ (شہزاد سلطان، الکویت)

قارئین کے نام

جن دوستوں نے مجھے فون اور ایس ایم ایس کیے میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں امید ہے یہ سلسلہ آئندہ بھی چلتا رہے گا۔ شکریہ (عاشق حسین طاہر، منڈی نونا نوالی)

ذرا سوچئے؟

جب ہم کسی کے دل کو بڑی بے رحمی سے توڑ دیتے ہیں تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن جب یہی رویہ کوئی ہمارے ساتھ کرتا ہے تو ہم پر کیا گزرتی ہے ذرا سوچئے اور پلیز کسی کا دل مت دکھاؤ۔ (عثمان غنی، قبولہ شریف)

F جان کے نام

جان کویت میں نہیں ہوں جسم کویت میں ذہن ہر وقت لاہور کی گلیوں میں ہر وقت تیرے پاس ہوتا ہے فون چالو کرو کال کروں گا۔ (حکیم محمد طفیل طوفی، الکویت)

جواب عرض کی ٹیم کے نام

جواب عرض کی پوری ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے سلام، سب دوست ہی بہت اچھا لکھ رہے ہیں کسی ایک کا نام نہیں سب کی ہی شاعری بے مثال ہے غزل، شعر، کہانیاں ماں کے نام سب اپنی مثال آپ ہیں اور اچھا۔ (عامر سہیل راجپوت بھٹی، سمندری)

شاعروں کے نام

امجد حسین تبسم میو نے پانچ کتابیں گفٹ کیں (مجھے بھولا دینا) امین عاصم کوٹلہ ارب علی خان کی کتاب (قریہ لیلیٰ) ساحر رسول بانیاں گجرات کی کتاب (کوئی لمحہ گماں کا ہو) ان سب کا شکریہ۔ (شہزادہ سلطان کیف، الکویت)

قارئین کے نام

میں شیخوپورہ شہر کے لڑکے لڑکیوں سے دوستی خط و کتابت کرنا چاہتا ہوں مجھ سے رابطہ کریں مجھے خط کا انتظار رہے گا شیخوپورہ کے لوگ پیار کرنے والے ہیں۔ (سید عارف شاہ، جہلم شہر)

قارئین کے نام

مجھے جواب عرض میں اپنے دکھ لکھتے ہوئے 17 سال ہو گئے ہیں مگر جواب عرض کا کوئی قاری چاہے وہ بیرون ملک ہے یا پھر اندرون ملک کسی نے بھی نہ میرے دکھ کم کرنے کی کوشش کی اور نہ ہی میرے الفاظوں پر غور کیا اس دنیا میں غریب کی کوئی نہیں سنتا صرف موت ہی سب کے دکھوں کو ختم کر سکتی ہے۔ (محمد آفتاب شاد، دوکوٹہ)

ایڈیٹر کے نام

جناب ادب سے گزارش ہے کہ ہماری ذات پر بھی توجہ کیجئے بندہ ناچیز کی تحریروں کو بھی جگہ عنایت کیجئے گا نوازش ہو گی۔ (حماد ظفر ہادی، منڈی بہاؤالدین)

حماد ظفر ہادی کے نام

ہادی میاں جتنی تحریریں تیری رسالے میں لگتی ہیں میرے خیال میں کم ہی کسی کی اتنی لگتی ہوں گی یہ گلے شکوے اچھے نہیں ہوتے بچے آئندہ احتیاط کرنا ایسے گلے شکوے کرنے کی۔ (ادارہ)

شہزادہ التمش کے نام

بھائی جان ہم غریبوں پر بھی رحم کریں ہم جواب عرض کے بہت پرانا لکھنے والوں میں سے ہیں برائے مہربانی ہمارے کوپن ضرور شائع کرنا۔ (تمریز اعوان ارمانی، ہری پور ہزارہ)

تمریز اعوان کے نام

تمریز میاں جتنے بھی کوپن تیرے آتے ہیں میرے خیال میں تمام کے تمام رسالے میں لگتے ہیں بھی رسالہ خرید کر دیکھو تو پتہ چلے نہ کہ آپ کے کوپن لگتے بھی ہیں کہ نہیں۔ (ادارہ)

ایم ولی اعوان کے نام

السلام علیکم جناب محترم بھائی ولی اعوان زندگی کی ہمسفر قدم قدم پر آپ کے ساتھ زندگی کی یادگار لمحات نبھانے والی بھابی مسز اعوان کا اس دنیا سے کوچ کرنے سے دکھ ہوا۔ اللہ آپ کو دلی صبر دے آمین (ایم جبرائیل آفریدی، میانوالی)

علی اعوان کے نام

علی اعوان میری دعا ہے کہ اللہ پاک تجھ کو سارے جہان کی خوشیاں نصیب کرے اور میری زندگی بھی تجھ کو لگا دے آمین۔ (ولی محمد اعوان گولڑوی، لاہور کینٹ)

جبرائیل آفریدی کے نام

میں شکرگزار ہوں جبرائیل آفریدی اور عمر دراز آکاش کا جو مجھے مزید اچھا لکھنے کی دعا دیتے ہیں اور اسپیشل تھینکس میرے استادوں کو، میاں دوست محمد وٹولیہ، ملک عاشق حسین ساجد مظفر گڑھ۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

منور سعید کے نام

ویسے تو میرے پیارے استاد منور سعید بہت ہی اچھے استاد ہیں لیکن مجھے صرف اس سے ایک ہی شکایت ہے وہ میری کال اٹینڈ نہیں کرتے۔ (مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

اقراء سسٹر لاہور کے نام

باجی پلیز دوبارہ لکھنا شروع کریں پلیز تھینکس۔ (نزابت افشال، مہورہ)

قارئین کے نام

دنیا میں اس ہاتھ کی طرح نہ بنو جو ایک خوبصورت پھول کو توڑتا ہے بلکہ اس پھول کی طرح بنو جو توڑنے والوں کو بھی خوشبو دیتا ہے۔ کے جان ہمیشہ خوش رہو۔ (شاہد اقبال خٹک، جندری)

صوبیہ کے نام

پلیز میری جان میرے پیار کا یقین کرو میں بہت زیادہ آپ سے محبت کرتا ہوں اگر ہو سکے تو پلیز مجھے اپنی ایک عدد تصویر ارسال کر دیں شکریہ۔ (مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

کشور کرن پتوکی کے نام

آپ کی کہانیاں بہت بور ہوتی ہیں پلیز یہ بور کہانیاں ختم کرو اور کوئی اچھی سی کہانی تحریر کرو مہربانی ہو گی۔ (پرنس مظفر شاہ، پشاور)

قارئین کے نام

میں گجرات شہر حافظ آباد کے لڑکے لڑکیوں سے دوستی اور خط و کتابت کرنا چاہتا ہوں رابطہ کریں صرف وفا کرنے والے لکھیں۔ (سید عارف شاہ، جہلم شہر)

اے آر راحیلہ کے نام

السلام علیکم آپی آپ کی سٹوری خاموش محبتیں پڑھی بہت اچھی سٹوری ہے مبارک قبول کیجئے میری دعا ہے آپی اللہ پاک آپ کو اور آپ کی ماں کو خوشیاں اور تندرستی

دے آمین۔ (ممریز بشیر گوندل، منڈی بہاؤالدین)

کسی اپنے کے نام

مجھے بے شک تنگ کرو اور دکھ دو او رلاؤ مگر جب میں مر جاؤں تو پلیز رونا نہیں بس مجھے میری تمام خطائیں سچے دل سے معاف کر دینا میری قبر پر آجانا اور ایک پھول رکھ دینا۔ (قمر اعجاز گوندل، منڈی بہاؤالدین)

عطاء اللہ عیسیٰ خیلوی

میں اپنے معروف گلوکار عطا اللہ خان عیسیٰ خیلوی کے گانے بڑے شوق سے سنتا ہوں اور بھائی آپ سے میری گزارش ہے کہ ان کا تعارف شائع کریں۔ (آفتاب اداس، اٹک)

ایک بے وفا کے نام

اپنا سمجھ کر اجڑ گئے ہم خالد وہ کل شام جا رہا تھا کسی اجنبی کے ساتھ
(اشفاق خالد، دوکوٹہ)

کسی اپنے کے نام

زندگی ملی تو کیا ملی بن کے بے وفا ملی اتنے میرے گناہ نہ تھے جتنی مجھے سزا ملی۔ (اشفاق دکھی، وہاڑی)

نذیر ارمان اکبر شاہین کے نام

بجکور آپ دونوں چلے گئے ایران میں مجھے ن بتا کر بہت افسوس ہو گیا آپ لوگوں کی اچانک جانا۔
(مصطفیٰ گل، لیاری کراچی)

صغیر احمد عدنان کے نام

واہ رے بے وفا آپ نے شادی کر دیا ہمیں بتایا تک نہیں اور ابھی آپ کو بچہ ہوا بھی آفتاب نام کا۔
(مصطفیٰ گل، لیاری کراچی)

بے وفا لوگوں کے نام

بے وفا لوگ بے وفائی کرنے سے پہلے سوچتے کیوں نہیں کہ ان کے ایسے کرنے سے کسی انسان کی ان کی وجہ سے موت بھی ہو سکتی ہے۔
(رائے اطہر مسعود آکاش، بہاولنگر)

بے وفا کے نام

جن کے ہونٹوں پر میرے چومنے کے نشان ابھی باقی ہیں آج ان کو میرے ملنے سے حیا آتی ہے۔
(آصف خان وصال، بنوں)

محمد فاروق انجم کے نام

محمد فاروق انجم کہاں بہت دنوں سے آپ کا فون بھی انہیں آیا اور آپ بھی نہیں آرہے جواب عرض آپ پڑھتے ہیں جواب دیں۔
(محمد اسحاق انجم، ننگن پور)

قارئین کے نام

صحت مند اور خوشگوار زندگی کے راز لٹریچر جوابی لفافہ بھیج کر مفت منگوائیں۔ (ڈاکٹر زاہد جاوید، وہاڑی)

ایس ایس کے نام

میں آپ کو چاہتا رہوں گا جب تک میری زندگی کی سانسیں چل رہی ہیں ایس میں محبت کرتا ہوں ایس اور تم محبت کسی اور سے کرتی ہو۔
(محمد شعیب، ضلع اٹک)

دوستوں کے نام

تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ لیٹرز اس ایڈریس پر بھیجیں انشاء اللہ ہر لیٹر کا جواب محبت چاہت کے ساتھ ملے گا، جہاں رہیں خوشیاں پھیلاتے رہیں۔ اللہ حافظ (مجید احمد جائی ملتانی، ریکٹ بینکرز 37 کلومیٹر ملتان روڈ مانگا منڈی)

سحر وریام کے نام

پلیز جواب عرض ہر ماہ پڑھا کرو اور لکھا بھی کرو اور پلیز مجھ سے کبھی ناراض نہ ہونا ورنہ میں زندہ نہیں رہ سکوں گا اداس نہ ہونا پلیز۔ (پرنس عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

کاشف کے نام

آپ کال کیوں اٹینڈ نہیں کرتے ایسا نہ کیا کرو، بے رخی اچھی نہیں۔
(عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

بے وفا کے نام

میں جس کی خاطر محبتوں کی ہر ایک حد سے گزر گیا ہوں وہ اب بھی مجھ سے یہ پوچھتا ہے کہ سچ بتاؤ۔ ایم عبدالوحید وفا کرو گے۔ (ایم عبدالوحید آرائیں، نواب شاہ سندھ)

رشتے ناطے

☒......عمر 38 سال، قد پانچ فٹ، [رنگ] گورا، تعلیم یافتہ، دیندار، [کارو]بار، ذاتی مکان، پیسے کی [ریل] پیل، ملنسار، خوش اخلاق، اس [کیلئے] پڑھی لکھی، دینی تعلیم لازمی، [اچھے] بھلے کی پہچان رکھنے والی، [بڑ]وں کی عزت کرنے والی، چھوٹوں [سے] شفقت کرنے والی، ایسی لڑکی کا [ر]شتہ درکار ہے۔ والدین یا خود مختار [لڑ]کیاں رابطہ کریں۔ (چوہدری ناصر [م]حمود، پسرور)

☒......25 سالہ بیوہ کیلئے ایک [ا]چھے کردار کے مالک لڑکے کا رشتہ [د]رکار ہے بیوہ کی تعلیم ایف ایس سی ہے۔ بیوہ کا ذاتی مکان ہے۔ [و]الدین بچپن میں فوت ہو گئے ہیں۔ اچھے اخلاق کا مالک ہو غیر اخلاقی عادت نہ ہوں نشئی اور جواریوں سے معذرت پڑھے لکھے سمجھدار اور خواہشمند حضرات فوری رابطہ کریں (فوزیہ جبیں، ظفروال)

☒......ہمیں اپنی بیٹی کیلئے ایسے لڑکے کی تلاش ہے جو پڑھا لکھا ہو، خوبصورت ہو، ذاتی کاروبار ہو، ذاتی مکان، پڑھی لکھی خوبصورت تعلیم یافتہ والدین کی اکلوتی اولاد وراثت میں مکان، دھوکے باز سے معذرت فوری رابطہ لڑکا خود بھی مل سکتا ہے۔ (نور محمد، قصور)

☒......45 سالہ بیوہ کیلئے رشتہ درکار ہے اپنی کوٹھی، بینک بیلنس، ذاتی گاڑی، ذاتی کاروبار ایسے رشتے کی ضرورت ہے جو گھر داماد رہنا پسند کرے پڑھا لکھا ہو اور کاروبار سنبھال سکتا ہو۔ کاروبار کے سلسلے میں اندرون بیرون ملک جانے کیلئے خوبصورت اور انٹیلی جنٹ لڑکے کی ضرورت ہے لالچی اور خود غرض رابطہ کرنے سے پرہیز کریں۔ (نور فاطمہ، میلسی)

☒......سید فیملی کی دوشیزہ کیلئے رشتہ درکار ہے۔ رنگ سانولا، پڑھی لکھی، وراثت میں مکان، سید فیملی سے رشتہ درکار ہے، لڑکا پڑھا لکھا ہو، خوبصورت ہو، گھر داماد رہنے کو ترجیح دی جائے گی، لالچی اور سید فیملی سے باہر کے رابطہ کرنے سے پرہیز کریں۔ بالمشافہ ملیں یا فوری رابطہ کریں (محمد اصغر، لاہور)

☒......ایسے خوبرو لڑکے کیلئے رشتہ درکار ہے جو شادی کے بعد فوری طور پر بیرون ملک لے جانا چاہتا ہے۔ ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو خوبصورت ہو، پڑھی لکھی ہو، عزت کرنا جانتی ہو، چال باز اور وقت گزار لڑکیاں زحمت نہ کریں۔ (محمد قیصر، بنوں)

☒......مجھے ایسا رشتہ چاہے جو اپنے پاس رکھے۔ کیونکہ میرے والدین فوت ہو چکے ہیں میری عمر تقریباً 28 سال ہے اور دارالامان میں رہ رہی ہوں کسی پڑھی لکھی فیملی سے رشتہ درکار ہے جو سرکاری ملازم ہو۔ فوری رابطہ کریں (سہیل احمد، یتیم خانہ لاہور)

☒......50 سالہ خوبرو بیوہ کیلئے ایک اچھے کردار کے مالک لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ بیوہ کی تعلیم بی ایس سی ہے اور سکول ہیڈ مسٹریس ہے بیوہ کی ذاتی کوٹھی بھی ہے لڑکا خوبصورت ہو، پڑھا لکھا کم از کم ایف اے پاس ہو کوئی غیر اخلاقی عادت نہ ہو شریف اور باادب خواہشمند حضرات۔ (فرحت نسرین، نوشہرہ)

☒...... ہمیں اپنی بیٹی رنگ سانولہ، قد ساڑھے چار فٹ، تعلیم بی اے کیلئے ایسے لڑکے کا رشتہ درکار ہے جو پڑھا لکھا ہو، خوبصورت ہو، ذاتی کاروبار ہو، دھوکے باز سے معذرت فوری رابطہ لڑکا خود بھی مل سکتا ہے۔ (راشد علی، ڈسکہ)

☒...... میری عمر 35 سال ہے کاشت کاری کرتا ہوں اپنی زمین، ڈیرہ، ٹریکٹر ہے پہلی بیوی فوت ہو گئی ہے ایک چار سال کا بیٹا ہے اس کے علاوہ میرا اپنا کوئی نہیں ہے ایسے رشتے کی تلاش ہے جو گھر سنبھال سکتی ہو اور تھوڑا بہت پڑھ لکھ سکتی ہو صوم وصلوٰۃ کی پابند ہو فوری رابطہ کریں۔ (صوفی غلام محمد، کھاریاں)

☒...... مجھے اپنے بیٹے کے لئے خوبصورت لڑکی کی تلاش ہے، لڑکے کی تعلیم ایف اے ہے اور باپ کی وفات کے بعد کاسمیٹکس کی دکان چلاتا ہے نیک سیرت، لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو گھر کو سنبھال سکے نہ کوئی نند اور نہ کوئی دیور فوری رابطہ کریں۔ (راشد علی، فتح گڑھ لاہور)

☒...... ایک خوبصورت دوشیزہ کیلئے خوبصورت پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے جو گھر داماد کو ترجیح دے فراڈی اور دغا باز پرہیز کریں نشئی حضرات سے توبہ فوری رابطہ کریں۔ (عبدالرؤف، مانگا منڈی)

☒...... حافظ قرآن لڑکی کیلئے حافظ قرآن لڑکے کا رشتہ درکار ہے خطیب مسجد کو ترجیح دی جائے گی۔ نوسرباز سے پرہیز فوری رابطہ کریں۔ (ناصرہ بی بی، کوہاٹ)

☒...... پڑھے لکھے خوبرو لڑکے کیلئے رشتہ درکار ہے عمر 27 سال تعلیم ایف اے، اپنا ذاتی لکڑی کا شوروم، پڑھی لکھی خوبصورت دوشیزہ کا رشتہ درکار ہے جو گھر کو سنبھال سکتی ہو اور اچھی جیون ساتھی ثابت ہو سکتی ہو فوری رابطہ۔ (عرفان نذیر، چنیوٹ)

☒......32 سالہ بیوہ کیلئے گھر داماد کا رشتہ درکار ہے جو پڑھا لکھا ہو اور کاروبار سنبھال سکتا ہو ایماندار اور محنتی کو ترجیح دی جائے گی فوری رابطہ کریں لڑکا خود بھی مل سکتا ہے۔ (عائشہ کنول، سرگودھا)

☒...... میری عمر 35 سال ہے سرکاری کا ملازم ہوں والدین بچپن میں فوت ہو گئے ہیں اپنا مکان ہے اس کے علاوہ میرا اپنا کوئی نہیں ہے ایسے رشتے کی تلاش ہے جو گھر سنبھال سکتی ہو اور تھوڑا بہت پڑھ لکھ سکتی ہو صوم وصلوٰۃ کی پابند ہو فوری رابطہ کریں۔ (حاجی یاسین، کراچی)

☒......25 سالہ بیوہ کیلئے ایک اچھے کردار کے مالک لڑکے کا رشتہ درکار ہے بیوہ کی تعلیم ایف ایس سی ہے۔ لڑکی کا ذاتی مکان ہے۔ والدین بچپن میں فوت ہو گئے ہیں اچھے اخلاق کا مالک ہو غیر اخلاقی عادت نہ ہوں نشئی اور جواریوں سے معذرت پڑھے لکھے سمجھدار اور خواہشمند حضرات فوری رابطہ کریں (علیم، قذافی سٹیڈیم لاہور)

☒......عمر 30 سال، قد پانچ فٹ، رنگ گورا، تعلیم یافتہ، کاروبار، ذاتی مکان، پیسے کی ریل پیل، ملنسار، خوش اخلاق، اس کیلئے پڑھی لکھی، دینی تعلیم لازمی، اچھے بھلے کی پہچان رکھنے والی، ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو ہر کسی کی عزت کر سکتی ہو۔ والدین یا خود مختار لڑکیاں رابطہ کریں۔ (اشفاق احمد، شیخوپورہ)

☒......عمر 29 سال، رنگ گورا، تعلیم یافتہ، سرکاری ملازم، ذاتی مکان، بینک بیلنس، ملنسار، خوش اخلاق، اس کیلئے پڑھی لکھی، دینی تعلیم لازمی، اچھے بھلے کی پہچان رکھنے والی، ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو صوم وصلوۃ کی پابند ہو۔ فوری رابطہ کریں۔ (حاجی احسن، گجرات)

☒......سید فیملی کے لڑکے کیلئے رشتہ درکار ہے۔ رنگ سانولا، پڑھا لکھا، وراثت میں مکان، سید فیملی سے رشتہ درکار ہے، لڑکی پڑھی لکھی ہو، خوبصورت ہو، گھر سنبھال سکتی ہو، لالچی اور سید فیملی سے باہر سے رابطہ کرنے سے پرہیز کریں۔ بالمشافہ ملیں یا فوری رابطہ کریں (ارفعہ پروین، لاہور)

☒...... 32 سالہ رنڈوے کیلئے رشتہ درکار ہے پڑھا لکھا، ذاتی کاروبار ایسے ایماندار رشتہ درکار ہے جو ایماندار ہو صوم وصلوۃ کی پابند ہو اور گھر کو سنبھال سکتی ہو۔ راجپوت فیملی کو ترجیح دی جائے گی۔ (روشن دین، لالہ موسیٰ)

دُکھ درد ہمارے

''دُکھ درد ہمارے'' کالم کے لیے جو قارئین بھی اپنا دکھ شائع کرانا چاہتے ہیں وہ اپنے دکھ لکھ کر ہمراہ اپنے شناختی کارڈ کی کاپی بھی ارسال کریں۔ ''دکھ درد ہمارے'' کالم کے لیے جن قارئین کے شناختی کارڈز کی کاپی ہمراہ نہیں آئے گی ان کو'' دکھ درد ہمارے'' کالم میں جگہ نہیں دی جائے گی۔ ایسے تمام قارئین کے آئے ہوئے خطوط ضائع کر دیتے ہیں۔......ایڈیٹر

......میری زندگی کی کہانی ایک نشیب فراز کا مجموعہ ہے، کبھی خوشی تو کبھی غم۔ میرے ساتھ کچھ ...یا ہوا کہ میں ایک بہت ہی امیر ...ں باپ کی بیٹی تھی۔ بچپن سے ہی ...چیز میسر، وہ کہتے ہیں کہ سونے کا ...چ منہ میں لے کر پیدا ہونا ویسا ...ی حساب تھا میرا۔ ماں باپ کی ...ی اولاد تھی لہٰذا سب سے زیادہ ...ڈ پیار بھی حاصل کیا۔ جب میں ...ن چار سال کی تھی تو اللہ نے ...ے ایک بھائی دیا۔ پھر میں بھائی ...ے ساتھ مگن ہو گئی اس کو اٹھاتی ...ی کے ساتھ کھیلتی اسے پیار کرتی ...ی کہ بھائی بھی مجھ سے بہت ...ں ہو گیا۔ پھر اچانک وقت کی ...ی ایسی چلی کہ ہماری تمام ...یاں اڑا کر لے گئی۔ ہوا کچھ ...ا کہ میں ابھی کوئی دس گیارہ ...ل کی تھی اور بھائی پانچ چھ سال ...ا کہ ابو کا روڈ ایکسیڈنٹ ہو گیا ...ر انتقال کر گئے۔ ہم لوگ گھر میں اپنے کام کاج میں مصروف تھے کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی دیکھا تو کچھ لوگوں نے ایک چارپائی پر ایک لاش کو ڈالا ہوا تھا اور انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے ابو کی لاش ہے۔ میں تو سنتے ہی بے ہوش ہو گئی۔ خیر ہوش میں آئی تو بہت سارے لوگ ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور پھر ابو کا کفن دفن ہوا اور ساری رسومات کے بعد سب لوگ چلے گئے یوں ہماری بربادی کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابو کا کاروبار ختم ہو گیا کیونکہ کوئی سنبھالنے والا نہیں تھا امی نے تھوڑا وقت دیا جس سے تھوڑا بہت کاروبار چلتا رہا اور ہمارا گھر بھی چلتا رہا۔ امی نے بہت زیادہ محنت کی اور ہمیں پڑھایا لکھایا اور پھر جب شادی کا وقت آیا میری منگنی ہوئی پھر شادی کا مقرر وقت آیا شادی ہو گئی سسرال کافی اچھے کھاتے پیتے تھے اور اچھے لوگ تھے۔ میرا شوہر تو بہت اچھا اور مجھ سے بہت پیار کرتا تھا شادی کے ایک سال بعد مجھے بیٹا ہوا بیٹا جب دو سال کا ہوا تو جڑواں بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹیاں ابھی ڈیڑھ سال کی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک دن ٹیلی فون آیا میں نے جب سنا تو کوئی کہہ رہا تھا کہ یہ بشارت علی کا گھر ہے تو میں نے کہا جی ہاں تو اس نے کہا آپ بشارت علی کی کیا لگتی ہیں میں نے ان سے کہا میں ان کی بیوی ہوں اس نے کہا آپ کے شوہر کی لاش ہسپتال میں پڑی ہے آپ آ کر وصول کر لیں۔ میری تو دنیا ہی اجڑ گئی اور میں بے ہوش ہو گئی جب مجھے ہوش آیا تو میرے سسر نے پوچھا تو میں نے سب کچھ بتایا اور وہ سب بھی رونے دھونے لگے اور پھر بھاگ کر ہسپتال پہنچے وہاں سے لاش وصول کی اور گھر آ کر کفن دفن کیا۔ کچھ عرصہ لوگوں کا آنا جانا لگا رہا

ابھی ہم اس صدمے سے باہر نہیں نکلے تھے کہ ایک دن پولیس کے ساتھ کچھ اور لوگ ہمارے گھر آئے اور کہا کہ آپ یہ گھر خالی کر دیں کیونکہ یہ گھر اب آپ کا نہیں رہا۔ پتہ چلا کہ ہماری فیکٹری کے منیجر نے تمام کاروبار اور تمام جائیداد اپنے نام کروالی ہے اور یوں ہم دربدر ہو گئے اور آج تک اس حال میں ہیں کہ کبھی روٹی مل جاتی تو کبھی بھوکے سو جاتے ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ میری مشکلات کو آسان کرے۔

(فرحت جبیں......سرگودھا)

......✵......

......میری زندگی کی کہانی

کچھ اس طرح ہے میں جب پیدا ہوئی تو میرے گھر میں پہلے ہی بہن بھائیوں کی ریل پیل تھی کیونکہ میرے سے چار بھائی بڑے اور دو بہنیں تھیں جب میں پیدا ہوئی تو کوئی خاص خوشی نہیں منائی گئی کیونکہ اس دور میں لڑکیاں کو تو پہلے ہی زحمت سمجھا جاتا ہے مجھے بچپن سے ہی کوئی خاص پیار نہیں ملا اس لیے میں نے رسالوں کا سہارا لیا میرا شوق صرف رسالوں تک ہی محدود رہ گیا ایک مرتبہ ایک ڈائجسٹ میں میں نے ایک بابا کا اشتہار پڑھا اور ان کو خط لکھ دیا انہوں نے جس طرح کا اشتہار دیا ہوا تھا وہ بڑا ہی سسپنس قسم کا تھا کہ باباجی اللہ سے براہ راست رابطہ کرتے ہیں میں نے جب ان کو خط لکھا اور اپنے گھر کے حالات لکھے تو کچھ دنوں کے بعد ہی باباجی اپنے مرید کے ساتھ ہمارے گھر میں آ گئے اور انہوں نے میرے گھر والوں کو ایسے سبز باغ دکھائے کہ میرے گھر والے بھی اس کے مطیع ہو گئے وہ باباجی تقریباً ایک ماہ تک ہمارے گھر میں ہی ڈیرہ لگا کر بیٹھے رہے اور ایک دن انہوں نے ایسے سبز باغ دکھائے کہ میری والدہ، بڑی بہن، مجھے اور دو میرے بھائیوں کو ساتھ لے کر چلا گیا کہ میں آپ کے بھائیوں کو نوکری دلاؤں گا وہ ہمیں ایک ایسے علاقے میں لے گیا جہاں پر ہمیں کوئی بھی نہیں جانتا تھا اس نے وہاں جا کر میری بڑی بہن سے خود نکاح کر لیا اور میرا نکاح اپنے مرید سے کر دیا دو ماہ بعد کسی طریقے میرے والد اور محلے والوں میں ہمیں ڈھونڈ نکالا اور وہ پیر ہمیں چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ اور ہمیں گھر واپس لے آئے اس کے بعد میرے ہاں بیٹی ہوئی اور میری بڑی بہن کے ہاں بیٹا ہوا چار سال تک انتظار کیا لیکن اس پیر کا کہیں پتہ نہ چلا پھر عالموں سے مشورہ کر کے ایک اور جگہ پر میرے گھر والوں نے میری شادی کر دی شروع شروع میں بہت اچھے دن گزرتے رہے کیونکہ میرا خاوند ڈرائیور تھا اس نے مجھے کبھی بھی پریشانی نہیں آنے دی پھر میرے ہاں بیٹا ہوا اور گھر میں ذہنی سکون ہو گیا لیکن پتہ نہیں میرے گھر کو کسی کی نظر لگ گئی میرا خاوند نشے کا عادی ہو گیا اور اپنی والدہ کے کہنے پر مجھے مارتا پیٹتا بھی تھا میرے گھر والے بھی پریشان رہنا شروع ہو گئے کہ پہلے بھی بیٹی کو اتنے زیادہ دکھ ملے ہیں اب کیا کریں لیکن میرے خاوند نے تشدد کی حد کر دی مار پیٹ روزانہ کا معمول بن گیا آخر میرے گھر والوں نے تنگ آ کر اس سے طلاق کا مطالبہ کر دیا اس نے اس شرط پر طلاق دینے کا وعدہ کیا کہ بیٹا مجھے دے دو اور طلاق لے لو میرے گھر والوں نے میری ظاہری حالت دیکھ کر بیٹا ان کو دے دیا اور میرا گھر اجڑ گیا ایک سال تک میں اپنے گھر میں بیٹھی رہی پھر مجبوراً میرے گھر والوں نے تیسری جگہ میری شادی کر دی لیکن شروع شروع میں انہوں نے بڑے سبز باغ دکھائے تھے اب شادی کو تقریباً تین سال گزر گئے ہیں لیکن ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہوئی اب میری اللہ سے ہر وقت یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ہری کر دے۔

(نور ......مانسہرہ)

ملاقات

محمد فیاض غوری

عمر: 31 سال
تعلیم:
مشغلے: لڑکیوں اور لڑکوں سے قلمی دوستی
پتہ: محمد فیاض غوری، اقبال ٹی سٹال نزد آرے والی گلی اسلامی کالونی بہاولپور

بشیر احمد بھٹی

عمر: 54 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: مکان نمبر CD-52 نزد جامع مسجد غوثیہ، فوجی بستی غربی بہاولپور

وسیم سلطان صابر خٹک

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا
پتہ: ضلع و تحصیل کرک پوسٹ آفس ڈب گاؤں دوڑ خیل

نوید جگنو ہزارہ

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: دکھی انسانیت کی خدمت کرنا
پتہ: ضلع و تحصیل مانسہرہ ڈاک خانہ پوہلہ سال نواب باندی گلو

ملک ولی محمد اعوان گولڑوی

عمر: آپ کے سامنے ہوں
تعلیم:
مشغلے: غریب لوگوں کی ویلفیئر کرنی، رسالے پڑھنا
پتہ: صدر کینٹ لاہور

خالد فاروق آسی

عمر: 35 سال
تعلیم:
مشغلے: دوستی، شاعری
پتہ: علی پورہ، ملت کالونی فیصل اباد

حماد ظفر ہادی

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: سٹڈی کرنا
پتہ: حماد الیکٹرک سٹور گوجرہ

محمد انصر ملک

عمر: 19 سال
تعلیم: میٹرک
مشغلے: اچھے لوگوں سے دوستی کرنا جواب عرض پڑھنا
پتہ: ضلع سرگودھا، تحصیل ساہیوال، ڈاک خانہ سیال شریف گاؤں

واحد ملک

عمر: 29 سال
تعلیم: بی اے
مشغلے: اچھے لوگوں سے دوستی کرنا جواب عرض پڑھنا
پتہ: گوٹھ جعفر آباد تحصیل تنگوانی ضلع کشمور سندھ

ممریز بشیر گوندل

عمر: 23 سال
تعلیم:
مشغلے: الیس کو یاد کرنا
پتہ: ضلع منڈی بہاؤالدین، تحصیل ملکوال شہر گوجرہ نزد بینک روڈ

عثمان غنی

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض کا مطالعہ کرنا، اور اس میں لکھنا
پتہ: ڈاک خانہ خاص الجامعہ اسلامیہ تحصیل عارف والا ضلع پاکپتن شریف قبولہ شریف

منظور اکبر تبسم

عمر: 17 سال

تعلیم:
مشغلے: دکھی انسانیت کی مدد کرنا اور دوستی کرنا
پتہ: گورنمنٹ ہائی سکول براستہ منڈی شاہ جیونہ، تحصیل و ضلع جھنگ

بابا انور

عمر: 45 سال
تعلیم:
مشغلے: دکھی لوگوں کی خدمت جیسے محبت میں ناکامی، شادی کا نہ ہونا، محبوب کا روٹھ جانا جنات وغیرہ اور کالے علم کا توڑ کرنا
پتہ: چائنہ سکیم لاہور

ظہیر ملک پوہلہ

عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: پھولوں کی سجاوٹ کرنا
پتہ: پوہلہ پوسٹ آفس سیال شریف، تحصیل ساہیوال، سرگودھا

شہزاد شاہد

عمر: 17 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا
پتہ: مارکیٹ حب، بس اسٹاف لیاری کراچی

مصطفی گل

عمر:
تعلیم:
مشغلے: اچھے لوگوں سے ملنا
پتہ: رانگی واڑہ لیاری کراچی

رائے اطہر مسعود آکاش

عمر: 17 سال
تعلیم:
مشغلے: اچھی موسیقی سننا
پتہ: چک نمبر 144/9R ڈاک خانہ 227/9-R تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر

ریاض احمد

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: ماں کی تلاش
پتہ: ڈاک خانہ رحیم آباد ضلع رحیم یارخان تحصل صادق آباد

آصف خان وصال

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: ماں باپ کی خدمت کرنا
پتہ: کوہاٹ روڈ نیلم بازار ڈاک خان بوزہ خیل بنون، بوزہ خیل سورانی

مجید احمد جائی ملتانی

عمر: 25 سال
تعلیم
مشغلے: قلمی دوستی، لکھنا، پڑھنا کالم نگاری
پتہ: ریکٹ بینکرز 37 کلومیٹر ملتان روڈ نزد مانگا منڈی اظہار اسٹیل

عبدالرحمٰن گجر

عمر:
تعلیم:
مشغلے: اچھے لوگوں سے دوستی کرنا، ایف ایم سننا
پتہ: گاؤں نین رانجھا تحصیل و ضلع منڈی بہاؤالدین

محمد رضوان حیدر پرکی

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: دردمندوں کے درد بانٹنا
پتہ: چک نمبر 163 ای بی محمد نگر ڈاک خانہ خاص اڈا محمد نگر تحصیل عارف والا ضلع پاکپتن

آصف سانول

عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: فوک شاعری دکھی لوگوں سے پیار
پتہ: کھر کالونی تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر

ڈاکٹر عبدالوحید آرائیں

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: ڈاکٹر بنا تعلیم حاصل کرنا
پتہ: باندی شہر ضلع نواب شاہ (سندھ)

محمد افضل مری بلوچ

عمر: 40 سال
تعلیم:
مشغلے: پڑھنا اور پڑھانا
پتہ: المدینہ میڈیکل اسٹور مین روڈ قاضی احمد ضلع شہید بینظیر آباد

نواب شاہ (سندھ)

اقصد علی فراز

عمر: 13 سال
تعلیم:
مشغلے: ایس ایم ایس کرنا، مطالعہ کرنا
پتہ: گاؤں کوٹلی مستانی و پانڈو وال ضلع و تحصیل منڈی بہاؤالدین

ملک عبدالمجید احمد

عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: شاعری کرنا جواب عرض پڑھنا
پتہ: قیدی سزائے موت بلاک نمبر CP2 نیو سنٹرل جیل فیصل آباد

شاہد اقبال خٹک

عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: باوفا دوست کی تلاش
پتہ: ضلع و تحصیل کرک ڈاک خانہ جندری گاؤں سرکی خیل

زاہد رسول

عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: اپنی جان زندگی جی کو یاد کرنا
پتہ: چک نمبر 7 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

مقصود احمد بلوچ

عمر: 30 سال
تعلیم:
مشغلے: کرکٹ دیکھنا
پتہ: تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال چک نمبر 13/15-L پوسٹ آفس چک نمبر 132/16-L

سردار اقبال خاں مستوئی

عمر: 29 سال
تعلیم:
مشغلے: غریبوں کی مدد کرنا
پتہ: ڈاک خانہ خاص سردار گڑھ تحصیل و ضلع رحیم یار خان

محمد شعیب گنڈاکس

عمر: 29 سال
تعلیم:
مشغلے: باوفا دوست کی تلاش
پتہ: ضلع اٹک تحصیل پنڈی گاؤں گنڈاکس

جاوید اقبال ساگر

عمر: 28 سال
تعلیم:
مشغلے: البنی کی یاد میں تڑپنا
پتہ: ڈاک خانہ راجو کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

ذیشان دیوانہ

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: بیرون ممالک کی لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا انشاء اللہ مخلص پائیں گے
پتہ: مکان نمبر P395 داتا منزل گلی نمبر 13 تاج کالونی فیصل آباد

شاہد ندیم

عمر: 16 سال
تعلیم:
مشغلے: دوستی کرنا
پتہ: چک نمبر 172 مراد تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر

اشفاق دکھی

عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: اپنے استاد جی کی عزت کرنا
پتہ: تحصیل میلسی ضلع وہاڑی چک نمبر 139 ڈوکوٹہ

محمد جنید حیدر (حیدری)

عمر: 17 سال
تعلیم:
مشغلے: شاعری پڑھنا، میوزک سننا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: زرنال ہاؤس، حیدری مطب سلطان روڈ تلہ گنگ شہر

ایم عاصم شاکر

عمر: 19 سال
تعلیم:
مشغلے: دکھ بانٹنا
پتہ: چوک میتلا تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

محمد سہیل بٹ

عمر: 26 سال
تعلیم:
مشغلے: دکھی انسان، رونا دھونا
پتہ: آمامیہ کالونی لاہور

معلومات عامہ

✱......لعل پاکستان کراچی کو کہتے ہیں۔

✱......جزیروں کا دیس انڈونیشیا کو کہتے ہیں۔

✱......بلجیم میں ننگے پاؤں چلنا جرم ہے۔

✱......پیاز کاٹتے وقت چیونگم چبانے سے آنکھوں میں آنسو نہیں آتے۔

✱......پاکستان کا سب سے قدیم شہر ملتان ہے۔

✱......سب سے زیادہ ناریل انڈونیشیا میں اگتے ہیں۔

✱......سیاسی شہرت حاصل کرنے سے پہلے ہٹلر آرٹسٹ تھا۔

✱......مینار پاکستان کا نقشہ مراد خان نے بنایا تھا۔

✱......پاکستان کی قدیم ترین دیوار دانی کوٹ قلعے کی ہے۔

(اطہر مسعود آکاش)

باتوں سے خوشبو آئے

سب سے عقلمند وہ ہے جو اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا ہے۔

صبح کی نیند رزق بند کرتی ہے۔

خدا تعالیٰ کسی بھی بدزبان اور منہ پھٹ شخص کو پسند نہیں کرتا۔

دوست کو اپنے حال سے اتنا واقف کرو کہ اگر دشمن ہو جائے تو تمہیں گزند نہ پہنچائے۔

مصائب کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔

(راشد لطیف، صبرے والا)

دوستی

دوستی کتنا اچھا لفظ ہے دل میں اتر اتر جانے والے دل و دماغ کو ٹھنڈک پہنچانے والا مگر دوست وہی اچھے اور پیار کرتے ہیں جو دوست کے دل کی گہرائیوں میں جھانک کر اس کی ذات کو مکمل طور پر پہچان سکیں مخلص دوست یقیناً ہمارے لیے وہی اچھے ہوتے ہیں جن کو ہم سوچتے اور محسوس کرتے ہیں جو صرف اور صرف خلوص اور پیار کی راہ بتاتے ہیں۔ دنیا میں اگرچہ دوستوں کی کمی نہیں لیکن اچھے دوست قسمت سے ملتے ہیں۔

(راشد لطیف، صبرے والا)

باتوں سے خوشبو آئے

جب تم کسی کی مدد کرو تو کبھی اس کی آنکھوں کی طرف نہ دیکھنا ہو سکتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں موجود شرمندگی تمہارے دل میں غرور پیدا کر دے۔

اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔

کسی کی راز تلاش نہ کرو اگر معلوم ہو جائے تو پھیلاؤ مت۔

کوئی بھی مصیبت پڑھنے پر موت کی تمنا نہ کرو۔

انسان کو سب سے بڑے دشمن اس کے برے دوست ہیں کسی کو خوش کرنا نیکی ہے۔

اللہ اس شخص کو آباد کرتا ہے جو حدیث سن کر دوسروں تک پہنچائے۔

اگر کسی کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاؤ تو یہ مت سوچو کہ وہ کتنا بیوقوف تھا بلکہ یہ سوچو کہ اسے تم پر اعتماد کتنا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مومنوں سونے سے پہلے سب کو معاف کر دیا کرو تمہارے جاگنے سے پہلے میں تمہیں معاف کر دوں گا۔

انسان چہرہ کو صاف رکھتا ہے جس پر لوگوں کی نظر ہوتی ہے مگر دل کو صاف نہیں رکھتا جس پر خدا کی نظر ہوتی ہے۔

(سپاہی وسیم سلطان صابر خٹک، مردان کینٹ)

دانائی کی باتیں

اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔

کسی کی راز تلاش نہ کرو اگر معلوم ہو جائے تو پھیلاؤ مت۔

کوئی بھی مصیبت پڑھنے پر موت کی تمنا نہ کرو۔

انسان کو سب سے بڑے دشمن اس کے برے دوست ہیں کسی کو خوش کرنا نیکی ہے۔

اللہ اس شخص کو آباد کرتا ہے جو حدیث سن کر دوسروں تک پہنچائے۔

امام حسین کا قول

اگر کوئی آپ کو اپنی ضروریات کے وقت یاد کرتا ہے تو پریشان مت ہو بلکہ فخر کر کہ اس کو اندھیرے میں روشنی کی ضرورت ہے اور وہ روشنی آپ ہو۔

(فرمان ساقی)

اقوال زریں

میں نے قفس اسیری میں جینا سیکھا ہے مال و متاع زندہ رہنے کا انمول دھوکہ ہے۔

ہر حال میں حاجت خدا سے کرو وہی دعاؤں کا سننے والا ہے۔

زخم اسے کیوں کر دکھائے جائیں جن کے پاس مرہم نہ ہو۔

زندگی کے بیچ منددھار تم اکیلے ہو گئے اس تنہائی میں جینا سیکھ لیا تو یقین کرو کامل زندگی ہوگی۔

کتا تو اپنے مالک کو پہچانتا ہے مگر انسان......؟

ٹوٹ کر چاہا جانے کا مطلب حسرتوں میں مدفون زندگی ہے۔

بھولی بسری یادیں تلاش نہ کرو بلکہ یادوں کے سائے کی پہچان کرو۔

کچھ لوگ حاصل کے بعد محاصل کی تلاش کرتے ہیں انہیں کیا معلوم لہروں کے کنارے تک پہنچتے پہنچتے انکا مرکز ختم ہو چکا ہوتا ہے۔

گھپ اندھیری رات سے زیادہ وحشت ناک مقروض زندگی ہے۔

میں نے زندگی کے بعد اور موت سے پہلے کمزور لمحے انتظار کے دیکھے ہیں امید ہی تو زندگی ہے دگرنہ گزرے یہ 23 سال اچھے کی امید میں کیسے کٹتے ہیں۔

وقت صالح تو ہے ہی لیکن یہ نصیب کی پرچھائیاں دامن کیوں بھگوتی ہیں؟

تم تو دامن رقت کے سائے کی تلاش کرتے ہو کبھی وقت کا دامن خود کو بھلا پایا ہے۔ شکستہ آرزوؤں کی پنواریاں لیے میں اسی رب کے آگے جاؤں گا جس کے گھر میں داخل بھی میں سالوں بعد ہوتا ہوں۔

وقت مرہم تو ہے ہی دوائی لگنے کے بعد زخم آہستہ آہستہ کیوں بھرتا ہے؟

اوروں کی خوشیوں میں خالی کیے ہوئے دامن دولت سے نہیں رب عزوجل کی رحمت سے بھرا کرتے ہیں۔

وقت کے انمول رنگوں کی پہچان وہی کرتے ہیں جو بے مول کو انمول بنادیتے ہیں۔

محبت کی نشانی کے نام پر ملا ہوا ہوا کا جھونکا تمام تر ساعتوں سے بھاری ہوتا ہے۔

(ناصر سلیم، گل آباد خانیوال)

اخلاق

مسلمانوں میں کامل الایمان وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو اخلاق کے اچھے ہیں۔

غلام کی بداخلاقی سے آقا کی خوش اخلاقی پر کچھ حرف نہیں آتا۔

خوش اخلاقی پر کچھ خرچ نہیں آتا لیکن ہر آپ کا وقار بڑھا دیتی ہے۔

جس کا اخلاق اچھا ہے وہ اپنا کام خوش اسلوبی اور آسانی

سے نکال لیتا ہے۔
حسن اخلاق سے زندگی راحت و آرام سے بسر ہوتی ہے اس لیے ہم کو سب شعائر پر مقدم رکھنا چاہیے۔
اچھے اخلاق دس ہیں زبان کی سچائی، حقوق العباد، احسان کا بدلہ، سائل کو دینا، صلہ رحمی، مہمان نوازی، باطل سے جنگ کے وقت حملہ میں شدت پڑوسی کی حفاظت اور سب سے بڑھ کر شرم اور حیاء۔
بدخلق وہ ہے جس کا غصے کی حالت میں اپنے نفس پر کنٹرول نہ رہے۔
(محمد لقمان اعوان، سریانوالہ)

نماز

قیامت کے دن پہلا سوال نماز کا ہوگا۔
نماز جنت کی کنجی ہے۔
نماز اللہ سے ملاتی ہے۔
بے نمازی کی کبھی دعا قبول نہیں ہوگی۔
جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر اختیار کیا۔
نماز آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا سکون ہے۔
نماز اگر پڑھ لی تو شکر کر نہیں پڑھی تو فکر کر۔
نماز پڑھ تاکہ تمہارا نماز جنازہ پڑھا جاسکے۔
بے نمازی سے شیطان بھی پناہ مانگتا ہے۔
نماز راہ نجات ہے۔
مسلمانوں میں غیر مسلمانوں میں نماز کا فرق ہے۔
قرآن پاک میں بار بار نماز کا ذکر آیا ہے۔
بے نمازی کو قبر بھی قبول نہیں کرتی۔
خدا نماز پڑھنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔
(سید عارف شاہ، جہلم)

قواعد عدالت

قاضی کو عدالتی حیثیت سے تمام لوگوں سے یکساں برتاؤ کرنا چاہیے۔
بار ثبوت عموماً مدعی پر ہے۔
مدعا علیہ اگر کسی قسم کا ثبوت یا شہادت نہیں رکھتا تو اس سے قسم لی جائے۔
فریقین ہر حالت میں صلح کر سکتے ہیں لیکن جو امر خلاف قانون ہے اس میں صلح نہیں ہوسکتی۔
(راشد لطیف، صبرے والا)

دانائی کی باتیں

کسی کا دل مت دکھاؤ ہوسکتا ہے اس کے آنسو تمہارے لیے عذاب بن جائیں۔
مصیبت برداشت کرنا سیکھو کیونکہ اس کے بغیر کامیابی حاصل نہیں۔
گناہ پر نادم ہونا گناہ کو مٹا دیتا ہے۔
دکھی دل بھرے گلاس کی مانند ہوتا ہے جو تھوڑی سی ٹھیس سے بھی چھلک پڑتا ہے۔
ہر کام کا بدلہ نیت کے مطابق ملے گا۔
ایمان صبر اور فراخدلی کا نام ہے۔
نیکی سے عمر بڑھتی ہے۔
خوش گفتاری زبان کا صدقہ ہے۔
کبھی ایسی چیز کی خواہش نہ کرو جو پوری نہ ہوسکے۔
انسان کی اصل قیمت اس کی خوبیاں ہیں۔
آنکھوں کو جھکانے کی عادت ڈالو۔
دل کو سوچنے پر مجبور کرو۔
زندگی کے دکھ ہی انسان کو انسان بنا دیتے ہیں۔
حضرت ابو ہریرہ کو سلطان الحدیث کہا جاتا ہے۔
حضرت خالد بن ولید نے میدان جنگ میں کبھی شکست نہیں کھائی تھی۔
حضرت سلمان فارسی نے مدینہ کی حفاظت کے لیے خندق کھودنے کی رائے دی تھی۔
حضرت زید بن حارث وہ واحد صحابی رسول ہیں جن کا نام قرآن مجید میں آیا ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام محمد ہے۔
شہد کی مکھی کو سرخ رنگ نظر نہیں آتا۔
چیونٹیاں کبھی نہیں سوتیں۔
کوئل ایک ایسا پرندہ ہے جو کبھی اپنا گھونسلہ نہیں بناتا۔
اگر بچھو کے ارد گرد آگ لگا دی جائے تو وہ خود اپنے سر کو ڈس لیتا ہے۔
ناشپاتی کا درخت 3 سو سال تک پھل دیتا ہے۔
چھینک کو روکنے کی کوشش میں گردن یا دماغ میں خون کی شریان پھٹنے سے موت واقع ہو سکتی ہے۔
پاکستان میں 32 زبانیں بولی جاتی ہیں۔
پاکستان میں سب سے زیادہ زبانیں بلوچستان میں بولی جاتی ہیں۔
پنجابی زبان کا شمار برصغیر کی قدیم زبانوں میں ہوتا ہے۔
93 گنبدوں والی مسجد شاہ جہاں مسجد سندھ کے قدیم شہر ٹھٹھہ میں واقع ہے۔
کٹ فش کے تین دل ہوت ہیں۔
مچھر کے منہ میں چوالیس دانت ہوتے ہیں۔
بندر کے دو دماغ ہوتے ہیں۔
کاکروچ کے خون کا رنگ سفید ہوتا ہے۔
شہد کی مکھی کی پانچ آنکھیں ہوتی ہیں۔
کتے کی زبان پر پسینہ آتا ہے۔
خون کی اقسام کارل لینڈ نے دریافت کیں۔
مسجد نبوی میں سب سے پہلے اذان حضرت بلالؓ نے دی۔
مزار اقبال کا نقشہ ماہر تعمیرات زین یار جنگ نے تیار کیا۔
ایک جوان آدمی کے جسم میں قریباً چھ پونڈ خون ہوتا ہے۔
(راشد لطیف، صبرے والا)

خوش رہنے کا سنہری اصول

اگر آپ خوش رہنا چاہتے ہیں تو اپنا مقابلہ اپنے سے بہتر لوگوں سے نہ کیا کریں۔ اس سے آپ میں احساس کمتری پیدا ہوگا اور آپ پریشان ہو جائیں گے۔
دوسروں کی اچھائیاں اور خوبیاں ضرور دیکھئے اور انہیں اپنانے کی کوشش کیجئے۔ اپنی خامیاں دور کیجئے لیکن اپنے آپکو ان سے کمتر سمجھ کر اداس اور پریشان نہ ہوا کیجئے۔
مشہور مفکر سی جی ڈوکان نے لکھا ہے۔
جس طرح گھاس کی پتی یا پھول کی زندگی ہوتی ہے ایسی ہی زندگی آپ بھی گزاریے۔ گھاس کی پتی یا پھول اس بات کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ اس سے بڑی گھاس یا خوبصورت پھول اس باغ میں اور بھی موجود ہیں اور وہ اپنے آپ سے مطمئن رہتے ہیں دوسروں سے مقابلہ کر کے پریشان نہیں ہوتے۔ یہی بات ان کی سرسبزی اور تازگی کا راز ہے۔
(ڈاکٹر زاہد جاوید، وہاڑی)

باتوں سے خوشبو آئے

اگر دشمن صلح کر لینے کی خواہش ظاہر کرے تو تم بھی کرو۔
جو دنیا کی خواہش دل میں رکھے وہ زاہد نہیں ہے۔
پاکیزگی دنیا کی خواہشات کو لات مارنے سے آتی ہے۔
پیر وہ ہے جو اپنے مرید کے مال میں اپنی خواہش نہ پائے۔
عبادت سے غفلت نفس کی خواہشات ہے۔
خواہشات کی تحریک کا سب سے بڑا ذریعہ آنکھیں ہیں۔
ضرورت سے خواہش اور خواہش سے کوششیں پیدا ہوتی ہیں۔
خواہش کی موت ہماری موت ہے۔
بھلائی کی خواہش برائی کی خواہش کو دبا دیتی ہے۔
کچھ نہ چاہنا بھی خواہش ہے۔

جو نفسیاتی خواہشات پر غالب ہے وہ فرشتوں سے بہتر ہیں۔

اقوال زریں

اللہ جس سے محبت کرتا ہیں اسے تکلیف دیتا ہے۔

اللہ سے مانگنے والا ہی دوسروں کو دے سکتا ہے۔

اعتماد محبت کی دوسری سیڑھی ہے۔

اگر تم کو اپنے آپ پر اعتماد ہے تو دوسروں کے اعتماد پر بھی یقین کر لینا چاہئے۔

سچ تمام برائیوں کا علاج ہے۔

بہادر وہ ہے جو خود پر قابو رکھے۔

فکر جان کو تباہ کر دیتی ہے۔

خوش اخلاقی بہترین عبادت ہے۔

وقت کی قدر نہ کرنے والا ذلت کا شکار ہوتا ہے۔

(محمد جنید جانی، اکبر پورہ پشاور)

انمول موتی

ندامت بعد از گناہ بھی داخل توبہ ہے۔ (حضرت مجدد الف ثانی)

رات کو گریہ کر اور دن کو مخلوق خدا کی خدمت کر۔ (خواجہ سراج الدین)

حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور اس کے سوا کسی سے امید نہیں رکھنی چاہیے۔ (حضرت نظام الدین اولیاء)

وہ شخص خدائی عبادت ذاتی اغراض کے لیے کرتا ہے وہ اپنی پرستش کرتا ہے خدا کی نہیں۔ (حضرت سیدنا علی ہجویری داتا گنج بخش)

دوستی کرنے سے پہلے صورت کو نہیں بلکہ سیرت کو دیکھنا چاہیے

اچھا دوست وہ ہے جس سے دور رہ کر محبت ہو دوستی کی قدر کرو کیونکہ دوستی عظیم رشتہ ہے۔

دوست کو نصیحت اکیلے میں اور اس کی تعریف محفل میں کرو۔ (حضرت علیؓ)

(محمد صفدر دکھی، کراچی)

اچھی باتیں

اللہ تعالیٰ کی خاطر انصاف کی گواہی پر قائم رہو۔

مصیبت برداشت کرنے کیلئے صبر اور نماز کا سہارا پکڑو۔

اے ایمان والو تم ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارا کرو۔

محفلوں کی باتیں امانت ہوتی ہیں۔

مسلمان کا تحفہ موت ہے۔

ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی ٹکٹ ہے۔

وہ آدمی اللہ پاک سے زیادہ قریب ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔

اللہ پاک بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا جب تک اس کا آخری وقت نہ آجائے۔

شکر گزار مومن عافیت سے قریب ترہے۔

ہر شے کے ثواب کا اندازہ ہے لیکن صبر کے ثواب کا اندازہ نہیں۔

جو شخص اللہ پاک کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے اسے دنیا مانگنے کی ضرورت نہیں ملتی۔

جو مزہ والدین کی خدمت کر کے آتا ہے وہ کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں۔

اور جو کام دولت سے نہیں ہوتا وہ والدہ کی دعا سے ہو جاتا ہے۔

مسکرائیے پیار سے

پٹھان: لائٹ نہیں ہے تو کمبخت پنکھا ہی چلا دو۔

بیوی: آخر پٹھان ہی ہو ناں عقل تو ہے ہی نہیں۔ پنکھا چلا دیا تو موم بتی بجھ جائے گی پھر کیا کرو گے اندھیرے میں۔

......

پٹھان: میں آفس جانے سے پہلے اپنی بیوی کو پپی کرتا ہوں۔

پنجابی: میں تمہارے جانے کے بعد تمہاری بیوی کو پپی کرتا ہوں۔

پٹھان: (جلدی سے) ہاہاہا پہلے

تو میں ہی کرتا ہوں ناں پپی۔

......

بیٹا: امی میں نے دعوت میں اتنا کھایا کہ میں چل نہیں سکتا تھا اس لیے لیٹ ہو گیا۔

ماں: تمہیں شرم آنی چاہیے تمہارے ابو نے اتنا کھایا کہ لوگ انہیں چارپائی پر ڈال کر گھر لائے تھے۔

......

ڈاکٹر نے مریض کو دیکھا اور بولا یہ مر چکا ہے۔

مریض اتفاقاً تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھول کر اٹھ بیٹھا گھر والوں نے کہا: تم آنکھیں بند کر کے لیٹ جاؤ اور اٹھنے کی کوشش مت کرنا کیا تم ڈاکٹر سے بہتر جانتے ہو۔

(محمد احمد رضا، صلالہ عمان)

اقوال زریں

دنیا مسکراتے چہروں کے پیچھے بھاگتی ہے اور جو غم میں بھی تمہارا ساتھ دے وہی تمہارا حقیقی دوست ہے۔

موت آسان ہے لیکن زندگی گزارنا نہایت مشکل۔

اگر کسی کو خوشی نہیں دے سکتے تو اسے غم بھی نہ دو۔

دنیا میں سب سے بڑا گناہ کسی کا دل دکھانا ہے۔

وفا کا درس پھولوں سے سیکھ جو کانٹے سے جدا ہوتے ہی مرجھا جاتے ہیں۔

احسان سے آزادوں کو غلام بنا لیا جاتا ہے۔

انسان کو لفظ نہیں رویئے مارتے ہیں۔

دشمن سے ہر وقت بچو لیکن دوست سے اس وقت جب وہ تمہاری تعریف کرے۔

(مزمل حسین صدا، کسووال)

اقوال زریں

خوبصورت عورت دیکھنے سے آنکھ اور نیک دل عورت کے دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے اس لیے خوبصورت عورت ایک ہیرا ہے اور نیک دل عورت ایک خزانہ ہے۔

محبت ایک ایسی چیز ہے جو کسی تاج و تخت یا دولت مند انسان کی پرواہ نہیں کرتی وہ ان تمام چیزوں سے آزاد ہے۔

عورت کے آنسوؤں کو بند کرنا سمندر کے غضب ناک طوفان کو روکنے سے مشکل ہے۔

مصیبت کا بوجھ خوش اسلوبی سے اٹھانے والا ہی سب سے بہتر کام کر سکتا ہے۔

عورت ایک تصویر کی مانند ہے اگر جاہل کے ہاتھ لگ جائے تو اپنی قدر کھو دیتی ہے مگر صاحب دانش اس انمول ہیرے کو بیش قیمت خیال کرتے ہیں۔

آپ خوش ہیں یا ناخوش تکلیف اور مصیبت سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آپ مصروف رہیں۔

دنیا میں اچھی بیوی مردوں کے لیے نعمت ہے۔

محبت دل کے صحرا میں ایک سرسبز و شاداب قطعہ زمین ہے جہاں فکر کے قافلے نہیں پہنچ سکتے۔

عقل مند انسان کبھی بیٹھ کر اپنی تکلیف کا رونا نہیں روتا بلکہ اپنی تکلیف کے تدارک میں بخوشی مصروف عمل ہوتا ہے۔

دنیا کی ہر چیز کا تریاق خود اسی میں مضمر ہے لیکن عورت عورت کو شکست نہیں دے سکتی۔

جو لوگ صرف عشق میں مبتلا ہوتے ہیں انہیں صرف اپنی آنکھوں اور ہاتھوں اور کانوں پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ اور کسی شخص پر بھوسہ نہیں کرنا چاہیے۔

(محمد فاروق انجرا)

القرآن وحدیث

اللہ ان کو دوست نہیں رکھتا جو دنیا میں فساد برپا کرتے کھیتی اجاڑتے اور نسلوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے بڑا شریف وہی ہے جو تم

میں سے زیادہ پرہیز گار رہو۔

اپنے گھر کی دیوار اتنی بلند نہ کر کے پڑوسی کی ہوا رک جائے۔

امانت سے رزق بڑھتا ہے خیانت سے افلاس آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اس لیے زمین پر فساد نہ کرو۔

اللہ ہی تمہارا مالک ہے اور وہ سب سے اچھا مددگار ہے۔

اپنے سوا کسی کو بھیدی نہ بناؤ کیونکہ دوسرے تمہاری تباہی میں کوتاہی نہیں کریں گے۔

اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے کبھی نہیں کھایا۔

اچھی اور میٹھی باتیں بھی صدقہ ہے۔

اہل ایمان کے دل اللہ کی یاد سے سکون پاتے ہیں۔ خبردار رہو کہ دلوں کا چین اللہ کے ذکر میں ہی ہے۔

اپنے اہل و عیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو حدیث انسان کی سمجھداری یہ ہے کہ وہ کفایت شعار ہو۔

اللہ نے جو کچھ دیا اس پر راضی رہو غنی ہو جاؤ گے۔

اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا ایسی خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد آزار پہنچایا جائے۔

(اے آر راحیلہ منظر، جھمرہ سٹی)

گلدستہ

دشمن ایک بھی بہت ہے اور دوست زیادہ بھی تھوڑے ہیں۔

انسان ہمیشہ اپنے دوستوں سے اور درخت ہمیشہ اپنے پھول سے پہچانا جاتا ہے۔

ماں کی بددعا سے بچو کیونکہ یہ بغیر رکاوٹ خدا کے پاس جاتی ہے۔

جہالت زندہ لوگوں کے لیے موت ہے۔

خاموش پانی میں کبھی پتھر نہ پھینکو۔

وفادار دوست بنانا ایک بہت بڑی دولت ہے۔

کوشش کامیابی کے دروازے کھولتی ہے۔

اچھائی کی تعریف کرو چاہے وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔

کفر کے بعد سے بڑا گناہ کسی کا دل دکھانا ہے۔

بہت خوش قسمت ہیں وہ لوگ جس کو چاہنے والے مل جاتے ہیں۔

کسی کا دل مت دکھاؤ کہ کسی مظلوم کے دو آنسو آپ کی زندگی تباہ کر سکتے ہیں۔

کسی کو اتنا مت چاہو کہ اس کی جدائی برداشت نہ کر سکو اور وہ تمہارے لیے کسک بن جائے۔

کسی چیز کو سیکھنے میں شرم نہ کرو۔

کسی کو بری بات بتانے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔

(ندیم جان گوپانگ، جعفر آباد)

سانحہ ہجر

آخری ہجر کی قیامت خیز آندھی نے ہماری الفت کے تاج محل کو پاش پاش کر ڈالا۔ آہ یہ سانحہ تو میرے گماں میں نہ تھا دل کی حالت کو کس طرح لفظوں میں بیان کر لوں کیونکہ غم کی قیامت خیزیاں عروج پر ہیں۔ شوخیوں سے سرشار آنکھیں اب اشکوں سے لبریز ہیں گلاب کی طرح شاداب رخساروں پہ اب خزاں کا بسیرا ہے پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں پہ اداسیوں کی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ پھولوں کی طرح نازک دل جدائی کی دہکتی ہوئی تیز دھار تلواروں سے گھائل ہو چکا ہے اس لیے فرط درد سے روئے دل کے روئیں روئیں سے دکھ بھری سسکیاں تنہائی کے سناٹے میں گونج رہی ہیں۔ جسم بیجان بت کی طرح لاچار ہو جاتا ہے۔ شام ہجر نے سیاہ ماتمی لباس زیب تن کرنے پر مجبور کر ڈالا ہے۔

(ایس امتیاز احمد، کراچی)

میری زندگی کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری

میرے لیے یہ جیون کیا ہے یہ سکھ دکھ یہ خوشیاں کیا ہیں میں نہیں جانتی صرف اتنا جانتی ہوں کہ میں نے آگ کا اک دریا پار کرنا ہے مجھے سات سمندر پار جانا ہے میری راہیں میری منزل سب کھو گئی جن راستوں سے مجھ کو گزرنا ہے ان راستوں پر صرف کانٹے ہی کانٹے بچھے ہوئے ہیں پر مجھ کو یہ سفر طے کرنا ہے مجھے اس پار جانا ہے چاہے میرے پاؤں زخموں سے چھلنی ہی کیوں نہ ہو جائیں پر مجھ کو چلنا ہے ہر مصیبت کا سامنا کرنا ہے آنے والی ہر آندھی اور ہر طوفان سے گزرنا ہے مجھے گر کر پھر سے سنبھلنا ہے کچھ ان دیکھے خواب ہیں میری پلکوں پہ ان خوابوں کو حقیقت میں لاتا ہے میری پرنم آنکھیں جن سے نیند بہت دور ہے ان تھکی تھکی سی آنکھوں میں سے پھر سے سپنے سجانے ہیں ہمیں زندگی سے لگاؤ نہیں پر پھر بھی زندگی نبھانی ہے عجیب یہ زندگی یہ لوگ یہ دنیا یہ دکھ اور سکھ یہ رشتے ناطے یہ اپنے پرائے کبھی اپنے ساتھ چھوڑ جاتے ہیں کبھی پرائے اپنے سے لگنے لگتے ہیں کبھی تنہا لمبی راتیں ہم کو بہت ستاتی ہیں اور ہم ساری ساری رات رو رو کر گزار دیتے ہیں پتہ نہیں دل اتنا مجبور اور بے بس کیوں ہے کیوں یہ ہم کو تڑپاتا ہے کیوں ہماری نیند ہمارا سکون چھین لے جاتا ہے آخر کیا چاہتا ہے ہمارا من معلوم نہیں یہ دل کس کیلئے دھڑکتا ہے پتہ نہیں یہ آنکھیں کس کو تلاش کرتی ہیں ہمیں کس کا انتظار بھی نہیں کسی سے پیار نہیں پر پھر بھی یہ دل بے قرار ہے اور اپنی منزل کی طرف رواں ہے کہ کہیں ہم کو جانا ہے پر پھر بھی خود کو معلوم نہیں کہ ہم کو جانا کہاں ہے۔

(گلشن ناز، ٹھٹھہ قریشی)

ڈائری کا ایک ورق

یہ سچ ہے کہ میں نے تجھے چاہا اور دل کی گہرائیوں سے اپنی جان سے زیادہ تجھے اپنا بنایا تھا اپنے دل کے من مندر میں تجھے سجایا تھا اپنے دل کے نہاں خانوں میں چھپایا تھا لیکن تم ہمیشہ یہی کہتی رہی کہ تم کہیں مذاق تو نہیں کر رہے ہو کہیں دھوکہ اور فریب تو نہیں دے رہے ہو مجھے تم پر بھروسہ نہیں لیکن پھر بھی تیری چاہت کا طلبگار رہا اور فقط تجھے ہی اپنا سب کچھ خیال کرتا رہا مگر تم نے مجھے ایک کھلونا جانا جیسے ایک بچہ کھلونے سے کھیلنے کے بعد اسے توڑ دیتا ہے مگر بچہ بھی کھلونے کو نہایت پیار سے توڑتا ہے لیکن تم نے میرا دل بڑی بے دردی سے توڑا ہے۔

سوچا تجھے تھا دیکھا تجھے پوجا تجھے طاہر
میری خطا یہ میری دفا تیری خطا تو کچھ بھی نہیں

خدا تجھے سلامت رکھے اور خوش رکھے اور پھر انسان وقت کے ہاتھوں کھلونا ہی تو ہے وقت انسان کو توڑتا پھوڑتا رہتا ہے وقت جو زخم لگائے وہ انسان کو خاموشی سے سہنا ہی پڑتے ہیں عظیم تو وہ انسان ہے جو زخموں کو سینے میں چھپائے رکھے اور مسکرا مسکرا کر کھیلتا رہے انسان وقت کے ہاتھوں کتنا بے بس مجبور ہے۔

دل پہ چوٹ لگانے والے اب افسوس نہ کر
یہ پرانے ہو کر اے طاہر خود ہی مل جائیں گے

(عاشق حسین طاہر، منڈی نوتانوالی)

مصطفیٰ گل کی ڈائری

گل ناز کس طرح تم نے مجھے بھلا دیا آپ کی محبت صرف ان چند دنوں کی تھی بس چند کے بعد میری نازک سی زندگی کو تباہ اور برباد کر کے کسی اور کی خوشی کیلئے چلی گئی آخر میرا کیا تھا قصور جو تم نے مجھے بنا کے اپنا ہمسفر بنا لیا آج سے لیکر پورے دو سال گزر گئے

مگر میرے دل میں تیرے لیے وہی پیار بھری جذبات نکلنے کا نام نہیں لیتا ہے گل ناز ان ظالموں نے تجھے اس طرح مجھ سے جدا کر دیا اب تو میرا نام لینے میں گوارہ نہیں کرتی ہوں خیر ایں تو چند دن کی زندگی ہے میں نے تو اپنا غم درد اپنے سینے میں چھپا کر اپنی زندگی کو بے دردی سے گزار رہی ہوں مگر وقت آنے میں تو بہت فسٹ آئے گی۔

(مصطفیٰ گل، لیاری کراچی۔)

اعوان کی ڈائری سے

مجھ کو پتہ ہے آج 13 فروری ہے میں اپنے وعدوں پر آج بھی قائم ہوں ہیں ہر پل ہر گھڑی تیرے ساتھ ہوں میں ہر لمحہ تیرے لیے دعا کرتا ہوں میں بہت جلد واپس آؤنگا تم بے فکر رہو۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا تم پانچ وقت کی نماز پڑھا کرو اور ہر دعا میں علی کے لیے دعا کیا کرو ابھی وہ بچہ ہے میں تمہارے ساتھ ہوں مشکل وقت میں کبھی پریشان نہ ہونا اللہ تعالیٰ سب بہتر کرے گا۔ اور میں آؤں گا ضرور آؤں گا تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گی آج 13 فروری ہے یاد ہے مجھ کو S تم کبھی بھی نہیں بھول سکتی مجھ کو اب تیرے خواب پورے ہونے والے ہیں میں انشاء اللہ آج شام تک تیرے پاس آؤں گا آج علی بھی بول رہا ہے کہ میں بھی جاؤں گا آپ کے ساتھ او کے میری جان اپنا خیال رکھنا۔

ہم جب بھی لکھتے ہیں کمال لکھتے ہیں
کبھی تیری سوچیں کبھی خیال لکھتے ہیں
جب سے سنی ہے تعریف تیری ولی
کبھی تیری آنکھیں کبھی جمال لکھتے ہیں

(بقلم ولی اعوان گولڑوی)

مجید احمد جائی ملتانی کی ڈائری

زندگی کتنی خوبصورت لگتی ہے۔ جب مخلص لوگ ملتے ہیں زندگی پھولوں کی طرح کھلکھلاتی ہے لیکن وہی محبت کرنے والے حسین خواب دکھانے راہ الفت میں لمحہ بہ لمحہ ساتھ چلنے کے وعدے کرنے والے ساتھ چھوڑ جائیں تو زندگی تپتے ریت کے صحراؤں کی مانند ہو جاتی ہے تنہا زندگی کتنی بے رونق لگتی ہے آنسو مقدر بن جاتے ہیں لمحہ بہ لمحہ درد کی سوغاتیں ملتی ہیں جب اپنے بھی منہ موڑ لیتے ہیں لفظوں کے نشتر کلیجہ چھلنی چھلنی کر دیتے ہیں بس مجھے ساتھ چھوڑنے والوں سے صرف اتنا کہنا ہے کہ یوں کسی کو بیچ سمندر چھوڑ جانا اچھا نہیں ہوتا۔ جب تمہاری ضرورت ہوتی ہے جب تمہارے بغیر زندگی ویران لگنے لگتی ہے تب چھوڑ کے جانا بہت درد ناک ہوتا ہے۔ بچھڑنے سے پہلے راستے بدلنے سے پہلے کسی چیز میں زہر ملا کر دے دیتے تا کہ سکون سے موت کے حوالے تو ہو جاتے اب روز مرنا روز جینا بڑا عذاب دیتا ہے تم تو اپنی زندگی میں خوش ہو ذرا سوچو جو صرف اور صرف آپ کے خواب دیکھتا تھا جو آپ کے بنا اک لمحہ بھی نہیں رہ سکتا تھا اب کیسے جیتا ہوگا آنکھیں برستی ہوں گی پہلے تو تم اک آنسو تک نہیں بہانے دیتی تھی اب جب تنہا بیٹھ کے روتا ہوگا خبر تو تمہیں بھی ہوتی ہوگی کیا تمہاری آنکھیں کسی پیارے محبوب تو دیکھتی ہوں گی میری یاد تو آتی ہوگی۔ اب بھی دل تمہیں یاد کرتا ہے میری خواہش صرف یہی ہے کہ زندگی کو شام ہو اور آپ کی بانہوں میں دم نکلے بس مجھے اور کچھ نہیں چاہیے تم اپنی زندگی خوشیوں میں خوش رہو۔ فقط درد بسانے والا پردیسی۔ (مجید احمد جائی ملتانی، ملتان)

آصف سانول کی ڈائری سے

میں آج بہت خوش ہوں اور خوش بھی کیوں نہ ہوں آج میرا محبوب میرے دل کی دھڑکن میری سانسوں کی روانی میرے دل کا سکون میری آنکھوں کا تارہ ایک طویل عرصے بعد مجھے ملنے آیا ہے میں دل بھر کے اسے دیکھتا رہا تھا وہ آج بھی پہلے کی طرح تھا جتنا حسین پہلے ہوا کرتا تھا اگر وہ میرا ہمسفر نہیں بن سکا تو کیا ہوا میرا محبوب تو ہے میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا وہ بھی بہت اداس تھا شاید وہ بھی میرا غم برداشت نہیں کر سکا تھا وہ میرے سامنے بیٹھا رہا تھا بہت اداس تھا

بہت مچلتا تھا بن پانی مچھلی کی طرح تڑپتا تھا شاید مجھے گلے سے لگانا چاہتا تھا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ کتنا مجبور تھا خدا کسی کو مجبور بھی نہ کرے اس کا آخری جملہ مجھے اب رلا دیتا ہے سانول جان مجھے بے وفا مت کہنا اور اکرم راہی کا یہ گانا اس نے سنا دیا دھیاں دی مثال تے ہندی کچیاں نیاں ڈی مرضی نیوں چلدی سانول پنڈ وچ دھیاں دی۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

میری زندگی کی ڈائری

کچھ خاص نہیں میری زندگی تو نفرتوں کی بھینٹ چڑھ گئی جن سے محبت کی وہ اس راہ پہ اکیلا چھوڑ گئے مجھے تڑپنے کے لیے اس بے وفا نے پلٹ کر میری خبر نہ لی میری اپنوں نے میری زندگی نہ چاہنے والوں پہ قربان کر دی جنہیں میری کبھی قدر رہی نہ تھی جن کے لیے میں نے اپنی ننھی سی عمر داؤ پر لگا دی مجھے میری محبت نہ ملی مجھ سے میری خوشی کسی نے نہ جانی میرے اپنے میری خوشیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مجھے کنویں میں دھکیل دیا جہاں میرے پاس زندگی کو جینے کی ہر آسائش تو موجود ہے لیکن محبت سے دامن خالی ہے کون جانے کہ محبت کیا ہوتی ہے یہ جو دل اس میں تڑپتا ہو وہی اس کا درد جانتا ہے آج وہ لاپرواہ تو اپنی خوشیوں میں مگن ہے لیکن میں اس جلتی دھوپ میں کیسے کھڑی ہوں سانس لے رہی ہوں یہ کسی کو پرواہ نہیں اس کے لیے تو یہ کہوں گی کہ اس کی یادیں آج بھی میری ڈائری میں سیف ہیں۔

نہ یہ زندگی ہوتی نہ یہ دکھ ہوتے
نہ تم سے ملتے نہ ہم تم سے جدا ہوتے
نہ یہ قصہ ہوتا نہ یہ کہانی بنتی
نہ آج ہم یوں تیری بے وفائی پہ روتے
تم جو گئے تو پلٹ کر بھی نہ دیکھا
کہ تم بن ہم کیسے ہیں رہتے
تیری وفا پہ ہمیں بہت یقین تھا
دیا درد تو نے ایسا کہ ہم سدا رہے روتے

(عابدہ رانی گوجرانوالہ)

میری زندگی کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری میں سب کچھ میری جان کے بارے میں لکھا ہے میں اپنی جان ''کے'' سے بہت محبت کرتا ہوں وہ مجھ کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری ہے اے میری جان K میری دعا کہ تم ہمیشہ خوش رہو کوئی غم تمہارے قریب نہ آئے اور جو تم تمہارے پیچھے آئے اللہ کرے اسے ہم راستے میں مل جائے اے میری جان میری دعا ہیں کہ ہم تم کو ہر وقت یاد آئے اور تم ہمیں یاد کرتے رہو بس اللہ تعالیٰ تم کو میری نصیب میں لکھ دے میں یہی دعا رب سے کرتا ہوں اے میرے دوستو تم بھی میرے لیے دعا کرو کہ وہ میری جان مجھے مل جائے۔

(محمد جنید جانی، اکبر پورہ پشاور)

عمران کی ڈائری

آج شام کتنی تنہا تنہا اور سرد ہے آسمان پہ سجی کالی گھنگھور گھٹا نے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور ساتھ ہوائیں سرد جھونکے اور چمکتی کڑکتی اس سوگوار موسم کو اور افسردہ اور سیاہ ناک بنا رہی ہے شام غم کے یہ سوگوار اور اذیت ناک لمحے مجھے میری سوچوں کے برخلاف میری آہوں اور حسرت و یاس میں لپٹی میری ناؤ کو میرے خون آشام ماضی کی جانب لے جانے پر مجبور کر رہے ہیں جہاں صرف درد و غم کے کالے سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں جو شاید میری ٹوٹی بکھری ہستی کو مزید توڑ پھوڑ کر میرے وجود کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اے کاش کہ میرا مختصر سا ماضی صرف میرے اک بھیانک اور ڈراؤنا خواب ہوتا جو میری آنکھ کھلتے ہی ٹوٹ کر نیست و نابود ہو جاتا ہے اور یوں حالات کی ستم ظریفی اور تقدیر کا مذاق نہ بنتا۔ لیکن قسمت کا لکھا پہلے کبھی ٹلا ہے جو اب ٹلتا، واقعی یہ زندگی یہ جیون ہنسی اور غم کے بیچ اک سنگم کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ زندگی کبھی کبھی اس دنیا اور اس کے باسیوں کے ہاتھوں اور کبھی یہ جیون تقدیر کے بیہمانہ مذاق کا شکار ہو جاتی

ہے شاید یہی زندگی ہے وقت کے بے رحم لمحوں کے ہاتھوں یہ زندگی یوں رنج والم، امیدی و ناامیدی اور کرب میں ڈوبتی ہوئی ناؤ کی طرح بیچ سمندر ہچکولے کھاتی ہوئی گزرے گی اور ساحل پر کھڑے کچھ آشنا چہرے آندھیوں کی زد میں آئی ہوئی اس ناؤ کو وقتی لطف سمجھ کر اپنی آنکھوں کی تسکین جان کر اس کو سمندر کی بے رحم لہروں کی نذر ہوتا دیکھیں گے کبھی یہ بات میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی لیکن کہتے ہیں نا حقیقت سے نظر چرانے والے دانشور نہیں ہوتے بہر حال جو ہوا سو ہوا سب اچھا ہوا۔ آج بس جی نے حد سے زیادہ تڑپایا تو چند لہو میں ڈوبے الفاظ زیر قلم ہو گئے اب تو اپنی پر کیف شاموں اور اپنی تنہا سرد راتوں سے جنون کی حد تک لگاؤ ہے اور شاید زندگی کا یہی اثاثہ جینے پر مجبور کرتا ہے طوفانوں و موجوں میں بھٹکتی یہ کشتی جو ساحل کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی ہے مجھے میری جان سے پیاری ہے آخر میں سب قارئین و رائٹر حضرات کو لہو میں ڈوبا سلام و آداب!

(عمران انجم راہی، ہتہ پانی، آزاد کشمیر)

گوپانگ ندیم کی ڈائری

مقدر کے فیصلے بھی عجیب ہوتے ہیں ہم جن کو اپنی جان سے بڑھ کر پیار کرتے ہیں اور وہ ہی ہم سے بچھڑ جاتے ہیں تو دل پر کیا بیتی ہے یہ صرف درد دل والے ہی جانتے ہیں ہم لوگ ان کی ایک دن کی جدائی بڑی مشکل سے سہہ پاتے ہیں تو ذرہ سوچو جب یہ چھوڑ کر چلے جائیں تو دل کی کیا حالت ہوتی ہے دل خون کے آنسو روتا ہے کیونکہ محبوب اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ یہ سب کام صرف مقدر میں لکھے ہوتے ہیں کسی کی زندگی میں سکھ کسی کی زندگی تو صرف دکھ سے ہی بھری ہوتی ہے وہ جہاں بھی جائیں انہیں ایک نیا دکھ ملتا ہے پیار میں سچا پیار کرنے والا کیوں تڑپتا ہے تڑپ صرف سچے پیار کرنے والوں کی نصیب میں کیوں ہوتی ہے وہ تو صرف ٹائم پاس کرنے کیلئے ہم سے دوستی کر لیتے ہیں ان کو نہیں معلوم کہ جب دل ٹوٹتا ہے تو بہت درد ہوتا ہے کسی چیز کی حسرت نہیں رہتی لیکن جب محبوب ہنس کر بات کرتا ہے تو سارے دکھ درد بھول جاتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ آسیہ نازکی یہ نظم جو مجھے بے حد پسند ہے۔ شاید کسی دن

اک امید ہے میرے دل کو
کہ شاید کسی دن تو لوٹ آئے
غم کے بادل چھٹ جائیں میرے سر
سے
کسی دن میرے دل کو بھی خوشی کے
لمحے میسر
آئیں
میرے دل کے دکھ مٹ جائیں
میری زندگی شاید یقین میں بدل
جائے
شاید کسی دن تو لوٹ آئے

(ندیم جان گوپانگ، جعفر آباد)

پرنس کی زندگی کی ڈائری

اب تو میری ڈائری میری ہر غزل ہر تحریر ہر شعر میں ایک ہی نام ہے اور وہ ہے ایس دریام میری جان آپ نے میری زندگی بدل دی میری سوچ سے بڑھ کر آپ نے مجھ کو پیار دیا آپ سے ملاقات کر کے جو خوشی ملی وہ بیان نہیں کر سکتا آپ کی تصویر ہمیشہ میرے پاس رہے گی میں آپ کو کبھی بھول نہیں سکتا آپ کی جلد ہی شادی ہونے والی ہے میری دعا ہے کہ آپ کو وہاں ہر خوشی ملے آپ سے دعا ہے کہ میرا رابطہ ہمیشہ قائم رہے آپ مسکراتی ہوئی بہت اچھی لگتی ہو آپ کی سوچ بہت اچھی ہے ہماری محبت ہوس سے پاک ہے ہم روح سے محبت کرتے ہیں اور بے لوث بغیر کسی لالچ کے جان اداس نہ ہوا کرو اور زیادہ غصہ نہ کیا کرو پلیز ہمیشہ یاد رکھنا آپ کی خوشی میں میری خوشی آپ کی زندگی میں میری زندگی۔

(پرنس عبدالرحمٰن، نین رانجھا)

غزلیں

بیسٹ آف علامہ اقبال

قفس کے ہاتھوں توں مجبور کتنا
جان کے ہے آج لاشعور کتنا
س چہرے نے ہے ایک دن مٹی
مل جانا
س چہرے پہ ہے تجھے غرور کتنا
ک سجدے کے انکار نے ابلیس کو
یطان بنا دیا
خود جان لے تیرا ہے قصور کتنا
ن کی سنت پر چلنا تجھے گوارہ نہیں
رے واسطے روئے تھے وہ حضور
کتنا
نے چکھی ہے فقط گناہوں کی
لذت
کیا جانے اے مسلمان ذکر الٰہی
ہے سرور کتنا

(منظور اکبر تبسم جھنگ)

غزل

ئی الزام لگا کر تو سزا دی ہوتی
میری لاش سر بازار جلا دی ہوتی
نفرت تھی تو پیار سے دیکھا
تھا
پہلے ہی میری اوقات بتا دی
ہوتی
کر زخم میرے آنکھیں چرا لیں تم
نے
پوچھ کر کچھ تو زخموں کی دوا دی ہوتی
سو جاتا میں بھی چین سے تبسم
تو نے اگر شوق سے آنچل کی ہوا دی
ہوتی
زندگی اپنی بھی چین سے گزر جاتی
تھی
تو نے اگر پیار سے دل میں جگہ دی
ہوتی

(منظور اکبر تبسم، جھنگ)

پنجابی شاعری

اج ایمان دے نال دس تاں سہی
کدی یاد وی ساڈی آئی ہئی
ساڈی یاد دے وچ بے چین ہو
کے
کدی نیندر وی ونجا کی ہئی
میرے وانگوں باہنی سر تے رکھ
کے
کدی سوگ دی رسم منائی ہئی
جیویں وسیم پردیسی نے رو رو عمر
گزاری
اج ہک وی رات لنگھائی ہئی

(وسیم پردیسی، گگومنڈی)

غزل

اب اور منزل پانے کی حسرت نہیں
رہی
کسی کی یاد میں مرجانے کی فطرت
نہیں رہی
آپ جیسا دوست جب سے ملا ہے
پردیسی
کسی اور کو دوست بنانے کی
ضرورت نہیں رہی

(ابرار احمد، گگومنڈی)

غزل

ایک دوست بولا
توں شادی کس سے کرے گا
میں نے کہا
میں شادی شدہ ہوں
کہنے لگا
کون ہے تیرا جیون ساتھی
میں نے کہا
یادیں ہیں کسی کی
کہنے لگا
کس نے پڑھایا تھا تیرا نکاح
میں نے کہا
مستقبل کے خوابوں نے
وہ بولا کیسی گزر رہی ہے زندگی
میں بولنے ہی والا تھا
کہ
آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے ۔

وہ بولا
اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتے
میں نے کہا
حق مہر میں اپنی سانسیں لکھی ہوئی ہیں
(ثناء کنول، چکوال)

پیر نصیر الدین شاہ نصیر صاحب کے نام

علم و دانش کا جہاں تھے شہ نصیر الدین
ہاں ادب کا سائبان تھے شہ نصیر الدین
میر تھے غالب تھے سب اپنے عہد کے
شاعری و نعت گو میں کم کہاں تھے شہ نصیر الدین
گفتگو کا منفرد انداز تھا دھیما لہجہ
خوش بیاں تھے شہ نصیر الدین
لفظ کی حرمت پر آنے دی نہ آنچ
نعت گوئی، شاعری کا گلستان تھے شہ نصیر الدین
فیض پایا ان ہی سے ولی آنے حسب ظرف
ہر کسی پہ مہربان تھے پیر نصیر الدین
(ولی محمد اعوان گولڑوی، لاہور)

پیارا شہر سردار گڑھ

جب ہم ملے تھے کیا نظارہ تھا مستوئی
جیسے آسمان پر چاند اور ستارہ تھا
نظروں سے ہوئی دل کی باتیں
ہاتھوں میں ہاتھ مستوئی ہمارا تھا
جہاں مل کر اقبال ہم بیٹھے تھے
شجر کے نیچے پاس ندی کنارہ تھا
باتوں میں باتوں پھول کھلنے لگے
ایسا لگا جیسے گلشن ہمارا تھا
ایک دن نہ ملتا دور کی بات
ایک پل نہ ہوتا گزارا تھا
وہ بہت دیوانی تھی مستوئی میری
میں اس کے پیار میں پاگل آوارہ تھا
مستوئی یاد تو بہت آتا ہوگا اسے
سردار گڑھ کا وہ شہر کتنا ہی پیارا تھا
(سردار اقبال خان مستوئی سردار گڑھ)

نظم

میں چاہتا ہوں کہ......
اک لمحہ مل جائے تیری محبت کا
تیری چاہت کا
جس میں وہ حسین پل بیتا سکوں
پھر وہ عمر بھر کے لیے یادگار ہو
اپنی ساری محبت جو میرے دل میں ہ
تیرے لیے وہ ان لمحوں میں رکھ دوں
اور تیری آنکھوں میں اتر کر تجھ سے
تجھی کو مانگ لوں اور
وہ باتیں کہہ دوں جو میرے دل میں ہیں
اے کاش طاہر
اک لمحہ ہی مل جائے تیری محبت کا
(عاشق حسین طاہر، تحصیل کھاریاں)

غزل

لبوں پر پھول کھلتے ہیں کسی نام سے پہلے
دلوں کے دیپ جلتے ہیں چراغ سے پہلے
رات کی رانی تھی یا خوشبو کسی کی یاد کی
دیر تک آنگن میرے احساس کا مہکا رہا
تیری دوستی سے پہلے کون جانتا تھا مجھے
تیرے عشق نے بنایا میری زندگی کا فسانہ
نظر سے گفتگو کرنا لبوں کا چپ رہنا
یہ دضع دار چلنا اور جھیل سی آنکھیں
(عاشق حسین طاہر، کھاریاں)

بے بسی

اس بھری دنیا میں مجھے چھوڑ گیا تنہا
اس زمانے کے دکھ کیسے اٹھاؤں گا تنہا
تو ساتھ تھا تو یہ دنیا بھی رنگین لگتی تھی
اب اپنے ہاتھوں پہ مہندی کیسے سجاؤں گا تنہا
میری خوشیاں فقط اک تیرے ہی ساتھ تھیں
اب اکیلے کیسے مسکراؤں گا بن تیرے تنہا
(عاشق حسین طاہر، منڈی نونانوالی)

غزل

وہ جو دوست اک ہمیں زندگی سے بھی پیارا ہے
بغیر اس کے ویران یہ جہان سارا ہے

وہ نہیں جانتا کہ اس کی رات کیا ہے
وہی ہے جو محبت کا اک ستارا ہے
نہیں ملتا تو دل کی حالت عجیب ہوتی ہے
کہ اس میں میرا نہیں دل کا قصور سارا ہے
وہ اپنی سب باتوں کو چھپ چھپ کے بیان کرتا ہے
یہی تو اک ادا ہے جس نے ہمیں مارا ہے
وہ کیا تھا؟ کیا ہے؟ کیا ہوگا؟ کیا خبر؟
یہی پتہ ہے کہ وہ جیسا بھی ہے بس ہمارا ہے
(ملک سمیع اللہ چاند، ساہیوال)

غزل

تو کیوں روٹھ جاتا ہے اکثر شکوہ کیے بغیر
ہم بھی تو سہہ جاتے ہیں شکایت کیے بغیر
ہم سوچتے رہے محبت بے لوث ہوتی ہے
یا یونہی ہو جاتی ہے عنایت کیے بغیر
تو کتنا نادان ہے اے چاند اتنا تو سوچ لے
جنت کب ملتی ہے عبادت کیے بغیر
قصور تیرا نہیں قصور تو ہمارا ہے چاند
ہم نے محبت بھی کی تو تیری اجازت لیے بغیر
(ملک سمیع اللہ چاند، ساہیوال)

غزل

ادھورے چاند سے فریاد تو کرتا ہوگا
وہ مجھے زیادہ نہیں پر یاد تو کرتا ہوگا
بھولے سے ہی سہی میری یاد تو آتی ہو گی
وہ میرے بارے میں کچھ ارشاد تو کرتا ہو گا
بہت مصروف سہی دن بھر پھر بھی
رات کی تنہائی میں کچھ پل میرے لیے برباد تو کرتا ہو گا
(ملک سمیع اللہ چاند، ساہیوال)

غزل

اس عید پہ لوٹ کے آ جانا
کچھ یادیں تازہ کرنی ہیں
کچھ لمحے موڑ کے لانے ہیں
کچھ تارے توڑ کے لانے ہیں
وہ مستی اور وہ مدہوشی
وہ بچپن موڑ کے لانا ہے
اس عید پہ لوٹ کے آ جانا
اب دل کو دل کی دھڑکن سے
پھر عید مبارک کہنا ہے
اب ساتھ بہت دن رہنا ہے
اس عید پہ لوٹ کے آنا ہے
کچھ یادیں تازہ کرنی ہیں
(پرنس افضل شاہین، بہاولنگر)

غزل

کوئی راز ہے میرے سینے میں
دن کم ہیں میرے جینے میں
مجھے دھیرے دھیرے کہنے دو
مجھے اپنے دل میں رہنے دو
میری بوجھل پلکیں کہتی ہیں
تیری آنکھوں کو تکتی رہتی ہیں
میں سب کچھ کھونا چاہتی ہوں
بس تیرا ہونا چاہتی ہوں
عجیب خواہش ہے یہ میری
مجھ پر یہ احسان تو کر دو تم
اک دن میرے نام تو کر دو تم
پھر نہ لوٹ کے آؤں گی
نہ تجھے کبھی ستاؤں گی
اب کہہ دو جو بھی ارادہ ہے
کوئی راز ہے میرے سینے میں
دن کم ہیں میرے جینے میں
(پرنس افضل شاہین، بہاولنگر)

غزل

جب تیرا نام لکھا کاغذ پر
اک حسین پھول کھلا کاغذ پر
پھر تیری یاد کا چمکا سورج
اشک بن کر جو گرا کاغذ پر
خواب میں جب تیرا دیدار ہوا
سارا احوال لکھا کاغذ پر
دھیان میں تیرے اٹھایا جو قلم
اک نیا نقش بنا کاغذ پر
ہو کے آئی ہے گلستان سے ابھی
پھول چمن باد صبا کاغذ پر
عشق کا راز نہ کھل جائے کہیں
اس نے کیا آج لکھا کاغذ پر
بے قراری کو مٹانا ہے جمال
اس کی تصویر بنا کاغذ پر
(پرنس افضل شاہین، بہاولنگر)

غزل

یہ میں ہی جانتا ہوں جو مجھ پہ گزر گئی
برسوں کی پاسداری ہو بے اثر گئی
یہ میں ہی جانتا ہوں جو مجھ پر گزر گئی

ہم راز دل چلے گئے جیون اداس ہے
پرخار زندگی نی میری اثاث ہے
اک آس تھی ملن کی وہ بھی بکھر گئی
یہ میں ہی جانتا ہوں جو مجھ پہ گزر گئی
کبھی اے ستم شعار بھولے سے ہو گزر
کس حال میں آفتاب ہے بس دیکھ اک نظر
تیرے لیے بقا تھی بن تیرے مر گئی
یہ میں ہی جانتا ہوں جو مجھ پہ گزری گئی
(محمد آفتاب شاد، دوکوٹہ)

دوستوں کے نام غزل

کچھ یادیں ہیں ان لمحوں کی
جن لمحوں میں ہم ساتھ رہے
خوشیوں سے بھرے جذبات رہے
اک عمر گزاری ہے ہم نے
جہاں روٹھے ہوئے بھی ہنستے تھے
کچھ کہتے تھے کچھ سنتے تھے
ہم روز صبح جل ملتے تھے
تو سب کے چہرے کھلتے تھے
پر لطف وہ منظر ہوتا تھا
سب مل کر باتیں کرتے تھے
ہم سوچ کر کتنا ہنستے تھے
وہ گونج ہمارے ہنسنے کی
اب اک پرانی یاد بنی
یہ باتیں ہیں ان لمحوں کی
جن لمحوں میں ہم ساتھ رہے
(محمد آفتاب شاد، دوکوٹہ)

غزل

فنا کے بعد بھی مجھ کو ستا رہا ہے کوئی
نشان قبر کا بھی مٹا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے
اداس میرے جنازے سے جا رہا ہے کوئی
میری اے حسرت اوارمان ذرا ٹھہر جاؤ
کہ بے نقاب تصویر میں آ رہا ہے کوئی
اندھیری رات کے تارو نہ جھلملاؤ تم
خدائی سو گئی آنسو بہا رہا ہے کوئی
فرشتو عرش سے پھول لا کے برساؤ
نعیم کے قبر کو روند کے دلہن بنا رہا ہے کوئی
(نعیم اداس، شانگلہ)

غزل

ہم نے تجھ پر کوئی الزام نہیں آنے دیا
اک غزل میں بھی تیرا نام نہیں آنے دیا
تو نے اک دن ہمیں ناکام کہا اور ہم نے
خود کو اپنے بھی کسی کام نہیں آنے دیا
اک نشانی بھی فراموش نہیں کی اس کی
ایک بھی زخم کو آرام نہیں آنے دیا
اپنی پلکوں میں چھپائے رکھے آنسو اپنے
اک ستارہ بھی لب بام نہیں آنے دیا
زندگی اس لیے پر کیف کٹی ہے ساگر
دل میں اندیشہ انجام نہیں آنے دیا
(نعمان ساگر، شورکوٹ کینٹ)

رات نہیں ہوتی

جس دن تیری میری بات نہیں ہوتی
دن نہیں گزرتا رات نہیں ہوتی
ہر گھڑی آج کل بس تیرا انتظار رہتا ہے
بھر لوں آ کے تجھ کو بانہوں میں دل دیوانہ کہتا ہے
چوری چوری جس دن ملاقات نہیں ہوتی
دن نہیں گزرتا رات نہیں ہوتی
کیا کروں اک سوا تیرے اب کچھ بھی اچھا لگے نہ
ساری دنیا مجھے لگے جھوٹی کچھ بھی اچھا لگے نہ
پیار والی جس دن برسات نہیں ہوتی
دن نہیں گزرتا رات نہیں ہوتی
(نوید ملک، گولارچی بدین)

تم یاد آئے ہو

کبھی جو بھولنا چاہو نجانے کیوں میرے دلبر
مجھے تم یاد آتے ہو
کبھی ساون کے موسم میں اگر گائے کہیں کوئل
کسی مہندی کی ٹھنڈی پہ نجانے کیوں میرے دلبر
مجھے تم یاد آتے ہو
کسی کے ہاتھ سے چھوٹے اگر شیشے کا پیمانہ

چھلک جائے اگر ساگر نجانے کیوں میرے دلبر
مجھے تم یاد آتے ہو
مجھے تم یاد آتے ہو
(نوید ملک، گولارچی، بدین)

غزل

جب کبھی تیرا دل گھبرائے تو لوٹ آنا
اگر کبھی میری یاد ستائے تو لوٹ آنا
آج مجھے ٹھکرا دیا تو نے اے دوست اے
اگر زمانے تجھے ٹھکرائے تو لوٹ آنا
تو کہتا تھا ساری دنیا میری ہے اپن
اگر دنیا تجھے نہ اپنائے تو لوٹ آنا
(نوید ملک، گولارچی، بدین)

بس تم تیار رہنا

اک دن خوشی کا آئے گا
ہر غم بھول جائے گا
ہر کوئی تم کو چاہے گا
بس تم تیار رہنا
غم کے بادل جائیں گے
خوشی کے ساون آئیں گے
تم سے ہر کوئی کرے گا پیار
بس تم تیار رہنا
بہاولپور میں آوں گا
اپن تم کو بناؤں گا
دور دیس پیا لے جاؤں گا
بس تم تیار رہنا
بات بات پر تم مسکراؤ گی
میری جب بن جاؤ گی
ناز نخرے تیرے اٹھاؤں گا
بس تم تیار رہنا
چاہت میری ہو گی
جیت تیری ہو گی
زندگی بھر ساتھ نبھاؤں گا
بس تم تیار رہنا
بھروسہ مجھ پر کرنا ہو گا
گرم سرد راہوں پر چلنا ہو گا
ایک دوسرے پر مر مٹنے کے لیے
بس تم تیار رہنا
محبت مجھ سی نہ کوئی کرے گا
قدم قدم پر جان نثار سچا کرے گا
دیوی سمجھ کر تیری پوجا کروں گا
بس تم تیار رہنا
چھوٹا سا آنگن ہو گا
چاند ستاروں کا دامن ہو گا
خوشیوں کی مالا سچا ڈالا کرے گا
بس تم تیار رہنا
(ایم وائی سچا، جدہ)

اشعار

ستارو تم تو سو جاؤ ہم تو مجبور بیٹھے ہیں
ہم جس کو یاد کرتے ہیں وہ ہم سے دو بیٹھے ہیں
چاندنی رات ہے خاموش ستاروں کی قسم
دل میں تیرے سوا کچھ بھی نہیں
نکالیں بھی تو کیسے اسے دل سے صابر
وہ شخص مجھ میں سما گیا خون و جگر کی طرح
یاد محبوب سے زندہ ہوں خدایا ورنہ
کون رہتا ہے تیری S دنیا میں تماشا بن کے
ہم اپنی زخم دل کسی کو دکھایا نہیں کرتے صابر
خود تو جلتے ہیں مگر کسی کو جلایا نہیں کرتے
اداس شام سے پوچھ لینا اگر یقین نہ ہو مجھ سے
کہ ہر شام ہم آپ کو بے انتہا یاد کرتے ہیں
(وسیم سلطان صابر، خٹک)

دادا جان کے نام

اس کو کس پھول کا کفن ہم دیں
وہ جدا ایسے موسموں میں ہوا
جب درختوں کے ہاتھ خالی ہیں
آئینے میں ڈھونڈتے تھے خود
ایسا بے مثال آئینہ گر تھا وہ
سارے کانٹے سمیٹ لیتا تھا
ایسا انمول ہم سفر تھا وہ
اپنے دل میں سنبھال کر اس کو
اپنے ہاتھوں سے کھو رہے ہیں اسے
ہچکیاں بندھ گئی ہیں لفظوں کیں
آئینہ خانے رو رہے ہیں اسے
اس کو کس روشنی میں دفنائیں
اس کو کس خواب کا بدن ہم دیں
وہ جو خوشبو میں ڈھل گیا یارو
اس کو کس پھول کا کفن ہم دیں
(ایس انمول، بھابڑہ)

غزل

آج ساقی شراب رہنے دو

تشنگی کا عذاب رہنے دو
پونچھ ڈالو نہ آنکھ سے کاجل
کچھ تو خنجر پہ اب رہنے دو
تم سنوارو اپنی زلفوں کو
میری حالت خراب رہنے دو
چاند بادل میں اچھا لگتا ہے
آدھے رخ پہ نقاب رہنے دو
ان کے چہرے کی بات ہو جائے
آج ذکر گلاب رہنے دو
ان کی چوکھٹ کو چوم لوں محسن
باقی سارے ثواب رہنے دو
(عبدالسلام آرائیں، بہاولنگر)

غزل

شام کے ملگجے اندھیروں میں
میری ٹیبل دوستوں کے رستے ہوئے تحفوں
پھولوں اور کارڈ سے بھری ہے
سانسوں میں پھولوں کی خوشبو اب تک
کمرے میں پھیلی ہے
لیکن دل اداس ہے
میں نے پھولوں کی وہی سوکھی شاخ
دراز سے نکالی جو پچھلی سالگرہ پر
دیتے ہوئے تم سے کہا تھا
اس کے مرجھانے سے پہلے میں
لوٹ آؤں گا
میں نے اپنے تشنہ سسکتے ہوئے لب
محبت کی اس مرجھائی ہوئی شاخ پر
رکھ دیئے اور آنکھیں بھینچ کر
تمام درد تمام آنسو اپنے اندر اتار لئے
(پرنس افضل شاہین، بہاولنگر)

کیسے ہو

دل میں درد سمانے والے کیسے ہو
مجھ کو بھلانے والے کیسے ہو
آتی نہیں مجھے نیند راتوں کو تنہا
مجھے تنہائی میں یاد آنے والے کیسے ہو
میں نے جنہوں کی حد تک محبت کی تم سے
میر محبت کی لاج نہ رکھنے والے کیسے ہو
کھائی تھی تم نے قسمیں ساتھ نبھانے کی
اپنی ہی بات سے مکرنے والے کیسے ہو
تم نے تو کہا تھا ساتھ دو گے مرنے تک
اپنی ہی بات سے مکرنے والے کیسے ہو
تم نے تو وعدہ کیا تھا منزل تک ساتھ دینے کا
بیچ راہوں میں تنہا کرنے والے کیسے ہو
دل میں درد سمانے والے کیسے ہو
مجھ کو بھلانے والے کیسے ہو
(ایم عاصم بوٹا دکھی، چوک متیلا)

غزل

کوئی آہٹ سے آئے تو لگتا ہے کہ تم ہو
سایہ کوئی لہرائے تو لگتا ہے کہ تم ہو
صندل سے مہکتی ہوئی پر کیف ہوا جھونکا کوئی ٹکرائے تو لگتا ہے کہ تم ہو
جب شاخ کوئی ہاتھ لگاتے ہی چمن میں
شرمائے لچک جائے تو لگتا ہے کہ تم ہو
اوڑھے ہوئے تاروں کی چمکتی ہوئی چادر
ندی کوئی بل کھائے تو لگتا ہے کہ تم ہو
اگر یہ بات شرک ناں ہوتی جاناں
تو کہہ دیتے کہ خدا تم ہو
(غزالہ جبرائیل، لاہور کینٹ)

نظر ثاقب

وہ خود کو کئی پردوں میں چھپا رکھتا ہے
منفرد لہجوں میں الگ صدا رکھتا ہے
ہنر آتا ہے اس کو زخم پرونے کا
جفا کے بھیس میں لپٹی وفا رکھتا ہے
زمانے تو سعی کرتا ہے اس کو مٹانے کی
رکھنا ہو جسے زندہ خدا رکھتا ہے
محبت میں وہ سبھی حدیں عبور کرتا ہے
عداوت ہو تو نفرت کی انتہا رکھتا ہے
اسے چاہت کی طلب بڑی شدت سے رہتی ہے
اہل وفا کو سر آنکھوں پہ بٹھا رکھتا ہے
وہ منتظر ہی رہتا ہے مدت سے یہ مشغلہ اس کا
وہ اپنی بنجر پلکوں کو رستوں میں بچھا رکھتا ہے

(ایم مظہر نظیر منتظر، بالاکوٹ)

دوہڑے

مک ونجاں اے میلہ زندگی دا اس
کدوں تائیں لکیاں راہنا
جیہڑا فجر نوں خیر دا چڑھیا اس شام نوں آخر لاہنا
پہلے پہر توں فقط دو پہراں تک
سنگتاں دا اٹھنا باہنا
چوتھے روز انمول تاں سجناں نوں
اساں یاد وی کوئی نہیں راہنا

☆

تینوں کی پتہ سجن وچھوڑیاں داتوں
جے وچھڑ کے رات نبھائی نئیں
ساہ تنگ ہو وین اودراں توں
تینوں ہسراں شکل وکھائی نہیں
بندہ ادھی راتیں اٹھ کے ٹرپیندا
ندی سمجھ دماغ اچ کائی نئیں
کوئی پوچھے تاں آکھ انمول
چھوڑے بس نیندر اجے تک آئی نئیں
(ایس انمول، بھابڑہ شریف)

چاند

ستاروں کی محفل سے چرایا ہے آپکو
دل سے اپنا دوست بنایا ہے آپکو
اس دل کو توڑنے مت دینا کیونکہ
اس دل کے ہر کونے میں چھپایا ہے آپ کو
(ایس انمول، بھابڑہ شریف)

غزل

اس کی نظروں کا کمال نہ پوچھ
اب جو ہوا ہے میرا حال نہ پوچھ
ہو گئی اس کے سامنے زبان بند
پھر کیا کیا اس نے یہ سوال نہ پوچھ
ملتا ہے مجھے ہر روز خواب میں
اسے ہے کتنا خیال نہ پوچھ
تیرے سنگ جو گزرا وقت معلوم نہیں
جدائی میں جو گزرا وہ سال نہ پوچھ
(غزالہ جبرائیل، لاہور کینٹ)

غزل

کوئی میرا بھی تو ہو ساتھ نبھانے کیلئے
مجھے مانگے خدا سے اپنا بنانے کیلئے
میرے آنسو میری پلکوں سے چرانے کیلئے
بس وہ ہی ہو مجھے سینے سے لگانے کے لیے
یوں تو ہیں چاہنے والے بہت دنیا میں
نہیں ہے مگر کوئی عمر بھر ساتھ نبھانے کے لیے
(غزالہ جبرائیل، لاہور کینٹ)

غزل

یہ مت پوچھو کہ کیا میں آدمی ہوں
کرو گے یاد ایسا آدمی ہوں
میرا نام و نسب کیا پوچھتے ہو
ذلیل و خوار رسوا آدمی ہوں
تعارف اور کیا اس کے سوا ہو
کہ میں بھی آپ جیسا آدمی ہوں
چلے آیا کرو میری طرف بھی
محبت کرنے والا آدمی ہوں
توجہ میں کمی بیشی نہ جانو
عزیزوں میں اکیلا آدمی ہوں
گزاروں ایک جیسا وقت کب تک
کوئی پتھر ہوں میں یا آدمی ہوں
انور آ جاؤ میرے ساتھ لیکن
میں ایک بھٹکا ہوا سا آدمی ہوں
(راشد لطیف، صبرے والا)

آنسو آنکھوں کی دہلیز پہ لایا نہ کرو
ہارنے کے حالات زمانے کو بتایا نہ کرو
لوگ مٹھی میں نمک لیتے پھرتے ہیں دوست
زخم تم کسی کو اپنے دکھایا نہ کرو
(راشد لطیف، صبرے والا)

غزل

چہرے پر میرے زلفیں پھیلاؤ کسی دن
کیا روز گرجتے ہو برس جاؤ کسی دن
رازوں کی طرح اترو میرے دل میں کسی شب
دستک پر میرے ہاتھ کی کھل جاؤ کسی دن
گزریں جو میرے گھر سے رک جائیں ستارے
اس طرح میری رات کو چمکاؤ کسی دن
میں اپنی ہر سانس اسی رات کو دے دوں
سر رکھ کر میرے سینے پہ سو جاؤ کسی دن
(راشد لطیف، صبرے والا)

زندگی

زندگی برباد ہو جاتی ہے
کسی سے محبت نہ ہو اگر
تو کوئی فرق نہیں پڑتا
زندگی گزر ہی جاتی ہے
آہستہ آہستہ خوشیوں میں
غموں میں محبت ہو جائے اگر
دل کھو جائے اگر
صنم جو کرے وفا ساتھ
نبھائے سدا
محبت میں پھول کھلتے ہیں بہت
خوشیاں بھی ملتی ہیں بہت
اور......؟
اگر صنم بے وفا نکلے ساتھ نہ نبھائے
تو عمر ناشاد ہو جاتی ہے
تم مانو یا نہ مانو نوید
زندگی برباد ہو ہی جاتی ہے
(نوید ملک، گولارچی)

ساون

آج ساون کی پہلی جھڑی
تیز آندھی اور موسلا دھار بارش نے
ہر چیز کو جل تھل کر کے رکھ دیا ہے
موسم کی اس ستم ظریفی نے دور
کہیں بھولی یادوں کے سمندر میں
ہلچل مچا دی ہے
پرانے زخموں کو پھر سے تازہ کر دیا ہے
اب دیکھیے بازی کون جیتے گا
من کا موسم یا
پھر بھیگا ساون
(نوید ملک، گولارچی)

رنگ و بو کے دیوانو
دنیا کی ہر دلفریبیاں ہمیشہ نہیں رہیں گی
جوانی کی یہ بہاریں سدا ساتھ نہ دیں گی
ایک وقت آئے گا کہ جب
اٹھتے ہوئے یہ ہاتھ ڈھلک جائیں گے
یہ چمکتی آنکھیں پتھرا کر چڑھنے لگیں گی
اس وقت
یہ ڈگریاں و سرٹیفکیٹس یہ دوست و احباب کام نہ آئیں گے
اس وقت کی جیت ہمیشہ کی جیت ہو گی
اس وقت کی ہار ہمیشہ کی ہار ہو گی
(زوہیب اختر، ضلع بہاولنگر)

نئے سال کے دنوں میں

اب کے برس کچھ ایسا کرنا
اپنے پچھلے بارہ ماہ میں گزارے
دکھ سکھ کا اندازہ کرنا
بسری یادیں تازہ کرنا
سادہ سا اک کاغذ لے کر
اس پر گزرے پل لکھ لینا
پھر اس بیتے اک اک پل کا
اپنے گزرے اک اک کل کا
اک اک موڑ کا احاطہ کرنا
سارے دوست اکٹھے کرنا
ساری محفلیں حاضر رکھنا
ساری شامیں پاس بلانا
سارے موسم دھیان میں رکھنا
اک اک یاد گمان میں رکھنا
پھر محتاط اندازہ کرنا
اگر تو خوشیاں بڑھ جاتی ہیں
تو پھر تم کو میری طرف سے
نیا سال مبارک ہو
(رانا نذر عباس، منڈی بہاؤالدین)

غزل

کب ہوئی پیار کی برسات ہمیں یاد نہیں
خوف میں ڈوبی ملاقات ہمیں یاد نہیں
ہم تو مدہوش تھے کچھ اتنا اس کی چاہت میں
اس نے کب چھوڑ دیا ساتھ ہمیں یاد نہیں
زندگی جبر مسلسل کی طرح کٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں
میں نے پلکوں سے در یار پر دی ہے دستک
میں وہ سائل ہوں جسے کوئی صدا یاد نہیں
آؤ اک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں ہادی
لوگ کہتے ہیں کہ زخمی کو خدا یاد نہیں
(ہادی تنہا، زخمی رانا، منڈی بہاؤالدین)

غزل

ان خاموش راتوں میں پھر کوئی سہانی یاد آئی
کچھ اپنا زمانہ یاد آیا کچھ تیری کہانی یاد آئی
اقرار کیا تھا تم نے بھی مجھ سے تم سے

محبت ہے ہادی
لو بیٹھے بٹھائے آج ہمیں وہ بات پرانی یاد آئی
ہم بھول چکے تھے کسی نے ہمیں دنیا میں اکیلا چھوڑ دیا
جب غور کیا تو اک صورت جانی پہچانی یاد آئی
کچھ پاؤں کے چھالے کچھ آنسو کچھ سپنے اور تنہائی
اس بچھڑے ہووے ہم راہی کی ہر اک نشانی یاد آئی
(حماد ظفر ہادی، گوجرہ)

غزل

ہم ٹوٹ کے بکھرے ہیں اتنے کہ تجھے کیا خبر
زندگی گوا کے جی رہے ہیں تجھے کیا خبر
تو اپنی خوشیوں میں مگن ہے اس قدر
ہم تنہائیوں کو پی رہے ہیں تجھے کیا خبر
تو اپنی جیت پہ نازاں ہے اس قدر
ہم نے ہار کر بھی تجھے جیتا ہے تجھے کیا خبر
تیرے ساتھ گزرے لمحات کی یاد میں
رات دن تڑپ رہے ہیں تجھے کیا خبر
تیری یادوں کی آغوش میں کھو کر فنا
ہم خود کو ہی بھول گئے ہیں تجھے کیا خبر
دل کی دھڑکن کو تیری آس ہے
تو نہیں جانتا میرے لیے تو کتنا خاص ہے
(عمران بلوچ، حب ڈیم)

غزل

لوٹ کر تیرے آستانے سے
کٹ کے ہم رہ گئے زمانے سے
عشق حسن جہاں ہوا خوشبو
کب چھپے ہیں بھلا چھپانے سے
کہیں زردار ہیں کہیں نادار
دو ہی فرقے ہیں اک زمانے سے
کسی محبت کی بات کرتے ہو
اگلے وقتوں کے فسانے سے
یوں تو اس کو بھلا بھی دوں لیکن
یاد بڑھتی ہے بھول جانے سے
دیکھ کر بجلیوں کے اب تیور
خوب آتا ہے آشیانے سے
کیوں رہیں ہم بجھے بجھے اعجاز
دل بہلتا ہے مسکرانے سے
(بشیر اعجاز)

اشعار

خدا کرے تجھے بھی کسی سے محبت ہو
میری محبت کو ہنسی میں اڑانے والے
اک بار پلٹ کہ دیکھ اے ظالم
تیری زندگی کو موت بنانے والے

☆

تجھے سوچتی ہوں تو نیند روٹھ جاتی ہے
گزرے دنوں کی یاد خوب رلاتی ہے
جانے کب ہو گا تیرا اک دیدار
یہ جدائی تو میری جان لیے جاتی ہے

☆

(تسلیم نیامت، گگو منڈی)

دسمبر کا مہینہ آیا ہے
تیری یادوں کا طوفان لایا ہے
تجھ سے بچھڑ کر زندہ ہیں
ہاں قیامت کا سماں چھایا ہے
بے چینیاں ہیں ساری تجھ سے
ہاں چین بھی تجھ سے پایا ہے
تو کیا جانے تیرے جانے سے
کیسے دل کو بہلایا ہے
زندگی رک سی گئی ہے
بس سانسوں کو چلتا پایا ہے
(تسلیم نیامت، گگو منڈی)

غزل

جب یاد مجھے کر کے رویا کرو گے تم
نہ نیند آئے گی نہ سویا کرو گے تم
اس وقت میری یاد تمہیں بہت ستائے گی
جب کسی سے آنکھیں ملایا کرو گے تم
تڑپے دل اور آہ بھی نہ نکل سکے زبان سے
چھپ چھپ آنسوؤں کو بہایا کرو گے تم
جذبات میں آ کر جلایا میری ساری یادیں
اب کسی طرح جی کو بہلایا کرو گے تم
موت تو برحق ہے جدا کر کے ہی چھوڑے گی
وعدہ کرو ولی کی قبر پر آیا کرو گے تم

(ولی اعوان گولڑوی، چکوال)

غزل

پڑوسن کی لڑکی سے پیار ہو گیا
محلے کی چھت پہ اقرار ہو گیا
بلو کا لوگوں میں گھر والا ہو گیا
میری اندھیری راتوں میں اجالا ہو گیا
بلو کی آنکھوں میں ایسا پیار ہے
عمران
بلو کی آنکھوں کا میں دیوانہ ہو گیا
اک دن کام سے لوٹ کر گھر آیا میں راشد
اک پیار سے منے کا میں ابو بن گیا
(عمران راشد ڈلے والا)

غزل

اب مجھے دل لگانے کا شوق نہیں
ہنسی کو لبوں پر لانے کا شوق نہیں
تنہائیاں مقدر بنی تو رونا نصیب میں ٹھہرا
فرصت کے لمحوں کو پانے کا شوق نہیں
میری حالت دیکھ کر مسکراتا ہے زمانہ
اس ڈر سے حال دل سنانے کا شوق نہیں
بے وجہ ہی تنہائی سے گھبرا کر تڑپ گیا دل
وگرنہ دل کو تڑپ جانے کا شوق نہیں
ایک وہ تھا جس سے مل کر مسکراتا تھا نصیب
وہ روٹھا تو مجھے مسکرانے کا شوق نہیں
دل کو غموں کے نشیمن میں جلا ڈالا
اب حسرتوں کے محل بنانے کا شوق نہیں
تڑپ غم کی قفس میں مدت سے ہوں رانا
خوشی کی بزم میں جانے کا شوق نہیں
(رانا بابر علی ناز، لاہور)

غزل

دور سایہ سا ہے پھولوں میں
چھپتی پھرتی ہے صبا پھولوں میں
چاند بھی آ گیا شاخوں کے قریب
یہ نیا پھول کھلا ہے پھولوں میں
چاند میرا ہے ستاروں سے الگ
پھول میرا ہے جدا پھولوں میں
چاندنی چھوڑ گئی ہے خوشبو
دھوپ نے رنگ بھرا ہے پھولوں میں
رک گیا کوئی تیرا ہاتھ عاصم
کوئی کانٹا تو نہ تھا پھولوں میں
(ایم عاصم، چوک متیلا)

آزاد نظم

کبھی کبھی میں سوچتا ہوں
اگر تم مجھے مل بھی جاتے
تو میری ویران وسنسان زندگی میں
بہار آ جاتی
یہ اداسیوں اور محرومیوں کے سائے
چھٹ جاتے
بیوفائی میں نے نہیں کی
قصور تمہارا بھی نہیں
ہمارا ملن ہی شاید
قدرت کو منظور نہ تھا
اس کے فیصلوں کو احترام
کرنا بھی لازم ہے
جب کوششیں رائیگاں جائیں
تو زہر جدائی پینا پڑتا ہے
جدا ہو کے بھی جینا پڑتا ہے
دل کے گھاؤ کو سینا پڑتا ہے
لیکن یاد رکھنا
تمہیں بھول جانا
ممکن نہیں جاناں
(خالد فاروق آسی، فیصل آباد)

غزل

محبت کے روپ ہزاروں
کبھی زندگی میں چھاؤں ہے لاتی
کبھی محبت ہے موسم بن جائے پت جھڑ
کبھی یہ محبت میں لگے ہر سو بہاراں
کبھی یہ محبت غم کی آندھیاں چلائے
محبت بن کر کہ جفا دغا دوری ساتھ ہی ہے رہتی
محبت ہی تو بن کر وفا پیار توجہ
احساس اعتبار پل میں ہی تو یہ روٹھوں کو ہے مناتی
محبت کہیں آتی ہے نظر
اک ذرا سی کوتاہی کی صورت
محبت ہمیشہ ستاتی ہے ذرا سی یاد کی صورت
محبت آزمائے محبت ستائے محبت
اونچ نیچ سکھائے
لکھاری کے افسانوں میں
سسی، پنوں لیلیٰ مجنوں کی داستانوں میں
(آستر، کراچی)

ماں سے پیار کا اظہار

* ...... میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں ماں کے قدموں تلے جنت ہے میں کرتا ہوں اپنی ماں سے بہت بہت پیار۔ (عبدالوحید آرائیں، ضلع نواب شاہ)

* ...... میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا تھا مگر میرے نصیب میں ماں کا پیار طویل مدت تک نہیں تھا اے خدا میری ماں کو جنت میں جگہ عطا فرما۔ (آصف سانول بہاولنگر)

* ...... میں اپنی ماں سے اتنا پیار کرتا تھا جتنا چکوری چاند سے کرتی ہے مگر افسوس میری ماں کا پیار میرے مقدر میں نہیں تھا۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

* ...... ماں ایک عظیم ہستی ہے جس کی کوئی مثال نہیں میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن میں ماں کی تعریف کر سکوں ہمیں ماں باپ دونوں کی قدر کرنی چاہیے۔ (رائے اطہر مسعود آکاش)

* ...... تمام دوستوں سے میرا پیغام ہے کہ اپنی ماں کی عزت اور احترام کریں ماں کے بغیر دنیا ویران ہے اے خدا سب کو ماؤں کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ (مصطفی گل)

* ...... مائیں تو اپنی اولاد کے لیے سائباں ہوتی ہیں گھنی چھاؤں کی طرح جو اولاد کو کسی دکھ میں نہیں دیکھ سکتی خدا میری ماں کو سلامت رکھے۔ (عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

* ...... ماں دنیا کا واحد رشتہ ہے جس میں کوئی لالچ نہیں ہوتا ماں دنیا کا ایک انمول تحفہ ہے ہمیں اس تحفے کی قدر کرنی چاہیے۔ (اطہر مسعود آکاش، فورٹ عباس)

* ...... ماں مقدس ہستی ہے ماں میں وفاداری ہے ماں کا پیار سچا ہے اللہ سب کی ماؤں کا سایہ قائم رکھے۔ (عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

* ...... میں اپنی ماں کے پیار کا اظہار نہیں کر سکتی کہ وہ اپنی ہے میرے پاس الفاظ نہیں ماں کی قدموں کی خاک ہوں۔ (ثوبیہ حسین، کہونہ)

* ...... میں اپنی ماں سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری ماں کو لمبی زندگی دے کیونکہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (مقصود احمد بلوچ، خانیوال)

* ...... دوستو والدین کی خدمت کرو دوستو صرف ماں کی خدمت کرو بلکہ باپ بھی حقدار ہے اس کا بھی احترام کرو اور والدین کو کبھی ناراض مت کرو۔ (شاہد اقبال خٹک، کرک جندری)

* ...... اے ماں جب میں بچہ تھا تو لوری دیتی تھی مجھے خاموش کرنے کے لیے مگر ماں اب تو اس دنیا میں نہیں اللہ آپ کو جنت فرمائے۔ (سردار اقبال، سردار گڑھ)

* ...... ماں ایسی ہستی ہے جس کا کوئی ثانی نہیں ماں کی خدمت کرو دوستو۔ (محمد شعیب گنڈاکس)

* ...... اے امی جان جب سے تو ہر دنیا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئی ہے اور مجھے اس دنیا میں تنہا چھوڑ دیا ہے۔ (سردار خان، سردار گڑھ)

* ...... ماں ہی تو ایک ایسا رشتہ ہے جو دنیا میں نہ ہو تو کوئی میں اپنا نہیں لگتا ہے۔ (ملک عبدالمجید احمد، فیصل آباد)

* ...... میری ماں مجھ سے بہت پیار کرتی تھی اور آج بھی مجھے میری بہت ہی یاد ہے جو اس دنیا میں نہیں ہے اللہ اسے جنت عطا فرمائے۔ (سردار اقبال مستوئی، سردار گڑھ)

* ...... میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں کیوں کہ ماں جیسا اس دنیا میں کوئی نہیں۔ ماں آئی لو یو (جاوید ساگر، ڈسکہ)

* ...... ماں ایک ایسی ہستی ہے جس کا کوئی ثانی نہیں ماں کی خدمت کرو دوستو آئی لو یو ماں۔ (ممریز بشیر گوندل، گوجرہ)

* ...... میرے والدین انتہائی شریف اور رحم دل ہیں آئی لو یو والدین۔ (ممریز بشیر گوندل، گوجرہ)

* ...... ماں تو ماں ہوتی ہے یہ ایک ٹھنڈی چھاؤں ہے اور اس ماں کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ (آفتاب اداس، جنڈ)

* ...... میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ میری ماں کو جنت میں جگہ دے آمین، (اشفاق دکھی، دوکوٹہ)

* ...... میں اپنی ماں سے بے حد پیار کرتا ہوں اور اللہ میری ماں کو جنت میں جگہ دے آمین، (اشفاق دکھی، دوکوٹہ)

* ...... ماما میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں پر آپ کی اور میری اکثر لڑائی رہتی ہے پلیز ماما آپ میری بات سمجھا کریں کچھ اپنی منوائیں کچھ میری مانیں (سباء ملک اعوان، دیپالپور)

* ...... ماں میری جان ہے وہ نہ ہوتی تو شاید میں زندہ نہ ہوتی (نورین، ساہیوال)

* ...... میں اپنی ماں سے بہت زیادہ پیار کرتی ہوں (انجم نذیر، وہاڑی)

* ...... مجھے اپنی ماں سے بہت پیار ہے ماں اللہ کی طرف سے انمول تحفہ ہے، دوستو والدین کا احترام کرو اور ان کی عزت کرو۔ (قمر اداس ایم 75/12 L،)

* ...... ماں تیری عظمت کو سلام ماں جیسا انمول موتی دنیا میں نہیں ماں مجھے ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھنا (توصیف انور، لاہور)

* ...... ماں سے پیار کا اظہار لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو ہمیشہ میرے سر پر سلامت رکھے۔ (اریب انور، لاہور)

* ...... ماں جیسی عظیم ہستی کا نعم البدل دنیا میں نہیں جس کے سر پر ماں سلامت ہے اسے دنیا میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ (فہد انور، لاہور)

* ...... ماں میرے لیے ہر وقت دعا کیا کر کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر میدان میں کامیاب کرے۔ ماں تو ہے تو سب کچھ ہے تیرے سوا یہ دنیا سونی ہے۔ (انیب انور، لاہور)

* ...... میری ماں ایک انمول ہیرا ہے اس سے بڑھ کر میرے لیے اور کچھ بھی نہیں میری ماں مجھ سے بہت پیار کرتی ہے۔ (توقیر انور، لاہور)

* ...... میری امی جان، میرے ابو جان، میری بہنیں میرا سب کچھ ہیں اللہ تعالیٰ میری پوری فیملی کو تاحیات خوش وخرم رکھے اور محبت دے سب کو (عبدالستار نیازی، مکران بلوچستان)

* ...... ماں کیلئے دعا یا رب میری ماں کو تاقیامت زندہ رکھنا میں رہوں یا نہ رہوں میری ماں کا خیال رکھنا میری خوشیاں بھی لے لے۔ (یونس عبدالرحمٰن، نین رانجھا)

* ...... اے ماں تیری دعاؤں کی بدولت میں پاک آرمی میں خوش ہوں میری ماں کی دعائیں میرے ساتھ ہر پل رہتی ہیں، میں ہر آزمائش سے گزر جاتا ہوں۔ ماں تجھے سلام (محمد اسماعیل آزاد، کھوکھرہ)

* ...... ماں جیسی ہستی دنیا میں کہاں نہیں ملے گا بدل چاہے ڈھونڈ لے سارا جہاں (عبدالغفار تبسم، لاہور)

* ...... میری ماں دنیا میں سب سے اچھی ماں ہے ماں ایک ایسا رشتہ ہے جیسے گلاب کا بہار ہے۔ (نامعلوم)

* ...... اگر بن جائے سارا پانی سیاہی اور درخت قلمیں تو پھر بھی میں اپنی ماں کی تعریف مکمل نہ کر سکوں اللہ میرے والدین کو سلامت رکھنا آمین (مسز ایم ارشد وفا، گوجرانوالہ)

* ...... ماں کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کیا کرو کیونکہ اگر ماں ناراض ہو تو دنیا کی تمام خوشیاں ہمارے کسی کام کی بھی نہیں میری زندگی کا سرمایہ میری ماں ہے۔ (عثمان غنی انجم، قبولہ شریف)

* ...... میری امی بہت ہی اچھی ہیں وہ میری ہر بات مانتی ہیں اللہ تعالیٰ میری امی کا سایہ ہم پر ہمیشہ قائم رکھے آمین (عمران عباس پرنس، خانیوال)

* ...... میری امی جان میری زندگی کے لیے اک خوشبو کی مانند ہے اور میرے پھول ہونے کی حیثیت خوشبو کے بغیر ادھوری ہے خدا سے دعا ہے اللہ تعالیٰ میری امی جان کو تندرستی دے آمین (ایم خالد محمود سانول، مروٹ)

* ...... ماں تجھے سلام، مجھے اپنی ماں سے بے حد پیار ہے میری ماں دنیا کی تمام ماؤں سے بہتر ہے۔ (عبدالستار نیازی، بلوچستان مکران)

* ...... یہ وہ سمندر ہے جس کی گہرائی ناپی نہیں جاتی۔ (عصمت علی عاصی بلوچ، دبئی یو اے ای)

مجھے شکوہ ہے

اس دوست سے جس کو میں نے بہت چاہا مگر اس نے وفا نہیں کی۔ (ایم عبدالوحید آرائیں، باندی، سندھ)

جواب عرض کے کچھ دوستوں نے جو دوستی توڑ رکھتے ہیں مگر رابطہ نہیں کرتے امید ہے سمجھ تو ضرور گئے ہوں گے۔ مائنڈ نہ کرنا ڈیئر۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

ان لوگوں سے جو دوستی محض لالچ کیلئے کرتے ہیں خدا را ایسا نہ کیا کریں کسی کے جذبات کے ساتھ نہ کھیلیں۔ (رائے اطہر مسعود آکاش)

بے وفا و شبو والوں سے کہ جس نے مجھ سے بہت بڑا دھوکہ کیا اور میرا زندگی کو برباد کر دیا زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ (مصطفیٰ گل، لیاری کراچی)

ان لوگوں سے جن سے میں نے محبت کی لیکن مجھے محبت کے بدلے نفرت ملی میرے اپنوں نے میری زندگی کا فیصلہ کیا۔ (عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

شکوے سے شکوہ ہے کہ یہ فضول ٹائپ کیوں ہے جب شکوہ کسی مسئلے کا حل نہیں تو پھر موجود کیوں ہے۔ (عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

شازیہ وقاص سے کہ اس نے جواب عرض میں لکھنا چھوڑ دیا ہے شازیہ جی لوٹ آؤ آپ کے بغیر جواب عرض کی نگری ویران ہے لوٹ آؤ نہ شازی۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

اپنے آپ سے کہ لوگوں سے وفا کرتا ہوں کچھ اپنے آپ سے گلہ ہے کہ میں یہ کیوں کرتا ہوں مجھے سمجھ میں نہیں آتا۔ (شاہد اقبال خٹک، کرک جندری)

اپنے کزن رحمت اللہ سے جو اچھے کام کرتا نہیں ہے اور میری بات بھی نہیں مانتا۔ (سردار اقبال خان، سردار گڑھ)

اپنے آپ سے کہ بہت جلدی ہر کسی پر اعتبار کر لیتا ہوں بعد میں اکیلا تڑپتا ہوں۔ (محمد شعیب گنڈاکس)

ان لوگوں سے جو دوسروں کو دکھا دیتے ہیں اور ہر آدمی کے ساتھ فراڈ کرتے رہتے ہیں۔ (سردار اقبال خان، سردار گڑھ)

شکوہ تو آدمی اپنوں سے کرتا ہے جب اپنے ہی ناں ہوں تو کس سے کریں۔ درحقیقت میں شکوہ نہیں کرت۔ (ملک عبدالمجید احمد، فیصل آباد)

منظور اکبر سے کہ وہ اپنے آپ کو بہت بڑا آدمی سمجھتا ہے اور مجھے یاد نہیں کرتا پتہ نہیں اس کو کیا ہو گیا ہے۔ (پرنس مظفر شاہ، پشاور)

اپنے دوست رشید خان مستوئی سے مدینے پاک جو گیا ہوا ہے وہ مجھے مل کر بھی نہیں گیا۔ (سردار اقبال مستوئی، سردار گڑھ)

وقت کی بے رحم ہواؤں سے جو اپنے تیز بہاؤ کے ساتھ میرے مقدر کی ہر خوشی بہا کر نہ جانے کہاں لے گئیں اور دکھ میرے آنگن کے پھول بن گئے۔ (جاوید ساگر ڈیسکہ)

ان دوستوں سے جو میرا نام یوز کرتے ہیں پلیز ایسا مت کریں بڑی مہربانی ہوگی پلیز احتیاط کریں میرے دوستوں کو تنگ مت کریں۔ (مریز بشیر گوندل، گوجرہ)

ان دوستوں سے جو دوستوں کو بے وفائی کرتے ہیں۔ (ڈاکٹر محمد رفیع احمد آباد اوکاڑہ)

مجھے شکوہ ہے آر سے جس نے بغیر کسی غلطی کے مجھے چھوڑ دیا پلیز واپس آ جاؤ میں تو مر جاؤں گا تیرے بغیر پلیز۔ (قمر اعجاز گوندل، گوجرہ)

ان لوگوں سے جو غریب وگوں سے ہمدردی نہیں کرتے اور غریب لوگوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ (آفتاب اداس، جنڈ)

میری دوست فاخرہ سے جس نے مجھے چھوڑ دیا اور آج تک حال تک نہ معلوم کیا۔ (ندیم، بہاولنگر)

اپنے پیارے بھائی سے جو مجھ سے پیار تو کرتا ہے مگر ساتھ نہیں دیتا۔ (مظہر، دوکوٹہ)

مجھے شکوہ ہے اپنے استاد سے جو مجھے لاہور آنے کا کہتا ہے اور لاہور نہیں آتا۔ (اشفاق دکھی، دوکوٹہ)

مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں شاید مجھ میں ہی کوئی کمی ہے پھر شکوہ کیسا کرنا۔ (ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

ان لوگوں سے جو اپنے والدین کا کہنا نہیں مانتے اور اپنی من مانی کرتے ہیں۔ (غلام

مصطفیٰ عرف موجو)

زاہد ناز مانسہرہ سے کہ وہ میرا فون اٹینڈ نہیں کرتے اگر کال اٹینڈ نہیں کرنی تو فون کو فروخت کر دیں۔ (این ہارون، سیج پور ہزارہ)

مجھے ساجدہ سے شکوہ ہے کہ وہ مجھے بھول گئی ہے۔ (احمد علی چک63)

مجھے فرزانہ سے شکوہ ہے کہ وہ مجھے بھول گئی ہے۔ (رمضان ڈھکو، چک63)

ان لوگوں سے جو اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتے انہیں بڑھاپے میں اکیلا چھوڑ جاتے ہیں (صبا ملک اعوان، دیپالپور)

مجھے کسی سے شکوہ نہیں ہے۔ (نورین ساہیوال)

ان لوگوں سے جو اپنی ماں کی قدر نہیں کرتے اپنی جنت کو دنیا میں رسوا کرتے ہیں پلیز دوستو اپنی ماں کی قدر کیا کرو۔ (اظہر مسعود رائے، فورٹ عباس)

ڈیرہ بگٹی کے انجم سے جو کہ رابطہ نہیں رکھتا نہ میسج کرتا ہے یار کم از کم یاد تو کر لیا کرو مہربانی ہوگی۔ (پرنس مظفر شاہ، پشاور)

جواب عرض کی ٹیم سے جو میری ہر ماہ کی تحریروں کو ردی کی ٹوکری کی نظر کر دیتے ہیں۔ (فنکار شیر زمان، پشاور)

ان دوستوں سے جو نماز کی پابندی نہیں کرتے براہ مہربانی نماز کی پابندی کریں اللہ پاک کو راضی رکھیں یہ چندروزہ زندگی ہے۔ (محمد صفدر دکھی، کراچی)

ایس سلمیٰ گلاب اور شفقت ناز علی ہری پور سے ان دونوں سہیلیوں نے لکھنا چھوڑ دیا ہے میں پوچھتی ہوں کیوں کوئی وجہ تو ہوگی نا پلیز پلیز۔ (اے ایس اعوان، کھلا بٹ)

اپنے قلمی دوستوں سے جو کہ خطوط کا جواب نہیں دیتے۔ (امین مراد انصاری، کراچی)

اپنی زندگی سے اپنے پیار سے اپنے دل سے اپنے نصیب سے اپنی قسمت سے اور خود اپنے آپ سے کہ میں جس کو چاہتا ہوں دل سے چاہتا ہوں اور لوگ بیوفائی کرتے ہیں۔ (محمد اشرف زخمی دل، ننکانہ)

مجھے ان لوگوں سے شکوہ ہے کہ جو ایک بار محبت کا دعویٰ کرتے ہیں پھر زندگی بھر رابطہ نہیں کرتے۔ اللہ ان لوگوں سے بچائے اس طرح مت کرو۔ (عبدالجبار منکیرہ)

ان سب سے جو موبائل پر دوستی کر کے دوسروں کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ (ظفر نور، اوبادڑہ)

اپنے آپ سے کہ میں ہر کسی پر اعتبار کر لیتا ہوں اور اس لیے دھوکہ بھی کھاتا ہوں۔ (عبادت علی، ڈی آئی خان)

ما سے کہ وہ جانتی ہے کہ میں M سے پیار کرتا ہوں پھر بھی رکاوٹ بن رہی ہے۔ پلیز ایسا مت کرو۔ (عبادت کاظمی، ڈی آئی خان)

K سے جو بیوفا ہے تم نے اچھا نہیں کیا ایک نہ ایک دن آپ کو احساس ہوگا تم پچھتاؤ گے کاشف مگر کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ (مس صبا، کلر سیداں)

میرے دوست جبرئیل آفریدی سے کہ وہ آج کل مجھے تو بھول بیٹھے ہیں پلیز ہم زندہ ہیں ابھی تک ذرا سوچ تو لو جانی۔ (عبدالوحید ابرار، حب)

اپنی دوستوں سے سونیا آفریدی ارم جان، مس صبا، اقراء جنگ، فرح نادیہ ناز، آپ سب میرے میسج کا Reply نہیں کرتیں۔ (غزالہ جبرائیل، لاہور)

ایڈیٹر سے جو میری تحریریں، شعر، غزلیں شائع نہیں کرتے۔ جلد شائع کریں۔ (سید عارف شاہ، جہلم)

شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں۔ (نثار احمد حسرت، نور جمال شمالی)

آکاش احمد کو نکے سے کہ وہ مجھے ایس ایم ایس نہیں کرتا۔ (جنید اقبال)

ان لوگوں سے جو بلاوجہ فون پر تنگ کرتے ہیں۔ (فیض اللہ مجاور، دربارخی سرور)

ان بھائیوں اور بہنوں سے جو رات کو کافی دیر کے بعد مجھے میسج یا مس کال دیکر میری نیند خراب کر دیتی ہیں پلیز دوستو ایسا نہ کیجئے۔ (عبدالرشید بزنجو، گنڈانی)

ہر اس انسان سے جو دوسروں کو دکھ دیتے ہیں آخر کیوں ایسا سوچتے ہیں اگر ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے پیار کریں گے تو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ ہم پر کرم کرے گا ہم پرسکون رہیں گے۔ (ایم خالد محمود سانول، مروٹ)

ان لوگوں سے جو اپنے والدین کی عزت کا خیال نہیں کرتے۔ والدین کی عزت کو پیروں تلے روند دیتے ہیں خدا کیلئے ایسا نہ کرو۔ (عامر امتیاز نازی، کلر سیداں)

جواب عرض کے خاص رائیٹر اللہ دتہ بے درد اور انتظار حسین ساقی سے کہ میرے خطا کا جواب کیوں نہیں دیتے آپ دونوں بیوفا ہو۔ (کاشف گلونہ، بنوں)

دنیا والوں سے جو غریب سے پیار نہیں کرتے غریب کی عزت نہیں کرتے۔ (محمد اشرف زخمی دل، بچیکی)

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟

میری رائے میں خوشی ملتی ہے تو ہر طرف آسمان پر خود کو اڑتا محسوس کرتا ہوں دل آج بہت خوش ہے میرا۔ (ولی اعوان گولڑوی، کینٹ لاہور)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت خوشی ہوتا ہے ایسا خوشی جیسا غم ہوتا بھی نہیں اس لیے خدا ہم کسی کو ایسا خوشی دے کہ غم آنے پر اس کا خوشی ختم نہیں ہوتا، آمین۔ (آصف خان وصال گلونہ بنوں)

میری رائے میں انسان کی زندگی عجیب قسم کا ہوتا ہے اگر غم کے بعد خوشی ملے آپ کو انسان بڑا خوش قسمت سمجھتا ہے مگر غم تو لازم ہوتا ہے۔ (مصطفیٰ گل، لیاری)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کب ملے، عمر بھر صرف اور صرف غم ہی ملے ہیں مجھے دل کا سکون صرف اور صرف سچائی سے ملتی ہے۔ (فیاض احمد، صادق آباد)

میری رائے میں تو دونوں زندگی کا حصہ ہے اگر غم نہ ہوں تو خوشی کا کیسے پتہ چلے گا غم ہو یا خوشی ہمیں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے زندگی ایک دوڑ ہے غم کیا خوشی کیا؟ (رائے اطہر مسعود آکاش، 214/9-R)

میری رائے میں عرض ہے کہ غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو پرانے دکھ درد سب بھول جاتے ہیں زندگی پھر سے جیسے حسین لگنے لگتی ہے پھر پتہ بھی نہیں چلتا کہ وقت کیسے پر لگا کے اڑ جاتا ہے۔ (عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو اچھی بات ہے مگر اب تو بہت مشکل نظر آتی ہے۔ (محمد اسحاق انجم، کنگن پور)

میری رائے میں وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں جنہیں خوشیاں میسر آتی ہیں خوشی کا اک لمحہ ہزار لمحوں سے بہتر ہوتا ہے خوشی کے لمحات کو انجوائے کرنا چاہیے غم کو زندگی ویران کتے ہیں۔ (مجید احمد جائی ملتانی، ملتان)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی جس کو اچھا نہیں لگتا مگر اب اس کالم کو بند ہی کر دیں کوئی نیا کالم اس کی جگہ شروع کرو اب یہ کافی پرانا ہو گیا اس پلیز توجہ دیں۔ (یونس عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

میری رائے میں ہے کہ غم کے بعد خوشی آ ہی جائے تو اس لمحے کو اس طرح کیچ کرو کہ زندگی بھر وہ خوشی آپ کے پاس رہ جائے۔ (محمد رضوان حیدر پریمی، عارفوالہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت ہی اچھا لگتا ہے۔ (محمد خادم خٹک، ڈیرہ مراد جمالی)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو اچھا لگتا ہے کیونکہ خوشی تو آخر خوشی ہے مگر غم بھول نہیں جاتا کیونکہ اس کا زخم گہرا ہوتا ہے۔ (عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو ایسا لگتا ہے جیسے غم تھا ہی نہیں لیکن غم تو آخر غم ہوتا ہے چاہے زمانہ بیت جائے غم یاد رہتا ہے۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے پھولوں پر بہار آ گئی ہو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کسی کو غم نہ دے۔ (ایم عبدالوحید آرائیں، باندی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو اچھا لگتا ہے مگر مجھ سے تو شاید خوشیاں روٹھ ہی گئیں ہیں ایک خوشی مل جائے تو اس سے زیادہ غم مل جاتے ہیں۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

میری رائے میں ابھی تک تو امید پر ہیں کہ خوشی ایک نہ ایک دن ضرور آئے گی۔ (وسیم سلطان صابر خٹک، کرک دوڑ خیل)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت ہی اچھا لگتا ہے۔ (نور جہاں، ڈیرہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کب ملے، عمر بھر صرف اور صرف غم ہی ملے ہیں مجھے دل کا سکون صرف اور صرف سچائی سے ملتی ہے۔ (فاطمہ بی، فتح جھنگ)

میری رائے میں جب خوشی ملتی ہے تو انسان خود کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہے پر خوشی تو کچھ پل کی ہوتی ہے۔ (ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

میری رائے میں جب خوشی ملتی ہے تو ظاہری سی بات ہے انسان خوش ہی ہوگا اور سارے غم بھول جاتا ہے۔ (ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

میری رائے میں ہمیں تو آج تک خوشی ملی ہی نہیں جب ملی تو ضرور آگاہ کریں گے۔ (اقصد علی فراز، الدین)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے لیکن ہمیں تو جب بھی خوشی ملی ہے غم بھی اس کے پیچھے ہوتے ہیں۔ (اقصد علی فراز، منڈی بہاؤالدین)

میری رائے میں جب مجھے غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو اس وقت میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور وہ آنسو غم کے نہیں ہوتے بلکہ وہ خوشی کے آنسو ہوتے ہیں۔ (مقصود احمد بلوچ، خانیوال)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایا محسوس ہوتا ہے جیسے خزاں کے بعد بہار آئے۔ (نزابت افشاں، اٹک)

میری رائے میں بہت اچھا لگتا ہے مگر اب اس کو پن کی جگہ کوئی اور کو پن نکال دیں یہ پرانا ہو گیا ہے۔ (حماد ظفر ہادی، گوجرہ)

میری رائے میں ہے کہ غم کے بعد خوشی ملے تو جیسے پت جھڑ جانے کے بعد بہار آئے تو کتنی راحت ملتی ہے۔ (عبدالمجید احمد، سنٹرل جیل فیصل آباد)

میری رائے میں ہمیں تو خوشی ملی ہی نہیں آپ تمام دوستوں سے اپیل ہے کہ وہ میرے لیے دعا کریں کہ رب تعالیٰ مجھے خوشی عطا کرے۔ (تیمور حسین، بھلوال)

میری رائے میں خوشی ایک ایسا چیز ہے کہ انسان اللہ کو بھی بھول جاتا ہے جب غم آ جائے تو انسان کو پھر ہوش آتا ہے اور اپنے رب کو پھر کثرت سے یاد کرتا ہے غم کے بعد خوشی آنے سے جان آتا ہے خدا ہر کسی کو غم سے ددر رکھے۔ (شاہد اقبال خٹک، کرک جندری)

میری رائے میں مجھے تو آج تک کوئی خوشی ملی ہی نہیں ہے جس کا میں اندازہ کر سکوں کہ غم کے بعد خوشی کو کیسے محسوس کیا جاتا ہے ہمیں تو زندگی میں غم ہی غم ملے ہیں۔ (مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو بہت اچھا لگتا ہے۔ (حماد ظفر ہادی، منڈی بہاؤالدین)

میری رائے میں غم کے بعد جب انسان کو خوشی ملتی ہے تو پھر خوشی ملتی ہے تو اللہ تعالی کو بھول جاتا ہے تو پھر جب غم ملتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ (سردار اقبال خان مستوئی، سردار گڑھ)

میری رائے میں غم کے بعد جب انسان کو خوشی ملتی ہے پھر اپنے رب کو ہی بھول جاتا ہے اور یاد نہیں کرتا خوشی میں رہے کر۔ (سردار اقبال خان مستوئی، سردار گڑھ)

میری رائے میں خوشی کی کوئی قیمت نہیں جو غم کے بعد ملتی ہے جیسے میں نے اگر بہت دوست کھو دیئے تو کوئی بات نہیں بہت اچھے دوست پائے بھی ہیں۔ (پرنس مظفر شاہ، پشاور)

میری رائے میں جب مجھے غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو اپنے آپ کو خوش نصیب ہی انسان سمجھتا ہوں کہ یہی خوشی ہے۔ (سردار اقبال مستوئی، سردار گڑھ)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو اس کا اپنا ہی مزہ ہے اللہ تعالیٰ کسی کو غم نہ دے کیسی ہے خوشی ہے خوشی۔ (مریز بشیر گوندل، گوجرہ)

میری رائے میں خوشی ملی ہی نہیں پتہ نہیں کب غم کہیں اور ڈیرہ لگائیں گے شاید ہم کو کچھ مل جائے تو ہی خوشی ہوگی نا کدھر ہے خوشی بتاؤ ذرا۔ (مریز بشیر گوندل، گوجرہ)

میری رائے میں غم کے بعد جب کوئی خوشی ملتی ہے تو وہ اچھی ہوتی ہے مگر وہ انسان کو مغرور کر دیتی ہے اور انسان اپنے رب کو بھول جاتا ہے۔ (آفتاب اداس، جنڈ)

میری رائے میں انسان اپنے آپ میں خاصی تبدیلی محسوس کرتا ہے کبھی کبھار تو آنکھیں اتنی مسکراتی ہیں کہ خوشیوں کے آنسو چھلک کر سنبھلتے ہی نہیں غم کے بعد خوشی کفارہ گناہ ہے۔ (محمد جنید حیدر حیدری، تلہ گنگ)

میری رائے میں جب انسان کو غم ملتا ہے تو کہتا ہے کہ اللہ کی مرضی ہے جب خوشی ملتی ہے تو کہتا ہے فلاں وجہ سے خوشی ملی ہے نہیں بھائیو خوشی کے وقت بھی اللہ کو یاد کیا کرو۔ (نا معلوم)

میری رائے میں غم کے بعد جب انسان کو خوشی ملتی ہے تو پھر خوشی ملتی ہے تو اللہ تعالی کو بھول جاتا ہے تو پھر جب غم ملتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ (روبینہ، ملتان)

آپ کا بہترین دوست کون ہے؟

←......میری لائف پارٹنر ہیں جو ہر دکھ درد میں میرا ساتھ دیتی ہیں باقی تو سب نے چھوڑ دیا ہے کوئی بھی اپنا نہ رہا۔ (وسیم صابر خٹک، کرک دوڑ خیل)

←......میرا اچھا دوست میری ماں ہے اور میرا بیٹا علی اعوان اور منظور اکبر تبسم بھائی۔ (ولی اعوان گولڑوی، کینٹ لاہور)

←......اسحاق پنجگور والا ہے کیونکہ وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتا ہے اکثر خوش حال رہتا ہے ہر کسی کے ساتھ اچھا مزاج ہوتا ہے۔ (مصطفیٰ گل، لیاری)

←......محمد آمین باجوہ ہے جو آج کل بیرون ملک ہے وہ ہر روز مجھ سے بات کرتا ہے اور ہر وقت میرا خیال رکھتا ہے میری مدد کرتا مشکل وقت میں میری دعا ہے اللہ اس کو خوش رکھے۔ (مظہر علی بھجی، نور شاہ)

←......S میرا بہترین دوست ہے وہ مجھے تنگ کرتی تھی تو میں کہتا تھا کہ میں آپ سے ناراض ہوں تو وہ مجھے کہتی کہ ناراض تم ہو میں نہیں آئی لو یو ایس۔ (ریاض احمد، صادق آباد)

←......سعید عابد ہے کیونکہ وہ بہت رحمدل اور مہربان ہے میرے بہترین دوست میں اس کا شمار ہوتا ہے اس کی ایک بہت اچھی خوبی ہے کہ وہ اتنا امیر ہو کر بھی اپنے اوپر غرور نہیں کرتا اللہ سب کو ایسے دوست دے آمین۔ (رائے اطہر مسعود آکاش)

←......جواب عرض ہے کیونکہ جب میں پریشان ہوتا ہوں تو جواب عرض میرا ساتھ دیتی ہے اور میں جواب عرض میں دکھی لوگوں پر اکہانیاں پڑھ مجھے کچھ سکون ملتا ہے اور غم میں میرا ساتھ دیتا ہے اس وقت میں ایسا دوست کون۔ (آصف وصال خان، بنوں)

←......میری بہترین دوستیں دو ہیں جو مجھے بہت پیاری ہیں ثمیرا اور خسانہ خدا انہیں خوش رکھے وہ میرا دکھ درد سمجھتی ہیں۔ (عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

←......اس میں بھی میں نے اور سب نے لکھ دیا شاید ہی کوئی ہو جس نے یہ لکھا ہو کہ اس کالم کو بند کر دو اور غم کے بعد خوشی ملتی ہے اس بارے میں قارئین کی رائے دیں۔ (یونس عبدالرحمن، نین رانجھا)

←......عبدالرحمٰن ہے جس سے میں بے پناہ محبت کرتا ہوں جب سے ملا ہے زندگی میں بہار آ گئی ہے جینے کا مقصد نہ تھا مگر اب جینے کا مقصد ہے صرف عبدالرحمن کی خاطر۔ (محمد رضوان پریمی، عارفوالہ)

←......ممتاز ثناء اللہ نور محمد جلال رزاق وڈیرہ قاسم علی محمد عمر امام علی احسان ذوالفقار علی امیر علی نواز کریم اسلم محمد دین یہ سب میرے بہترین دوست ہیں۔ (محمد خادم خٹک ڈیرہ مراد علی)

←......میرا بہترین دوست غلام مصطفیٰ تھا مگر اب ہم بچھڑ گئے ہیں ہم بچپن میں 10 سال ایک ساتھ پڑھتے رہے اور کبھی ناراض نہیں ہوئے۔ (عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

←......جواب عرض میں جبرائیل آفریدی لائف میں وقاص احمد اور خوابوں میں ایس

جان یہ تینوں اپنی اپنی جگہ میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

← کاشف علی قریشی ہے یہ میرا دوست ہی نہیں بلکہ میرا بھائی جیسا ہے کاشف ایک بہت اچھا لڑکا ہے میری دوستی کو 3 سال ہو گئے ہیں۔ (ایم عبدالوحید آرائیں، باندی شہر)

← کوئی بھی نہیں ہے اور نہ میں اچھی دوست ہوں پلیز اس کالم کو اب بند بھی کر دیجئے تو بڑی مہربانی ہوگی۔ (ثوبیہ حسین، کھونہ)

← میرا بہترین دوست میری تنہائی ہے تنہائی میں کسی کی یاد میں کھو کر آنسو بہانا اور اس کی یاد میں اس سے باتیں کرنا لگائے زخموں کی مرہم پٹی کرنا اور اس کی یاد جدائی میں تڑپنا یہی میری دوست ہے۔ (عاشق حسین طاہر، منڈی نونانوالی)

← جواب عرض ہے جس نے مجھے بہت سے دوست دیئے ہیں جن میں حماد ظفر ہادی، ممریز بشیر، نثار حسرت اور خاص کر ریاض حسین شاہد ان کو میرا سلام۔ (اقصد علی فراز، منڈی بہاؤالدین)

← کوئی بھی نہیں ہے کیونکہ جو بھی دوست بناتے وہی دھوکہ دے کر چلا گیا ہے کاش کوئی ایسا نہ کرے۔ (اقصد علی فراز، گاؤں کوٹلی مستانی)

← وہ شخص ہے جو اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول کو اپنے لیے ضروری سمجھے اور خواتین کا احترام کرے۔ (نزاہت افشاں، اٹک)

← شکیلہ کلیم، لکی مروت میری بہترین دوست ہے کیونکہ پیار صورت سے نہیں دل سے ہوتا ہے یقین انسان پر نہیں اس کے احسان پر ہوتا ہے دوست جیسا بھی ہو پیار دوست سے نہیں اس کے اعتبار پر ہوتا ہے دوست تمہاری زندگی میں کوئی غم نہ آئے۔ (شاہد اقبال خٹک، کرک جندری)

← اشرف محمود ہے لیکن وہ مجھ سے بہت دور ہانگ کانگ جیل میں ہے میں اس سے مل نہیں سکتا اللہ پاک اسے رہائی فرمائے آمین اور وہ جلدی وطن واپس آئے۔ (عبدالمجید احمد، سنٹرل جیل فیصل آباد)

← محمد ریاض ساقی آف جھنگی ہے ریاض اس لیے میرا ایک اچھا دوست ہے کیونکہ اس کے دل میں میرے لیے صاف ہے اور میرا دل اس کے لیے باقی دوستی نام ہے اعتماد کا۔ (مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

← اشرف محمود ہے لیکن وہ مجھ سے بہت دور ہانگ کانگ جیل میں ہے میں اسے سے مل نہیں سکتا اللہ پاک اسے رہائی فرمائے آمین اور وہ جلدی وطن واپسی آئے۔ (عبدالمجید احمد، سنٹرل جیل فیصل آباد)

← محمد ریاض ساقی آف جھنگی ہے ریاض اس لیے میرا ایک اچھا دوست ہے کیونکہ اس کے دل میرے لیے صاف ہے اور میرا دل اس کے لیے باقی دوستی نام ہے اعتماد کا۔ (مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

← رانا نذر عباس زخمی اور چوہدری ممریز بشیر گوندل یہ ہر وقت مجھ سے رابطے میں رہتے ہیں۔ (حماد ظفر ہادی، منڈی بہاؤالدین)

← ہے غلام مرتضٰی خان کورائی کیونکہ جو بھی فیصلہ ہی کرتا اچھا ہی فیصلہ کرتا ہے اور ہر دوست کی قدر بھی کرتا ہے اس لیے میرا بہترین دوست۔ (سردار اقبال خان، سردار گڑھ)

← قمر اعوان ہے جو جواب عرض نے دی ہیں یہ دونوں بہت اچھے ہیں۔ (ممریز بشیر گوندل، گوجرہ)

← ندیم ساغر، ناظم، عمر، محمد ندیم، بلال، وسیم اقبال، شفقت، شیراز یہ سب میرے بہترین دوست ہیں۔ (آفتاب اداس، جنڈ اٹک)

آئینہ رُو برو

...... ماہ فروری 2013ء کا جواب عرض اس بار یکم فروری کو ملا کافی لیٹ ملا کیونکہ دوسرے شہروں میں بیس بائیس کو مل گیا تھا خیر چلو مل تو گیا نہ ملتا تو ہم کیا کر لیتے یہی تھا نہ کہ دوسرے شہر سے جا کر لانا پڑتا محبت جو ہے جواب عرض سے جواب عرض کا نشہ نس نس میں اتر چکا ہے ہمارا رشتہ زندگی بھر خدا جواب عرض سے قائم دائم رکھے سٹوریوں میں سب سے پہلے اپنے دوست ارمان سنگم کی سٹوری پڑھی اچھی تھی منظور اکبر تبسم جھنگ اور توقیر اسلم تونسہ شریف والے کی سٹوری بھی اچھی تھی باقی سلسلے بھی اچھے تھے سبھی نے اچھا لکھا اس کے بعد میں اپنے دوستوں کو سلام صرف کرتا ہوں جو مجھے بڑے پیار و خلوص سے کالز اور ایس ایم ایس کرتے ہیں جن میں انتظار حسین ساقی فیصل آباد خالد فاروق آسی ارمان سنگم فیصل آباد عمر دراز جڑانوالہ، عامر وکیل جٹ ساہیوال منظور اکبر جھنگ توقیر اسلم تونسہ شریف زینت بہاولنگر انمول فیصل آباد مدیحہ فیصل آباد اور میرے بیسٹ فرینڈ میاں جبرائیل خان آفریدی لاہور اور میاں ولی محمد اعوان گولڑوی صاحب لاہور آخر میں جواب عرض کیلئے دعا گو جواب عرض دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔

(آصف سانول، بہاولنگر)

...... ایک بار پھر دکھی دلوں کی پسندیدہ رسالہ جواب عرض میں شامل ہوں پہلے کی طرح اس دفعہ بھی دلنشین تھا شام غم نمبر اچھے ٹائٹل کے ساتھ بازار میں پڑا تھا 31 مارچ 2013 کو پشاور سے خریدا اس دفعہ ٹائٹل پر بہت تصویر اچھی تھی شام غم اقرار لاہور کی کہانی پڑھی بہت اچھی تھی اس طرح اور باقی کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں سب سے پہلے میں نے ذاتی صفحہ پڑھا ہے شہزادہ بھائی ستاروں سے قسمت کا حال کالم دوبارہ شروع کر دو یہ بہت اچھا کالم تھا اور میرے تمام دوستوں کو سلام خاص کر کے زبیر گل اعوان ٹوپی خالد محمود سانول مروت کریم بگٹی بلوچستان پرنس مظفر شاہ ناگمان چوہدری الطاف حسین آزاد کشمیر، اشفاق بٹ لالہ موسیٰ قاسم بلوچ سندھ، عمیر ناز صادق آباد اور تمام دوستوں کو سلام۔

(محمد جنید جانی، اکبر پورہ پشاور)

...... ماہ اپریل 2013ء کا جواب عرض انڈین اداکارائیں کے ساتھ موصول ہوا۔ سونا گشی، خوفناک پڑھ کر خوفناک کر رہی تھی ٹائٹل زبردست تھا، اسلامی صفحہ سے دل منور کرتے آئینہ روبرو میں پہنچے بھی لوگ خوبصورت تبصرے کے ساتھ جلوہ گر تھے عبدالرشید صارم آپ بھول بیٹھے ہیں۔ آصف آزاد، منظور اکبر تبسم، توقیر تنہا، ملک رضا، محسن علی جٹ، آصف سانول، کومل آفریدی، جبرائیل آفریدی ان تمام لوگوں کا شکریہ جو مجھے یاد رکھتے ہیں۔ کہانیوں میں غوطہ زن ہوئے تو اللہ دتہ بے درد کی میرا عشق بہت پرانی سٹوری تھی بچپن ہوتا ہے تب رونا اچھا لگتا ہے دشمن بھی دوست ہوتے ہیں محبت کب ساتھ چلتی ہے پڑھ پڑھ کر تھک گئے ہیں ساقی صاحب کتنی بار پڑھو گے۔ راہ محبت توقیر اسلم تنہا۔ ویلڈن اشکوں کی آگ نثار احمد حسرت، ویری ویل زبردست اسٹوری تھی، مبارک باد لیجئے۔ یہ میرا نصیب تھا منظور اکبر تبسم، بہت خوب، خاموش محبتیں اے آر راحیلہ بہترین مراحل میں شامل ہو چکی ہے کائنات مثال سنگنی، گوجر خان بھی کو مبارک باد قبول ہو باقی ابھی پڑھنا باقی ہے کالم ملاقات،

پسندیدہ اشعار غزلیں تمام کی تمام زبردست تھیں 16 مارچ کو ساہیوال میں جواب عرض شہزادہ عالمگیر صاحب کی یاد میں محفل منعقد ہوئی بہت مزہ آیا بہت سے دوست ملے شہزادہ عالمگیر صاحب کو خراج تحسین پیش کیا گیا بہت سی یادیں لے کر گئے منیر رضا اور عامر جٹ اور باقی دوستوں نے خوب محنت کی تھی مجھے بھی ایوارڈز سے نوازا گیا انشاء اللہ اس میٹنگ کا احوال بہت جلد جواب عرض کیلئے بھیج دوں گا ایک گزارش ہے کہ میری چند اسٹوریاں آپ کے آفس پڑھی ہیں برائے کرم مراحلہ وار انہیں شامل اشاعت کیجئے۔ جن میں دل درد کا سمندر، محبت زندہ آج بھی ہے منزل ہے کہاں فریبی محبت اک تھی قیدی چڑیا، غریب محبت بے درد رسمیں شامل ہیں انشاء اللہ جواب عرض کے ساتھ آخری سانس تک رہوں گا اور میں قسط وار اسٹوری لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں آپ نے پذیرائی دی تو بہت جلد یہ سلسلہ شروع کروں گا کالم نگاری کے ساتھ ساتھ جواب عرض کے لیے اسٹوریاں لکھتا رہوں گا آخر میں سبھی دوستوں اور قارئین جواب عرض کے اسٹاف کے لیے ہزاروں نیک خواہشات، محبتیں اور درازعمری کی دعائیں۔ والسلام۔

(مجید احمد جائی ملتانی، ملتان)

......شمارہ ماہ اپریل 2013ء خاموش محبتیں نمبر بھی میرے ہاتھوں میں ہے جو کہ بہت خوبصورت نظر آ رہا ہے اس دفعہ بھی بہت جلدی آیا ہے مارکیٹ میں بہر حال جب سے نیا سال آیا ہے تو جواب عرض اپنی پہلے کی طرح چلا رہا ہے انکل جی کے چلے جانے کے بعد رسالے کا سسٹم بھی درہم برہم تھا ابھی دوبارہ اپنی محفل کو سجا رہا ہے۔ اس دفعہ بھی کہانیاں غزلیں ڈائری بہت اچھا چلا رہا ہے اور ہاں آج کل پرانے لکھاری بہت کم نظر آ رہے ہیں اور خاص طور پر گلشن ناز، عبدالرشید بزنجو، ایم اشفاق بٹ مس صبا کلر سیداں اور بھی بہت سارے ہیں آخر وجہ کیا پلیز دوستوں آپ لوگوں کو دوبارہ اپنی جواب عرض کی محفل کو سجانا ہے باقی میری دعا ہے کہ جواب عرض ہمیشہ یونہی چلتا رہے تا قیامت تک۔

(مصطفیٰ گل، چاکیواڑہ لیاری کراچی)

......ماہ مارچ کا جواب عرض جلدی ہی مل گیا تھا بہت خوشی ہوئی سب سے پہلے اپنی تحریریں دیکھیں کچھ ملیں لیکن کچھ نے مایوس کیا خیر تو بھی ہے جواب عرض کا ہمارا دوست ہے اس کے بغیر تو جینا مشکل ہے کہانیوں میں اے آر راحیلہ، کشور کرن، آمنہ اور شبنم آپی نے بہت اچھا لکھا ہے شاعری بھی سب نے بہت اچھا لکھا ہے اور میری طرف سے سب قارئین کو سلام اور دعا ہے کہ جواب عرض دن دگنی رات چگنی ترقی کرے۔ آمین۔

(نوید ملک گولارچی، بدین)

......السلام علیکم شہزادہ التمش صاحب کیسے ہو امید ہے خیریت سے ہوں گے میں آپ کا ماہنامہ جواب عرض بڑے شوق سے پڑھتا ہوں اور باقاعدگی سے خریدتا ہوں ایک سال سے اس کا قاری ہوں یہ مجھے بہت پسند ہے میں اس کا رائٹر بننا چاہتا ہوں اگر آپ میری حوصلہ افزائی کریں تو یعنی میری تحریروں کو جواب عرض میں جگہ دیتے رہیں پلیز پلیز ان کو ضرور شائع کرنا۔ کیونکہ میرے گھر والوں نے مجھ پر جواب عرض پڑھنے کی پابندی لگا رکھی ہے اور میں ان کے روکنے کے باوجود بھی اسے پڑھتا ہوں اگر آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے تو مجھ میں لکھنے کا ایک اور شوق پیدا ہو جائے گا میں اس کو یعنی جواب عرض کو کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ پلیز میری حوصلہ افزائی کرنا۔ التمش صاحب مجھے گھر میں بہت برے القاب سے

نوازا جاتا ہے اور جہاں بھی جاتا ہوں سب یہی کہتے ہیں کہ رسالہ چھوڑ دے رسالہ چھوڑ دے دوست کہتے ہیں کہ یہ تو رسالہ پڑھتے پڑھتے ہی مر جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ ان یقین دہانیوں کے باوجود آپ میری تحریروں کو ضرور جگہ دیں گے۔

(اقصد علی فراز، آف پانڈو وال، منڈی بہاؤالدین)

......روشنی کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے چراغ سے چراغ کا جلنا ضروری ہے اس سلسلہ کی ایک کڑی جواب عرض ہے 16 مارچ کو میری زندگی کی اہم شام جس کا نام تھا ایک شام شہزادہ عالمگیر کے نام ساہیوال میں منائی گئی اس شام کا مقصد نوآموز ادبی دوستوں کو جواب عرض پر لانا تھا اس شام میں جواب عرض کا ہر قاری ملک کے ہر کونے سے بخوشی شمولیت اختیار کی ابتداء میں چند ایک دوستوں نے شہزاد صاحب کے بارے میں کیا خوب الفاظ بیان کیے ان میں میرے ساتھ ملک عاشق حسین، خالد فاروق عاصی، انتظار حسین، مجاہد چاند شامل تھے ادبی پروگرام میں خاص بات جواب عرض کے کچھ ایسے دوست تھے جن سے ملاقات کا کبھی سوچا نہ تھا جن میں ایم عاصم بوٹا دکھی، ایم عامر وکیل جٹ اور منیر رضا شامل ہیں۔ میں تمام صاحبان جواب عرض کی شام کو ان تمام کامیابیوں پر پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسی طرح محبت بھائی چارے اور ہم آہنگی کی فضا قائم رکھتے ہوئے ادب میں اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے کتابی سلسلہ جواب عرض میں مشاورت جاری رکھیں اس میں مزید بہتری لانے کے لیے اچھے معیاری رائٹرز کو سامنے لانے میں بھی اپنا کردار ادا کریں ساہیوال والی شاندار شام کی کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہوں جواب عرض کے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ ان میں بڑے بڑے رائٹرز ابھی تک لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے میری دل سے دعا ہے کہ اللہ پاک شہزادہ عالمگیر کو جنتوں کی ٹھنڈک میں رکھے آپ کیا خوب انسان تھے آپ کو پتہ تھا کہ جواب عرض میں قدم جمائے بغیر کسی قوم کی ادبی دکھی معیشت مضبوط نہیں ہوگی ان سب باتوں کی وجہ سے ہی تو آپ کو چاہتے ہیں ہماری کوشش ہے کہ ہم بھی شہزادہ عالمگیر بن جائیں آپ کو یاد کرتے رہنے والے ادبی لوگ حکیم جادید، خالد فاروق عاصی، اے آر راحیلہ منظر اور میرے بہت ہی ہر دل عزیز دوست عبدالرشید صارم صاحب سعودی عرب سے اور آخر میں ان تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں جو مجھے اور جواب عرض کو دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں ریاض صاحب کو دلی سلام قبول ہو۔

(ملک علی رضا، فیصل آباد)

......ماہ اپریل کا شمارہ دل کش اور خوبصورتی بکھیرتا ہوا خاموش محبتیں نمبر جواب عرض میرے ہاتھوں میں ہے دل میں عجیب سی خوشی ہے جب مجھے ملا پہلا صفحہ دیکھا اور داستانیں پڑھیں تو پیارے لکھاریوں کی سٹوریاں دیکھیں بہت اچھی تھیں جن حضرات نے لکھا بہت خوب لکھا ابھی بھی بہت سے لکھاری موجود ہیں جو ٹائم دے رہے ہیں ادب سب کا ہے جن میں انتظار حسین کی لکھی ہوئی داستان اور ناصر سلیم کی دل سے دل تک بہت اہم لگی اور یہ میرا نصیب تھا نے تو کمال کر دیا آپ کی قلم میں بہت طاقت ہے خدا کرے کہ آپ کی قلم ایسی تحریریں لکھتی رہے جنون عشق آپ تو دور دور رہتے ہو کبھی ہم غریبوں سے بھی مل لو سنا ہے کہ آپ بہت مصروف ہیں خدا ہر لکھاری کو اپنی حفظ و آمان میں رکھے آخر میں بہت مشکور ہوں، جبرائیل آفریدی، منظور اکبر تبسم، راحت نیازی، دوست محمد ڈٹو، عمر دراز آکاش، ثناء ملک، جنید خان، منیر رضا،

آصف سانول، کلیم اختر، راجہ، مہران کلر کہار، ساجد حنیف بہاولپور کے جو مجھ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔ اس بار جواب عرض کچھ لیٹ ملا چلو خیر ہے سب کے لیے پیار اور سلام۔ صرف دعاؤں کا طلبگار۔

(ولی اعوان گولڑوی)

......ایڈیٹر جواب عرض میں پہلی بار لیٹر لکھ رہی ہوں آپ کا جواب ولی اعوان نے میرے کزن کو گفٹ پوسٹ کیا تھا آپ کو میرے کزن نے بہت سے لیٹرز اور داستانیں لکھی ہیں کوئی بھی شائع نہیں کرتے کیا آپ کو میں بھی کوئی سٹوری لکھوں تو آپ پرانے لکھنے والوں کی طرح میری بھی سٹوری لیٹر نہیں لگیں گے۔ پلیز میرا لیٹر لازمی شائع کرنا مجھ کو قوی امید ہے آپ میرا لیٹر لازمی شائع کریں گے پہلی بار مجھ کو لکھنے کا مشورہ میرے کزن نے دیا ہے آپ کی مہربانی ہوگی اس بار منظور اکبر بھائی کی داستانیں اچھی تھیں اپریل میں میں آپ کو کیا باقاعدہ لکھتی رہوں پلیز لازمی بتانا۔ اور آصف بھائی اور جبرائیل بھائی پتہ نہیں کیوں نہیں لکھتے ان سے اور عمر آکاش اور عمر ساحر بھائیوں آپ بھی لکھو میں صرف جواب عرض بہت لگن سے پڑھتی ہوں میں نے اپنی زندگی کی داستان لکھی ہے آپ کو تب پوسٹ کروں گی جب میری حوصلہ افزائی آپ کریں گے پلیز کچھ میرے لیے جگہ رکھنا اپریل کا شمارہ کچھ عجیب لگا اور کافی جلدی مل گیا اس بار میں شکریہ ادا کرتی ہوں اپنے کزن کے لاہور والے دوست کا کہ انہوں نے میرے کزن کو جواب عرض پوسٹ کیا شکریہ ادا کرنا میری طرف سے سب جواب عرض کی ٹیم کا پلیز میرا دل نہ توڑنا اور اگلی بار میرے کزن کی داستان کے ساتھ میرا لیٹر شائع کرنا تا کہ کزن کو میں بھی گفٹ دے سکوں آپ سب کو سلام اور تمام رائٹرز کو اور خاص کر ریاض احمد بھائی کو سلام کیا ریاض بھائی آپ بہاولپور کے رہنے والے ہو آگاہ ضرور کرنا۔ (بیٹا آپ ضرور لکھو انشاء اللہ آپ کی تحریروں کو پہلی فرصت میں جگہ دی جائے گی آپ جواب عرض سے اتنا پیار کرتی ہو تو جواب عرض بھی آپ کو ضرور جگہ دے گا، ریاض بھائی بہاولپور کے نہیں بلکہ لاہور کے رہنے والے ہیں، اللہ آپ کو اور لکھنے کی ہمت دے آمین ......ادارہ......)

(آپ کی بہن ثناء صادق)

......شہزادہ بھائی السلام علیکم! میں جواب عرض عرصہ دراز سے پڑھ رہا ہوں کبھی کبھی کچھ کو پن بھیج رہا ہوں تو جوابعرض میں پا کر بہت خوش ہوتا ہوں لیکن میں فارغ نہیں ہوتا کہ جواب عرض میں اور بھی کچھ لکھ لوں کیونکہ کالج سے فارغ ہو کر میں آپ کا دونوں ڈائجسٹ جواب عرض اور ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ پڑھ رہا ہوں جواب عرض کا تو کوئی جواب نہیں لیکن خوفناک ڈائجسٹ بھی سب سے اچھا ہیں مجھ سے کوئی پوچھتا ہے تیرا اچھا دوست کون ہے تو میں جواب عرض بتاتا ہوں کیونکہ میں پیار کسی اور سے کرتا ہوں اور دوست جواب عرض ہے جواب عرض مجھے بتاتا ہے کہ سچی پیار والے ہمیشہ جدا ہوتے ہیں اس لیے میں جواب عرض سے دل بہلاتا ہوں شہزادہ بھیا آپ کا مثال جواب عرض میں اس طرح ہے جیسے سمندر میں ہیرے جواہرات اس لیے سب قارئین کو میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ خدا ہر کسی کے دل کا ارمان پورا کریں۔ اور خاص کر یہ قاریوں کی ریاض احمد باغبانپورہ۔ آمنہ راولپنڈی، سائرہ ارم جہلم، مس صبا گلر سیداں، پریا، اللہ دتہ بے درد، سرگودھا اور اے آر راحیلہ فیصل آباد کو کس قسم کا دکھ درد ہو اللہ اسے پورا کرے میں اس لیے یہ ٹوٹا پھوٹا خط آپ کو شہزادہ بھیا بطور شکریہ کیلئے بھیج رہا ہوں اگر موقع آئیے تو میرا یہ چند کو پن ضرور شائع کریں۔ اور تمام فوٹوں کا پرنٹ صاف شائع کریں۔ پلیز

(والسلام......نامعلوم)

......بسم اللہ سے ابتدا میری سب خوش رہو یہی ہے دعا میری۔ محترم چیف ایڈیٹر صاحب و آل سٹاف جواب عرض السلام علیکم میں خیریت سے ہوں اور امید کرتا ہوں آپ سب خیریت سے ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ سب کا شکریہ کہ آپ نے مجھ ناچیز کو جواب عرض کا حصہ بنایا۔ شہزادہ فیصل، کرن سونیا اور ماہا کو میری طرف سے خصوصی سلام اور شکریہ اور تمام پڑھنے سننے والوں کو سلام ہو۔ فروری کے شمارے میں کچھ پرنٹنگ میں غلطیاں ہیں درست کریں جواب عرض کا مستقل ممبر بنا چاہتا ہوں کیا طریقہ کار ہے ارمان سنگم کو بھی سلام ہو سب سے التماس ہے کہ دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ شکریہ۔

(ارشد محسن، صائم علی، حیدر علی، پوہلہ سرگودھا)

......محترم ایڈیٹر صاحب، آداب عرض گزارش ہے کہ کالم ملاقات پر کوپن بھیج رہا ہوں اس امید کے ساتھ کہ مئی کے شمارے میں شائع کرنے کی عنایت کرنا۔ آپ کا مخلص

(محمد افضل مری بلوچ، نواب شاہ)

......السلام علیکم میں بہت عرصہ سے جواب عرض پڑھتا ہوں اور آج تک لکھ نہیں سکا جواب عرض میں جب میں جواب عرض 2008ء میں اپنی چچا کے ہاتھ میں دیکھا تو میں نے پوچھا یہ کون سا کتاب ہے تو چاچا نے بتایا کہ یہ جواب عرض ہے میں انہیں سے لیا اور تین چار بار پڑھا مجھے بہت پسند آیا اور میں نے اسی دن دکان سے جواب عرض خریدا اور پڑھا اور پھر یہ ہر ماہنامہ پڑھتا ہوں پھر ایک دن میں نے جواب عرض خریدا تو میں جیسے ہی اوپن کیا تو میری آنکھوں سے آنسو آگئی جس میں یہ لکھا تھا کہ جواب عرض کے ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر فوت ہو گئے ہیں ایک ستارہ جو ہمیشہ چمکتا رہے گا وہ ایک عظیم انسان ہم سب کے دکھ درد بانٹنے والے ایڈیٹر تھے ہمارے دکھ درد بانٹنے والے اس دنیا میں نہیں پر مجھے لگتا ہے روشن ستارہ کی طرح ہمیشہ ہمارے دلوں میں روشن رہے گا اور جواب عرض کے فیملی سے میری ہم دردی اور گزارش ہے کہ وہ ہمت نہ ہاریں اور ہمت سے کام لیں آخر میں میری جواب عرض کے ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر کے لیے دعا ہے اللہ تعالیٰ جواب عرض کے ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر کو جنت میں اعلیٰ مقام دے ان کی روح کو سکون عطا فرمائے اور جواب عرض سے امید ہے اس بار رائٹر کی نمبر ضرور دیں کشور کرن پتوکی اور جمشید کو سلام اور کچھ غزلیں ہیں جواب عرض میں ضرور جگہ دیں اللہ حافظ اور آخر میں جواب عرض کے لیے دعا ہو گی جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔

(ساحل میر حسن، بلوچستان محلہ باز گیر)

......ماہ اپریل کا جواب عرض خاموش محبتیں نمبر لاہور سے ملک ولی اعوان گولڑوی نے گفٹ کیا 28 مارچ کو جو کہ 30 اپریل کو مل گیا شہزادہ صاحب اس بار آپ نے اسلامی صفحہ لگا کر بہت اچھا کیا آئندہ بھی لگائے رہنا آگے آئینہ روبرو تھا بہت سے دوست گلے شکوے کر رہے تھے کچھ دوست رائٹروں کو داد دے رہے تھے منیر رضا ساہیوال آپ نے میری سٹوری کی تعریف کی تھینکس ولی اعوان جبرائیل آفریدی عمر دراز آپ نے بھی میری حوصلہ افزائی کی تھینکس عبد السلام چوہدری بہاولنگر سٹوری پسند کرنے پر شکریہ اس کے بعد سٹوریوں پر نظر دوڑائی اپنے بیسٹ رائٹر ریاض احمد لاہور کی سٹوری جنون عشق کی دوسری قسط پڑھ کر سکتے میں آگئے پلیز ریاض بھائی سٹوری میں اتنا درد نہ بھرا کریں کوئی کمزور دل لڑکا لڑکی کو ہارٹ

اٹیک ہو جائے گا اتنی اچھی سٹوری لکھنے پر ڈھیر ساری محبتوں سے لبریز مبارکباد قبول کرو اس کے بعد اپنی فیورٹ رائٹر آپی کشور کرن پتوکی کی سٹوری محبت آسان نہیں پڑھی ویلڈن آپی کشور ایک ریکویسٹ ادارے سے ہے کہ کبھی لیٹروں میں کشور کرن کو میڈم بنا دیتے ہو کبھی میری باجی بنا دیتے ہو یہ تو ٹھیک نہیں پڑھنے والے کیا سمجھیں گے کہ عجیب شخص ہے ایک لیٹر میں میڈم لکھتا ہے دوسرے لیٹر میں باجی لکھتا ہے پلیز آئندہ خیال رکھئے گا آئندہ سے کشور کرن میری آپی ہیں اب مجھے اور شرمندہ نہ کرنا او کے محترم استاد انتظار حسین ساقی کی سٹوری محبت کب ساتھ چلتی ہے اچھی سٹوری تھی ویلڈن سر توقیر اسلم تنہا منظور اکبر کی سٹوریاں بھی اچھی تھیں آخر میں سب دوستوں کو آصف سانول کا محبت بھرا اسلام قبول ہو۔

(آصف سانول بہاولنگر)

......ماہ اپریل کا شمارہ ملا جسے پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی اور مجھے یہ شمارہ بہت انتظار کے بعد ملا لیکن اسے پڑھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کیونکہ جواب عرض میں میرے لیٹر اور کوپن فرسٹ ٹائم شائع ہوئے بس میں شکر گزار ہوں شہزادہ صاحب کا جنہوں نے میرے ان حقیر لفظوں کو اپنے شمارہ میں جگہ دی اس شمارہ کی سب سے بہترین سٹوری خاموش محبتیں جو کہ اس شمارہ کا نمبر بھی ہے بہت زیادہ اچھی لگی پڑھ کر میری آنکھوں میں بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے جنہیں کوشش کرتے ہوئے بھی میں روک نہ پایا دوسرے نمبر پر بھائی نثار احمد حسرت صاحب کی سٹوری بہت پسند آئی بھائی منظور اکبر تبسم آف جھنگ ان کی سٹوری بھی اچھی لگی اس کے بعد اس شمارہ کی تمام کہانیاں ہی ایک دوسرے سے بڑھ کر بہترین ہیں ماہ مارچ کا شمارہ پڑھ کر ذرا بھی مزہ نہیں آیا تھا لیکن اس شمارہ نے پچھلی کمی بھی پوری کر دی ہے محبت ہمسفر میری پریا صاحبہ کی سٹوری بہت زیادہ پسند آئی راہ محبت توقیر اسلم تنہا، اللہ دتہ بے درد کی میرا عشق انتظار حسین ساقی کی محبت کب ساتھ چلتی ہے ایسی بھی کیا خطا شازیہ چوہدری اور ذوالفقار علی سانول آف کسووال کی کہانی تیری یادوں کے سہارے بھی اچھی تھیں آخر میں اپنے تمام دوستوں کا سلام پیش کرتا ہوں ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرا لیٹر شائع ہونے پر مجھے مبارکباد دی اور خاص طور پر ہادی بھائی کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے جواب عرض میں لکھنے پر خوش آمدید کہا۔ والسلام۔

(رانا نذر عباس زخمی، منڈی بہاؤالدین)

......شہزادہ التمش بھائی، سلام آداب، بھائی صاحب سناؤ کیسے ہو امید ہے خیریت ہو گی بھائی سب سے پہلے اگر دکھی دلوں کے شہزادے۔ دکھیوں کے درد بانٹنے والی شخصیت شہزادہ عالمگیر کی بات نہ کروں تو یہ زیادتی ہو گی مجھے تو ان کے وفات پا جانے کا پتہ ہی نہ چلا کیونکہ میں جواب عرض کو مسلسل نہیں پڑھتا تھا شہزادہ بھائی کی وفات سے پہلے ایک دو دفعہ دوست کے ہاں سے جواب عرض پڑھا تھا پھر نہ پڑھا سکا ایک دن میں یونہی کھڑا ہوا تھا کہ مجھے دیوار کے سوراخ میں کاغذ کا ٹکڑا نظر آیا جس پر جواب عرض لکھا ہوا تھا وہ ٹکڑا نکال کر پڑھا تو دل ریزہ ریزہ ہو گیا اور مجھ کو دلی صدمہ پہنچا کہ لوگوں کے دکھ درد بانٹنے والی شخصیت عالمگیر بھائی وفات پا گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔
اس کے بعد میرے ایک مخلص اور وفادار دوست جس کی دوستی ہی میرا سب کچھ ہے سلیم شہریار اس

نے جواب عرض لا کر دیا تو دیکھا کہ التمش بھائی بھی شہزادہ بھائی کی طرح دکھی انسانوں کی خدمت میں مصروف ہیں اللہ آپ کی عمر میں برکت فرمائے اور جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔ التمش بھائی پہلی بار جواب عرض کی نگری میں اس خط اور ایک اپنی آپ بیتی پیامان جاؤ لے کر حاضر ہوا ہوں جواب عرض کے معیار کے مطابق لکھ تو نہ سکا مگر پھر بھی امید ہے کہ آپ اس خط اور تحریر کو ضرور شائع کریں گے کیونکہ آپ کسی کا دل نہیں توڑتے بلکہ جوڑتے ہیں پلیز میرے اس خط اور تحریر کو جلد شائع کرنا میں اپنی تحریر کے ذریعے پیغام دینا چاہتا ہوں کسی کو اس لیے پلیز اسے اس بار ہی شائع کر دو۔ باقی سب قارئین جواب عرض کو اللہ خوش و خرم رکھے۔ کرن باجی پتوکی پلیز اگر ہو سکے تو مجھ سے ضرور رابطہ کرو پرنس عبدالرحمٰن گجر مزمل حسین صدا، زوہیب نکیال اور تمام قارئین سے قلمی دوستی اور فون دوستی کی درخواست ہے انشاء اللہ مخلص پائیں گے۔ والسلام

(طاہر عباس کیف گجر، کسووال)

......ماہنامہ جواب عرض بروقت ملنے پر خوشی ہوئی سب سے پہلے آپ کا ذاتی صفحہ پڑھا اس کے بعد کہانیاں پڑھیں کہانیوں میں میرے دوست خالد محمود سانول کی کہانی ادھوری خواہش بہت اچھی تھی دوست اچھی کہانی لکھنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور تمام رائٹرز حضرات یہ کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں میں اپنے دوست زبیر گل اعوان اور اپنے ماموں کے بیٹے بخشو پل والے جلیل خان کو شادی کی مبارکباد دیتا ہوں میرے دوستو آپ کو شادی بہت بہت مبارک ہو اور تمام جواب عرض کے رائٹرز اور قارئین حضرات کو بہت سلام قبول ہو۔

(محمد جنید جانی، اکبر پورہ)

......السلام علیکم جناب میں خوفناک ڈائجسٹ کم از کم دس سال سے پڑھ رہا ہوں اور کبھی بھی لکھ کر بھیجنے کی ہمت نہیں ہوئی کئی بار غزل، اشعار وغیرہ لکھ کر گھر میں گم ہو جاتے ہیں آج لکھ کر بھیج رہا ہوں ایک مہینہ پہلے بھی بھیجی تھیں لیکن آپ نے شاید ردی کی نظر کر دی ہوں گی اب بھی کچھ اشعار، غزل وغیرہ لکھ کر بھیج رہا ہوں آپ کی مہربانی آپ انہیں شائع ضرور کریں۔ ورنہ میرا دل ٹوٹ جائے گا اور میں آئندہ کبھی بھی نہ لکھ سکوں گا آپ مہربانی فرما کر انہیں شائع ضرور کریں شکریہ۔

(فرمان علی ساقی، حجرہ شاہ مقیم)

محترم شہزادہ التمش صاحب السلام علیکم امید کرتا ہوں کہ جناب آپ کی پوری ٹیم اللہ کے کرم سے سب ٹھیک ہوں گے اور جناب عالی میں کچھ غزلیں اور کچھ اسلامی معلومات ارسال کر رہا ہوں ان کو جلد از جلد قریبی اشاعت میں شائع کر دیں مہربانی ہو گی اور امید کرتا ہوں میری آپ حوصلہ افزائی کریں گے اور اس امید کے ساتھ پھر لکھنا شروع کر رہا ہوں کہ جس طرح جناب شہزادہ عالمگیر صاحب میری حوصلہ افزائی کرتے تھے اس طرح اب التمش صاحب اور ریاض احمد صاحب میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ساتھ دیا تو اس طرح ہی لکھتا رہوں گا اور باقی ان دوستوں کو سلام پیش کرتا ہوں جس نے میری حوصلہ افزائی کی اور مجھ کو کال بھی کرتے رہے اور امید ہے کہ اس طرح آپ میری حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے اور اپنی بہن نرگس ناز کو بہت بہت اسلام اور مس صبا کو بہت بہت سلام اگر آپ سب کا ساتھ ہوا تو آپ کو نظر آتا رہوں گا۔ اجازت۔

(محمد لقمان اعوان، سریانوالہ)

......السلام علیکم شہزادہ التمش صاحب کیسے ہیں آپ خدا آپ کے کاروبار کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے آمین بھائی میں آل ریڈی اتنی مشکل سے آپ کو تحریریں لکھ کر بھیجتی ہوں آپ نہیں جانتے کہ مجھے اپنی تحریریں ڈائجسٹ میں دیکھ کر کتنا سکون ملتا ہے میں اپنا دکھ اس کاغذ قلم سے شیئر کر کے آپ تک پہنچاتی ہوں لیکن شاید آپ کو میری تحریریں اچھی نہیں لگتی اس لیے انہیں جواب عرض میں جگہ نہیں دیتی اب تک نجانے کتنی شاعری میں آپ کو بھیج چکی ہوں لیکن وہ شائع نہیں ہوئی اپنی زندگی کی ڈائری کئی مرتبہ بھیجی لیکن وہ بھی شائع ہوئی نہیں کیوں بھائی پلیز ایسا نہ کریں کہ کبھی کبھی ایک آدھ کوپن شائع کر دیا جاتا ہے دل بہلانے کے لیے پلیز میری انمول شاعری کو یوں بے مول نہ کریں اب تو بہت ضائع ہوگئی ہے آپ کے دفتر میں مجھے تو اپنی شاعری کتاب چھپوانے کا شوق تھا ایک تو انہوں نے پیسے بہت مانگے اور دوسرا میں کسی مدد کے بغیر یہ شائع نہیں کروا سکتی تھی جب کسی کو پتہ چلا تو شاید وہ بہت برا منائیں جب بیٹھتی ہوں کچھ لکھتی ضرور رہوں پلیز اب کی بار میری بھیجی ہوئی ہر چیز شائع کریں ورنہ میں لکھنا چھوڑ دوں گی اور یہ شوق بھی اپنے اندر دفن کرلوں گی پلیز میری ساری شاعری اور دوسری ضرور شائع کرنا بھائی اگر ہو سکے تو پچھلی تمام شاعری بھی شائع کردیں۔

(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

......ماہنامہ جواب عرض شام غم نمبر بروقت ملنے پر خوشی ہوئی پہلی کی طرح اس دفعہ بھی بہت خوبصورت تھا ٹائٹل پر بہت اچھی فوٹو تھی کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں شام غم اقراء لاہور، ادھوری خواہش ایم خالد محمود مروت اندھی محبت دوست محمد وٹولیہ، دو دن کا ساتھ جاوید اقبال جاوید فیصل آباد، سلگتی یادیں سید امجد علی کراچی کی کہانیاں بہت پسند آئی ابھرتے ہوئے شاعروں میں میرے دوست کی کریم بکش کی شاعری اور عائشہ مصطفیٰ ندیم لاہور کی شاعری بہت اچھی تھی بہن عائشہ مصطفیٰ ندیم آج کل آپ کی کہانیاں جواب عرض سے غیب ہیں بہن جی آپ کی کہانیاں بہت اچھی رہتی ہیں آپ لکھا کرو اور آخر میں جواب عرض کے تمام بک سٹال والوں کو سلام۔

(محمد جنید جانی، اکبر پورہ پشاور)

......ماہ اپریل کا شمارہ ملا جسے پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی اور مجھے یہ شمارہ بہت انتظار کے بعد ملا لیکن اسے پڑھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کیونکہ جواب عرض میں میرے لیٹر اور کوپن فرسٹ ٹائم شائع ہوئے بس میں شکر گزار ہوں شہزادہ صاحب کا جنہوں نے میرے ان حقیر لفظوں کو اپنے شمارہ میں جگہ دی اس شمارہ کی سب سے بہترین سٹوری خاموش محبتیں جو کہ اس شمارہ کا نمبر بھی ہے بہت زیادہ اچھی لگی پڑھ کر میری آنکھوں میں بے ساختہ آنسو جاری ہوگئے جنہیں کوشش کرتے ہوئے بھی میں روک نہ پایا دوسرے نمبر پر بھائی نثار احمد حسرت صاحب کی سٹوری بہت پسند آئی بھائی منظور اکبر تبسم آف جھنگ ان کی سٹوری بھی اچھی لگی اس کے بعد اس شمارہ کی تمام کہانیاں ہی ایک دوسرے سے بڑھ کر بہترین ہیں۔ اور خاص طور پر اچھی رائٹروں کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جواب عرض کی شان ہیں میری دعا ہے کہ اچھے رائٹر اسی طرح لکھتے رہیں کیونکہ یہی جواب عرض کی جان ہیں۔ والسلام

(بابا انور، لاہور)

......میرے روحانی استاد جناب شہزادہ عالمگیر کی آل اولاد کو جواب عرض کے پورے سٹاف کو میرا

دلی سلام اور اس کے پڑھنے والوں میں سب دوستوں کو رائٹروں کو سچا سلام عرض کرتا ہے میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں آپ سب کو اپنے اور اپنے پیارے حبیب کے روضے کی زیارت نصیب کرے آمین، اور میرے روحانی استاد کو اپنے پیاروں کے ساتھ روز محشر کھڑا کرے اور ان کی آخری آرام گاہ کو بھی اپنے خاص کرم سے جنت کے باغوں میں بھی سے ایک پیارا سا باغ بنا دے آمین اور استاد جی کی اس محفل کو سدا روشن رکھے اس وقت جنوری کا محبت نامہ سامنے ہے لیکن افسوس جدہ میں اب بہت لیٹ آتا ہے جس کی وجہ سے میری تحریریں بھی لیٹ شائع ہوتی ہیں اس میں بھی میری ایک عدد غزل شائع ہوئی ہے نہ جانے باقی خط کس ڈبے میں ڈال دیئے گئے ہیں میری انچارج جواب عرض سے گزارش ہے کہ پردیسیوں کے ساتھ یہ سلوک مت کریں ہم لوگ پہلے ہی بہت دکھی ہیں ایسا نہ ہو کہ پردیسی لوگ اپنا قلم ہی توڑ ڈالیں بہت مشکل سے وقت ملتا ہے کچھ لکھنے کے لیے اور اگر وہ بھی شائع نہ ہو تو کیا فائدہ باقی سب کالم اچھے چل رہے ہیں سوائے ابھرتے شاعر کے یہ کالم کہاں گم ہوگیا ہے آپ خوب جانتے ہیں اشعار اور غزلیں زیادہ سے زیادہ شائع کیا کریں باقی سب دوستوں سے گزارش ہے کہ پاکستان کی سلامتی کے لیے دعائیں ضرور کیا کریں ہر ایک سے اخلاق سے پیش آئیں۔

(ایم وائی سچا، جدہ)

......ماہ اپریل کا شمارہ اس وقت میرے پاس ہے جو کہ مکمل پڑھ چکا ہوں سب سے پہلے جنون عشق ریاض صاحب کی کہانی پڑھی اس کے بعد خاموش محبتیں پڑھیں اس کے بعد اپنے پسندیدہ رائٹر دوست انتظار حسین ساقی کی کہانی پڑھی کافی عرصہ بعد نظر آئے اس کے بعد پسندیدہ رائٹر شازیہ چوہدری مثال سنگنی کی کہانیاں پڑھ کر بہت خوشی ہوئی پریا محبت ہمسفر میری بھی بہت اچھی تھی آپ کو ویلکم کہتے ہیں امید ہے آپ آئندہ بھی لکھتی رہوں گی آجکل گلشن ناز مجید احمد جائی اشفاق بٹ کافی عرصہ سے نظر نہیں آرہے کیا وجہ ہے ابھرتے ہوئے شاعر میں کشور کرن، شہزادی کرن، انعم نذیر چانداے ناز کی شاعری بہت اچھی تھی اس ماہ غزلیں بھی دکھی تھیں باقی کچھ پرانے کالم غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے اور میرا بہترین دوست کو بند کردیں ہر ماہ قسط وار ایک کہانی شائع کیا کرو۔

(پرنس عبدالرحمن گجر، منڈی بہاؤالدین)

......ماہ اپریل کا شمارہ ملا تو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، لیکن مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آئی کہ جواب عرض سٹاف والے مجھ سے کیوں ناراض ہیں آخر کار وہ میری سٹوریاں کیوں نہیں شائع کر رہے کیا غلطی ہوگئی ہے بندہ غریب سے میں نے جواب عرض کے لیے بہت سی سٹوریاں لکھی ہیں لیکن ان میں چند سٹوریاں شائع ہوئی ہیں باقی تمام ردی کی ٹوکری میں پلیز آپ میری کہانیاں شائع کیا کریں باقی ماہ اپریل کے شمارے میں جو کہانیاں تھیں بہت ہی اچھی تھیں ان میں سے میں چند کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن میں سے (میرا عشق) اللہ دتہ بے درد سرگودھا (ایسی بھی کیا خطاء) شازیہ چوہدری شیخوپورہ، اشکوں کی آگ نثار احمد حسرت نور جمال شاہی گجرات (یہ میرا نصیب تھا) منظور اکبر تبسم جھنگ (جنون عشق) ریاض احمد لاہور یہ کہانیاں قابل تعریف تھیں اس کے علاوہ باقی جو کہانیاں تھیں وہ بھی اچھی تھیں اس کے علاوہ میں منظور اکبر تبسم سے ملنا چاہتا ہوں بھائی اگر آپ مجھے اپنا موبائل نمبر دے دو آپ کی مہربانی ہوگی اس کے علاوہ اشعار، غزلیں وہ قابل تعریف تھیں کالم ملاقات میں اب نواز بھٹی کی تصویر لگی تھی ویسے تو رب نواز بھٹی

صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی لیکن کالم ملاقات میں تو بھٹی صاحب کو دیکھ لیا جواب عرض میں بہت اچھے اچھے رائٹر ہیں جو کہ کافی عرصے سے جواب عرض میں کہانیاں لکھ رہے ہیں جس طرح ایم اشفاق بٹ ناز، اللہ دتہ بے درد، مجید احمد جائی، رب نواز بھٹی، میرے پیارے دوستو میری آپ سے گزارش ہے کہ جواب عرض کے لیے ہمیشہ ہی لکھتے رہنا آخر پر تمام دوستوں اور جواب عرض سٹاف کو سلام بہت بہت شکریہ۔

(مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

---

21 مارچ کو اپریل کا جواب عرض ملا ٹائٹل بہت خوبصورت تھا ورق گردانی کرتے کرتے سٹوریوں میں گیا تو جنون عشق ریاض احمد حاضر تھے اس کے بعد عشق آسان نہیں کشور کرن نظر آئی جن کی سٹوری کا عنوان نہیں تھا مگر سٹوری تھی پھر محبت کب ساتھ چلتی ہے انتظار حسین ساقی جلوہ گر تھے میرا عشق اللہ دتہ بے درد بھی محو گفتگو تھے محبت ہمسفر میری پر باجی بھی کچھ فرما رہی تھیں ایسے بھی کیا خطا شازیہ چوہدری نے بھی خوب قلم آزمائی کی تھی کائنات، مثال نسلنی بھی کچھ فرما رہی تھیں دل سے دل تک ناصر سلیم، راہ محبت تو قیر اسلم، اشکوں کی آگ نثار احمد حسرت بھائی جان کیا بات ہے بہت خوب تیری یادوں کے سہارے ذوالفقار سانول بھائی یادیں ہی انسان کی زندگی کا سہارا ہوتی ہیں میرا نصیب منظور اکبر بھائی کوئی کسی کے نصیبوں کا شریک نہیں ہوتا خاموش محبت اے آر راحیلہ، راحیلہ جی محبت چھپانے سے نہیں چھپتی آپ کی محبت کہاں تک گئی ہے جواب ضرور دینا اس کے بعد شاعری میں خالد محمود سانول شہزادی کرن، اے ناز اور انعم نذیر وہاڑی کی شاعری زبردست تھی غزالہ جی غزل جی جو مقدر میں نہ ہو اسے دعاؤں سے اپنا مقدر بنانا چاہیے سلیم روکی صاحب آپ بھی زبردست تھے کشور کرن جی آپ بھی زبردست تھیں آپ کے نام سے کوئی لڑکی مجھے فون کر رہی ہے پتہ نہیں آپ ہو یا کوئی اور ہے بتانا ضرور کچھ لڑکیوں نے میرے نام لکھا تھا کہ اپنے شہر کا ایڈریس لکھو پلیز مجھے تو آپ کے شہر ہیڈ راجکاں کے نام سے بھی نفرت ہے کیونکہ وہاں بے وفا لوگوں کا راج ہے نورین جی آپ شادی کر لو بہتر ہے عارفہ ناز جی میرے خیال میں آپ کی عمر شادی کی ہے میری دعا ہے آپ کو ایسا شوہر ملے جو آپ کو ہمیشہ خوش رکھے جواب عرض کی مکمل ٹیم کو سلام آپ کا خیر اندیش۔

(ایم عاصم، چوک میتلا ضلع وہاڑی)

السلام علیکم! امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے میرے پیارے بھائی ریاض احمد صاحب اور شہزادہ التمش صاحب اور جواب عرض کی پوری ٹیم آپ سے ایک التجا ہے کہ جو نئے رائٹر ہیں آپ انہیں تھوڑا سا گائیڈ کریں کہ کچھ آپ کی ٹیم کے لوگ جو نئے رائٹر ہیں انہیں مس گائیڈ کرتے ہیں میں ایک چھوٹا سا ورکر ہوں جو سارا دن محنت کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں اور آپ اپنا رابطہ کا ایسا طریقہ بتائیں جو آسان بھی اور اوپر رابطہ بھی ہمیشہ رہ جائے اور ریاض بھائی آپ اپنا کوئی کنٹیکٹ نمبر دے دیں تاکہ آپ سے آسانی سے رابطہ ہو سکے اور ساتھ ساتھ جو نئے رائٹر ہیں ان کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی بھی کریں تاکہ وہ اپنا حوصلہ مزید بڑھائیں اور اچھی اچھی کہانیاں لکھ سکیں اگر آپ کا ان کو رسپانس نہیں ملے گا تو یہ حوصلہ ہار جائیں گے آپ کا بہت شکریہ۔ والسلام

(محمد راشد لطیف، صبرے والا)

دسمبر کا شمارہ میرے ہاتھ میں ہے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ بیان ہی نہیں کر سکتا کہانیوں میں محبت روگ

ہے دل کا دوست محمد خاں وٹو لیہ کہانی پسند آئی اللہ آپ کو خوش رکھے اور جواب عرض میں لکھنے کا اور زیادہ حوصلہ دے باقی سب سلسلے بہت زبردست تھے غزلوں میں حماد ظفر کی غزل پسند آئی میں کچھ دوستوں کو مس کرتا ہوں راجہ کامران کسووال حماد ظفر ارمان سنگم فیصل آباد اور تمام رائٹروں کو محبت بھرا اسلام تب تک کیلئے اجازت دیجئے۔

(ممریز بشیر گوندل، گوجرہ)

...... ماہ اپریل 2013ء نمبر خاموش محبتیں تلہ گنگ چکوال سے لیا اس بار بھی میری کوئی غزل تحریر اقوال زریں احادیث معلومات شائع نہیں کیں نہ شعر در جن کو پنز ارسال کیے ہیں اس خط میں غزلیں شعر کے کو پنز اور سلامی تحریر ارسال کر رہا ہوں جلد شائع کر دیں کہانیاں پر نظر ڈالی تو سب سے پہلے سویٹ شازیہ چوہدری کی کہانی ایسی بھی کیا خطا پڑھی بہت اچھی تھی باجی اے آر راحیلہ جھمرہ سٹی کی قسط 2 خاموش محبتیں اچھی زبردست جاری ہے اس کہانی کو پڑھ کر دل کے ارمان یاد آ گئی وہ بھی زبردست کہانی تھی انتظار حسین تاندلیانوالہ محبت کب ساتھ چلتی ہے شاندار رہی ذوالفقار علی کتووال اڈا منڈی بہاؤالدین کی کہانی تیری یادوں کے سہارے اچھی تھی نثار احمد حسرت گجرات اشکوں کی بارات شاندار رہی ان سب کو میری طرف سے مبارکباد سلام دعا ایم اشفاق بٹ کی کوئی کہانی شائع نہیں ہو رہی سویٹ شازیہ چوہدری کوئی لمبی قسط وار کہانی لکھو میں آپ سے رابطہ کرنا چاہتا ہوں انکار نہ کرنا سائرہ ارم جہلم کی میں آپ کو ایک لڑکی کی کہانی دینا چاہتا ہوں رابطہ کریں یا مجھے جگہ بتائیں میں ہاں آ جاؤں گا ویسے بھی میں آپ سے اتنا دور نہیں رہتا باقی تمام پڑھنے لکھنے والوں کو سلام دعا جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام دعا خصوصی آفس منیجر ریاض احمد کمپیوٹر گرافکس محمد انور ساجد، ایڈورٹائزنگ انچارج کرن، مارکیٹنگ انچارج زار، رابعہ ان کو سلام دعا۔

(سید عارف شاہ پریمی، موتی بازار چکوال)

...... السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میں آپ کی دعاؤں سے خیریت سے ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ آپ پھول کی مہک کی طرح زندگی بھر مہکتے رہو بھائی جان ماہنامہ جواب عرض میں چھوڑ دیا تھا اور 5 سال تک نہیں پڑھا اس کے لیے معافی چاہتا ہوں اور آج سے پھر شروع کر رہا ہوں امید ہے آپ مجھے ناچیز کو معاف کر کے اپنے دل و جان میں جگہ دیں گے میں بچپن سے ہی جواب عرض کا عاشق ہوں یہ بات آپ کو بھی پتہ ہو گی بقایا جواب عرض کے دوست کو بھی پتہ ہے کہ میں جواب عرض بہت شوق سے پڑھتا ہوں مہربانی ہو گی اگر اک دکھی عاشق کو معاف کر کے جگہ دیں تو شکریہ۔ (میرے بھائی جاوید اقبال انصاری۔ شہزادہ عالمگیر صاحب کو اس دنیا سے کوچ کیے ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال ہو گیا ہے اور تم کیسے عاشق ہو کہ تمہیں پتہ تک نہیں ان کی مغفرت کیلئے دعا ضرور کیجئے گا)

(جاوید اقبال انصاری، سیالکوٹ)

...... مارچ کا جواب عرض بروقت ملا پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ شمارا زبردست تھا اچھی اچھی تحریریں پڑھنے کو ملیں کہانیوں میں کشور کرن کی کہانی حب روایت بہت بیکار تھی ریاض احمد کی کہانی ضرورت سے زیادہ لمبی ہے۔ ذوالفقار حسین کی کہانی بچھڑے تم سے تو میری زندگی ہی اجڑ گئی عبدالرزاق کی محبت کی عداوت نذیر احمد کی محبت کا پیام ڈریم گرل کی کیسی ہے یہ زندگی ملک ہاشم کی خواب اور محبتیں

اشرف نذر کی قصور وار کون اور عقیل حسین کی ادھورا پیار بہت بیکار کہانیاں تھیں تاہم راجہ ولید کی محبت کے دو پھول آصف سانول کی فوجن، جبرائیل آفریدی کی راز غلام مصطفیٰ کی انتظار شعیب شیرازی کی گمنام محبت میاں ممتاز احمد کی کمزور عورت اور خاص کر سلیم اختر کی کاش تم ساتھ نبھاتے بہت اچھی کہانیاں تھیں منظور اکبر تبسم کی کہانی ایک ہی راستہ اچھی تھی لیکن روایتی انداز میں تحریر کی گئی تھی بہرحال تبسم صاحب تیرے پڑھنے کے دن ہیں یہ عشق وغیرہ چھوڑ دو جنید جانی آپ لاہور گلبرگ والے کو بتادیں کہ ابھی آپ بہت چھوٹے ہیں ٹافی کھایا کریں باقی اس شمارے کے تمام کالمز بہت اچھے تھے شعر و شاعری اچھی تھی اور خطوط کا بھی بڑا مزہ آیا آخر پر شکوہ یہ ہے کہ آپ میری تحریروں کو جگہ نہیں دے رہے ہو کیا وجہ ہے باقی تمام پڑھنے والوں کو پرنس کا سلام۔

——————————(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

......جواب عرض اپریل 2013 اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اس ماہ بھی تمام کہانیاں بہت اچھی تھیں جنون عشق تو ابھی جاری ہے ریاض بہت اچھی کہانی لکھی ہے میرا عشق اللہ دتہ بے درد، اشکوں کی آگ نثار احمد عشق آساں نہیں کشور کرن، بہت خوبصورت لکھا ہے اور تمام نئے ابھرتے ہوئے شاعروں کی شاعری بھی اور سب سے اچھا اسلامی صفحہ شہزادہ التمش آپ کا گلدستہ پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا ہے میری تو دعا ہے جواب عرض کی سب ٹیم اور جواب عرض کے تمام رائٹرز اسی طرح لکھتے رہیں بھائی شہزادہ التمش اور باجی شہلا عالمگیر میری شاعری کو ضرور جگہ دینا میں جواب عرض کا پرانا قاری ہوں امید ہے آپ اس مرتبہ مایوس نہیں کریں گے اور میں کہتا ہوں جواب عرض جیسا ارسال پوری دنیا میں نہیں ہے پہلے میں ایک تھا جو میرے بلاک میں اکیلا جواب عرض پڑھتا تھا اب بہت لوگ جواب عرض کو پڑھنے لگے ہیں شہزادہ التمش میں نے ایک کہانی بھی لکھی تھی پر آپ نے شائع نہیں کی شاید قابل نہ تھی۔

——————————(عبدالمجید احمد، سنٹرل جیل فیصل آباد)

......اپریل کے شمارے پر تبصرے کے ساتھ ساتھ ناچیز سلام عرض کرتا ہے اس دفعہ خاموش محبتیں نمبر پاکستان بکڈپو سے خرید کر لایا ہوں تمام سلسلے بہت اچھے ہیں مگر ایک چیز کی کمی ہے وہ ہے ذاتی صفحہ پلیز التمش بھائی آپ یہ صفحہ بھی لکھنا شروع کر دیں کیونکہ ہمیں اس چیز کی شدت سے محسوس ہوتی ہے نئے رائٹر بہت ٹاپ کلاس سٹوریز لکھ رہے ہیں ہائے وہ پرانے یاران محفل کہاں گئے ایم افضل بٹ ناز، مس اقراء لاہور، سعید انور بھٹی صاحب، شعیب اختر آسی، فرام گلگت اور بہت سے رائٹر حضرات کہاں گئے التمش بھائی میں خوفناک اور جواب عرض دونوں پڑھتا ہوں مگر جواب عرض میں کچھ بھی لکھا نہیں یہ پہلی کوشش ہے اس سے قبل ایک لیٹر آپ کو لکھ چکا ہوں 2009ء اور 2010 کے درمیان اس عرصے میں میری شعر و شاعری کبھی کبھار خوفناک میں شائع ہوتی تھی پلیز ذاتی صفحہ کو دوبارہ شروع کریں۔ والسلام۔

——————————(نزابت افشال، ضلع اٹک)

......السلام علیکم مارچ کا شمارہ ہر بار کی طرح بہت ہی اچھا تھا سب نے بہت اچھا لکھا سب کہانیاں بھی اچھی تھیں بلکہ بہت کچھ سبق بھی مل گیا شاعری اور غزلیں بھی بہت اچھی تھیں سب نے بہت کمال کا لکھا ہے پر مجھے بہت زیادہ دکھ ہوتا ہے جب میری تحریروں اور کوپن شائع نہیں کیا جاتا بلکہ ہر بار صرف خط کو شائع کیا جاتا ہے تحریریں اور کوپن جو محنت سے لکھتی ہوں ہر بار وہ ردی میں چلی جاتی ہے میں کہانی لکھنا

چاہتی ہوں لیکن شاید وہ بھی ردی کی ٹوکری میں ہی ہوگی اور پلیز ہر بار ایک ہی رائٹر کی کہانیوں کو شائع کرتے بلکہ سب کی باری باری شائع کریں آخر میں کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معافی چاہتی ہوں۔ سلام و آداب

——————————(ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

......السلام علیکم! ماہ اپریل کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت افسوس ہوا ہر بار کی طرح میرا ایک خط شامل تھا میری تحریروں کو ردی میں ڈال دیا گیا میں یہ نہیں کہتی کہ میری ہی تحریروں کو شامل کیا جائے بلکہ سب لوگ محنت سے لکھتے ہیں اور اگر آپ آگے سے شائع نہ کریں تو دکھ تو ہوگا ناں اب آتی ہوں کہانیوں کی طرف سب کی کہانیاں بہت اچھی تھیں بلکہ اس بار شاعری بہت زیادہ اچھی تھی جن میں بشیر سانول، مانسہرہ، مختیار علی گاؤں ٹلی اور رائیس ارشد ٹی خان بیلہ بھائی نے بہت اچھی شاعری لکھی اور بھی سب نے بہت اچھا لکھا آخر میں سب پڑھنے اور لکھنے والوں اور جواب عرض کے سٹاف کو بہت بہت سلام دعا۔

——————————(ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

......اپریل کا جواب عرض پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی جواب عرض کا سلسلہ بہت ہی بیوٹی فل ہے کہانیاں سب کی اچھی تھیں اور آئندہ بھی ایسے ہی لکھنے کی کوشش کریں میری طرف سے تمام رائٹرز کو اچھے کہانیاں لکھنے پر مبارکباد قبول ہو اور شاعری بھی سب کی اچھی تھی میری طرف سے تمام شاعروں کو اچھے شاعری لکھنے پر مبارکباد قبول ہو۔ سر جی مجھے جواب عرض بہت ہی مشکل سے ملتا ہے مجھے اپنے گاؤں سوات جانا ہوتا ہے جو چار گھنٹے کا سفر ہے جہاں پر ہم لوگ رہتے ہیں وہاں پر جواب عرض نہیں ملتا ملے گا بھی کیسے وہاں پر تو جواب عرض کو کوئی جانتا نہیں تو اس لیے مجھے ہر ماہ خود جانا ہوتا ہے اس لیے پلیز آپ ہمارے ساتھ تھوڑا ہیلپ کریں ہمارے غزلیں وغیرہ کو ردی نہ بنائیں پلیز سر اور آخر میں پورے جواب عرض والوں کو سلام۔

——————————(محمد نعیم اداس، ضلع شانگلہ)

......ماہ جنوری 2012ء کا نیا جواب عرض 25 تاریخ کو ملا ایشوریا کی سبز آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس بار جواب عرض بہت پیارا ہے اپنے کوپن پہلی دفعہ جواب عرض میں پڑھنے کو ملے بہت خوشی ہوئی اسی وجہ سے دوبارہ قلم اٹھانے پر مجبور ہوئی جبرائیل آفریدی کی غزل اچھی لگی آفریدی ہم آپ کے کہانی اور غزلیں وغیرہ بہت شوق سے پڑھتے ہیں کیونکہ ہم بھی آفریدی ہیں اور غزالہ جبرائیل آپ کی وائف تو نہیں ضرور بتانا اگلے شمارے میں آپ کی مہربانی ہوگی آخر میں سب دوستوں کیلئے اور جواب عرض کیلئے دعا گو والسلام۔

——————————(سونیا آفریدی، گجرات)

السلام علیکم شہزادہ التمش صاحب اس دفعہ مارچ کا جواب عرض بہت پیارا تھا مارچ کے مہینے میں ایک شام شہزادہ عالمگیر صاحب کے نام سے ایک شام منائی گئی منیر احمد رضا صاحب اور اے ڈی ناز اس کا انتظار کیا پورے پاکستان سے جواب عرض کے رائٹروں نے شرکت کی۔ یہ محفل ساری رات رہی تمام دوستوں نے شہزادہ عالمگیر صاحب کی بخشش کیلئے دعائیں کیں جن دوتوں نے شرکت کی ان کے نام جناب خالد فاروق آسی، انتظار حسین ساقی ملک علی رضا محمد عاصم مجید احمد اور بہت لوگوں نے شرکت کی یہ محفل ساہیوال کے گاؤں چک نمبر 176 میں منائی گئی اس دفعہ مارچ کی تمام کہانیاں اچھی تھیں آصف

سانول کی سٹوری فوجن محبت کے دو پھول ابھرتے ہوئے شاعروں میں گلشن ناز کی شاعری اے آر راحیلہ، آمنہ راولپنڈی باقی سب اچھے تھے میری جواب عرض کے تمام سٹاف سے درخواست ہے کہ جواب عرض اچھا اور معیاری بنائیں آخر میں ان لوگوں کو پیار بھرا سلام شیخ محمد علی چک نمبر 51/1 بچیکی ننکانہ صاحب محمد عبداللہ، شیخ بلال بچیکی تینوں اچھے دوست ہیں اعجاز احمد چدھڑ سرگودھا سے رخسار رانی کراچی سے نازیہ باقی تمام پڑھنے والوں کو سلام۔

(محمد اشرف زخمی دل، ننکانہ صاحب)

...... میں دس سال سے جواب عرض پڑھ رہا ہوں اس کے پڑھنے سے بہت لطف آتا ہے اس میگزین کے ذریعے بہت اچھے اچھے باوفا دوست ملتے ہیں میرے دوستوں نے بہت اچھی اچھی تحریریں لکھی ہیں جن پر عمل کرنے سے زندگی سنور جاتی ہے محمد شہباز گل محمد ارشد وفا کی کہانیاں پڑھ کر بہت متاثر ہوا ہوں میں کچھ ماہ سے جواب عرض نہ پڑھ سکا لیکن ماہ جنوری کا میگزین پڑھا مجھے پتہ چلا کہ میرے محبوب چیف ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں مجھے بہت دکھ اور پریشانی ہوئی لیکن دنیا فانی ہے کوئی اس دنیا میں آ رہا ہے کوئی جا رہا ہے میں دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے بیٹوں، بیٹیوں کو صبر جمیل عطا کرے۔ نماز پنجگانہ کے بعد دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ شہزادہ عالمگیر کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے۔

(مولانا عبدالغفور نقشبندی، کیلانی حافظ آباد)

ماہ اپریل کا شمارہ 13 اپریل کو ملا سب سے پہلے اپنی تحریریں تلاش کیں پھر کہانیوں کی اشاعت میں قسط وائز سٹوریاں جنون عشق ریاض احمد صاحب اور خاموش محبتیں اے آر راحیلہ منظر صاحبہ اشکوں کی آگ جناب نثار احمد حسرت ان کے بعد منظور اکبر تبسم ذوالفقار علی سانول صاحب کی تحریریں بہت پسند آئی دل سے دل تک ناصر سلیم راہ محبت توقیر اسلم رحمانی صاحب انتظار حسین ساقی صاحب کی تحریر بھی بہت پسند آئی اس کے بعد ثوبیہ حسین غزل پسند کرنے کا شکریہ رانا نذر عباس بھائی آپ کا شکوہ ہم دور کر دیں گے۔ مریز بشیر گوندل صاحب کہاں کھو گئے۔ والسلام

(حماد ظفر ہادی، گوجرہ منڈی بہاؤالدین)

ماہ فروری 2013ء کا رسالہ اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے شہزادہ التمش اور باجی شہلا میں کافی دنوں کے بعد ایک بار پھر خط لکھ رہا ہوں اور ساتھ کالم اور شاعری بھی بھیج رہا ہوں مجھے آپ سے بہت امیدیں وابستہ ہیں پلیز میری شاعری ضرور شائع کرنا میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا میں جواب عرض کا بہت پرانا قاری ہوں پہلے بھی ایک بار میں شاعری بھیج چکا ہوں پر آپ نے شائع نہیں کی ایک سال گزر گیا ہے اب بھی انتظار ہے لیکن میں نے پھر اور شاعری بھیجی ہے اس کو ضرور جگہ دینا اگر میں آزاد ہوتا تو ضرور لاہور آپ کے دفتر میں آتا اور پوری ٹیم کو ملتا جو ہمارے جیسے دکھی لوگوں کی تحریر کو شائع کرتے ہیں اور ان کو دل کی بات کہنے کا موقع دینا چاہیے۔ شکریہ

(ملک عبدالمجید، سنٹرل جیل فیصل آباد)

...... السلام علیکم ماہ فروری کا شمارہ انتیس جنوری کو ملا سب سے پہلے کہانیوں کی فہرست دیکھی تبھی

اچھی لگیں اس دفعہ رحمانی برادر بھی جواب عرض میں کود پڑا ئین مبارک ہو رحمانی برادر اس کے بعد اشرف زخمی صاحب کی سٹوری اور رئیس صدام حسین ساحل اور میرے سویٹ دوست منظور اکبر تبسم صاحب کی سٹوریاں بہت اچھی لگیں چوہدری مریز بشیر گوندل صاحب کی نعت مقبول بہت پسند آئی ارمان سنگم ہاشمی صاحب اپنے قلم سے ہمارا نام لکھنے کا شکریہ کامران حیدر راجہ سے صاحب کہاں گم ہو نذر زخمی موسٹ ویلکم۔

(حماد ظفر ہادی، گوجرہ)

محترم ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم میں آپ کو قلمی دوستی کا تعارف مع تصویر کے ارسال کرر ہا ہوں امید ہے کہ اسی سال لگادیں گے۔ اس سے پہلے بھی میں نے آپ کو کئی خط مع تعارف کے بھیجے ہیں جو کہ میری دو تین تصویریں آپ نے نہیں لگائیں آپ کے تعارف نہ چھاپنے کی وجہ سے مجھے قلمی دوستی کے اندرون بیرون ملک خطوط آنے بند ہو گئے ہیں امید ہے کہ مزید انتظار نہیں کروائیں گے اور میرا تعارف جلدی چھاپ دیں گے میں دس سال سے رسالہ پڑھ رہا ہوں۔ شکریہ

(ذیشان دیوانہ، فیصل آباد)

......جواب عرض اپریل 2013 اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اس ماہ بھی تمام کہانیاں بہت اچھی تھیں جنون عشق تو ابھی جاری ہے ریاض بہت اچھی کہانی لکھی ہے میرا عشق اللہ دتہ بے درد، اشکوں کی آگ نثار احمد عشق آساں نہیں کشور کرن، بہت خوبصورت لکھا ہے اور تمام نئے ابھرتے ہوئے شاعروں کی شاعری بھی اور سب سے اچھا اسلامی صفحہ شہزادہ التمش آپ کا گل دستہ پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا ہے میری تو دعا ہے جواب عرض کی سب ٹیم اور جواب عرض کے تمام رائٹرز اسی طرح لکھتے رہیں بھائی شہزادہ التمش اور باجی شہلا عالمگیر میری شاعری کو ضرور جگہ دینا میں جواب عرض کا پرانا قاری ہوں امید ہے آپ اس مرتبہ مایوس نہیں کریں گے اور میں کہتا ہوں جواب عرض جیسا رسالہ پوری دنیا میں نہیں ہے پہلے میں ایک تھا جو میرے بلاک میں اکیلا جواب عرض پڑھتا تھا اب بہت لوگ جواب عرض کو پڑھنے لگے ہیں شہزادہ التمش میں نے ایک کہانی بھی لکھی تھی پر آپ نے شائع نہیں کی شاید قابل نہ تھی۔

(حسن عسکری، اسلام پورہ لاہور)

......اپریل کا جواب عرض پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی جواب عرض کا سلسلہ بہت ہی بیوٹی فل ہے کہانیاں سب کی اچھی تھیں اور آئندہ بھی ایسے ہی لکھنے کی کوشش کریں میری طرف سے تمام رائٹرز کو اچھے کہانیاں لکھنے پر مبارکباد قبول ہو اور شاعری بھی سب کی اچھی تھی میری طرف سے تمام شاعروں کو اچھے شاعری لکھنے پر مبارکباد قبول ہو۔ سر جی مجھے جواب عرض بہت ہی مشکل سے ملتا ہے مجھے اپنے گاؤں اولکھ اوتاڑ جانا ہوتا ہے جو چار گھنٹے کا سفر ہے جہاں پر ہم لوگ رہتے ہیں وہاں پر جواب عرض نہیں ملتا ملے گا بھی کیسے وہاں پر تو جواب عرض کو کوئی جانتا نہیں تو اس لیے مجھے ہر ماہ خود جانا ہوتا ہے اس لیے پلیز آپ ہمارے ساتھ تھوڑا ہیلپ کریں ہمارے غزلیں وغیرہ کو ردی نہ بنائیں پلیز سر اور آخر میں پورے جواب عرض والوں کو سلام۔

(حافظ ندیم اختر ترتیب، اولکھ اوتاڑ قصور)